73

فرقوں کے تاریخی حقائق

ڈاکٹر حشمت جاہ

بلاشبہ بنی اسرائیل 72 گروہوں میں
تقسیم ہوئے اور میری امت 73 گروہوں
میں بٹے گی ایک کے علاوہ سارے آگ میں
جائیں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی، وہ کونسا
گروہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس دین
پر ہوں گے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔
(ترمذی: 2641)

نجم الغنی رامپوری کی کتاب سے لیے گئے 73 فرقوں کی تاریخ و عقائد

73 فرقوں کی تاریخی حقائق

ترتیب: ڈاکٹر حشمت جاہ

شرکت الامتیاز
رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

Marfat.com

نام کتاب: تہتر فرقوں کے تاریخی حقائق

مؤلف: ڈاکٹر حشمت جاہ

ناشر: شرکت الامتیاز

کمپوزنگ: احمد گرافکس

تعداد: 500

اشاعت سن: 2011ء

قیمت: 400روپے

Marfat.com

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
42	مفضلیہ	22	11	حدیث افتراق امت کی تحقیق	1
43	سریغیہ	23	13	یہود و عیسائی کے فرقے	2
43	غرابیہ	24	15	فرقہ ناجی و ناری	3
43	ذبابیہ	25	18	فرقوں کی تقسیم	4
44	ذمیہ	26	20	شیعہ	5
44	علیائیہ	27	20	خوارج	6
45	اثنینیہ	28	20	جبریہ	7
45	خمسیہ اور مخمسہ	29	20	قدریہ	8
46	امویہ	30	20	جہمیہ	9
46	غمامیہ	31	21	مرجیہ	10
46	رزامیہ	32	22	فرقہ شیعہ	11
47	عزاقریہ یا شلمغانیہ	33	30	غلاۃ	12
51	اسحاقیہ	34	31	سبائیہ	13
52	نصیریہ	35	34	کاملیہ	14
55	علویہ	36	35	مغیریہ	15
58	مقنعیہ	37	37	بنانیہ	16
6	راوندیہ	38	38	جناحیہ	17
63	بسلمیہ	39	39	منصوریہ	18
64	حلاجیہ	40	39	خطابیہ	19
65	کیسانیہ حرماقیہ	41	41	معمریہ	20
65	کیسانیہ	42	41	بزیغیہ	21

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
43	مختاریہ	68
44	کریبیہ	74
45	اسحاقیہ	75
46	ہاشمیہ	75
47	حربیہ کندیہ	76
48	حارثیہ	78
49	طیاریہ	78
50	حسانیہ	79
51	عباسیہ	79
52	زیدیہ	85
53	زیدیہ کے بعض عقائد	96
54	جارودیہ	97
55	دکینیہ	99
56	سلیمانیہ (جریریہ)	99
57	بتریہ (تومیہ)	100
58	نعیمیہ	101
59	یعقوبیہ	101
60	خشبیہ	101
61	صالحیہ	102
62	امامیہ	102
63	دعلیہ	110
64	نفسیہ	122
65	محمدیہ	123
66	حسینیہ	123
67	باقریہ	124
68	حاصریہ	124
69	میثمیہ	124
70	حکمیہ	125
71	حسینیہ	123
72	باقریہ	124
73	جوالقیہ	126
74	زراریہ	126
75	یونسیہ	127
76	مفوضہ یاتفویضیہ	127
77	نعمانیہ	128
78	بدائیہ	129
79	ناؤسیہ	132
80	عماریہ	133
81	عمائیہ	133
82	اسحاقیہ	134
83	بعلوریہ	134
84	مفضلیہ قطعیہ	134

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
85	موسویہ	135	105	نوابان رام پور	161
86	ممطوریہ	135	106	عقائد اثنا عشریہ کی تفصیل	162
87	راجعیہ کاظمیہ	135	107	شریکیہ	167
88	احمدیہ	137	108	تناخیہ یا تناخیہ	167
89	جعفریہ	137	109	خطیہ	168
90	اثنا عشریہ	137	110	خلفیہ	168
91	ائمہ کی ترتیب	141	111	رجیہ یا راجعیہ	168
92	باب	150	112	متربعیہ	168
93	فرقہ اثنا عشریہ کے ترقی	151	113	ابدیہ	168
	کرنے کی کیفیت		114	لاغیہ	169
94	چنگیز خانی	153	115	متراضیہ	169
95	ترکمان بادشاہ	154	116	حزنیہ	169
96	سلاطین صفویہ	154	117	کیالیہ	169
97	سلاطین زندیہ	155	118	فرقہ خوارج	171
98	سلاطین قاچاریہ	155	119	حروریہ	174
99	شاہان بہمنیہ	156	120	محکمہ	177
100	شاہان عادل شاہیہ	156	121	نواصب	178
101	نظام شاہیہ	157	122	شراۃ	180
102	قطب شاہیہ	157	123	مارقہ	180
103	شاہان مغلیہ	159	124	اباضیہ اور سفریہ	185
104	والیان اودھ	159	125	راسبیہ	185

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
126	یسیہ	186	147	مجہولیہ	211
127	مرادیہ	187	148	صلتیہ	211
128	ازارقہ	188	149	ثعالبہ یا ثعلبیہ	211
129	نجدات	196	150	اخنسیہ	212
130	عطویہ	197	151	معبدیہ	212
131	فدیکیہ	199	152	رشیدیہ	212
132	عاذریہ	199	153	شیبانیہ	213
133	اصفریہ	200	154	مکرمیہ	215
134	اباضیہ	203	155	ضحاکیہ	215
135	حفصیہ	204	156	شبیبیہ	218
136	یزیدیہ	205	157	کوزیہ	223
137	حارثیہ	206	158	کنزیہ	223
138	عبادیہ	206	159	شمراخیہ	223
139	عجاردہ	208	160	بدعیہ	223
140	میمونیہ	208	161	اصومیہ	224
141	حمزیہ	209	162	یعقوبیہ	224
142	شعیبیہ	209	163	فضلیہ	224
143	حازمیہ	210	164	فرقہ یزیدی	224
144	خلفیہ	210	165	خوارج کے بعض عقائد	230
145	اطرافیہ	210	166	فرقہ مرجیہ	234
146	معلومیہ	211	167	یونسیہ	236

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
168	عبیدیہ	237	189	مشبہ	250
169	غسانیہ	237	190	حشونیہ	250
170	ثومنیہ	243	191	فرقہ نجاریہ	250
171	مریسیہ	244	192	برغوثیہ	251
172	غیلانیہ	245	193	زعفرانیہ	251
173	شبیبیہ	246	194	مستدرکہ	251
174	ثوبانیہ	246	195	فرقہ جبریہ	252
175	ثمریہ	246	196	جہمیہ	253
176	معاذیہ	247	197	سمنیہ	254
177	یونانیہ	247	198	معطلہ	255
178	صالحیہ	247	199	معطلیہ	262
179	تارکیہ	248	200	مرابضیہ	262
180	راجیہ	248	201	واردیہ	262
181	شاملیہ	248	202	حرقیہ	263
182	شاکیہ	249	203	مخلوقیہ	263
183	تہمیہ	249	204	نمیریہ	263
184	عملیہ	249	205	فانیہ	263
185	منقومیہ	249	206	زنادقیہ	263
186	مشئیہ	249	207	قبریہ	263
187	اشربیہ	249	208	واقفیہ	263
188	بدعیہ	250	209	لفظیہ	264

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
210	جہمیہ اتحادیہ	265	241	زکریا بن محمد باقر	306
211	بکریہ	265	242	مغیرہ	306
212	فسراریہ	265	243	عبداللہ بن معاویہ	306
213	مغطریہ	266	244	محمد بن حنفیہ	306
214	افعالیہ	266	245	محمد نفس زکیہ	307
215	معیہ	267	246	محمد بن قاسم	307
216	مفروغیہ	267	247	حضرت محمد باقر	307
217	بخاریہ	267	248	حضرت جعفر صادق	307
218	مشمدیہ	267	249	حضرت موسیٰ کاظم	307
219	کسلیہ (کبیہ)	267	250	حضرت حسن عسکری	307
220	سابقیہ	267	251	حضرت محمد بن حسن عسکری	307
221	حبیبیہ	268	252	محمد مہدی عباسی	308
222	فکریہ	268	253	حضرت عمر بن عبدالعزیز	308
223	خوفیہ	268	254	احمد بن کیال	308
224	حسبیہ	268	255	علی محمد باب	308
225	بلطخیہ	268	256	محمود مسجوای	309
226	صباحیہ	268	257	سید محمد جونپوری	309
227	فرقہ قدریہ	269	258	مہدویہ کے عقائد	322
228	فرقہ مشبہ	270	259	سید محمد نور بخش جونپوری	328
229	شبانیہ	270	260	ادریس	329
230	معطلہ	271	261	کرد	330
231	مقاتلیہ	275	262	ازبک	330

Marfat.com

331	ابوعبداللہ محمد ابن تومرت	263	276	حشویہ	232
336	شہرسوس کا مہدی	264	281	کرامیہ	233
337	سید محمد	265	284	منہالیہ	234
337	محمد بن عبداللہ	266	284	سالیہ	235
337	فرقہ بابی	267	285	واحدیہ	236
349	فرقہ بابیہ کے عقائد	268	288	روشنیاں	237
350	فرقہ احمدیہ قادیانی	269	294	دین الٰہی	238
			300	فربود	239
			305	مہدیوں کے تذکرے	240

Marfat.com

ادارے کی طرف سے

یہ کتاب چھاپنے کا مقصد یہ ہے کہ 73 فرقوں کی تاریخ اور عقائد جاننے کا موقع مل سکے اس کتاب میں بہت سی ایسی باتیں بھی ہیں جو ناگوار گزریں گی لیکن ان باتوں سے آپ کا یا ہمارا متفق ہونا ضروری نہیں۔ یہ مصنف کے اپنے خیالات اور تحقیق ہے۔

یہ کتاب کوئی نئی کتاب نہیں بلکہ نجم الغنی رامپوری کی کتاب ''مذاہب و اسلام'' سے لی گئی ہے۔ اس میں کوئی نئی بات یا نئی تحقیق شامل نہیں۔ ہم نے اتنا کیا ہے کہ اس کتاب میں سے تمام فرقوں کے بارے میں مواد نکال کر ترتیب دے دیا ہے لہذا اس کتاب کے اصل مصنف نجم الغنی رامپوری ہیں ترتیب ڈاکٹر حشمت جاہ نے دی ہے جو خاصا محنت طلب کام تھا جسے بخوبی انجام دیا گیا۔

آخر میں ایک گذارش ہے کہ اگر کوئی غلطی نظر آئے تو ہماری توجہ اس طرف ضرور دلائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں درست کیا جائے۔

ادارہ

Marfat.com

حدیث افتراق امت کی تحقیق

اہل علم تحصیل علم کے اعتبار سے چار قسم پر ہیں۔ (۱) صوفیہ یہ علم انکشافی کو نبی ﷺ کی متابعت سے حاصل کرتے ہیں۔ (۲) اشراقیین یہ علم اشراقی کو نبی کی متابعت کے بغیر حاصل کرتے ہیں۔ (۳) مشائیین یہ عقل کے ساتھ استدلال کرتے ہیں۔ (۴) متکلمین یہ کتاب وسنت اور اجماع کے ساتھ استدلال کرتے ہیں اور یہ ۷۳ فرقے ہیں جن کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں کیا ہے (افترقت الیهود علی احدیٰ و سبعین او اثنتین و سبعین فرقته و افترقت النصاریٰ علیٰ احدی و سبعین اواثنتین و سبعین فرقة و تفترق امتی علیٰ ثلث و سبعین فرقة) یعنی یہود اور عیسائی بھی اکہتر یا بہتر فرقے ہو گئے۔ میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور ابن ماجہ کی ایک روایت عوف بن مالکؓ سے یوں ہے کہ یہود اکہتر فرقے ہو گئے جن میں سے ایک جنت میں اور ستر دوزخ میں اور عیسائی بہتر فرقے ہو گئے کہ اکہتر آگ میں ہیں اور ایک جنت میں قسم ہے اس اللہ کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں بقائے ذات محمدی ہے تحقیق میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی جن میں سے ایک فرقہ جنتی ہے اور بہتر دوزخی اور عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کا لفظ مرفوع یہ ہے (قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیاتین علےٰ امتی ما اتی علی بنی اسرائیل حذ و النعل بالعل حتی ان کان منهم من اتی امه علانیة لکان فی امتی من یصنع ذلک و ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین و سبعین علة و ستفترق امتی علی ثلث و سبعتین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة قالو امن هی یارسول الله قال ما انا علیه و اصحابی رواه الترمذی و قال غریب) یعنی میری امت کے لوگوں پر وہی آئے گا جو

Marfat.com

بنی اسرائیل پر آیا مطابق ہوں گے ان کے یہاں تک کہ اگر کسی نے ان میں سے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ صحبت کی ہو تو میری امت میں بھی کوئی شخص پیدا ہو جائے گا کہ وہ ایسا کام کرے گا اور بنی اسرائیل بہتر فرقے ہوں گے میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی سب آگ میں جائیں گے مگر ایک ملت والے صحابہ نے پوچھا وہ کون ہیں اے رسول اللہ فرمایا وہ طریقہ جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں احمد اور ابوداؤد کا لفظ معاویہ سے یوں ہے (قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان من کان قبلکم من اهل الکتاب افتر قوا علے ثنتین و سبعین ملة دان هذاالا مه ستفرق علی ثلث و سبعین فرقة ثنتان وسبعون فی النار واحده فی الجنته وهی الجماعه) یعنی ہم میں حضرت محمدؐ خطبے میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ خبردار جو کہ تم سے پہلے اہل کتاب تھے وہ بہتر فرقے ہو گئے اور قریب ہے کہ امت تہتر فرقے ہو جائے گی۔ بہتر آگ میں جائیں گے اور ایک جنت میں وہ جماعت ہے لفظ جماعت کا اطلاق اہلِ سنت پر اسی حدیث سے ثابت ہوا ہے اور ابن عدی نے ابوہریرہؓ سے صرف اسی قدر روایت کیا ہے یہود اکہتر فرقے بن گئے اور عیسائی بہتر میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی۔ بیہقی نے افتراق امت کی حدیث کو صحیح حسن کہا ہے پھر حاکم نے کہا ہے کہ اصول میں یہ ایک بڑی حدیث ہے سعد بن ابی وقاص اور ابن عمرو اور عوف بن مالک نے مثل اس کے روایت کی ہے اور بقول مؤلف مقاصد حسنہ انس اور جابر اور ابوامامہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور عویمرا اور ابودر دا اور واثلہ اور عبداللہ بن عمر بن عاص اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے بھی اس مضمون کی روایتیں آئی ہیں اور ابوہریرہؓ بھی اس کے راوی ہیں اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن عدی اور حاکم اور ابن حبان وغیرہ محققین حدیث نے اس کو اپنی اپنی کتاب میں روایت کیا ہے۔ اور جامع الاصول اور تیسیر الوصول اور مقاصد حسنہ اور جمع الجوامع اور کتاب بیہقی وغیرہ میں ان روایات کو ان کتب صحاح حدیث وغیرہ سے نقل کیا ہے تو اس کی صحت میں کلام نہیں مجھے مولوی شبلی نعمانی صاحب نعمانی سے تعجب ہے کہ انہوں نے سیرۃ النعمان کے صفحہ ۱۳۲ میں محض اپنی رائے سے اس حدیث کو کیوں موضوع قرار دے دیا کوئی بھی دلیل اس کی موضوعیت کی مولوی صاحب نے نہیں بیان کی۔ اس حدیث کے طریق بہت ہیں اور آئمہ حدیث نے اس کو صحیح مانا ہے اور ترمذی نے جو اس طریق کی روایت کو غریب کہا ہے سو اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی زمانے میں اس کی روایت ایک ہی راوی سے

Marfat.com

ہوئی ہے اور غریب احادیث صحیحہ کے اقسام سے ہے اور صحیح حدیث قابل حجت ہے پھر حسن لدانہ پھر حسن لغیرہ۔ اور تمام طریقوں میں تفرق تہتر فرقوں میں آیا ہے نہ بہتر میں اگرچہ سیوطی نے ایک حدیث ابن ماجہ کی جوانسؓ سے مروی ہے۔ اس مضمون کو بھی نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل کے اکہتر فرقے ہوگئے اور میری امت بہتر فرقے ہوجائے گی۔ سب دوزخ میں جائیں گے مگر ایک فرقہ اور یہ جماعت ہے مگر شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں کہتے ہیں کہ اس روایت کا اعتبار ان بہت سی روایات کے مقابل نہیں ہوسکتا بلکہ سیوطی نے بھی ابن ماجہ کی حدیث عوف بن مالک سے امت محمدیؐ کے تہتر فرقے ہوجانے کے باب میں نقل کی ہے سو یہی صحیح روایت ہے اور یہی وجہ ہے کہ صاحب سفر السعادت نے فرمایا ہے کہ درباب افتراق امت بر ہفتاد و دو فرقہ چیزے ثابت نہ شدہ۔ مطلب یہ ہے کہ تفرق امت تہتر فرقوں پر ثابت ہوا ہے نہ بہتر پر اور اگر یہ ثابت کیا جائے تو مصنف سفر السعادت کی مراد یہ ہے کہ افتراق امت کے باب میں مطلقاً کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی اور جو کچھ اس معاملے میں آیا ہے وہ سب موضوع ہے تو یہ قول ان کا کیسے معتبر ہوسکتا ہے۔ جب کہ اتنے بہت آئمہ حدیث افتراق امت کی روایت صحیح تسلیم کرتے ہیں اور بہت سے طریقوں سے مروی بھی ہے شاید مولوی شبلی صاحب نے اس حدیث کے موضوع ہونے کے قول کو یہیں سے اڑایا ہے مگر صاحب سفر السعادت تو یہ کہتے ہیں کہ امت محمدیؐ کا بہتر فرقے ہوجانا کسی حدیث سے ثابت نہیں مولوی صاحب نے ایک بڑھا کر تہتر اپنی رائے سے کہا ہے۔

یہود و عیسائی کے فرقے

یہود کے اشہر و اظہر فرقے عنانیہ۔ عیسویہ اور یوذعانیہ تھے انہیں میں سے موشکافیہ و سامریہ ہیں یہ فرقے بڑے ہیں ان میں سے اکہتر فرقے نکلے جن میں سے بعض بت پرست ہیں اور بعض آفتاب و ماہتاب و نجوم پرست اور بعض اوثان پرست صنم کہتے ہیں بت کو وثن کہتے ہیں استھان کو اس لفظ میں سارے معبود باطلہ داخل ہیں جیسے بت۔ شجر وغیرہ۔ سالونیکا میں ایک اور عجیب فرقہ یہودیوں کا رہتا ہے جسے ماسم بولتے ہیں اس کا اعتقاد جھوٹے مسیح سیت لیوی پر ہے جس کی نسبت بیان کیا ہے کہ وہ پھر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ آئے گا مگر علاوہ اس کے ان لوگوں میں اور بہت سے مختلف عقائد ہیں جس کے لحاظ سے

Marfat.com

یہ تین فرقوں میں منقسم ہو رہے ہیں۔ وہ دل سے یہودی ہیں مگر یہودیوں کے بڑے گروہ اور مسلمانوں کے ساتھ آباد رہنے سے ذلیل ہو رہے ہیں اور وہ اپنے آپس ہی میں بیاہ شادی کرتے ہیں اور قصبے میں ایک خاص مقام پر یکجا آباد ہیں یا یہ کہ ان کا ایک محلہ ہی علیحدہ ہے۔ اس فرقے کے کچھ لوگ روسی عملداری میں رہتے تھے۔ سالونیکا میں عموماً وہ اپنے کو مسلمان کہتے ہیں مگر ہیں وہ یہودی ہی اور بڑے فرقے عیسائی کے تین ہیں۔ ملکانیہ۔ نسطوریہ اور یعقوبیہ باقی فرقے انہیں میں سے نکلے ہیں۔ شہرستانی نے ان سب فرقوں کا ذکر ملل ونحل میں کیا ہے ان کے احوال کی حکایت سے ہم کو کچھ غرض نہیں ہے۔ مگر اس ضمن میں اتنا کہنا مناسب ہے کہ یورپ کے عیسائیوں میں تین مذہب خاص کر سب سے بڑے تصور کیے جاتے ہیں ایک رومن کیتھولک یعنی رومی کلیسا جن کے نزدیک دین کا سب سے بڑا امام اور حضرت عیسیٰؑ کے خاص الخاص حواری پطرس کا خلیفہ پوپ تصور کیا جاتا ہے جو اٹلی کے قدیم شہر روم (بواؤ مجہول) میں رہتا ہے۔ تعداد کے لحاظ سے عیسائیوں میں رومی کلیسیا کے لوگ زیادہ ہیں مگر اس مذہب والوں کی سلطنتوں میں پہلے سے کمی اور ضعف آ گیا ہے صرف ایک سلطنت فرانس کی ان میں بہت زبردست باقی ہے۔ دوسرا مذہب گریک چرچ یعنی یونانی کلیسا ہے اس فرقے کے سب عیسائی زار روس کو مسیحؑ کا خلیفہ اور اپنا پیشوا اور امام سمجھتے تھے اور اس کے کل احکام دینی ودنیوی واجب التعمیل جانتے ہیں اور جو عیسائی ان احکام کی تعمیل سے اعراض وانکار کرے اسے اپنی جماعت سے خارج اور بے دین تصور کرتے ہیں۔ تیسرا بڑا مذہب پروٹسٹنٹ ہے جو اس فرقے والوں کا زور آج کل زیادہ ہے اور چھوٹی بڑی کئی سلطنتیں رکھتے تھے انگلستان و جرمن دو سلطنتیں ان میں بہت زبردست تھیں اس مذہب میں بہت سے فرقے شاخ در شاخ مثل لوتھرن۔ کینلورنسٹ۔ ریفائنڈ چرچ۔ پرنس بائی ٹرین اور چرچ آف انگلینڈ وغیرہ وغیرہ پیدا ہو گئے تھے۔ گلاسگو واقع سکاٹ لینڈ میں کارلائل کے زمانے سے عیسائیوں کا ایک فرقہ یونیٹیرین (موحد) نامی پیدا ہو گیا ہے جو مسلمانوں کی طرح اللہ وحدہٗ لاشریک پر اعتقاد رکھتا ہے اور حضرت عیسیٰؑ کو صرف اس کا پیغمبر مانتا ہے یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں مگر اسلام سے ان کو نفرت بدستور چلی جاتی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام سے واقفیت حاصل کرنے کا ذریعہ ان کے پاس صرف متعصب عیسائی مصنفوں کی کتابیں ہیں۔

Marfat.com

فرقہ ناجی و ناری

احادیث افتراق امت میں اشکال ہے دو طرح پر ایک یہ کہ ان میں اکثر اشخاص امت محمدیؐ پر حکم ہلاک اور ناری ہونے کا کیا ہے حالانکہ اور حدیثوں میں آیا ہے کہ یہ امت مرحوم ہے اور جنت میں سب سے زیادہ یہی امت ہوگی یہاں تک کہ وہاں دو تہائی اس امت کے لوگ ہوں گے اور ایک تہائی میں باقی امتیں اس کا جواب بعض لوگوں نے یہ دیا ہے کہ مراد اس جگہ امت سے امت دعوت ہے نہ امت اجابت اور مراد امت اجابت سے وہ لوگ ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں جلال الدین دوانی شرح عقائد عضدیہ میں کہتے ہیں کہ ظاہرا مراد امت اجابت ہے نہ امت دعوت اس لیے اکثر جب حدیث میں اس طور پر بیان ہوا ہے تو اس کلام سے مراد اہل قبلہ ہیں اتنی واقعی حدیث مذکور میں امت دعوت قرار دینا درست نہیں کیونکہ یہ حدیث خاص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کی تفریق کے بیان میں وارد ہوئی ہے چنانچہ اس میں لفظ امتی ہے۔ امت حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کا شمار اس میں داخل کر کے نہیں فرمایا ہے ان کے واسطے اور حدیث ہے۔(نہ قال صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل تفرقت بعد موسیٰؑ علی احدیٰ و سبعین فرقتہ و بعد عیسےٰ علے اثنین و سبعین فرقہ و نستفرق امتی من بعدی ثلثۃ و سبعون فرقۃ) اگر سب فرقے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مع اصناف کفار شمار کریں گے تو تہتر فرقے کیوں کر ہوں گے پس اگر چہ کفار بھی امت دعوت ہیں لیکن یہاں مراد امت سے امت اجابت ہے جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا اسی وجہ سے امتی کہہ کر اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے۔ دوسرا اشکال بابت تعین فرقہ ناجیہ کے ہے ہر فرقے کو یہ گمان ہے میں ناجی ہوں اور غیر میرا ناری ہے اس پر ہر کسی نے اپنی اپنی دلیلیں لکھی ہیں جو مکڑی کے جال سے بھی زیادہ کمزور ہیں فرقہ ، ناجیہ سے وہی فرقہ ہے جو مصداق اس لفظ کا ہے ما انا علیہ و اصحابی یہ لفظ اسی شخص پر صادق آتا ہے جس کے عقیدے و عمل میں کوئی بدعت ظاہر و مخفی نہیں ہے بلکہ سارے عقائد و اعمال اس کے مطابق سنت مطہرہ و سیرت صحابہ کے ہیں کسی نے یوں ہی کہا ہے کہ فرقہ ناجیہ ہر فرقے کے صلحا ہیں کسی نے کہا۔ اہل بیت رسالت ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ کوئی فرقہ خاص نہیں ناجی وہی گروہ ہے جو کہ خاص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی راہ پر چلتا ہے اور

Marfat.com

کسی طرح کی بدعت دھوا میں مبتلا نہیں جس طرح ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری و مسلم میں روایت کی ہے کہ ایک اعرابی نے شرائع اسلام کو حضرت محمدؐ سے دریافت کر کے یہ عرض کیا تھا والذی نفسی بیدہ لا ازید علی ھذا شیئا و لا انقص منه یعنی قسم ہے اس ذات کی کہ جان میری اس کے ہاتھ میں ہے جو آپؐ نے فرمادیا ہے میں اس پر نہ کچھ زیادہ کروں گا اور نہ اس سے کچھ کم کروں گا اس پر حضرت محمدؐ نے اس کو جنتی فرمایا تھا یعنی ناجی نار سے سو جو کوئی دعویٰ نجات کا کرے اور اس کے عقائد و اعمال خلاف طریقہ حضرت محمدؐ اور سیرت صحابہ کے ہوں تو وہ دعویٰ اس کا باطل ہے اسلام کے تہتر فرقوں میں سے وہ کون سا فرقہ ہے جو اپنے آپ کو ناجی اور اپنے مخالف کو ناری نہیں جانتا ہے لیکن ایک امامیہ مذہب شاعر کہتا ہے۔ مصرعہ ناجی واللہ فرقہ اثنا عشری ہے۔ لیکن تصدیق اس دعوے کی یا تکذیب اس کی اسی طرح پر ممکن ہے کہ جس کا عقیدہ و عمل ما انا علیه و اصحابی کے موافق ہو اور کسی طرح کا خلاف بدعت سیئہ کی طرف سے اس کے عقیدے و عمل میں نہ آئے گو بعض تقصیرات فروعیہ اس سے صادر ہو جائیں وہ ناجی ہے اور جس کا عقیدہ و عمل اس کے مخالف ہو وہ ناری ہے کیونکہ عہد حضرت محمدؐ و صحابہ میں کسی کے عمل و عقیدے میں کوئی بدعت نہ تھی اگرچہ بعض افراد سے طاعت میں قصور و فتور و ارتکاب فجور ہو جاتا تھا ابن حزم نے زیادت لا واحدۃ کو موضوع کہا ہے لیکن یہ دعویٰ ان کا صحت کو نہیں پہنچا۔ نہایت یہ ہے کہ یہ زیادت شاذ ہو نہ موضوع بعض علما فرماتے ہیں کہ مراد ناری ہونے سے اگر خلود نار ہے تو یہ بات مخالف نص و احادیث صحیحہ قطعیہ کے ہے کیونکہ کوئی فرقہ اسلام کا مخلد فی النار نہ رہے گا او اگر مراد ناری ہونے سے یہ ہے کہ چند مدت نار میں رہے گا پھر نجات پائے گا تو یہ بات مسلم ہے لیکن اس تقدیر پر یہ بات لازم آتی ہے کہ کوئی شخص فرقہ ناجیہ میں سے نار میں نہ جائے حالانکہ احادیث صحیحہ دلیل ہیں اس بات پر کہ فساق مومنین چندے نار میں جائیں گے۔ تو یہ شبہ قدیمہ ہے اہل علم نے اس کے چار پانچ جواب لکھے ہیں جو کہ شرح و حواشی عقائد ملا جلال میں مذکور ہیں ان میں سے زیادہ حج و اقویٰ اس جواب کو کہا ہے جو ملا جلال دوانی نے دیا ہے شق ثانی کو اختیار کر کے یعنی مراد دخول من حیث الاعتقاد ہے اور فرقہ ناجیہ کا دخول من حیث الاعتقاد نہ ہوگا گو بسبب بعض تقصیرات عمل کے آگ میں جائیں۔ دوسرا جواب امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے جس کو محدثین نے بھی پسند کیا ہے وہ یہ کہ مراد فرقہ ناجیہ سے وہ لوگ ہیں جو مطلقاً نار میں نہ جائیں گے نہ من حیث الاعتقاد اور نہ من حیث

Marfat.com

العمل بلکہ بے وصول عذاب داخل جنت ہوں گے ان کی معصیت خواہ عفو ہو جائے یا شدائد موت وقبر واہوال قیامت میں مجرا ہو جائے یا شفاعت حضرت سے وہ سارے ذنوب محو ہو جائیں غزالی کا یہ کہنا کہ فرقہ ناجیہ وہی ہے جو بے حساب و کتاب و بے شفاعت جنت میں جائے گا کما حقہ نہیں تھا اس لیے کہ اس صورت میں دائرہ نجات کا بہت تنگ ہوا جاتا تھا لہٰذا محققین متاخرین نے جواب مذکور کو اصلاح فرما کر تقریر مسطور کی ہے اور تیسرا جواب یہ ہے کہ کلها فی النار کے معنی کل واحد من افراد کل فرقة فی النار ہے یعنی ہر ایک آدمی ہر ایک فرقے کی افراد سے آگ میں جائے گا پس اس عبادت سے مراد ایجاب کلی ہے پھر الا واحدۃ کے ساتھ استثنا کرنے سے یہ ایجاب کلی رفع ہوا اور رفع ایجاب کلی ایک جزئی کے ساتھ بھی صادق ہوسکتا ہے چنانچہ یہ بات ظاہر ہے کہ پس اس صورت میں معنی لا واحدۃ کے یہ ہوں گے کہ ہر ہر فرد اس فرقے کے دوزخ میں داخل نہ ہوگی گو بعض بسبب تقصیر اعمال کے داخل دوزخ ہوں اس صورت میں اشکال دفع ہوگیا۔ اور فرقوں غیر ناجیہ اور فرقہ ناجیہ میں وجہ امتیاز اسی قدر ہوئی کہ غیر ناجی فرقے سارے داخل دوزخ ہوں گے اور یہ فرقہ سارا دوزخ میں نہ جائے گا لیکن فرقہ ناجی کا امتیاز اور فرقوں سے اعمال کے ساتھ نہیں ہوسکتا اس لیے کہ اعمال سب میں مشترک ہیں پس امتیاز کا باعث صرف عقائد کی درستی اور صحت ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ اس جواب کا مرجع بھی جواب اول کی طرف ہوتا ہے اور سب سے بہتر ایک اور جواب ہے جو موافق ہے استعمال قدیم عرب کے اور حدیث میں بھی اس کے استعمال کی شہادت موجود ہے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ کلہا فی النار سے مراد بطلان ہے چنانچہ جب کہتے ہیں فلاں چیز فی النار ہے تو اس سے مراد یہی ہوتی ہے کہ باطل ہے چنانچہ حدیث صحیح میں آیا ہے (الهذاء فی النار) یعنی زبان درازی باطل ہے اور سورۂ نساء میں ہے (اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا) (سورۃ نساء۔۴ آیت۔۱۰) جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں اس کے سوا نہیں کہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں نارًا سے مراد یہاں باطل وحرام چیز ہے اس لیے کہ یتیم کا مال حقیقت میں آگ نہیں اور مجاز پر اس واسطے حمل نہیں کرتے کہ یہ جو کہا ہے کہ پیٹوں میں کھاتے ہیں یہ قول سراسر پکار کر بتا رہا ہے کہ یہاں مجاز مراد نہیں پس حدیث مذکور میں کلهم فی النار سے یہ مراد ہوگی کہ تمام فرقے باطل پر ہیں گو ایک عقیدہ اور ایک عمل کی وجہ سے ہوں یا دو کی اور فرقہ ناجی کے نہ عقیدے میں بطلان ہے نہ عمل میں مگر یہ چاہیے

Marfat.com

کہ فرقہ ناجی کی تخصیص اس بات کے ساتھ کردی جائے کہ نہ ان کے عمل میں بدعیت ہے نہ عقیدے میں اور یہی منشا جواب دوم کا بھی ہے یا بطلان کو صرف اعتقادیات کے ساتھ مخصوص کردیا جائے یعنی یہ کہا جائے کہ ان کے اعتقاد میں کسی طرح کا فتور نہیں پس اس صورت میں یہ جواب پہلے جواب کی طرف رجوع کرے گا اسی واسطے کہا ہے کہ اقوی دارجح وہی جواب اول ہے۔ اور شیخ علاء الدولہ سمنانی نے عروہ میں کہا ہے کہ اسلام کے تمام فرقے اہل نجات ہیں اور حدیث میں مراد ناجیہ سے ناجیہ بے شفاعت ہے انتہیٰ مراد سارے فرقے اسلام کے اہل نجات ہونے سے یہ ہے کہ بقدر سزائے معاصی کے دوزخ میں رہ کر بالآخر اس سے نجات پائیں گے اور جنت میں داخل کیئے جائیں گے اور ناجیہ سے ناجیہ بے شفاعت مراد لینے میں وہی قباحت ہے جو امام غزالی کے جواب میں بیان ہوئی پس بہتر جواب وہی ہے جو منفین متاخرین نے امام غزالی کے جواب میں اصلاح کر کے بیان کیا ہے۔

فرقوں کی تقسیم

یہ ارشاد حضرت محمد ﷺ کا کہ میری امت تہتر فرقے ہوجائے گی ایک معجزہ ہے اس لئے کہ جو کچھ فرمایا ہے وہ بے کم وکاست ظہور میں آیا۔ ابن حزم نے ملل ونحل میں کہا ہے کہ اہل اسلام کے پانچ فرقے ہیں ایک اہل سنت دوسرے معتزلہ اور انہیں میں قدریہ داخل ہیں تیسرے مرجیہ اور ان ہی میں جہمیہ کرامیہ کا شمار ہے چوتھے شیعہ پانچواں خوارج انہیں میں ازارقہ واباضیہ ہیں پھر ہر ایک فرقہ ان میں سے کئی فریق ہوگیا۔ بڑا افتراق اہل سنت کا فتوی میں ہوا اور تھوڑا سا اعتقادات میں فتوئی میں چار مذہب ہوگئے حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی اعتقاد میں تین گروہ ہوگئے۔ اشعری۔ ماتریدی۔ حنبلی۔ رہے چار فرقے سوائے اہل سنت کے سوان میں سے کسی کا خلاف اہل سنت کے ساتھ بعید ہے اور کسی کا قریب مرجیہ کے فرقوں میں اہل سنت سے قریب وہ ہیں جن کا قول ہے کہ ایمان کہتے ہیں دل اور زبان دونوں سے تصدیق واقرار کرنے کو۔ رہے سارے اعمال سو فقط فرائض وشرائع اسلام ہیں ایمان میں داخل نہیں اور ان میں اہل سنت سے بعید وہ فرقے ہیں ایک اصحاب جہم بن صفوان جن کا قول یہ ہے کہ ایمان صرف تصدیق بالقلب کا نام ہے اگرچہ مومن کفر وتثلیث کا کلمہ زبان سے کہے اور بت پرستی کرے اور یہ بطور تقیہ کے بھی نہ ہو تب بھی ایمان نہیں

Marfat.com

جاسکتا جب تک تصدیق بالقلب باقی رہے دوسرے اصحاب محمد بن کرام جن کا قول یہ ہے کہ ایمان لفظ زبان سے اقرار کرنے یعنی کلمہ شہادت کے پڑھنے کو کہتے ہیں پس اگر کوئی شخص دل سے کفر کا معتقد ہو تو اس کا ایمان باطل نہیں ہوسکتا جب تک زبانی اقرار باقی ہے اسی طرح اور باقی فرقوں کا ذکر ہے۔ حیٰۃ الاکوان میں لکھا ہے کہ معتزلہ میں اہل سنت سے قریب وہ ہیں جو کہ اصحاب حسین نجار و بشر بن غیاث مریسی ہیں اور بعد ان کے اصحاب ابوہذیل علاف ہیں اور مذاہب شیعہ میں اہل سنت سے قریب اصحاب حسن بن صالح ہیں جن کا فرقہ صالحیہ کہلاتا ہے اور شیعہ زیدیہ میں شمار پاتا ہے اور ان میں سے بعید فرقہ امامیہ ہے رہے غلاۃ ان کے سو وہ سرے سے مسلمان ہی نہیں بلکہ اہل روت و شرک ہیں اور قریب فرقہ خوارج میں اصحاب عبداللہ بن یزید اباضی ہیں اور بعید ان کے ازارقہ ہیں رہے بطیخیہ اور وہ جو منکر کسی شے کے قرآن میں سے ہیں اور اجماع کے مخالف ہیں جیسے عجاردہ وغیرہ سو وہ باجماع امت کفار ہیں انتہیٰ واضح رہے کہ ہم نے فرقون کے بیان میں شرح۔ مواقف وغیرہ کی طرز اختیار کی ہے اسی واسطے ہم نے جہمیہ کو جبریہ میں اور کرامیہ کو قدریہ میں اور مریسیہ کو مرجیہ میں ذکر کیا ہے وعلی ہذا القیاس۔ صاحب اشعۃ اللمعات کا قول ہے کہ افتراق اس امت کا تہتر فرقوں پر حدیث سے ثابت ہے۔ اس طرح کہ معتزلہ کے بیس فرقے ہیں اور شیعہ بائیس اور خوارج بیس ار مرجیہ پندرہ اور نجاریہ تین اور ایک ایک فرقہ جبریہ اور مشبہ اور اہل سنت و جماعت کا اور غنیۃ الطالبین میں مذکور ہے کہ تہتر فرقوں کی اصل یہ دس فرقے ہیں اہل سنت۔ خوارج۔ شیعہ۔ معتزلہ۔ مرجیہ۔ مشبہ۔ جہمیۃ۔ ضراریہ۔ نجاریہ۔ کلابیہ۔ اہل سنت کا ایک فرقہ ہے خوارج کے پندرہ فرقہ ہیں شیعہ کے بتیس معتزلہ کے چھ مرجیہ کے بارہ جہمیہ ضراریہ۔ بخاریہ۔ اور کلابیہ کا ایک ایک فرقہ ہے مشبہ کے تین فرقے ہیں کل بہتر فرقے ہوگئے اور مکحول نے ان تہتر فرقوں کے اصول سوائے اہل سنت و جماعت کے چھ فرقے قرار دئے ہیں جن کے یہ نام ہیں۔ جہمیہ۔ قدریہ۔ شیعہ۔ حروریہ۔ مرجیہ۔ جبریہ۔ اور پھر ہر ایک کے بارہ بارہ فرقے لکھے ہیں اس حساب سے بہتر فرقے ہوگئے۔ اور صاحب شرح وقایہ نے بھی کتاب الشہادۃ میں سب فرقوں کے اصول چھ ہی فرقے قرار دیئے ہیں اور یہ نام لکھے ہیں۔ جبریہ۔ قدریہ۔ شیعہ۔ خوارج۔ معطلہ۔ مشبہ۔ اور شیخ ابوالحسن نے اصول دس فرقے قرار دئے ہیں۔ شیعہ۔ خوارج۔ معتزلہ۔ مرجیہ۔ جہمیہ۔ ضراریہ۔ کلابیہ۔ حسنیہ۔ بکریہ۔ مجسمہ اور امام فخر الاسلام نے بزدوی الکلام میں ان کی

Marfat.com

چھ قسمیں ان ناموں کے ساتھ مقرر کی ہیں شیعہ۔ نجاریہ۔ قدریہ۔ جبریہ۔ مرجیہ۔ مجسمہ اور محمود الغزالی نے اپنی کتاب میں اور ابن السراج نے تذکرۃ المذاہب میں اور محمد صالح بن محمد شریف خیر آبادی نے موید الافاضل میں تمام فرقوں کے اصول یہی چھ فرقے ذکر کئے ہین۔ مگر انہوں نے بجائے مجسمہ کے جہمیہ کو ذکر کیا ہے اور مولف مجمع المذاہب نے بھی ان کے مطابق بیان کیا ہے اور پھر ہر ایک کے بارہ بارہ فرقے بیان کیے ہیں مگر یہ قلمی نسخے ایسے لکھے ہوئے ہیں کہ اکثر نام ایک نسخے کے دوسرے سے مطابق نہیں بلکہ صحیح بھی نہیں پڑھے جاتے اور چونکہ نہ ان کی وجہ تسمیہ لکھی ہے نہ کچھ تفصیل ذکر کی ہے اس لئے اور مشتبہ ہو گئے ہیں۔ اور یہ خرابی ان کاتبوں کی وجہ سے زیادہ پڑ گئی ہے جو محض فارسی خوان ہوتے ہیں۔ تفصیل ان فرقوں کی اس طرح ہے۔

شیعہ

علویہ۔ ابدیہ۔ شیعیہ۔ اسحاقیہ۔ زیدیہ۔ عباسیہ۔ امامیہ۔ ناؤسیہ۔ متناسخیتہ۔ لاعنیہ۔ رابعیہ۔ متراضیہ۔

خوارج

ازرقیہ۔ اباضیہ۔ ثعلبیہ۔ خازمیہ۔ خلفیہ۔ کرزیہ۔ کنزیہ۔ معتزلیہ۔ میمونیہ۔ محکمیہ۔ اخیہ۔ شمراخیہ۔

جبریہ

مضطریہ۔ افعالیہ۔ معیہ۔ مفروغیہ۔ نجاریہ۔ میشمیہ۔ کسلیہ۔ سابقیہ۔ حبیبیہ۔ خوفیہ۔ فکریہ۔ حسبیہ۔

قدریہ

احملیہ۔ ثنویہ۔ کیسانیہ۔ شیطانیہ۔ شریکیہ۔ وہمیہ۔ ابدیہ۔ ناکسیہ۔ بتریہ۔ قاسطیہ۔ نظامیہ۔ منزلیہ۔

جہمیہ

معطلہ۔ مرابضیہ۔ مترافیہ۔ واردیہ۔ حرقیہ۔ مخلوقیہ۔ غیریہ۔ فانیہ۔ زنادقیہ۔ لفظیہ۔

Marfat.com

قبریہ۔ واقفیہ۔

مرجیہ

تارکیہ۔ مشاغیہ۔ راجیہ۔ شاکیہ۔ تہمیہ۔ علیہ۔ منقوصیہ۔ مستشبہیہ (۱۱)۔ اشربیہ۔ بدعیہ۔ مشبہ۔ حشویہ۔ موید الافضال اور تذکرۃ المذاہب وغیرہ میں لکھا ہے کہ ان کے علاوہ سات فرقے اور ہیں دہریہ۔ صائکیہ۔ اباحیہ۔ باطنیہ۔ براہیہ۔ اشعریہ۔ کرامیہ۔

صاحب مواقف نے کہا ہے کہ فقہائے اسلام کے اصول یہ آٹھ فرقے ہیں۔ (۱) معتزلہ (۲)۔ شیعہ (۳)۔ خوارج (۴)۔ مرجیہ (۵)۔ بخاریہ (۶)۔ جبریہ (۷)۔ مشبہ (۸)۔ اہل سنت و جماعت۔ اور تفصیل ان کی یوں ہے معتزلہ کے بیس فرقے ہیں۔ واصلیہ۔ عمریہ۔ ہذیلیہ۔ نظامیہ۔ اسواریہ۔ اسکافیہ۔ جعفریہ۔ بشریہ۔ مزداریہ۔ ہشامیہ۔ حابطیہ۔ حدثیہ۔ صالحیہ۔ معمریہ۔ ثمامیہ۔ خیاطیہ۔ جاحظیہ۔ کعبیہ جبائیہ۔ بہشمیہ۔ اور شیعہ بائیس فرقے ہیں۔ جن میں سے یہ اٹھارہ غلاۃ کہلاتے ہیں۔ سبائیہ۔ کاملیہ۔ مغیریہ۔ بنانیہ۔ جناحیہ۔ منصوریہ۔ خطابیہ۔ غرابیہ۔ ذمیہ۔ حکمیہ۔ سالمیہ۔ زراریہ۔ نعمانیہ۔ یونسیہ۔ رزامیہ۔ مفوضہ۔ نصیریہ۔ اسماعیلیہ۔ جو قرامطہ اور باطنیہ بھی کہلاتے ہیں۔ باقی چار فرقے یہ ہیں۔ جارودیہ۔ سلمانیہ۔ بتریہ۔ یہ تینوں زیدیہ ہیں اور امامیہ جنہیں اثنا عشری بھی کہتے ہیں۔ اور خوارج بیس فرقے ہیں۔ محکمہ۔ بیہسیہ۔ ازارقہ۔ بخدات۔ اصفریہ۔ اباضیہ۔ میمونیہ۔ حمزیہ۔ شعیبیہ حازمیہ۔ خلطیہ۔ اطرافیہ۔ معلومیہ۔ مجہولیہ۔ صلتیہ۔ ثعالبہ۔ یہ دسوں عجاردہ کہلاتے ہیں۔ اخنسیہ۔ معبدیہ شیبانیہ۔ مکرمیہ۔ یہ چاروں فرقے ثعالبہ کی شاخ ہیں اور مرجیہ کے پانچ فرقے ہیں۔ یونسیہ۔ عبیدیہ۔ غسانیہ۔ ثوبانیہ۔ ثومنیہ۔ اور نجاریہ کے تین فرقے ہیں۔ برغوثیہ۔ زعفرانیہ۔ مستدرکہ۔ اور ایک ایک فرقہ جبریہ اور شیعہ اور اہل سنت و جماعت ہے۔ جہمیہ۔ جبریہ ہیں ار کرامیہ وحشویہ مشبہ ہیں اور ان فرقوں میں بعض قدریہ بھی ہیں۔ یہ تہتر فرقے جو مشہور ہیں ان میں بھی کئی فرقے مثل شاخوں کے ظاہر ہوئے ہیں جو شخص جس فرقے کا کام کرے گا اس میں شمار پائے گا اور ان شاخوں کی وجہ سے شمار فرقوں کا تہتر سے بڑھ گیا ہے میر سید شریف نے تعریفات میں لکھا ہے اہل اہوا سے مراد وہ اہل قبلہ ہیں جن کا عقیدہ اہل سنت کا سا نہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اہل ہوئے ایک فرقہ معین نہیں بلکہ جو مخالف سنت کے ہے تاویل فاسد کے ساتھ وہ اہل ہوئی ہے مغرب میں ہے کہ اہل ہوئے وہ لوگ ہیں جو طریقہ اہل سنت و جماعت سے کجروی کریں اور اہل قبلہ

Marfat.com

ہوں یعنی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہوں صاحب تعریفات کہتے ہیں کہ اہل ہوئے جبریہ اور قدریہ اور شیعہ اور خوارج اور معطلہ اور مشبہ ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے بارہ فرقہ ہیں۔ اس صورت میں تہتر فرقے ہوگئے مگر یہ قول سید صاحب کا تحقیقی نہیں اس لیے کہ اس قدر فرقوں میں اہل اسلام کے فرقوں کا حصر نہیں ہے تہتر سے بہت زیادہ تعداد ہوگئی ہے اور حضرت محمدؐ نے جو تہتر کا عدد فرمایا ہے وہ غالباً انحصار کے لیے نہیں بلکہ اظہار کثرت مقصود ہے۔

اب غور کرو کہ عامہ منصفین نے انحصار بڑے بڑے گروہ اسلام کا نو فرقوں میں کیا ہے۔ (۱) اہل سنت و جماعت (۲)۔ معتزلہ (۳)۔ شیعہ (۴)۔ خوارج (۵)۔ مرجیہ (۶)۔ نجاریہ (۷)۔ جبریہ (۸)۔ قدریہ (۹)۔ مشبہ۔

فرقہ شیعہ

قبل اس کے کہ شیعہ کے حالات بیان ہوں بطور تمہید کے یہ کہتا ہوں کہ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۳ دن علیل رہ کر ۶۳ برس کی عمر میں پیر کے دن ۱۳ ربیع الاول ۱۱ ہجری کو انتقال فرمایا تو خلافت کی نزاع پیدا ہوئی اور انصار نے یہ ٹھہرایا کہ ایک امام ہمارا ہوگا اور ایک مہاجرین میں ہوگا اور اپنی طرف سے سعد بن عبادہ کو خلیفہ کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے وہاں پہنچ کر کہا کہ پیغمبرؐ اللہ کا حکم ہے کہ امام قریش چاہیے تب سب انصار نے قبول کیا اور کہا کہ تم کسے خلیفہ کرو گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہم سب سے افضل ابوبکرؓ ہیں انہیں سے بیعت کرتے ہیں تم بھی قبول کرو اور اول بشیر بن سعد انصاری نے پھر حضرت عمرؓ نے پھر ابوعبیدہ بن جراحؓ نے پھر اس نے بیعت کی پھر بعد ان کے بیعت کرنے والے چاروں طرف سے ابوبکرؓ کی بیعت پر امنڈے چلے آتے تھے دیکھتے ہی دیکھتے ایسی کثرت ہوگئی کہ تل رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی اور فوری طور پر صدیق اکبر پر اتفاق عام ہوگیا۔ یہ معاملہ سقیفہ بنی ساعدہ میں ہوا تھا جب وہ مسجد میں آئے تو لوگ ہر طرف سے دوڑ کر آئے اور رغبت سے بیعت کرنے لگے لیکن بنی ہاشم دیر تک اپنے ادعا پر رکے رہے اور ان کو اپنی ناکامی پر تعجب و افسوس دونوں ہوا اور حضرت علیؓ۔ عباسؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ مقدادؓ بن عمر۔ عتبہؓ بن ابی لہب۔ خالدؓ بن سعید بن العاص۔ سلمانؓ فارسی۔ ابوذرؓ غفاری۔ عمارؓ بن یاسر۔ برار بن عاذب۔ اور ابیؓ بن کعب نے اول بیعت نہ

Marfat.com

کی حضرت علیؓ بیعت کے وقت سقیفے میں موجود نہ تھے جناب پیغمبر اللہ کی تجہیز و تکفین کا سامان کر رہے تھے پھر ان سب لوگوں نے بیعت کر لی اور حضرت علیؓ نے چھ مہینے کے بعد بیعت کی بعض کہتے ہیں کہ تیسرے دن یا اسی دن یا دوسرے دن یا چالیس دن کے بعد بیعت کی اور صحیح یہ ہے کہ دو بار بیعت کی ایک بار تیسرے دن اور دوبارہ چھ مہینے کے بعد اور ضرورت بیعت ثانی کی یہ ہوئی کہ جب فدک وغیرہ کے باب میں باہم حجت واقع ہوئی اور لوگوں کو ثابت ہوا کہ ان میں ملال ہے تو ان کے اس زعم کے دفع کرنے کے لیے ثانیاً بیعت کی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد شاید بنو ہاشم کے دعوے نئے سرے سے پیش آتے لیکن حضرت ابوبکرؓ نے وفات کے وقت حضرت عمرؓ کی خلافت پر باضابطہ تخصیص کی اس لیے بنو ہاشم کو موقع نہ ملا۔ حضرت عمرؓ نے اپنی شہادت کے قریب چھ شخصوں کو چنا جن کی حاکمانہ لیاقتیں ان کے نزدیک ایسی مساویانہ درجہ رکھتی تھیں کہ وہ کسی کے حق میں ترجیح کا فیصلہ نہیں کر سکے۔ حضرت علیؓ۔ عثمانؓ۔ زبیرؓ۔ طلحہؓ۔ سعدؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف ان انتخاب شدہ لوگوں میں تھے گو حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ کو یہ ہدایت کی کہ وہ اپنی خلافت کو بخت و اتفاق کے ہاتھ میں نہ دیں بلکہ بغیر کسی اعانیت کے آپ اپنے استحقاق کا فیصلہ کر لیں لیکن حضرت علیؓ کی بے غرضی اور فیاض دلی نے اس اختلاف انگیز تحریک کے قبول کرنے کی اجازت نہ دی۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف اس نزاع کے طے کرنے کے لیے مقرر ہوئے۔ انہوں نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا میں تمہاری بیعت کرتا ہوں۔ کتاب اللہ اور سنت رسولؐ اور طریقہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ پر حضرت علیؓ نے جواب میں کہا کتاب اللہ اور سنت رسولؐ اور میرے اجتہاد درائے پر عبدالرحمٰنؓ نے ان کو چھوڑ کر حضرت عثمانؓ کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہی بات کہی حضرت عثمانؓ نے قبول کر لیا پھر سب صحابہ نے ان سے بیعت کر لی۔ حضرت علیؓ نے صبر جمیل کہا اور تن بہ تقدیر راضی ہو گئے حضرت عثمانؓ خاندان بنو امیہ سے تھے اور ان کی خلافت ایک نئے تاریخی سلسلے کا دیباچہ تھی حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نہ ہاشمی تھے نہ اموی اس لیے ان کے عہد تک بنو امیہ و ہاشم یہ دونوں خاندان خلافت میں کچھ حصہ نہیں رکھتے تھے۔

حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت میں تمام بڑے بڑے ملکی عہدے بنی امیہ کے ہاتھ میں دے دئے معاویہؓ پہلے بھی شام کے گورنر تھے لیکن اس عہد میں ان کا اقتدار اس حد تک پہنچ گیا کہ وہ ملک شام کے فرمانروا مستقل سمجھے جاتے تھے۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت تقریباً بارہ برس رہی اور اگرچہ آخر میں اسی خاندانی رعایت پر لوگ ان سے ناراض ہو گئے اور جمعہ

Marfat.com

کے دن ۱۶ ذوالحج ۳۵ ہجری کو بلوائیوں کے ہاتھ سے ان کی شہادت تک نوبت پہنچی اور ہفتہ کی رات میں بقیع میں دفن ہوئے حضرت علیؓ سے طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ سعیدؓ بن زید۔ عمارؓ بن یاسر۔ اسامہؓ بن زید۔ سہلؓ بن حنیف۔ ابوایوبؓ انصاری۔ محمد بن سلمہ۔ زید بن ثابت اور خزیمہ بن ثابت وغیرہ صحابہ نے بیعت کرلی۔ زہری کہتے ہیں کہ یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ عبداللہ بن عمر اور سعد بن ابی وقاص نے حضرت علیؓ کی تو بیعت نہ کی اور یزید بن معاویہ کی بیعت کرلی اور جن لوگوں نے حضرت علیؓ سے بیعت نہ کی شام کو چلے گئے وہ عثمانیہ کہلانے لگے۔ طلحہ اور زبیر بھی بیعت کرلینے کے بعد رات کے وقت مدینے سے نکل کر مکے کو چلے گئے اور حضرت عائشہؓ ان دنوں مدینے میں نہ تھیں مکے سے حج کر کے واپس آرہی تھیں ان کو حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر پہنچی تو وہیں انجام کار دیکھنے کے واسطے ٹھہر گئیں اور طلحہ و زبیر کے کہنے سے مکے کو لوٹ گئیں اور مروان بھی حضرت عثمان کا جامہ خون آلود لے کر مکے کو چلا گیا۔ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے وقت کے ملکی عہدہ داروں کو معزول کرنا شروع کردیا سہل بن حنیف کو معاویہ کی عوض دمشق کا گورنر مقرر کیا وہ وہاں مخالف ہوگئے اور بوجہ رشتہ داری حضرت عثمانؓ کے ان کے خون کا دعویٰ کرنے لگے اور حضرت علیؓ کو کہلا بھیجا کہ تم قاتلانہ حضرت عثمانؓ کو میرے سپرد کردو اور وہ اس میں مصلحت نہیں سمجھتے تھے اور ایک دن وہ کہنے لگے۔ قتله الله و انا معه۔ یعنی حضرت عثمانؓ کو اللہ نے قتل کیا اور میں اس کے ساتھ ہوں اور اس وقت اس قول کو بڑی ضرورت تھی اگر حضرت علیؓ بطور ایہام کے ایسا نہ کہہ دیتے تو حضرت عثمانؓ کے قاتل کو بلوا کر بیٹھتے اور فساد مچادیتے اور سازش سے سارا لشکر بگڑ جاتا بلکہ حضرت علیؓ بھی شہید ہوجاتے تو کچھ تعجب نہ تھا مگر دشمنوں نے ان کے اس قول کو اپنی دلیل بنالیا۔ طلحہ اور زبیر اور حضرت عائشہؓ اور حضرت عثمانؓ کے وقت کے وہ حکام جن کو حضرت علیؓ نے معزول کردیا تھا یہ سب متفق ہوکر حضرت علیؓ کی مخالفت کے لیے بندوبست کرنے لگے اور بصرے کی جانب بڑھے جب گاؤں حوب میں پہنچے تو کتے بھونکنے لگے حضرت عائشہؓ اس وقت شرمندہ ہوئیں اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری ایک عورت حضرت علیؓ سے بغیر حق کے جنگ کرے گی اور جب حوب میں پہنچے گی تو کتے شور کرنے لگیں گے خیال رکھوائے عائشہؓ کہ وہ تم ہی نہ ہو پھر حضرت عائشہؓ نے چاہا کہ لوٹ جائیں زبیر نے روکا اور کہا کہ شاید تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ اس فساد کو دفع کردے آخر حضرت عائشہؓ کو لے گئے اور بصرے پر قبضہ کرلیا اور سہل بن حنیف کو جو وہاں پر

Marfat.com

حضرت علیؓ کی طرف سے منتظم تھے نکال دیا حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ اور عمار بن یاسر کو کوفہ کو بھیجا یہ وہاں سے نو ہزار جنگجو آدمیوں کی جماعت فراہم کر کے لائے اگر چہ حضرت عائشہؓ وطلحہ وزبیر حضرت علیؓ کی جان کے دشمن نہ تھے صرف حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص چاہتے تھے مگر چونکہ اس قدر جمعیت کا خلیفہ کے مقابلے میں کھڑا ہونا خلافت کی بدعمی کا باعث تھا اس لیے حضرت علیؓ نے حضرت عائشہؓ وغیرہ کا کچھ پاس نہ کیا اور ۳۶ ہجری میں ان سے جنگ کے لیے بصرے کو روانہ ہوئے مقام علجبا پر جو بصرے سے ۲ میل پر ہے جمعرات کے دن ۲۰ جمادی الثانی کو طرفین میں جنگ شروع ہوئی زبیر ابن عوام جن کے قاتل کے حق میں پیغمبر اللہ نے دوزخی ہونے کا حکم کیا تھا تھوڑی دیر لشکر حضرت علیؓ سے لڑے شارح صحیح بخاری ابن عبدالبر سے روایت کرتا ہے کہ اسی اثنا میں حضرت علیؓ نے ان کو آواز دی اور یاد دلایا کہ پیغمبرؐ نے تم سے کہا تھا کہ علیؓ کو دوست رکھتے ہو تم نے جواب دیا تھا ہاں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ تم علیؓ پر خروج کرو گے اور ظالم ہو گے جب انہیں یہ بات یاد آئی تو لڑائی روک دی اور مدینے کی طرف کوچ کر دیا عمر بن جرموز مجاشعی نے راستے میں موقع پا کر ان کو مار ڈالا اور حضرت علیؓ کو آکر بشارت دی کہ لو میں نے زبیر کا کام تمام کر دیا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ تجھ کو میں اس کے عوض میں دوزخ کی بشارت دیتا ہوں اس نے عرض کیا کہ بڑی خرابی کی بات ہے کہ تم سے لڑنے والا بھی دوزخی اور جو تمہاری طرف سے لڑے وہ بھی دوزخی ٹھہرے اور تلوار پیٹ میں مار کر خودکشی کر لی اور مروان بن حکم کو چونکہ طلحہؓ کے ساتھ کینہ تھا اس لئے اس نے طلحہؓ کے تیر مار دیا کہ ان کی جان یوں گئی اس جنگ کو جنگ جمل کہتے ہیں کیونکہ اس دن حضرت عائشہؓ اس اونٹ پر جس کا عسکر نام تھا سوار تھیں۔ اس کو ایک شخص نے حضرت علیؓ کے حکم سے مار ڈالا۔ حضرت علیؓ نے حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچ کر فرمایا۔ غفر اللہ لک حضرت عائشہؓ نے جواب دیا۔ ولک پھر احضرت علیؓ نے ان کو تعظیم وتکریم کے ساتھ مدینے کو روانہ کر دیا۔ اور بصرے کی افسری عبداللہ بن عباس کے حوالے کر کے خود کوفے کو تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہؓ پھر عمر بھر متاسف رہیں اور جنگ جمل کو یاد کر لیتیں تو اتنا روتیں کہ دوپٹہ آنسوؤں سے تر ہو جاتا اس لیے کہ خروج میں جلدی کی تامل نہ کیا اور پہلے سے تحقیق نہ فرمایا۔ شرح مقاصد میں لکھا ہے کہ ان لوگوں کو ناکثین کہتے ہیں نکث لغت میں عہد توڑنے اور پھر جانے کے معنی میں ہے اور ان لوگوں نے بھی حضرت علیؓ کے عہد اور بیعت کو توڑا تھا اور بصرے کی

Marfat.com

طرف چلے گئے تھے۔ ناکثین کے سرغنہ طلحہ اور زبیر تھے۔ خلافت حضرت عثمانؓ کی وسیع مدت میں بنی امیہ کا خاندان ملکی و مالی دونوں حیثیت سے طاقتور ہوگیا تھا جس کا یہ اثر تھا کہ حضرت علیؓ کی اطاعت معاویہ نے نہ کی ہمسری کا دعویٰ کیا اور اگرچہ ذاتی فضائل اور مذہبی تقدس میں ان کو حضرت علیؓ سے کچھ نسبت نہ تھی تاہم ایک مدت تک وہ مساویانہ طاقت کے ساتھ حضرت علیؓ کے حریف رہے اور تمام شامیوں نے ان کی رفاقت کی ان سب کو قاسطین کہتے ہیں لغت میں قسط کے معنی جور و ظلم ہیں شرح مقاصد میں لکھا ہے کہ قاسطین معاویہ اور ان کے ساتھی ہیں جنہوں نے حضرت علیؓ سے مخالفت کی اور طریق حق کو کہ حضرت علیؓ کی بیعت تھی چھوڑ دیا غرض کہ حضرت علیؓ اور قاسطین کی جنگ کا جو آخر فیصلہ ہوا وہ بھی گویا قاسطین ہی کے حق میں ہوا خوارج نے علیؓ مرتضی کی بیعت خلافت سے انکار کیا آپ نے ان سے اپنے حق کا دعویٰ کیا انہوں نے نہ مانا یہ لوگ مارقین بھی کہلاتے ہیں۔ مارقہ کی وجہ تسمیہ خوارج میں معلوم ہوگی۔ حضرت علیؓ کے طرفداروں اور مخلصوں کا کہ صحابہ و تابعین تھے اور ان کی صحبت میں رہتے تھے اور ان کی خلافت کے معین تھے اور ان کی طرف سے جان بازیاں کرتے تھے لقب شیعہ مقرر ہوا۔ انہیں سے شیعہ اولیٰ اور شیعہ مخلصین عبارت ہے ان سب کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت علیؓ اپنے عہد میں امام برحق ہیں بعد شہادت حضرت عثمانؓ کے یہ انہیں کا منصب ہے تمام مسلمانوں پر ان کی اطاعت فرض ہے اور اپنے وقت کے سارے آدمیوں سے افضل ہیں اور معاویہ اور ان کے لشکر کو باغی اور خطاوار جانتے تھے مگر طلحہ اور زبیر کو یہ لوگ برا نہیں جانتے تھے اس لیے کہ انہوں نے جو تنازع حضرت علیؓ کے ساتھ کیا تو اس وجہ سے نہ تھا کہ وہ ان کو مستحق خلافت نہ جانتے تھے بلکہ قاتلان حضرت عثمانؓ نے جب ان کو بھی دھمکایا تو یہ خوف جان کی وجہ سے مدینے سے چلے گئے اور ان سے قصاص لینے میں جلدی کرتے تھے ان کو خطائے اجتہادی واقع ہوئی اس لیے کہ ایک شبہہ کے ساتھ متمسک تھے اگرچہ طرف ثانی کی دلیل ارجح تھی اور وہ شبہہ اس وجہ سے پیدا ہوا تھا کہ جانتے تھے کہ قصاص ذوالنورین حق ہے اور حضرت علیؓ اس کے لینے پر قادر ہیں مگر نہیں لیتے بلکہ منع کرتے ہیں پس قاتلان حضرت عثمانؓ کی طلب میں جلدی کی اور اتنا تامل نہیں کیا کہ حضرت علیؓ کی مرضی معلوم ہو جاتی اس وجہ سے مخالفت ان کی طرف سے وقوع میں آئی ورنہ وہ تمام اہل عصر سے حضرت علیؓ سے مصالحت کر کے ان کی اطاعت کر لی۔ اسی واسطے یہ لوگ گمراہ قرار نہیں دیے گئے۔ حضرت علیؓ ان کو اچھا جانتے تھے بلکہ بقول بعض

Marfat.com

اس مخالفت کو ان کی خطائے اجتہادی پر حمل کرتے تھے۔

اور یہ شیعہ حضرت علیؓ کی ان باتوں کو جو انہوں نے خلفا اور صحابہ کی مدح وصفت اور فضائل میں بیان کی ہیں جیسے کہ حضرت علیؓ معاویہ کے ایک خط کے جواب میں شیخین کے حق میں فرماتے ہیں۔ **لعمری ان مکانھما من الا سلام لعظیم و ان المصائب بھما لجروح فی الاسلام شدید ی حھمااللہ و جزا ھما باحسن ماعملہ** ۔ترجمہ: قسم اپنی جان کی منصب ان دونوں کا اسلام میں بڑا ہے اور واقعہ وفات ان دونوں کا البتہ زخم سخت ہے اللہ تعالیٰ رحمت کرے اور جزائے خیر دے ان کو بعوض بہترین کاموں کے کہ ان دونوں نے کیئے ظاہر ہی پر محمول کرتے تقیہ اور ریاکاری پر مبنی نہیں سمجھتے اور جو کچھ شرع محمدی کے احکام صحابہ کے ذریعہ سے ان کو ثابت ہوئے اسے قبول کیا اور عمل درآمد رکھا ان لوگوں نے ابن سباوغیرہ کی باتوں کو نہیں مانا اور سارے صحابہ کا ادب کرتے رہے البتہ دو تین برس کے بعد بعض لوگ ابن سبا کے تھوڑے سے وسوسوں میں آگئے اور حضرت علیؓ کو تمام اصحاب پر تفضیل دینے لگے مگر ان شیعہ تفضلیہ نے سوائے تفضیل حضرت علیؓ کے اور ساری باتوں میں شیعہ مخلصین کے ساتھ اتفاق رکھا اور اقوال صحابہ کی پیروی کرتے رہے اور جو کچھ صحابہ کے ذریعہ سے سنت رسول اللہ مروی ہوئی اس کے معتقد و عامل رہے ان کا مذہب یہ تھا کہ حضرت علیؓ اور ان کی اولاد احق بالخلافت ہیں جب تک یہ بزرگ کسی اور کو یہ منصب اپنی خوشی سے نہ دیں وہ اس کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ خلفائے ثلاثہ کو یہ خلیفہ مانتے تھے اور ان کی خلافت کو درست جانتے تھے اس لئے کہ حضرت علیؓ نے انہیں اپنی خوشی سے خلیفہ کر دیا تھا اور جب یہ خود خلافت اختیار کریں تو دوسرے کو خلافت نہ لینا چاہئے۔ اور حضرت علیؓ بعد رسول اللہؐ کے افضل الناس ہیں اور یہ لوگ صحابہ کو برا نہیں کہتے تھے نہ ظالم و غاصب بتاتے تھے بلکہ خیر و خوبی کے ساتھ یاد کرتے تھے ان میں سے یہ اشخاص مشاہیر ہیں ابوالاسود ظالم دئلی واضع علم نحو اور ابوسعید یحیٰی بن یعمر عدوانی کہ علم قرات و تفسیر و نحو و لغات عرب کا بڑا ماہر تھا اور سالم بن حفصہ جو حضرت محمد باقر اور حضرت جعفر صادقؒ سے حدیث کی روایت کرتا ہے اور عبدالرزاق محدث اور ابو یوسف یعقوب بن اسحاق معروف با بن سکیت مولف کتاب اصطلاح المنطق۔ مگر جب عبداللہ ابن سبا کی بدعت بہت پھیل چکی تو اس کی تلقین کے اثر سے دو قسم کے لوگ بہت پیدا ہوگئے ایک شیعہ، تبرائیہ جنھیں شیعہ سبیہ بھی کہتے ہیں یہ لوگ سارے صحابہ کو ظالم و غاصب بلکہ کافر و منافق بتانے لگے اور حضرت

Marfat.com

عائشہؓ اور طلحہ اور زبیر کی لڑائی و تنازع حضرت علیؓ کے ساتھ ان کے مذہب اور دغدغہ کا موئد ہوگیا اور چونکہ یہ تمام جھگڑے حضرت عثمانؓ کے قتل کی وجہ سے واقع ہوئے تھے اس لیے ان پر بھی لعن وطعن کرنے لگے اور حضرت عثمانؓ کی خلافت کی بنیاد شیخین کی خلافت پر تھی اور منتخب کرنے والے ان کے عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہ صحابہ تھے سب کو یہ لوگ برا کہنے لگے یہ لوگ گویا عبداللہ ابن سبا کے متوسط قسم کے شاگرد تعلیم یافتہ تھے۔ دوسرے شیعہ غلاۃ یہ عبداللہ ابن سبا کے شاگرد رشید اور اس کے خاص اصحاب تھے اس کی تعلیم کی بدولت حضرت علیؓ کی الوہیت کے قائل ہوگئے اور جب بعض نیک لوگوں نے ان کو الزام دئے کہ حضرت علیؓ میں بشریت کے آثار موجود ہیں تو اس لئے بعض غلاۃ الوہیت کے قول کو چھوڑ کر اس بات کے قائل ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ میں حلول کیا ہے جب حضرت علیؓ کو یہ خبر پہنچی تو انکار فرمایا اور ایک جماعت غلاۃ شیعہ کو آگ میں جلا دیا۔ عبداللہ ابن سبا سے سارے اصناف غلاۃ شیعہ پیدا ہوئے ہیں اور جب کہ تبرائیہ وغلاۃ وزیدیہ واسماعیلیہ وغیرہ نے اپنا لقب شیعہ اختیار کرلیا اور جب حضرت علیؓ بن ابی طالب اور بعض حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ وحضرت عثمانؓ وحضرت عائشہؓ میں مع دیگر صحابہ کے بڑا غلو ومبالغہ کیا اور عمل و اعتقاد میں طرح طرح کے فسادات و بدعات پھیلا دئے تو شیعہ مخلصین وشیعہ تفضیلیہ نے اپنا لقب اہل سنت و جماعت رکھ لیا اسی واسطے اگلے وقتوں کی کتب تاریخ میں ان لوگوں کے حق میں بھی شیعہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ تاریخ واقدی واستیجاب میں اس طرح کی باتیں بہت ہیں اور شیعہ تبرائیہ وغیرہ بھی شیعہ مخلصین وشیعہ تفضیلیہ کو شیعہ حضرت علیؓ سے نہیں شمار کرتے اس لئے کہ ان کے نزدیک محبت حضرت علیؓ کی منحصر ہے صحابہ وازواج رسولؐ کے برا کہنے میں اور ان کے نزدیک ایمان و اسلام میں فرق ہے اسی لیے اپنی جانوں کو مومن کہا کرتے ہیں اور باقی اہل اسلام کو مسلمان بولتے ہیں۔ کہتے ہیں مومن وہ ہے جو شرائع کو اس کے حقائق اور تاویل کے ساتھ جانتا ہو اور مسلمان وہ ہے جو شرائع کو بغیر علم تاویل وتفسیر کے جانے اور معتزلہ بھی کہتے ہیں کہ ایمان اور اسلام میں فرق ہے۔

تمام شیعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امامت عقل سے ثابت ہے اور امامت نص ہے اور آئمہ معصوم ہیں غلطی اور سہو وخطا سے مگر زیدیہ کو اس میں اختلاف ہے اور امامت مفضول کی فاضل کے ہوتے ناجائز ہے اور حضرت علیؓ تمام صحابہ سے افضل ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نص کردی تھی کہ حضرت علیؓ میرے بعد امام ہیں اور ان کا قول یہ

Marfat.com

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے پھرے تو غدیر خم کے مقام پر کہ ایک جگہ مکے اور مدینے کے درمیان میں ہے سب صحابہ کو جمع کر کے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ بار الہا میں جس شخص کا مولا ہوں اس کا علی مولا ہے اور اللہ دوست رکھ اس کو جو علیؓ کو دوست رکھے اور دشمن اس کو جو علیؓ سے دشمنی رکھے اور اس ارشاد کی ضرورت اس لیے ہوئی کہ حضرت محمدؐ جب اس مقام پر پہنچے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یَـٰٓأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ. سورۃ مائدہ ۵ آیت ۶۷۔ یعنی اے رسول پہنچا اس چیز کو جو تیرے رب کی طرف سے اتری اور اگر تو نے یہ نہ کیا تو کچھ بھی نہ پہنچایا اور تجھ کو اللہ تعالیٰ لوگوں سے بچائے گا پھر حضرت محمدؐ اس خطبے سے فارغ ہو چکے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ۔ سورۃ مائدہ ۵ آیت ۔۳۔ یعنی آج کامل کر چکا دین تمہارا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر چکا پس آیت اول حضرت علیؓ کی شان میں نازل ہوئی جس کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مولائیت کی بشارت دی اور نعمت کا تمام کرنا وہی حضرت علیؓ کی مولائیت کا اظہار ہے اور یہ صریح دلیل ہے کہ وہ افضل ہیں اور خلافت کے لیے سب سے زیادہ حقدار ہیں اور مولا کے معنے اس جگہ اولی بالامامت ہیں اور یہ نص صریح ہے ان کی خلافت پر صحابہ حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کرتے وقت واقعہ غدیر کو یاد رکھتے تھے اور یہ نص ان پر بخوبی منکشف تھی لیکن انہوں نے اس کی تعمیل نہ کی اور بوجہ ظلم و عنا اور مکابرے کے امر حق سے چشم پوشی کی اور امیر المومنین علیؓ نے جو اس وقت اس کے ساتھ استدلال نہ کیا اور خلافت کے مدعی نہ ہوئے تو یہ بسبب تقیہ کے تھا اور صحابہ حضرت علیؓ سے بیعت نہ کرنے کی وجہ سے مرتد ہو گئے اور تمام صحابہ سے تبرا کرتے ہیں سوائے چند کے اور یہ کہتے ہیں کہ امام کو جائز ہے کہ وہ حالت تقیہ میں کہ دے کہ میں امام نہیں ہوں اور اجماع کے منکر ہیں ان کے نزدیک اجسام قیامت سے پہلے بھی دنیا میں لوٹ آتے ہیں مگر بعض غلاۃ حشر اجساد اور حساب کے منکر ہیں اور ان کے نزدیک امام کو دنیا اور دین کی ساری باتوں کا علم حاصل ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ سنگریزوں اور درختوں کے پتوں کو بھی جانتا ہے اور آئمہ سے مثل انبیا کے معجزات صادر ہوتے ہیں اور اکثر ان میں سے یہ کہتے ہیں کہ جس نے حضرت علیؓ سے جنگ کی وہ کافر ہے ان کے نزدیک جماعت مسنون نہیں اور مسح موزون پر جائز نہیں اور حضرت فاطمہؓ، حضرت عائشہؓ سے افضل ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ نبیؐ میں بغیر معاون کے

Marfat.com

نبوت کی قدرت نہ تھی اور کہتے ہیں لفظ واحد سے تین طلاقیں واقع نہیں ہو سکتیں اور نماز تراویح کی مسنونیت کے منکر ہیں اور ان کے نزدیک نماز میں سیدھا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا مسنون نہیں اور افطار میں جلدی کرنا ناجائز ہے اور نماز مغرب غروب آفتاب کے بعد اس وقت تک نہ پڑھنا چاہیے جب تک ستارے نہ چمک جائیں مگر اسماعیلیہ کے نزدیک افطار اور نماز مغرب میں جلدی کرنا واجب ہے اور تمام شیعہ کرامات اولیا کے منکر ہیں اور اپنے آئمہ کی کرامات کو معجزات کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ شرح مسلم الثبوت میں بحرالعلوم لکھتے ہیں کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ گناہ بندے کی قدرت سے صادر ہوتے ہیں اور حسنات اللہ کی قدرت سے اس لیے کہ برائی کا پیدا کرنا قبیح ہے پس ان کے نزدیک دو خالق ہیں ایک خالق خیر دوسرا خالق شر۔ شیعہ کے بعض فرقے رجعت کے قائل ہیں اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) رجعت بعد موت کے ہوتی ہے پس بعض فرقوں کا قول یہ ہے کہ ان کا امام بعد موت کے دنیا میں پھر آئے گا۔ (۲) رجعت بعد غیبت کے ہوتی ہے چنانچہ بعض فرقے اس کے قائل ہیں کہ امام مرا نہیں غائب ہو گیا ہے۔ پھر آ کر زمین کو عدل سے بھر دے گا بعض فرقے بعض اماموں کی موت میں توقف کرتے ہیں۔ غرض کہ شیعہ میں باہم بھی بڑا اختلاف ہے اور اس اختلاف کی وجہ سے بہت سے فرقے بن گئے ہیں کہ ایک فرقہ دوسرے فرقے کی تکفیر کرتا ہے۔ اصول ان میں سے پانچ فرقے ہیں۔ غلاۃ۔ کیسانیہ۔ اسماعیلیہ۔ زیدیہ اور امامیہ۔ اور شیعہ کے ہر فرقے میں داعی لوگ ہوتے ہیں کہ اس مذہب کی طرف اشخاص کو علم یا مال یا زبان یا ہتھیار کے ذریعہ سے بلاتے ہیں ان کو اصطلاح میں دعاۃ کہتے ہیں جو داعی کی جمع ہے انہیں دعاۃ کے نام سے فرقے منسوب ہوتے ہیں۔

غلاۃ

اگرچہ کیسانیہ و اسماعیلیہ و امامیہ میں سے بھی بہت سے فرقے غلو رکھتے ہیں مگر ہم یہاں غلاۃ ان فرقوں سے مراد رکھتے ہیں جن میں یہ اعتقاد مشترک ہے کہ انبیاء آئمہ اللہ ہیں یا اللہ نے انبیا اور آئمہ میں حلول کیا ہے یا ان سے متحد ہو گیا ہے تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے کہ تعین امام کے باب میں بعض ان میں سے کیسانیہ ہیں اور بعض امامیہ اور زیدیہ کے فرقوں میں کوئی ایسا نہیں سنا گیا جو ان غلاۃ کی طرح کو زید شہید اور ان کی اولاد کی الوہیت یا ان میں حلول الوہیت یا اتحاد کا قائل ہو اور کشف الغمہ عن افتراق الامہ میں ذکر کیا ہے کہ

Marfat.com

غلاۃ کا قول یہ ہے کہ نص نبوی کے مطابق حضرت علیؓ امام ہیں پھر حضرت حسنؓ بعد ان کے حضرت حسینؓ پھر بعد حضرت حسینؓ کے حکم شوریٰ ہے بعض نے کہا ہے کہ نص نہیں آئی مگر امامت حضرت علیؓ پر فقط اور ان کے نزدیک امام کا مقرر کرنا اللہ پر واجب ہے اور اس وجوب کے ثبوت پر عقل دلالت کرتی ہے اور امام کا تقرر لغات کی تعلیم کرنے اغذیہ وادویہ اور سموم اور حروف اور صناعات کے احوال بتانے اور آفات ومصائب سے بچانے کے لیے ہے ابوبکر باقلانی شاگرد ابوالحسن اشعری نے ملل ونحل میں کہا ہے۔ **لاخلاف بین الائمه فی تکفیر غلاة الروافض و هم الذین زعموا ان الله قد حل فی الانبیاء ثم فی الائـمة** ۔یعنی آئمہ میں اتفاق ہے اس بات پر کہ غلاۃ روافض کافر ہیں اور وہ وہ ہیں کہ یہ زعم کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا میں حلول کیا ہے پھر آئمہ میں حلول کیا ہے بحارالانوار کی دسویں جلد میں علل الشرائع سے نقل کیا ہے کہ حضرت جعفر صادق ؒ نے غلاۃ اور مفوضہ پر لعنت کی ہے اور شیخ ابوجعفر محمد بن عالی بن بابویہ قمی اثنا عشری کہتے ہیں کہ غلاۃ اور مفوضہ کافر ہیں یہود اور عیسائی اور مجوس اور ترسا اور آتش پرست اور قدریہ اور حروریہ اور جبریہ اور سب اہل بدعت مذاہب باطلہ سے بدتر ہیں ابو ہاشم جعفری سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علی موسیٰ رضا ؒ سے پوچھا کہ غالی کیسے ہیں فرمایا کہ کافر ہیں اور مفوضہ مشرک ہیں جو شخص ان سے مجالست اور ہم نشینی اور مخالطت کرے گا ان کے ساتھ کھائے گا یا پئے گا یا ان کے ساتھ مناکحت یعنی باہم دگر نکاح کرے گا یا کسی طرح سے ان سے رعایت کرے گا یا نسبت ان کے صلہ عمل میں لائے گا یا ان کو امانت دار قرار دے گا یا ان کی امانت اپنے پاس رکھے گا یا ان کے کلام اور بات کی تصدیق کرے گا یا ان کی اعانت کرے گا اگرچہ کلمے کے ساتھ ہو یا بعض کلمے کے ساتھ تو وہ شخص ولایت ودوستی اللہ عزوجل اور ولایت ودوستی رسول اللہ اور اس حضرت علیؓ کے اہل بیت سے باہر ہو جائے گا۔اور غلاۃ کئی فرقے ہیں۔

پہلا سبائیہ

یہ تبع ہیں عبداللہ بن وہب بن سبا معروف بابن السوداد کے یہ شخص یہودی تھا حجاز سے اہل اسلام کے شہروں میں جایا کرتا تھا ارادہ وہ اس کا یہ تھا کہ مسلمانوں کو گمراہ کردے جب یہ بات نہ بنی اور یہ کام نہ کرسکا تو بظاہر اسلام لاکر اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ مکروفریب سے پیش آیا۔۳۳ ہجری میں بصرے گیا وہاں پہنچ کر کچھ مسائل لوگوں سے کہنے

Marfat.com

لگا لیکن صراحت نہ کرتا تھا ایک جماعت اس کی طرف مائل ہوگئی اور اس کی باتوں میں آنے لگی۔ عبداللہ بن عامر حاکم بصرہ نے اس کو بصرے سے نکلوا دیا وہاں سے کوفے میں آیا پھر کوفے سے چل کر مصر پہنچا وہاں آکر ٹھہرا لوگوں میں بیٹھ کر یہ بات کہی بڑا تعجب ہے اس شخص سے جو اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ عیسیٰؑ پھر دنیا میں آئیں گے اور اس کی تکذیب کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ آئیں گے رجعت کے بارے میں لوگوں سے بات چیت کرتا رہا یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے اس بات کو قبول کیا اور یہ بدعت ۳۵ ہجری سے پھیلنے لگی پس مذہب رجعت کا وہی موجد ہے بعد اس کے اس نے یہ بات کہی کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوا کرتا ہے۔ حضرت محمدؐ امامت حضرت علیؓ کی وصیت کر گئے ہیں کہ وہ بعد حضرت محمدؐ کے ان کے وصی ہیں اور نص نبوی کے مطابق خلیفہ امت ہیں اور سن رکھو کہ حضرت عثمانؓ نے خلافت ناحق لے لی اب تم لوگ کھڑے ہو کر اپنے امراء پر طعن کرو اور اظہار امر معروف و نہی منکر کر کے لوگوں کو اپنی طرف مائل کر لو پھر اس نے اپنی طرف سے داعی جابجا بھیجے اور جہاں جہاں کے لوگ اس کی طرف مائل تھے ان سے خط و کتابت جاری کی ان لوگوں نے مخفی دعوت کرنا خلق کا اس کی رائے کی طرف شروع کیا اور ایک عام ناراضی حضرت عثمانؓ کے عمال اور ان کی خلافت کی طرف سے لوگوں میں پھیل گئی اور ساری زمین اسلام عبداللہ ابن سبا کی رائے و عقیدے سے بھر گئی چاروں طرف علانیہ طعن و تشنیع کا بازار گرم ہوگیا روزانہ اس کی متواتر خبریں مدینے میں پہنچنے لگیں مدینے میں بھی لوگوں میں سرگوشیاں ہوگئیں امیر المومنین عثمانؓ اور ان کے اعمال پر زبان طعن دراز ہوگئی صحابہ کرام سے زید بن ثابت۔ ابواسید ساعدی۔ کعب بن مالک۔ اور حسان بن ثابت لوگوں کو طعن و تشنیع سے روکتے تھے لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ تھا۔ اس وقت اہل مدینہ مجتمع ہو کر امیر المومنین عثمانؓ کے پاس آئے اور واقعات سے ان کو مطلع کیا لیکن ان کو اس سے ناواقف پایا حضرت عثمانؓ نے کہا کہ تم لوگ مسلمانوں کے رئیس اور ارباب رائے ہو اس میں تمہاری کیا رائے ہے صحابہ نے کہا چند معتبر و معتمد آدمیوں کو اسلامی ممالک کی طرف خبر لانے کے لیے روانہ کرو چنانچہ محمد بن مسلمہ کوفہ کی طرف اور اسامہ بن زید بصرے کی طرف اور عبداللہ بن عمر شام کی طرف اور ان کے علاوہ اور لوگ بھی مختلف ممالک اسلام کی طرف روانہ کیے گئے ان لوگوں نے واپس ہو کر بیان کیا کہ ہم نے نہ تو عمال دوالیاں ملک کی کوئی برائی دیکھی اور نہ عوام و خواص کو ان کی شکایت کرتے ہوئے پایا لیکن عمار بن یاسر نے جو مصر کی جانب روانہ کیے گئے تھے

Marfat.com

واپسی میں تاخیر کی اور ان کو ابن سبا اور اس کے ہمراہیوں خالد بن ملجم۔ سودان بن حمران سکونی۔ کنانہ بن بشر نے اپنی طرف مائل کر کے اپنا ہم صفیر بنالیا۔ منحرفین ومخالفین حضرت عثمانؓ دربارہ نقض بیعت حضرت عثمانؓ خط وکتابت کرنے لگے اور بذریعہ خط یہ طے کرلیا کہ ایک مقررہ یوم پر مدینے میں جمع ہونا چاہئے چنانچہ ملک مصر سے ایک ہزار یا سات سو یا پانچ سو آدمی اور ایک ایک جماعت بصرہ وکوفہ سے بہ تعداد مذکورہ مدینے میں آئی اور حضرت عثمانؓ کو معزول کرنے کا ارادہ کیا اور فساد برپا کر کے حضرت عثمانؓ کے مکان کو گھیرلیا اور چالیس یا پچاس دن تک ان کو محصور رکھا پھر حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ مروان کو عہدہ منشی گری سے موقوف کیجئے اور عبداللہ بن ابی سرح کو حکومت مصر سے معزول کیجئے حضرت حضرت عثمانؓ نے قبول کیا حضرت علیؓ نے لوگوں کو سمجھا کر ہٹادیا اور بات رفع دفع ہوگئی اور محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مصر کا حاکم مقرر کر کے ادھر بھیجا راستے میں ان کو ایک خط مہری حضرت عثمانؓ کا عبداللہ کے نام ملا جس میں یہ مضمون تھا کہ محمد بن ابی بکرؓ جو کچھ کہیں اس کی تعمیل مت کرنا اور کسی حیلے سے ان کو مار ڈالنا۔ محمد اس خط کو لے کر مدینے کو لوٹ آئے اور حضرت عثمانؓ سے اس کا حال پوچھا انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ یہ مہر اگرچہ میری ہے اور میرے ہی منشی کا خط ہے مگر میں نے یہ خط نہیں لکھوایا تو ان لوگوں نے کہا کہ مروان کو ہمارے سپرد کردو یہ بات حضرت عثمانؓ نے نامنظور کی اس لئے لوگوں کے دل میں ان کی جانب سے پھر گئے اور حضرت عثمانؓ کو محصور کرلیا تاریخ اعثم کوفی میں لکھا ہے کہ محاصرین نے حضرت عثمانؓ پر تنگی کی اور ہر جانب سے ان کے مکان میں گھس پڑے محمد بن ابوبکر نے دوڑ کر حضرت عثمانؓ کی داڑھی پکڑلی اور ان کی گردن میں زخم پہنچایا۔ جس سے خون جاری ہوگیا پھر کنانہ بن بشر آیا اور ایک دار لکڑی کا حضرت عثمانؓ کے سر پر کیا اور سیدان بن حمران مرادی نے ایک تلوار ان کے سر پر ماری۔ حضرت عثمانؓ پیچھے کو گر پڑے اور پھر اور لوگوں نے تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ابن خلدون نے لکھا ہے کہ عمیر بن ضابی نے حضرت عثمانؓ کے چند ٹھوکریں ماری تھیں جس سے چند پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں اور ٹھوکریں لگانے کے وقت یہ کہتا جاتا تھا تم نے میرے باپ کو قید کیا تھا جو بے چارہ حالت قید میں مر گیا اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ عمرو بن الحمق نے آپ کے سینے پر نو نیزے مار کر کہا ان میں سے تین نیزے تو میں نے اللہ تعالیٰ کے واسطے مارے ہیں اور چھ اس وجہ سے مارے ہیں کہ میرے دل میں اس کی طرف سے غبار تھا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ عبداللہ ابن سبا نے دو

Marfat.com

بدو علیؓ مرتضیٰ سے یہ بات کہی تھی۔ انت الا لہ یعنی تم اللہ ہو اور انہیں اللہ اعتقاد کرتا تھا حضرت علیؓ نے اسے مدائن کی طرف نکلوا دیا۔ اور یہ کہتا تھا کہ حضرت علیؓ بعد موت کے پھر دنیا میں آئیں گے وہ قتل حضرت علیؓ کا معتقد نہ تھا ان کو زندہ بتاتا تھا کہتا تھا کہ شیطان حضرت علیؓ کی صورت پر گیا تھا اسے عبدالرحمٰن ابن ملجم نے مارا ہے اور کہتا تھا وہ بادل میں آتے ہیں بجلی ان کی آواز ہے بادل کی گرج ان کا چابک ہے وہ ضرور زمین پر اتر کر اس کو عدل سے بھر دیں گے جس طرح کہ ظلم سے بھر گئی ہے۔

اور سبائیہ جب بادل کی گرج کی آواز سنتے تو کہتے۔ السلام علیک یا امیر المومنین۔ ارشادیہ شرح اعتقادیہ میں مذکور ہے کہ عبداللہ بن سبا کہتا تھا کہ امیر المومنین اللہ ہیں اور میں ان کی طرف سے پیغمبر ہوں۔ حضرت علیؓ نے یہ سن کر اس کو بلوایا اور اس سے پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے اس نے کہا کہ میرے دل میں یہ بات آئی ہے اور خیال میں گزرا ہے کہ تم اللہ ہو اور میں تمہارا پیغمبر ہوں۔ آپؓ نے فرمایا کہ وائے تجھ پر شیطان تجھ سے استہزا اور سخریہ اور مذاق کرتا ہے تو توبہ کر اپنے اس اعتقاد باطل اور خیال فاسد سے اس نے آپ کا فرمانا نہ مانا اور توبہ سے انکار کیا آپؓ نے اس کو قید کیا پھر بھی وہ توبہ کرنے پر راضی نہ ہوا اور اس اعتقاد باطل سے نہ پھرا آخر آپ نے اس کو قید خانے سے باہر نکال کر آگ میں جلا دیا اور ایک بیٹا اس کا نام عبیداللہ بن سبا تھا وہ بھی فاسدۃ العقیدہ تھا مگر اپنے باپ سے ایک درجہ کم تھا وہ حضرت علیؓ کے اللہ ہونے کا قائل نہ تھا مگر تفویض کا قائل ہوا تھا چنانچہ مفوضہ میں اس کا بیان آتا ہے اور اسی کتاب میں دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے جب عبداللہ کے اصحاب کو پکڑا تو وہ مدائن کو بھاگ گیا۔ حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ ایک گڑھا کھودیں اور اس میں آگ روشن کریں اور اصحاب عبداللہ کو اس میں ڈال دیں غرض کہ جب ان کو اس آگ میں ڈالا تو انہوں نے کہا کہ ہمارا یقین اور زیادہ ہوا کہ تو ہی اللہ ہے اس لیے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ اللہ بندوں کے ساتھ آگ کے عذاب کرے گا اب کہ تو ہم کو آگ سے عذاب کرتا ہے پس ہمیں یقین ہوا کہ تو ہی اللہ ہے آخر وہ سب جل گئے مگر اپنے اپنے اعتقاد سے نہ پھرے۔

دوسرا کاملیہ

یہ فرقہ ابو کامل کی طرف منسوب ہے یہ شخص سب صحابہ کو کافر بتاتا تھا اس پر کہ انہوں

Marfat.com

نے حضرت علیؓ سے بیعت نہ کی اور خود حضرت علیؓ کو کافر کہتا تھا اس پر کہ صحابہ سے نہ لڑے یہ تناسخ کا قائل تھا اور کہتا تھا کہ امامت نور الٰہی ہے کہ ایک شخص سے دوسرے شخص میں منتقل ہوتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ نور ایک آدمی میں امامت ہو اور دوسرے میں نبوت ہو جائے اور کہتا تھا کہ روح الٰہی نے اول آدم میں بعد اس کے درجہ بدرجہ تمام انبیا و آئمہ میں حلول کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس کے نزدیک کافر کا بھی امام ہونا اور اس میں روح الٰہی کا حلول کرنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت علیؓ کی تکفیر کرتا ہے اور پھر ان میں روح الٰہی کے حلول کا اور ان کی امامت کا قائل ہے شفائے قاضی عیاض میں لفظ کاملیہ کی جگہ کمیلیہ لکھا ہے شارح کہتا ہے کہ کمیلیہ منسوب ہیں کمیل کی طرف جو کامل کا مصغر ہے اس صورت میں کمیلیہ کاف کے ضمہ سے ہوگا بعض کہتے ہیں کہ اس لفظ میں کاف مفتوح ہے اس صورت میں قبیل کے وزن پر کامل کے معنی میں ہے۔

تیسرا مغیریہ

یہ مغیرہ بن سعید عجلی کے اصحاب ہیں جو خالد بن عبداللہ قسری گورنر عراق کا غلام تھا اس نے خالد پر کوفہ میں بیس آدمی لے کر خروج کیا ان کو گھیر لیا وہ ممبر پر تھے انہوں نے کہا مجھے پانی پلادو اس سبب سے وہ بدل دیئے گئے نواب صدیق حسن خان نے اسی طرح لکھا ہے اور صحیح یہ ہے کہ خالد کو ہشام بن عبدالملک نے ۱۲۰ ہجری میں ابوالمثنیٰ وحیان بنطی کے کہنے سننے سے معزول کر کے یوسف بن عمر ثقفی کو ان کی جگہ مقرر کیا تھا یہ دونوں ہشام بن عبدالملک کی املاک کے جو عراق میں تھی متولی تھے ابن خلدون وغیرہ نے اسی طرح لکھا ہے اور معارف میں ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ خالد نے مغیرہ کو واسط میں قتل کر کے قنطرۃ العاشر پر سولی دی تھی اس کے شنائع میں سے ایک قول یہ ہے کہ معبود کے اعضا حروف ہجا کی صورت پر ہیں اور الف صورت قدمین پر ہے اور یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ اللہ ایک مرد ہے نور کا اس کے سر پر ایک تاج ہے نور کا اور اس کا دل حکمت کا منبع ہے وہ اعتقاد رکھتا تھا کہ اللہ ہر مکان میں ہے کوئی مکان اس سے خالی نہیں ہے اور اللہ نے جب جہاں پیدا کرنا چاہا تو اعمال عباد کو اپنی دو انگلیوں سے لکھا پھر ان کے معاصی سے غضب میں آیا تو اس سے اللہ کو پسینا چھوٹا اس پسینے سے دو دریا مجتمع ہو گئے ایک شیریں ایک تلخ پس اللہ تعالیٰ نے دریائے شیریں میں دیکھا تو عکس اس کا اس میں پڑا اللہ تعالیٰ نے تھوڑا سا عکس اس دریا میں سے

Marfat.com

نکال کر اس سے چاند اور سورج بنائے اور باقی کو فنا کر دیا اس واسطے کہ کوئی شریک اس کا باقی نہ رہے پھر دریائے شیریں سے مومن پیدا کیے دریائے تلخ سے کافر بنائے اور اس آیت کی۔ عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا ۔ سورۃ احزاب ۳۳، آیت ۷۲۔ تفسیر یوں کرتا تھا کہ ہم نے پیش کی امانت آسمان و زمین اور پہاڑوں کے سامنے اور وہ امانت حضرت علیؓ کی امامت تھی کہ تم میں سے کون ایسا ہے کہ اس کو لینا چاہتا ہے۔ تو کسی نے اس امانت کو قبول نہ کیا تا کہ یہ حق حضرت علیؓ کا حضرت علیؓ ہی کو پہنچ جائے۔ مگر انسانوں میں سے حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کے مشورے سے اس کو اختیار کر لیا جب کہ حضرت عمرؓ نے یہ اقرار کر لیا کہ کار امامت میں حضرت ابوبکرؓ کو مدد دیتا رہوں گا اور حضرت عمرؓ نے یہ ذمہ داری اس شرط پر اختیار کی کہ حضرت ابوبکرؓ اپنے بعد مجھے خلافت دے دیں اور یہ کہتا تھا کہ آیت كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ. (سورۃ حشر۔ ۵۹۔ آیت ۱۶) یعنی شیطان کی مثل ہے جس وقت اس نے آدمی کو کہا تو کفر کر جب اس نے کفر کیا تو تحقیق میں تجھ سے بیزار ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہاں کا رب ہے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے اس کے نزدیک مہدی زکریا بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہیں اور وہ زندہ ہیں کوہ حاجر میں مقیم ہیں جب حکم ربی ہوگا تو اس سے برآمد ہوں گے اور محمد بن علی کے بعد یہ شخص اپنے لیے امامت کا طالب ہوا تھا اور دعویٰ نبوت کا رکھتا تھا اس کے زعم میں اس کا معجزہ یہ تھا کہ وہ اسم اعظم جانتا ہے اور مردوں کو زندہ کرتا ہے اور جب مغیرہ مارا گیا تو اس کے بعض مرید کہنے لگے کہ وہی امام منتظر ہے۔ منہج المقال میں آیا ہے کہ امام ابوعبداللہ فرماتے تھے کہ اس آیت میں۔ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ. سورۃ شعراء ۲۶۔ آیت ۲۲۱ سے ۲۲۲۔ یعنی میں تم کو بتاؤں شیطان کس پر اترتے ہیں۔ اترتے ہیں ہر جھوٹے گنہگار پر شیاطین سے مراد یہ سات شخص ہیں۔ مغیرہ بن سعید اور بنان اور صائد نہدی اور حرث شامی اور عبداللہ بن حرث اور حمزہ بن عمارہ زبیری اور ابوالخطاب اور نامہ دانشوران میں ابن قبہ کے حالات میں مذکور ہے کہ فرقہ۔ مغیریہ کا قول ہے کہ امامت حسن بن حسن کو وصیت سے پہنچی تھی ان کے نزدیک امامت منحصر ہے حسن بن علی اور ان کی اولاد میں اور یہ فرقہ ان کے غیر میں امامت تجویز نہیں کرتا۔

Marfat.com

چوتھا بنانیہ

یہ تبع ہیں بنان بن سمعان تیمی نہدی یمنی کے اور بعض بنان کو اسماعیل کا بیٹا بتاتے ہیں۔ لفظ بنان کے حروف میں اختلاف ہے۔ میر سید شریف نے تعریفات میں بائے موحدہ کے بعد نون لکھا ہے اور منتہی المقال و منہج المقال میں آیا ہے بنان مین بائے موحدہ مضموم ہے اور اس کے بعد نون ہے اور نون کے بعد الف اور اس کے بعد نون ہے اور ابوزید بلخی کی تاریخ میں ہے کہ یہ نام بیان ہے بائے موحدہ کے بعد یائے تحتانی کے ساتھ اور نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں شہاب الدین احمد خفاجی کہتے ہیں کہ فرقہ بیانیہ منسوب ہے بیان کی طرف اس لفظ میں ہائے موحدہ مفتوح اور یائے تحتانی اور الف اور نون ہے اور بعضوں نے بنان بائے موحدہ اور دونوں کے ساتھ بتایا ہے بنان کے باپ کا نام اسماعیل نہدی تھا۔ یہ شخص بجائے حلول کے اتحاد کا قائل تھا یعنی اس کا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ حضرت علیؑ کے ساتھ متحد ہو گیا ہے۔ پھر بعد حضرت علیؑ کے محمد بن حنفیہ کے ساتھ پھر ان کے بیٹے ابو ہاشم عبداللہ بن محمد کے ساتھ پھر بعد ابو ہاشم کے بنان سمعان کے ساتھ یعنی خود اس کی ذات کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ انسان کی صورت پر ہے اور سب کچھ اس کا ہلاک اور فنا ہو جائے گا مگر منہ فنا نہ ہوگا اور دلیل اس پر یہ آیت لاتا تھا۔ "کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ"۔ سورۃ قصص۔ ۲۸۔ آیت۔ ۸۸۔ کتاب کشی میں سعد بن عبداللہ کے ذریعہ سے روایت آئی ہے کہ حضرت جعفر صادق نے بنان پر لعنت کی ہے جیسا کہ اختیار میں مذکور ہے اور کشی میں یہ بھی روایت ہے کہ ابوالحسن رضا نے کہا ہے کہ بنان علی بن حسین کی تکذیب کرتا تھا پس اللہ نے اس کو بھی آتش دوزخ کے ساتھ سزا دی اور تاریخ ابوزید بلخی میں مذکور ہے کہ بیانیہ بیان کی نبوت کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن میں جو وارد ہے۔ "هٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ"۔ سورۃ آل عمران ۳۔ آیت۔ ۱۳۸۔ یعنی یہ بیان ہے لوگوں کے لیے اس سے مراد یہی ہمارا پیشوا ہے اور چونکہ یہ شخص تناسخ اور رجعت کا قائل تھا اس لیے خالد بن عبداللہ قسری نے قتل کر دیا۔ منہج المقال میں لکھا ہے کہ ہشام بن حکم کہتے ہیں۔ میں نے ابوعبداللہ سے عرض کیا کہ بنان اس آیت کی "وَهُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ"۔ سورۃ زخرف ۴۳۔ آیت ۸۴۔ تاویل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ زمین کا اللہ اور ہے آسمان کا اللہ اور ہے اور آسمان کا اللہ زمین کے اللہ سے اعظم ہے اور باشندگان زمین آسمان کے اللہ کو

Marfat.com

جانتے ہیں اس کی تعظیم کرتے ہیں ابوعبداللہ نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم کہ زمین اور آسمان دونوں کا وہ ایک ہی اللہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں بنان جھوٹا ہے اللہ اس پر لعنت کرے۔

پانچواں جناحیہ

یہ متبع ہیں عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ذوالجناحین بن ابوطالب کے وہ تناسخ ارواح کے قائل تھے اور ایک عقیدہ ان کا یہ بھی تھا کہ روح الٰہی انبیا میں دائر سائر ہے پھر حضرت علیؓ میں پھر حضرت حسنؓ وحضرت حسینؓ ومحمد بن حنیفہ اولاد حضرت علیؓ میں دائر ہوئی پھر عبداللہ کے اندر آئی اس لیے انہوں نے زعم کیا تھا کہ وہ اللہ ہے اور علم اس کے دل میں یوں اگتا ہے جیسے زمین سے پھول زمین کا اور امامت بھی اسی ترتیب سے ظہور میں آئی ہے کیونکہ نبوت اور امامت کے معنی جناحیہ کے نزدیک یہی تھے کہ روح الٰہی بدن انسانی میں حلول کرے۔ اس فرقہ کا مذہب یہ ہے کہ شراب ومردار ونکاح محارم وزنا حلال ہے۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن میں جو مردار اور خون اور سور کے گوشت کی تحریم آئی ہے یہ کنایہ ہے ایک قوم سے جن کا بغض لازم ہے جیسے حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ وحضرت عثمانؓ ومعاویہؓ۔ اور جس قدر فرائض مامور بہا قرآن آئے ہیں وہ کنایہ ہے ان لوگوں سے جن کی دوستی لازم ہے جیسے حضرت علیؓ وحضرت حسنؓ وحضرت حسینؓ اور ان کی اولاد یہ قیامت کے منکر ہیں۔

بہرصورت عبداللہ بن معاویہ نے ۱۲۷ہجری میں مروان حمار کی شروع حکمرانی میں کوفے میں خروج کیا تھا کوفے کے سارے زیدیہ نے ان کا ساتھ دیا تھا مگر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز حاکم عراق سے سخت جنگ کے بعد شکست کھا کر مدائن کو چلے گئے اور تمام اطراف سے شیعہ ان کے جھنڈے کے تلے جمع ہوگئے اور ان کی قوت بہت بڑھ گئی اور ایک زبردست لشکر کے ساتھ فتوحات شروع کیں اور بڑے بڑے شہر جیسے حلوان۔ ہمدان۔ قومس رے (تہران)۔ جبال اصفہان فتح کرلیے۔ ۱۲۹ہجری میں فارس (ایران) پر چڑھائی کی اور اسے بھی مسخر کرلیا اور اسطخر میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کیا اور اپنی طرف سے جابجا حکام روانہ کیے اور مال کثیر حاصل کیا۔ بنی ہاشم اور بنی امیہ کے بڑے بڑے سردار جیسے سلیمان بن ہشام بن عبدالملک اور ابوجعفر منصور اور علی بن عبداللہ بن عباس وعیسیٰ بن عبداللہ بن عباس ان کے شریک ہوگئے عامر بن صبارہ اور معن بن زائدہ نے گھیر کر ایسی شکستیں دیں کہ سارا لشکر پریشان ہوگیا اور عبداللہ بن معاویہ خود مع اپنے دو بھائی حسن اور

Marfat.com

یزید اور خاص خاص آدمیوں کے ہرات (افغانستان) کی طرف بھاگ گئے جہاں پر ابونصر مالک بن ہیثم خزاعی ابو مسلم کی طرف سے حاکم تھا۔ اس نے ابو مسلم کے حکم سے عبداللہ کو مروا ڈالا اور حسن و یزید ابنائے معاویہ کو چھوڑ دیا۔ فرقہ، جناحیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ عبداللہ ملک اصفہان میں کسی پہاڑ کے اندر زندہ موجود ہیں عنقریب نکلنے والے ہیں۔

چھٹا منصوریہ

یہ ابو منصور عجلی کے متبع ہیں یہ شخص ابتدا میں حضرت جعفر صادق بن محمد باقرؒ کا متقد تھا جب انہوں نے اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا تو اس نے یہ دعویٰ کیا کہ بعد حضرت محمد باقر کے امامت اس کی طرف منتقل ہوئی ہے اور وہ بعد انتقال اس امامت کے آسمان پر گیا اور معبود نے اس کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا اور کہا۔ اے بیٹا پہنچا دے میری طرف سے یہ آیت۔ وَاِنْ یَّرَوْا کِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا یَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْکُوْمٌ۔ سورۃ طور ۵۲۔ آیت ۴۴۔ اگر کسی چیز کا ٹکڑا آسمان سے گرتا دیکھیں تو کہیں یہ گاڑھی بدلی ہے اس کے زعم میں کسف ساقط مذکور سے مراد حضرت علیؓ بن ابی طالب ہیں اور اس بات کا قائل تھا کہ رسول قیامت تک مبعوث ہوتے رہیں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم نہیں ہوئی ہے اور ایک عقیدہ یہ تھا کہ جنت سے مراد وہ آدمی ہے جس کی دوستی واجب ہے اور وہ امام ہے جیسے حضرت علیؓ بن ابی طالب اور ان کی اولاد اور دوزخ سے مراد وہ آدمی ہے جس کی دشمنی واجب ہے۔ جیسے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ و معاویہؓ اسی طرح کہتا تھا کہ قرآن میں فرائض سے حضرت علیؓ اور ان کی اولاد مراد ہے اور یہ محرمات سے حضرت ابوبکرؓ وغیرہ مقصود ہیں اور اس تاویل سے مطلب اس کا یہ تھا کہ جو کوئی امام تک پہنچ جاتا ہے اس سے ساری تکالیف شرعیہ اٹھ جاتی ہیں بے قید ہو جاتا ہے منصوریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص ایسے چالیس آدمیوں کو قتل کر ڈالے جو عقائد دینیہ میں ہم سے خلاف ہیں تو وہ جنت میں داخل ہو اور یہ لوگ آدمیوں کے مال حلال جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جبریلؑ نے پیغام رسانی رب العالمین میں خطا کی ہے۔

ساتواں خطابیہ

یہ لوگ ابو الخطاب کے متبع ہیں خلاصہ میں لکھا ہے کہ ابو الخطاب کو محمد بن مقلاص اور محمد

Marfat.com

بن ابوزینت کہتے ہیں اور طحطاوی کے حاشیہ درمختار میں ہے کہ خطابیہ نسبت ہے ابوالخطاب محمد بن وہب جدع یا محمد بن ابی زینت اسدی جدع کی طرف ابوالخطاب نے کوفے میں خروج کیا اور عیسیٰ بن موسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس سے لڑا اور حضرت جعفر صادق کی اطاعت کی طرف دعوت کی اور یہ دعویٰ کیا کہ علی مرتضیٰ الہ اکبر ہیں اور جعفر صادق اللہ اصغر انتہی کلامہ۔ اور عبدالکریم شہرستانی نے اپنی کتاب ملل ونحل میں اس طرح لکھا ہے کہ ابو الخطاب اسدی نے اپنے آپ کو حضرت جعفر صادق" کے منتسبین میں مشہور کر کے لوگوں کا اعتقاد حضرت جعفر صادق کے اور اپنے ساتھ خوب مستحکم کیا اور یہ بات ذہنوں میں جمائی کہ یہ حضرت آئمہ جن کی طرف سے میں داعی ہوں پہلے امام زمان ہوتے ہیں پھر الٰہ ہو جاتے ہیں الوہیت ایک نور ہے جو نبوت کے پردے میں نہاں ہوتا ہے جس طرح نبوت ایک روشنی ہے جس کی چمک امامت کے لباس میں ہوتی ہے اس نے بتدریج اپنی تعلیمات میں یہ بات بھی شامل کر لی تھی کہ حضرت جعفر صادق" اس زمانے کے الٰہ ہیں یہ نہ سمجھو کہ جس صورت کو تم دیکھتے ہو وہی جعفر ہیں وہ تو ایک لباس ہے جو اس عالم میں اترنے کے وقت اللہ نے پہن لیا ہے حضرت جعفر صادق کو جب اس کی خرافات وکفریات پر اس کی اطلاع ہوئی تو اس کو اپنے ہاں سے ذلت کے ساتھ نکال دیا اور اس پر لعنت کر کے ان تمام اقوال سے اپنی برادت ظاہر کی چونکہ اس کو امام سے دراصل کوئی تعلق نہ تھا اس کی غرض صرف یہ تھی کہ وہ بھی مقتدا مان لیا جائے اس وجہ سے اس وقت اس نے امامت کا دعویٰ کیا وہ مشیہ بھی تھا حتیٰ کہ خلیفہ منصور عباسی کے عہد میں مارا گیا اس کے تابع پچاس فرقے ہیں سب کا اس پر اتفاق ہے کہ آئمہ جیسے حضرت علی اور ان کی اولاد یہ سب انبیا ہیں اور ہرامت کے لیے دو رسول ہونا ضرور ہیں ایک ناطق دوسرا صامت سو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ناطق تھے اور حضرت علی نبی صامت ہیں اور حضرت جعفر صادق بن محمد باقر نبی تھے پھر انتقال نبوت کا ابوالخطاب کی طرف ہو گیا بلکہ خطابیہ کو یہاں تک غلو ہے کہ ان سب کے نزدیک آئمہ اللہ ہیں اور امام حسنؓ وحسینؓ ابن اللہ ہیں اور حضرت جعفر صادق بھی اللہ ہیں اور وہ یہ نہیں جنہیں لوگ دیکھتے ہیں بلکہ وہ جب اس عالم کی طرف نزول کرتے ہیں تو یہ انسانی صورت اختیار کر لیتے ہیں مگر ابوالخطاب جعفر صادق اور حضرت علی سے افضل ہے ان کا عقیدہ یہ ہے کہ آئمہ ان سب کاموں کو جو قیامت تک ہونے والے ہیں جانتے ہیں اور خطابیہ کہتے ہیں کہ الہیت نور ہے نبوت اور امامت سے اور عالم ان انوار سے کبھی خالی نہیں

Marfat.com

رہتا اور ان کا زعم یہ ہے کہ امام جعفر صادق بن محمد باقر نے ان کے پاس ایک کھال امانت رکھی ہے جس کو جفر کہتے ہیں اس میں ہر شے محتاج الیہ کا علم غیب اور قرآن کی تفسیر ہے ان کے اعتقاد میں اس آیت میں۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً. سورۃ بقرہ ۲۔ آیت ۶۷۔ یعنی اللہ تم کو فرماتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو بقرہ سے مراد ام المومنین حضرت عائشہؓ ہیں اور خمر (شراب) و میسر سے مراد حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ اور جبت و طاغوت سے مراد معاویہؓ بن ابی سفیان و عمرو بن العاص ہیں منتہی المقال میں کشی وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ ابوالخطاب علی بن امام حسین کی تکذیب کرتا تھا پس اللہ نے اسے دوزخ میں ڈالا۔ خطابیہ ہر مومن کی گواہی کو کہ حلف کرے سچا جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مومن کبھی جھوٹا حلف نہیں کرتا اور بعضوں نے کہا ہے کہ خطابیہ کے نزدیک جھوٹی گواہی اپنے موافقین کے واسطے دینا جائز ہے اسی واسطے کتب فقہ میں لکھا ہے کہ خطابیہ کی گواہی نامقبول ہے۔ ابوالخطاب کو کوفے میں سولی دیئے جانے کے بعد اس کے اصحاب کئی فرقے ہو گئے ایک فریق نے معمر بن خثیم (خائے معجمہ اور اس کے بعد یائے مثناۃ تحتانی اور اس کے بعد ثائے مثلثہ) کی اتباع اختیار کی اور دوسرے نے بزیغ بن یونس کی یہ شخص جولاہا تھا اور تیسرے نے عمرو بن بنان عجلی کی اور بعض نے مفضل صیرفی کی اور بعض نے سریع کی۔

معمریہ

معمریہ کے زعم میں ابوالخطاب کے بعد معمر نبی ہے جو خاتم الانبیاء ہے اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا فنا نہ ہوگی جنت یہی بہتری بھلائی دنیا کی ہے جو انسان کو پہنچتی ہے اور دوزخ اس کی ضد ہے ان کے نزدیک شراب پینا، زنا کرنا اور تمام برے کام حلال و جائز ہیں ان کا مذہب ترک نماز ہے۔ یہ قائل ہیں تناسخ کے کہتے ہیں لوگ مرتے نہیں ہیں بلکہ ان کی روحیں ان کے غیر میں چلی جاتی ہیں خلاصہ میں لکھا ہے کہ سعید بن خثیم اور اس کا بھائی معمر و عاۃ زیدیہ میں سے ہیں۔

بزیغیہ

بزیغیہ اس لفظ میں اختلاف ہے نسیم الریاض میں مذکور ہے کہ برہان حنبلی نے کہا ہے کہ لفظ بزیغ میں بائے موحدہ مفتوح اور زائے معجمہ مکسور اور یائے مثناۃ تحتانی ساکن اور آخر

Marfat.com

میں غین معجمہ ہے بزیغ ایک شخص کا نام ہے جس کی طرف بزیغیہ منسوب ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ لفظ بزیغ میں معجمہ کی جگہ عین مہملہ ہے اور بعضوں نے اور طرح سے بتایا ہے۔
بزیغیہ کا یہ قول ہے کہ حضرت جعفر بن محمد اللہ ہیں اور جن کو یہ لوگ دیکھتے ہیں یہ وہ نہیں ہیں لوگوں کو ان کی شبیہ معلوم ہوتی ہے اور دوسرے آئمہ اللہ نہیں مگر وحی ان کی طرف ہوتی ہے اور معراج اور ملائکہ پہنچنا سب کے لیے حاصل تھا بلکہ ان کے عقیدے میں ہر مومن کو وحی آتی ہے کہتے ہیں اصحاب بزیغ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو جبرئیل و میکائیل سے بہتر ہیں۔
ان کو زعم ہے کہ بزیغ کے معتقد فرتے نہیں بلکہ ان کو عالم ملکوت پر پہنچا دیا جاتا ہے اور تعلیقہ میں لکھا ہے کہ بزیغیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہم اپنے مردوں کو صبح وشام دیکھتے ہیں اور یہ بھی اسی میں مذکور ہے کہ بزیغیہ کا زعم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جعفر صادق میں حلول کیا ہے اور وہ اللہ سے اکمل ہیں منتہی المقال میں بزیغ کے ذکر میں ایک روایت نقل کی ہے کہ ابو عبداللہ نے فرمایا ہے کہ حرث شامی اور بنان علی بن حسین کی تکذیب کرتے تھے پھر مغیرہ بن سعید اور بزیغ اور سری اور ابوالخطاب اور معمر اور بشار اشعری اور حمزہ بن عمارہ زبیری در صائد نہدی کا ذکر کیا اور ان پر لعنت کی بعض نسخوں میں زبیری کی جگہ یزیدی اور بعض میں زیدی ہے۔

مفضلیہ

مفضلیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ کو حق تعالیٰ کے ساتھ وہ نسبت ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت ہے یعنی لاہوت ناسیت کے ساتھ مل کر ایک چیز ہوگئی اور رسالت منقطع نہیں ہوتی بلکہ جس کو عالم لاہوت کے ساتھ اتحاد حاصل ہوگیا وہ نبی ہے اور اگر ارشاد خلق اور ہدایت گمراہاں کو اختیار کرلیا تو رسول ہے اسی وجہ سے ان لوگوں میں بہت سے آدمی نبوت اور رسالت کے مدعی گزرے ہیں اور مفضلیہ کہتے تھے کہ حضرت جعفر بن محمد اللہ ہیں اس پر جعفر نے ان کو مطرود وملعون کردیا۔
فائدہ مرتبہ ذات الٰہی کو عالم لاہوت کہتے ہیں اور مرتبہ صفات الٰہی کو جبروت کہتے ہیں اور مرتبہ اسمائے الٰہی کو ملکوت کہا کرتے ہیں اور ناسوت نام ہے عالمِ اجسام کا یعنی دنیا اور اس جہاں کا۔

Marfat.com

سریغیہ

سریغیہ (بہ فتح سین مہملہ وکسر رائے مہملہ وغین معجمہ) ان کا عقیدہ مفضلیہ کی طرح ہے مگر فرق اس قدر ہے کہ یہ پانچ شخصوں کی نسبت قائل ہیں کہ لاہوت سے ناسوت میں حلول کیا ہے ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے عباس بن عبدالمطلب تیسرے حضرت علی بن ابی طالب چوتھے جعفر بن ابی طالب پانچویں عقیل بن ابی طالب۔

آٹھواں غرابیہ

غراب غین معجمہ کے پیش سے زبان عربی میں کوے کو کہتے ہیں ان لوگوں کا اعتقاد یہ تھا کہ حضرت علی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے صورت میں بہت مشابہت ہے جو ایک کوے کو دوسرے کوے سے مشابہت ہوتی ہے اس سے بھی زیادہ یہ دونوں باہم مشابہ ہیں اسی وجہ سے جبرئیل بھول گئے اللہ نے ان کو علی بن ابی طالب کے پاس بھیجا تھا وہ امتیاز نہ کر سکے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے پس یہ لوگ اپنی اصطلاح میں جبرئیل کو صاحب الریش کہتے ہیں اور ان پر لعنت کرتے ہیں شمس تبریز کے نام سے ایک دیوان اشعار فارسی کا مشہور ہے جو مطبع نولکشور میں ایک ہزار سے زیادہ صفحوں پر چھپا ہے ہر صفحہ میں ۲۵ سطریں ہیں اور ہر صفحہ میں عرض میں چار چار مصرع درج ہیں جس میں ایک غزل ردیف وال میں لکھی ہے اس غزل میں ایک شعر اس فرقے کے مذہب کے مطابق ہے اور وہ شعر یہ ہے۔

در پیش محمد شد مقصود علی بود و گیر　　ان روح مصفا کہ خداوند بہ قرآن
ہم اول واہم آخر و ہم ظاہر و باطن　　ہم موعد و ہم وعدہ موعود علی بود
ان رہبر و آن راہ کہ نمود علی بود　　جبرئیل امین راز بر حضرت غرت
جبرئیل کی آمد ز بر خالق بیچون　　بنواخت بہ چند آیت وبستو د علی بود
راہے کہ بیان کرد خداوند الحمد　　مقصود و بشکل آمد و مقصود علی بود
گویند ملک ساجدہ مسجود بد آدم　　از من بشنو ساجد و مسجود علی بود

نواں ذبابیہ

ان کا اعتقاد ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں اور حضرت علی اللہ ہیں اور کہتے ہیں کہ

Marfat.com

ان دونوں نبی اور اللہ میں بہت مشابہت تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی سے اس طرح مشابہ تھے جیسے مکھی سے مکھی مشابہ ہوتی ہے عربی میں ذباب ذال معجمہ کے پیش سے مکھی کو کہا کرتے ہیں اس واسطے یہ لوگ ذبابیہ کہلاتے ہیں یہ بھی حقیقت میں غرابیہ کی ایک شاخ ہے کہ اس عقیدے سے اس عقیدے کی جانب متوجہ ہو گئے۔

دسواں ذمیہ

(بفتح ذال معجمہ) ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب اللہ ہیں اور یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت کرتے تھے اس گمان پر کہ حضرت علی نے ان کو اس لیے بھیجا تھا کہ حضرت علی کے مددگار سربراہ کار رہیں اور لوگوں کو حضرت علی کی طرف بلائیں لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے نبوت کا دعویٰ کیا اور لوگوں کو اپنی طرف بلانے لگے اور حضرت علی کو اس طرح پر راضی کر دیا کہ اپنی بیٹی ان کو بیاہ دی اور یہ کئی فرقے ہو گئے ہیں۔

علیاییہ

ان میں ایک علیاییہ ہیں جو علیا بن زراع الدروی یا اسدی کے متبع ہیں وہ حضرت علی کی الوہیت کا قائل تھا اور حضرت علی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل بتاتا تھا اور یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے ساتھ بیعت کی تھی اور ان کی متابعت اختیار کر لی تھی۔ اور توضیح المقال فی علم الرجال میں فرقہ علیاییہ کا نام علیاویہ لکھا ہے اور کہا کہ رئیس ان کا بشار شعیری ہے اور اختیار سے نقل کیا ہے علیاویہ کا عقیدہ یہ ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ رب ہیں جو خاندان علوی ہاشمی میں پیدا ہوئے اور ظاہر یہ کیا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کی طرف سے اس کا دوست ہوں اور اللہ کا رسول ہوں۔

اور علیاویہ نے ان لوگوں کے ساتھ اباحت اور تعطیل اور تناسخ میں موافقت کی ہے اور علیاویہ کا نام مخمسہ نے علیاییہ رکھا ہے اس وجہ سے کہ گمان یہ ہے کہ جب بشار شعیری نے محمد صلی اللہ وسلم کی ربوبیت سے انکار کیا اور حضرت علی کو رب قرار دیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی کا بندہ مانا اور سلمان کی رسالت کا انکار کیا تو وہ مسخ ہو کر ایک پرندہ بن گیا جسے علیا کہتے ہیں اور دریا میں رہتا ہے پس جو اس کے متبع ہیں انہیں علیاییہ کہنے لگے۔

Marfat.com

اثنینیہ

بعض علیایہ یہ بھی کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی دونوں اللہ تھے۔ لیکن یہ بھی دو فریق ہو گئے بعض محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو الواہیت میں مقدم رکھتے ہیں اور بعض حضرت علی کو ان دونوں گروہوں کا نام اثنینیہ ہے کیونکہ یہ حضرت محمدؐ کی مذمت نہیں کرتے جس طرح ذمیہ کرتے ہیں بلکہ حضرت علی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو الوہیت میں شریک جانتے ہیں۔

خمسیہ اور مخمسہ

اور بعض ان میں سے پنجتن یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور حضرت حسن اور حضرت حسین کو اللہ مانتے ہیں۔ یہ بھی ان کا قول ہے کہ پانچوں ایک شے ہیں ان سب میں یکساں روح اتری ہیں ایک کو دوسرے پر کچھ فضیلت نہیں ان کا نام خمسیہ اور مخمسہ ہے یہ لوگ حضرت فاطمہ کو ہمیشہ فاطم کہا کرتے تھے علامت تانیث سے احتراز رکھتے تھے ان کے شاعر کا قول ہے۔

تولیت بعد اللہ فی الدین خمستہ　　　بنیاد وسبطیہ وشیخا و فاطما

اور تعلیقہ میں لکھا ہے مخمسہ کا عقیدہ یہ ہے کہ سلمان۔ ابوذر۔ مقداد۔ عمار۔ اور عمر بن امیہ ضمری اللہ کی طرف سے مصالح عالم کے موکل ہیں۔

محمد یہ طریق میں اور بشار نے اصحاب ابوالخطاب کے ساتھ ان چار شخصوں میں موافقت کی ہے۔ حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین (رضی اللہ عنہم) اور اشخاص ثلاثہ یعنی حضرت فاطمہ وحضرت حسن وحضرت حسین (رضی اللہ عنہم) کے معنی تخلیط ہیں یعنی حقیقت ان کی ایک ہی ہے چار لباس وعنوان میں ظہور کیا ہے اور وہ حقیقت صرف وجود حضرت علی ہے اس لیے کہ حضرت علی ہی ان سب اشخاص میں صاحب امامت ہیں اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی مخصوص وجود نہیں ہے بلکہ وہ حضرت علی کے بندے ہیں اور حضرت علی رب ہیں انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح پانچواں مانا ہے جیسا کہ فرقہ مخمسہ نے سلمان کو پانچواں قرار دیا ہے اور ان کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رسول گردانا ہے۔ اور منتہی المقال میں لکھا ہے کہ مخمسہ کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علی رب ہیں اور توضیح

Marfat.com

المقال میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ خطابیہ اور علیاویہ اور مخمسہ کا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص یہ دعوے کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں سے ہوں وہ مبطل ہے اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے ایسے ہی لوگوں کے حق میں اللہ نے یہود و نصاریٰ کا لفظ اس آیت میں فرمایا ہے۔ قَالَتِ الْیَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰی نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ. سورۃ مائدہ ۳۔ آیت ۱۸۔ یعنی یہود و عیسائی کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے پیارے تو کہہ پھر کیوں عذاب کرتا ہے تمہارے گناہوں پر بلکہ تم بھی ایک انسان ہو اس کی پیدائش میں کیونکہ خطابیہ و مخمسہ کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب ہیں اور علیاویہ کے نزدیک علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اللہ سے نہ اولاد پیدا ہوتی ہے اور نہ وہ خود کسی سے پیدا ہوا ہے اور یہ لوگ یعنی آل ہونے کا دعویٰ کرنے والے بشر ہیں تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت علی کی آل و اولاد کیسے بن سکتے ہیں اس لیے جو ایسا دعویٰ کرتے ہیں وہ جھوٹے ہیں یہود و عیسائی کی طرح جو اس بات کے مدعی ہیں کہ ہم اللہ کی اولاد ہیں۔

گیارھواں امویہ

ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی حضرت محمدؐ کی نبوت اور رسالت میں شریک تھے۔

بارھواں غمامیہ

ان کا نام ربیعہ بھی ہے اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مکان اصلی آسمان ہے اور وہ موسم بہار میں پردہ بادل کے اندر ہو کر واسطے سیر گلزار اور باغ و بہار کے زمین کی طرف نزول کرتا ہے اور دنیا کا طواف کرتا ہے پھر آسمان پر چڑھ جاتا ہے پھل پھول میوہ غلہ اور سبزہ یہ سب اثر بہار اسی کی وجہ سے ہوتا ہے اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کے لیے جہت کوئی نہیں کبھی اوپر کبھی تلے پھرتا رہتا ہے اس فرقے کا ظہور ۱۴۵ ہجری میں ہوا تھا۔

تیرھواں رزامیہ

تعریفات ابونصر مکی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس لفظ میں رائے مہملہ کے بعد زائے معجمہ ہے۔ یہ فرقہ رزام بن سابق کی طرف منسوبؔ ہے ان کا اعتقاد یہ تھا کہ امامت بعد حضرت

Marfat.com

علی بن ابی طالب کے محمد بن حنیفہ کی طرف منتقل ہوئی پھر ان کے بیٹے ابو ہاشم عبداللہ کی طرف پھر علی بن عبداللہ بن عباس کی طرف ابو ہاشم کی وصیت سے آئی پھر ان کے بیٹے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی طرف آئی محمد نے اس کی وصیت اپنے بیٹے ابوالعباس کو کی جو سفاح کے لقب سے مشہور تھا اور مروان بن محمد بن مروان بن حکم بن ابوالعاص بن امیہ پر جس کو مروان حمار کہتے ہیں اور خلفائے بنی امیہ میں سے آخر خلیفہ تھا فتح پاکر بادشاہ ہوا اور چار برس سے کچھ زیادہ سلطنت کر کے مر گیا اس کے بعد بھائی اس کا ابو جعفر منصور جو بسبب بخل کے دوانیقی مشہور تھا سفاح کی وصیت سے امام ہوا اور رزامیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ ابو مسلم مروزی میں جو عباسیہ کی طرف سے داعی تھا اللہ تعالیٰ نے حلول کیا ہے اسی وجہ سے ان غلاۃ میں شمار ہوتا ہے اور باوجودیکہ ابو جعفر نے ابو مسلم کو دغا سے قتل کیا تھا مگر رزامیہ کا یہ زعم ہے کہ وہ مارا نہیں گیا ہے اور یہ لوگ محرمات کو حلال جانتے تھے اور فرائض کو چھوڑ دیا تھا۔

چودھواں عزاقریہ یا شلمغانیہ

یہ محمد بن علی شلمغانی کے متبع ہیں جس کی اکنیت ابو جعفر اور عرف ابوالعزاقر (عین مہملہ وزائے معجمہ وقاف ورائے مہملہ سے) ہے یاقوت حموی نے ابن ابی عون کے ترجمے میں لکھا ہے کہ ابن ابی العزاقر واسفان کے علاقے میں سے ایک گاؤں میں جس کا نام شلمغان (شین وغین معجمتین کے ساتھ) ہے رہتا تھا اس کے اصحاب اس کی الوہیت کے قائل ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ کی روح نے اول آدم السلام میں حلول کیا بعد آدم علیہ السلام کے شیث علیہ السلام میں اور شیث علیہ السلام کے بعد اور انبیا و آئمہ میں یہاں تک کہ حسن بن علی عسکری میں حلول کیا اس کی تصنیف سے ایک کتاب ہے اس کا نام حاسہ سادیہ رکھا ہے اس میں زنا و فجور کو جائز کر دیا ہے انتہی یہ شخص حسین بن منصور حلاج اور ابو طاہر قرمطی کا معاصر تھا ابتدا میں شیعہ امامیہ کے فقہائے اکابر میں شمار پاتا تھا اور امامیہ مذہب رکھتا تھا اور مذہب امامیہ کے اصول کے موافق کتابیں تصنیف کرتا تھا مگر شیخ ابوالقاسم حسین بن روح کے ساتھ جس کو امامیہ باب کہتے ہیں کیونکہ حضرت محمد بن حسن عسکری کی طرف سے ان کی غیبت صغریٰ کے زمانے میں وکیل تھا اس کو حسد پیدا ہو گیا اور امام مختفی کی طرف سے خود سفارت کا دعویٰ کیا بلکہ پھر ایک نیا مذہب تشیع میں جس کی بنیاد نہایت غلو اور تناسخ اور حلول حق تعالیٰ پر تھی پیدا کر لیا بنی بسطام اس کی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے مجلسی نے کتاب بحار

Marfat.com

الانوار کی تیرھویں جلد میں لکھا ہے کہ ابن ابو العزاقر کا یہ اعتقاد تھا کہ جو شخص اللہ کے دوست سے ضد رکھے اور اس سے مقابلہ کرتا رہے وہ نہایت عمدہ اور بہتر ہے اس لیے کہ ولی کو اپنے فضائل کا ظاہر کرنا بغیر اس کے ممکن نہیں کہ کوئی اس کا مخالف اس پر طعن کرے جب لوگ اس ولی کی نسبت اعتراض سنتے ہیں تو اس کے حالات کی جستجو کرتے ہیں اس صورت میں ولی کے فضائل اور کمالات کے ظاہر ہونے کا یہی مخالفت ذریعہ ہوتی ہے اس لیے ضد ولی سے افضل ہے اس طریقے کو آدم اول سے آدم ہفتم تک جاری کرتا تھا اس لیے کہ سات آدم اور سات عالم کا قائل تھا اور اسی بنیاد پر حضرت موسیٰ سے فرعون کو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو بکرؓ کو اور حضرت علیؓ سے معاویہؓ کو افضل بتاتا تھا اور ضد کی بابت عزاقریہ میں اختلاف ہے ایک گروہ ان میں سے یہ کہتا ہے کہ ضد کو ولی مقرر کرتا ہے اور ولی ہی اس کو اپنے ساتھ معارضہ کرنے کی قدرت دیتا ہے چنانچہ حضرت علیؓ نے اپنی خوشی سے حضرت ابو بکرؓ کو مقرر کیا تھا اور بعض عزاقریہ کہتے ہیں کہ ضد قدیم ہے ہر وقت ولی کے ساتھ رہتا ہے۔ محمد بن شلمغانی کا قول تھا کہ حق ایک ہی ہے وہ کبھی سفید لباس میں ظہور کرتا ہے کبھی قرمزی میں اور کبھی نیلے میں ابن اثیر جزری نے کتاب کامل میں بیان کیا ہے کہ ابن عزاقر اپنی ذات کو الٰہ اور رب الارباب قرار دیتا تھا اور عقیدہ اس کا یہ تھا کہ وہ اول ہے قدیم ہے ظاہر ہے باطن ہے رزاق ہے تام ہے تمام سے مراد یہ ہے کہ ہر معنی کے ساتھ اس کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے اور کہتا تھا اللہ ہر چیز میں اس کی استعداد اور تحمل کے موافق حلول فرماتا ہے اور ضد کو ایجاد کیا تاکہ وہ اپنے مقابل پر دلالت کرے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آدم ابوالبشر کو پیدا کر کے پھر ابلیس کو پیدا کیا اور اس میں حلول کیا اور یہ دونوں باہم ضد ہیں اور ضد شے کی اس کی نظیر اور شبیہ کی بہ نسبت زیادہ نزدیک ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ جب جسد ناسوتی میں حلول کرتا ہے تو اس حسد سے معجزہ اور قدرت ظہور میں آتی ہے اور معجزہ و قدرت اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس جسد کو اللہ کے ساتھ عینیت اور اتحاد حاصل ہے اور جب آدم علیہ السلام غائب ہو گئے تو لاہوت نے پانچ تن ناسوتی میں ظہور کیا ان پانچ تنوں میں سے ایک غائب ہو جاتا تو دوسرا اس کی جگہ ظہور کرتا اور ان پانچ تن ناسوتی کے مقابلے میں پانچ ابلیس ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ظہور فرمایا ہے بعد اس کے لاہوتیت حضرت ادریسؑ میں اور حضرت ادریسؑ کے ابلیس میں جمع ہوئی اور ان کے بعد متفرق ہو گئی جیسا کہ حضرت آدم کے بعد متفرق ہو گئی تھی پھر نوحؑ میں اور ان کے ابلیس میں جمع ہوئی اور

Marfat.com

ان کی غیبت کے بعد متفرق ہوگئی بعد اس کے ہوڈ میں اور ان کے ابلیس میں جمع ہوئی پھر ان دونوں کے بعد حضرت صالحؑ اور ان کے ابلیس میں جس نے ان کے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں جمع ہوئی ان کے بعد حضرت ابراہیمؑ اور ان کے ابلیس میں کہ نمرود ہے جمع ہوئی اور ان کے غائب ہونے کے بعد متفرق ہو کر حضرت ہارونؑ اور ان کے ابلیس میں کہ فرعون ہے جمع ہوئی ان کی غیبت کے بعد حضرت سلیمانؑ اور ان کے ابلیس میں جمع ہوئی اور ان کے غائب ہونے کے بعد حضرت عیسیٰؑ اور ان کے ابلیس میں جمع ہوئی اور حضرت عیسیٰؑ کے بعد ان کے حواریوں اور حواریوں کے ابلیسوں میں جمع ہوئی اور ان کی غیبت کے بعد حضرت علیؓ اور ان کے ابلیس میں جمع ہوئی۔ کہتا تھا کہ اللہ ایک نام ہے جو مفہوم کلی پر دلالت کرتا ہے اور مفہوم کلی یہ ہے کہ جس کی طرف لوگوں کو احتیاج ہے وہ اللہ ہے پس ہر ایک فاضل اپنے مفضولوں کا اور ہر ایک مطاع اپنے مطیعوں کا اللہ ہونے کے لائق ہے اسی لیے ابن ابی العزاقر کے متبعوں میں سے ہر ایک اپنے آپ کو بمقابلہ اس شخص کے جو اس سے کم مرتبہ ہوتا اللہ جانتا اور کہتا میں فلاں کا رب ہوں اور فلاں رب فلاں کا ہے اور فلاں میرا رب ہے یہاں تک کہ ربوبیت کو ابن ابی العزاقر تک منتہی کرتے اور اس کو رب الارباب جانتے اور کہتے ربوبیت ابن ابی العزاقر پر ختم ہوگئی اس کے آگے کوئی رب نہیں وہ کسی کا مربوب نہیں اور کہتے کہ حضرت حسنؓ، حسینؓ حضرت علیؓ کے فرزند نہیں ہیں اس لیے کہ جس کے وجود میں ربوبیت جمع ہوئی پھر وہ نہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بیٹا اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت مصطفیٰ ﷺ کو خائن بتاتے ہیں اس لیے کہ ہارون نے حضرت موسیٰؑ کو اور علیؓ نے حضرت محمد ﷺ کو لوگوں کی طرف بھیجا کہ ہماری شریعت کی طرف بلاؤ ان دونوں نے اس کے ساتھ خیانت کی اور آدمیوں کو اپنی شریعت کی طرف بلایا اور کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے حضرت محمد کو اصحاب کہف کے برسوں کے برابر کہ ساڑھے تیرہ سو سال ہیں مہلت دی ہے جب یہ مدت پوری ہوجائے گی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت منتقل ہوجائے گی اور ملائکہ وہ ہیں جو اپنے نفس کے مالک ہوں اور حق کو پہچانتے ہوں اور جنت فرقہ عزاقریہ کو پہچان نے اور ان کے مذہب کو اختیار کرنے سے مراد ہے اور دوزخ یہ ہے کہ ان کو نہ جانتا ہو اور ان کے مذہب کو نہ اختیار کرے اور کہتے ہیں کہ نماز و روزہ وغیرہ عبادت کی ضرورت نہیں اور بدون عقد کے نکاح کرنا جائز ہے اور کہتے ہیں کہ چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سرداران قریش کی طرف جو نہایت سرکش اور متکبر تھے مبعوث ہوئے تھے اس لیے ان کے تکبر

Marfat.com

ڈھانے اور تعلی توڑنے کے لیے سجدہ کرنے کا حکم ان کو دیا اب حکمت کا اقتضا یہ ہے کہ آدمیوں پر عورتوں کی فروج جائز کر کے ان کا امتحان کرنا چاہیے پس آدمیوں کو روا ہے کہ اپنے عزیزوں اور دوستوں اور بیٹوں کی عورتوں سے مباشرت کریں مگر شرط یہ ہے کہ دونوں کا مذہب ایک ہو اور کہتے ہیں کہ اگر شخص فاضل اپنے سے کم درجہ والے کے ساتھ مباشرت کرے تو یہ بات اس کے لیے جائز ہے تا کہ وہ اپنے نور کا وجود اس مفضول میں داخل کرے اور اگر وہ مفضول اس فاضل کو مباشرت کرنے دے گا تو وہ مفضول دوسرے دورے میں کہ بعد اس دورے کے آنے والا ہے عورت کی صورت میں بدل جائے گا اس لیے کہ ان کے مذہب کا مبنی تناسخ پر ہے۔ تاریخ الفی میں لکھا ہے کہ ابو جعفر سلمغانی ۳۲۰ ہجری میں بغداد میں آیا یہ دعوئ الوہیت کا کرتا تھا اپنے متبعوں سے کہا کرتا تھا کہ میں مردوں کو زندہ کرتا ہوں بغداد کے ہزار ہا آدمی اس کی باتوں کو قبول کر کے اس کے مطیع ہو گئے اور بہت سے بڑے بڑے آدمی بھی اس کے مذہب میں داخل ہو گئے جیسے حسین بن قاسم بن عبداللہ بن سلیمان بن وہب کہ ایک وقت میں مقتدر باللہ خلیفہ عباسی کا وزیر بھی رہا ہے اور ابو جعفر اور ابو علی فرزندان بسطام اور ابراہیم بن ابی عون اور ابن شبیب زیات اور احمد بن محمد عبدوس وریہ سب اس کی ربوبیت کے قائل تھے جب محمد ابن علی شلمغانی اور اسکے متبعوں کے الحاد کو زیادہ زور ہوا تو ابن مقلہ وزیر نے عہد خلیفہ مقتدر میں اس کی اور اس کے اصحاب خاص کو تلاش کیا مگر یہ لوگ ہاتھ نہ آئے یہاں تک کہ شوال ۳۲۲ ہجری میں ابن شلمغانی ظاہر ہوا یہ عہد خلیفہ راضی کا تھا وزیر ابن مقلہ نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کی خانہ تلاشی لی گئی تو بہت سے خط اس کے متبعوں کے ایسے نکلے جن میں ابن شلمغانی کے حق میں وہ مضمون اور الفاظ تھے جن کا اطلاق شرعاً بشر پر جائز نہیں ان خطوں میں ایک خط حسین بن قاسم کا بھی تھا وزیر نے ایک مجلس میں علما کو جمع کر کے وہ خط پیش کیے اور ان کی شناخت کی گئی محمد ابن علی شلمغانی نے بھی اعتراف کیا کہ ہاں یہ خط میرے نام کے ہیں مگر اپنے مذہب سے انکار کیا کہا میں مسلمان ہوں جو کچھ باتیں لوگ میرے حق میں مشہور کرتے ہیں افترائے محض ہے اس کے ساتھ ابراہیم ابن ابی عون اور احمد ابن محمد عبدوس کو بھی گرفتار کر کے خلیفہ کے حضور میں تینوں پیش کیے گئے ابراہیم ابن ابی عون اور احمد بن محمد عبدوس کو حکم ہوا کہ محمد ابن علی شلمغانی کو تھپڑ ماریں دونوں نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کیا مگر جب ان پر بہت تاکید کی گئی تو ابن احمد بن محمد عبدوس نے ہاتھ بڑھا کر محمد ابن علی شلمغانی کے سر

Marfat.com

پر زور سے ایک تھپڑ مارا اور ابراہیم ابن ابی عون نے جب ہاتھ اس کی داڑھی اور سر پر ڈالا تو اس کا ہاتھ کانپنے لگا پس اس نے محمد ابن علی شلمغانی کے سر اور منہ پر بوسہ دیا اور اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ الٰہی وسیدی ورزاقی خلیفہ راضی باللہ نے محمد ابن علی شلمغانی سے کہا کہ تو دعویٰ اللہ سے انکار کرتا ہے اگر یہ بات سچ تھی تو ابراہیم ابن ابی عون نے تجھ سے یہ بات کیوں کہی محمد ابن علی شلمغانی نے جواب دیا کہ۔ قرآن میں آیا ہے۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۔سورۃ انعام ۶۔ آیت ۱۶۴۔ یعنی اللہ پاک ایک بندے کے گناہ سے دوسرے پر مواخذہ نہیں کرتا میں نے کبھی یہ بات نہیں کہی تھی کہ میں اللہ ہوں احمد بن محمد عبدوس نے خلیفہ سے عرض کیا کہ ابن شلمغانی الوہیت کا مدعی نہیں بلکہ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ میں باب ہوں امام منتظر کی طرف سے اور ابن روح کا قائم مقام ہوں پھر فقہا و قضاۃ نے ایک طول طویل بحث کے بعد فتویٰ دے دیا کہ ابراہیم ابن ابی عون اور محمد ابن علی شلمغانی کا خون جائز ہے اس لیے منگل ۲ ذیقعدہ ۳۲۲ ہجری کو ابراہیم ابن ابی عون اور محمد ابن علی شلمغانی کی خلیفہ کے حکم سے گردن مار کر آگ میں جلوا دیے گئے اور علی نے کتاب خلاصہ میں کہا ہے کہ محمد ابن علی شلمغانی ۳۲۳ ہجری میں مارا گیا ہے یہ دونوں اعلیٰ درجے کے فاضل اور صاحب تصنیفات ہیں۔

پندرھواں اسحاقیہ

جلد دوم نامہ دانشوران حالات ابونعیم اصفہانی میں لکھا ہے کہ فرقہ اسحاقیہ حقیقت میں عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ کی طرف منسوب ہے جو جعفر طیار کی اولاد میں سے ہے شرح ابن ابی الحدید میں مرقوم ہے کہ مذہب اسحاقیہ کا جس شخص نے اختراع کیا اس کا نام اسحاق تھا اور وہ عبداللہ بن معاریہ کے اصحاب میں سے تھا اس کا قول تھا کہ تمام اشیا جائز ہیں انسان کو کسی چیز پر تکلیف نہیں دی گئی ہے علیؓ منصب نبوت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک ہیں لیکن نہ اس وجہ پر جسے آدمی جانتے ہیں۔ موید الافاضل میں ذکر کیا ہے کہ اسحاقیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ زمین پیغمبر سے کبھی خالی نہیں رہتی نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نہیں ہوئی اور صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے کہ اسحاقیہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آئمہ کے ساتھ متحد ہو گیا ہے مگر ان میں باہم اس بات میں اختلاف ہے کہ حضرت علیؓ کے بعد اللہ تعالیٰ کس سے متحد ہوا ہے۔

Marfat.com

سولہواں نصیریہ

صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ نصیر کے اصحاب اور تعلیقہ میں مذکور ہے کہ یہ محمد بن نصیر فہری کے متبع ہیں ان کا قول یہ ہے کہ اللہ علی بن محمد عسکری ہیں اور محمد بن نصیر علی بن محمد کی طرف سے نبی ہے محارم کو حلال کردیا تھا اور جن عورتوں کے ساتھ نکاح ناجائز ہے ان کے ساتھ نکاح جائز کردیا تھا اور کشی میں مذکور ہے کہ نصیریہ ایک فرقہ ہے جو محمد بن نصیر فہری نمیری کی نبوت کا قائل ہے اور غضائری میں ہے کہ اس شخص کی طرف فرقہ نصیریہ منسوب ہے اور خلاصہ میں بھی ہے کہ اس شخص سے فرقہ نصیریہ کی ابتدا ہے اور اسی کی طرف یہ لوگ منسوب ہیں۔ اور منتہی المقال وتوضیح المقال میں لکھا ہے کہ فی الحال شیعہ کے عوام اور اکثر خواص خصوصاً شعرا کے نزدیک یہ بات مشہور ہے کہ جو شخص حضرت علیؓ کی ربوبیت کا قائل ہے وہ نصیری ہے اور کتب اہل سنت میں بھی یہی مذکور ہے کہ نصیریہ کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت علیؓ کے ساتھ متحد ہوگیا ہے یا ان میں حلول کیا ہے اور کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ ان کی اولاد چونکہ سب سے افضل ہیں اور موید ہیں ساتھ ایسی تائیدات کے کہ جو اسرار باطنی سے تعلق رکھتی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ پر ضرور ہوا کہ وہ ان کی صورتوں میں ظہور کرے ان کی زبان سے بات کہے پس یہ لوگ آئمہ کو اللہ اعتقاد کرتے ہیں اور دلیل اپنے قول پر یہ لاتے ہیں کہ نبی نے تو مشرکین کے ساتھ جنگ کی اور حضرت علیؓ نے منافقین کے ساتھ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر ظاہر حال پر حکم کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ باطن کو دیکھتا ہے تحفتہ الدہر میں لکھا ہے کہ مملکت حلبیہ میں ایک پہاڑ کا نام ساق ہے اس میں فرقہ نصیریہ کثرت سے آباد ہے معاد کے باب میں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ گناہگار آدمی کو کبھی مسخ کے ذریعہ سے عذاب ہوتا ہے اور اس طرح گناہ کی سزا دی جاتی ہے کہ یکایک بندر یا سور وغیرہ کی شکل پر ہوجاتا ہے اور ان کا قول یہ ہے کہ نیک آدمی جتنے عمدہ اعمال کرتا ہے اسی قدر اس کی روح انسانی صورتیں بدلتی ہیں اور یہ صورتیں روح کے لئے بمنزلے قمیص کے ہیں نیک آدمی کی روح طرح طرح سے ترقی کرتی ہے جب ستر قمیص بدل چکی ہے تو آخیر میں فرشتوں میں منتقل ہوجاتی ہے اور بدآدمی کی روح شقاوت کے گڑھوں میں گرتے ہوئے اور اجسام کو بدلتے ہوئے اسفل السافلین میں پہنچ جاتی ہے اور یہ بھی ستر قمیص بدلتی ہے کہ ہر ایک قمیص میں اس کی شقاوت بڑھتی جاتی ہے مثلاً ایک جسم میں شقی تھی دوسرے میں اشقی ہوتی ہے اور

Marfat.com

اپنے اعمال بد کی تکلیفیں برداشت کرتے ہوئے اونٹ گھوڑے گدھے خچر بیل بکری کتے سور گوہ وغیرہ حیوانات کے اجسام میں داخل ہو جاتی ہے اور رحمت الٰہی کے نزول سے مایوس ہو جاتی ہے اور جہنمی اور طرح طرح کے عذابوں کے قابل قرار پاتی ہے اور اس کو عذاب اس طرح ملتے ہیں کہ حلال ہوتی ہے شکار ہوتی ہے زنجیر سے بندھتی ہے سواری میں جوتی جاتی ہے قوت نطق اور گویائی سے محروم ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی جناب سے محجوب ہو جاتی ہے اور آسمان کے دروازے اس سے بند ہو جاتے ہیں نہ اس کی کوئی بات مقبول ہوتی ہے نہ اس کا کوئی شکوہ مسموع ہوتا ہے اور ایسی روح نہ کبھی جنت میں داخل ہو سکتی ہے نہ جنت کی ہوا اس تک پہنچ سکتی ہے اور نہ اس کے لئے کبھی آسمان کے دروازے کھلتے ہیں اور ان اجسام حیوانی میں داخل نہ ہونے کے عذاب اس کو یہاں تک حاصل ہوتے ہیں کہ بڑے سے بڑے حیوان کے جسم میں داخل ہو کر حقیر سے حقیر جسم حیوانی میں تنزل کرتی ہے سرکہ کے کیڑے میں داخل ہوئی ہے قرآن میں جو آیا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ۔ سورۃ اعراف ۷۔ آیت ۴۰۔ یعنی جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان سے تکبر کیا ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھلیں گے اور نہ جنت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہوئے اور ہم اس طرح گنہگاروں کو بدلہ دیتے ہیں اس آیت میں اسی مقصد کی طرف اشارہ ہے کیونکہ جب روح اونٹ کے جسم میں داخل ہوگی اور تنزل کرتے ہوئے ایسے کیڑے کے جسم میں آئے گی جو سرکے میں پڑتے ہیں تو اس عرصے میں کتنی تبدیلیاں اس کے اجسام میں واقع ہوں گی اور یہ پچھلا جسم اس کا بمقابلے پہلے جسم کے کتنا حقیر ہوگا اور وہ روح جو اونٹ کے جسم میں تھی ایسے جسم میں ہوگی جو سوئی کے سوراخ میں داخل ہونے کے قابل ہے بعد اس کے روح نباتات کے اجسام میں داخل ہوتی ہے اور یہاں جلنے کٹنے چرنے وغیرہ ذریعوں سے عذاب پہنچتا ہے بعد اس کے معدنیات میں داخل ہوتی ہے اور طرح طرح کے عذاب پاتی ہے پگھلائی بھی جاتی ہے گرم بھی کی جاتی ہے ہتھوڑے سے بھی کوٹی جاتی ہے اس میں سوراخ بھی کئے جاتے ہیں اور معدنیات میں سے کبھی نہیں نکلنے پاتی ہمیشہ یہیں عذابوں میں گرفتار رہتی ہے۔ اور یہ لوگ حلول کے بھی معتقد ہیں ان کے نزدیک مقصود اصلی اور غایت کلی یہ صورت مرئیہ ہی ہے مطلب ان کا یہ

Marfat.com

ہے کہ مادہ اور صورت کے سوا کوئی اور چیز نہیں ظاہر وجود خلق ہے اور باطن وجود خالق ہے اور یہ جو وجود ہر موجود میں ظاہر ہوا ہے اور موجودات میں ترقی کرتا ہوا صورت انسانی میں چڑھتا ہے اور نوع انسانی میں ترقی کر کے صورت خاص اور اعلیٰ میں ترقی کرتا ہے مثلاً حضرت آدمؑ شیثؑ نوحؑ ابراہیمؑ ہارونؑ یوسفؑ موسیٰؑ عیسیٰؑ اور علیؑ بن ابی طالب کی صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے اور ہر صورت کا معنی ایک ہی ہوتا ہے پس صورت کے مظاہر نبوت و امامت ہیں اور اس کا باطن غیب ہے جو دریافت نہیں ہوسکتا بلکہ خالق مختار ہے اور اس کے لئے دروازہ ہے جس میں کسی عالم اور عاقل کے علم وعقل کو بغیر اس دروازے کے رسائی نہیں اگر کوئی چاہے کہ اس سے واقف ہوجائے تو اس کے لئے اس دروازے میں داخل ہونا ضروری ہے اور نہ اس صورت باطن کو کسی کی نظر بے پردہ دیکھ سکتی ہے وہ غیب اگر نظر آتا ہے تو پردے کی آڑ میں نظر آتا ہے اور ان کے نزدیک مراد اس پردے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس باطن سے مراد حضرت علیؑ ہیں اور دروازہ اس کا سلمان فارسی ہیں۔

نصیریہ کا کلمہ یہ ہے۔ اللھم صل علیہ لشھادۃ ان لا الہ الا مولانی علے ولا حجاب الا السید محمد و لا باب الا السید سلمان فی کل عصر و کل زمان نصیری شیعوں کو علی اللھیان بھی کہتے ہیں۔ تاریخ سرجان مالکم میں لکھا ہے کہ شیعہ اثنا عشری سے علی اللہیون کو عداوت ہے اور وہ بھی علی اللہیون کو دشمن جانتے ہیں اور علی اللہیون کی تعداد بہت کم ہے اور اپنے قواعد و رسوم کو مخفی رکھتے ہیں مرزا اسد اللہ خان غالب کہتے ہیں۔

غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست
مشغول حق میں ہندگی بوترا میں

یعنی علیؑ اللہ تعالیٰ کے ہمنشین ہیں اور دوست کے ہمنشیں سے دوست کی بو آتی ہے پس جو لوگ بوتراب کی بندگی میں ہیں وہ درحقیقت مشغول حق میں ایسے ہی اشعار سے غالب کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ علی اللہی تھے یعنی نصیری مذہب رکھتے تھے اور فارسی کے مندرجہ ذیل شعر میں تو غالب نے اپنا عقیدہ صاف ظاہر کردیا ہے۔

غالب نام آورم نام و نشانم مپرس
ہم علی اللہم وہم دلی اللہیم

غالب کے دیوان اردو کی شرح میں اسی طرح لکھا ہے یہ شعر بھی انہیں کا ہے۔

Marfat.com

منصور فرقہ علی اللہیان منم
آوازۂ انا اسد اللہ برافگنم

آب حیات میں لکھا ہے کہ اہل راز اور غالب کی تصنیفات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ان کا مذہب شیعہ تھا اور لطف یہ تھا کہ ظہور اس کا جوش محبت میں تھا نہ کہ تبرا و تکرار میں چنانچہ اکثر لوگ انہیں نصیری کہتے اور وہ سن کے خوش ہوتے تھے۔ دبستان المذاہب میں لکھا ہے کہ علی اللہیون عقیدہ یہ ہے کہ جو کہ اللہ تعالیٰ کے پہچاننے کی طاقت اور استعداد علوی وسفلی میں نہ تھی اس لئے اس نے چاہا کہ مرتبہ صرفیت اور اطلاق کو چھوڑ دے تاکہ بندے اس کی پرستش کر سکیں اور اس کو پہچاننے لگیں پس اللہ ہر قرن میں مجسم روحی سے ملا اور نوع انسانی کے اندر ظہور کیا اور انبیا میں حلول فرماتا رہا یہاں تک کہ اس کا ظہور حضرت علیؓ اور ان کی اولاد میں ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا تھا مگر حق تعالیٰ نے جو دیکھا کہ ان سے کار رسالت نہیں چل سکتا تو مدد دینے کے لئے خود جسم قبول کیا یہی وجہ ہے کہ جب نبیؐ نے کعبہ میں بت شکنی کی تو اس وقت حضرت علیؓ کو اپنے کاندھوں پر چڑھایا۔

غرض زبت شکنیہا جزاین نبود نبی را
کہ دوش خود بکفِ پائے مرتضیٰ برساند

ایک علی اللہی جس کا نام احمد تھا بیان کرتا تھا کہ یہ قرآن عمل کے قابل نہیں اس لئے کہ جو مصحف علی اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا یہ وہ نہیں بلکہ یہ تو حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی تصنیف ہے اور شمس الدین علی اللہی کہتا تھا کہ ہے تو یہ وہی قرآن جو علی اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا لیکن چونکہ جمع اس کو حضرت عثمانؓ نے کیا ہے اس لئے پڑھنے کے قابل نہیں اور بعضے علی اللہی حضرت علیؓ کی نظم ونثر کو مصحف میں داخل کرتے ہیں بلکہ اس کو مصحف پر ترجیح دیتے ہیں اس لئے کہ یہ کلام اللہ سے بے واسطہ مخلوق کو پہنچا ہے اور مصحف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے مخلوق کو ملا ہے۔

سترہواں علویہ

یہ علی اللہیون میں سے ہیں اور اپنے آپ کو علی اللہ کی نسل سے جانتے ہیں اور علی اللہیون کے ساتھ عقائد میں شریک ہیں فرق دونوں فرقوں میں یہ ہے کہ علویہ کہتے ہیں کہ جو مصحف اب مشہور ہے وہ علی اللہ کا کلام نہیں اس لئے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے

Marfat.com

اس میں تحریف کی ہے اور آخر کار حضرت عثمانؓ نے سب کو دور کر دیا چونکہ یہ فصیح آدمی تھے دوسرا مصحف اس کے مقابلے میں بنالیا اور اصلی قرآن کو جلا دیا اور یہ فرقہ جہاں مصحف پاتا ہے اسے جلا دیتا ہے اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ علی اللہ نے اس جسد عنصری کے بعد اپنے جسم کو سورج سے ملا دیا ہے اور وہ اب سورج ہے اور پہلے بھی سورج تھا اور تھوڑے دنوں تک جسم عنصری میں رہا تھا اور یہی وجہ ہے کہ سورج علی اللہ کے حکم سے لوٹ آیا تھا اس لئے کہ وہ عین سورج ہے اسی سبب سے یہ فرقہ سورج کو علی اللہ کہتا ہے اور سورج کو پکارتا ہے اور اس سے دعا کرتا ہے اور ان کے نزدیک سورج ان کی دعا قبول کرتا ہے اور ان کی مدد کرتا ہے ان کے نزدیک جاندار کا مارنا جائز نہیں اور گوشت کھانے کے قائل نہیں اور کہتے ہیں کہ علی اللہ نے گوشت کے کھانے کی ممانعت کر دی ہے اور مصحف میں جو بعضے حیوانات کی نسبت مارنے اور ان کا گوشت کھانے کا حکم ہے اس سے مراد خلفائے ثلثہ اور ان کے تابعین ہیں اور کہتے ہیں تمام محرمات سے بھی تینوں مراد ہیں اور کہتے ہیں کہ آدم کے قصے میں ابلیس اور سانپ اور مور بھی انہیں تینوں سے عبادت ہے اور شدادا اور نمرود اور فرعون بھی انہیں تینوں سے عبارت ہے اور بت توڑنا اور بت کی پرستش کرنا انہیں تینوں سے مراد ہے اور یہ فرقہ تناسخ کا قائل ہے اور کہتے ہیں کہ جو علی اللہ اگلے زمانوں میں انبیا کی صورت میں ظہور کرتا تھا تو یہ اصحاب ثلاثہ (یعنی ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ) منکروں کی صورت پر ظہور کرتے تھے اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوتا رہے گا اور ان کے نزدیک علی اللہ کی صورت کی پرستش کرنا چاہئے۔ فرقہ علویہ نے اپنا نام اہل حق رکھا ہے۔ یورپ کے بعض مصنفین لکھے ہیں کہ اہل حق کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی صرف ایک ایسے پیغمبر ہیں جو بارگاہ ایزدی میں انسان کی شفاعت کرا سکتے ہیں صرف اللہ ہی حقیقی عالم و عادل ہے۔ حضرت علی کشف و الہام ہی وہ ابتدائی و آخری کلام ہے جو اللہ نے انسان کے ساتھ کیا یہ فرقہ مذہب اسلام کے پانچ ارکان مثلاً نماز۔ روزہ۔ زکوۃ۔ حج۔ حتی کہ اظہار ایمان یعنی کلمہ توحید کو بھی فرض نہیں سمجھتا اہل حق کہتے ہیں کہ روحانیت کے حساب سے حضرت عیسیٰؑ کو وہی مرتبہ حاصل ہے جو حضرت علیؓ کو حاصل ہے یہ فرقہ حقیقتاً حضرت علیؓ کو اللہ کا اوتار سمجھا ہے۔ یہ فرقہ سلطان قسطنطنیہ (استنبول) کی خلافت کو تسلیم نہیں کرتا تھا ان کے مذہبی عقیدے میں ایک عجیب خصوصیت یہ ہے کہ وہ صوبہ کی تعلیم یافتہ اشخاص کی جماعت کے سامنے اپنا حقیقی مذہب ظاہر کرنے کے مجاز نہیں لیکن ناخواندہ جماعت کے

Marfat.com

سامنے وہ اپنے حقیقی مذہب سے انکار کرنے کے لیے آزاد ہیں۔ مزید براں یہ لوگ اپنا مذہب ترک کیے بغیر دوسرا مذہب اختیار کر سکتے ہیں۔ جہاد کے متعلق ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ محض انسانوں اور ان کے جذبات قبیحہ کے مابین روحانی سعی و جہاد کا نام ہے۔ اہل حق کے مذہب کے مطابق عورت اور مرد کو مکمل مساوات حاصل ہے برقع اوڑھنا یا بے نقاب پھرنا عورت کی مرضی پر منحصر ہے۔ لیکن شادی کرنا اسی مذہب کا قانون ہے۔ جیسا کہ ہم نے کہا ہے روزہ ان کے نزدیک فرض نہیں تاہم یہ لوگ عشرہ محرم میں ایک عجیب فاقہ کشی کرتے ہیں ان دنوں میں وہ تین دن میں صرف ایک دفعہ کھانا کھاتے ہیں اور جب ایسا نہ ہو سکے تو چوبیس یا بارہ گھنٹوں میں صرف ایک دفعہ کھانا کھاتے ہیں۔ بعض اوقات انہیں قزلباش بھی کہتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی الہامی کتاب نہیں چندر جن دوسری کتابیں ہیں جن میں حضرت علیؓ کی سوانح حیات درج ہیں اس فرقے کی ترقی اس امر واقع سے معلوم کی جا سکتی ہے کہ ایشیائے کوچک اور شیراز (ایران) میں یکساں طور پر اس کے برگزیدہ افراد کی تعظیم و تکریم کی جاتی ہے ایران اور عراق عرب میں اس عقیدے کے پیروؤں کی تعداد بیس تیس لاکھ کے قریب ہے تقریباً پچاس ہزار اہل حق حلب کے شمال میں آباد تھے اس فرقے کے افراد اورنہ۔ سمرنا اور سالونیکا میں بھی پائے جاتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت علیؑ نے حضرت موسیٰؑ کی شخصیت کے ذریعہ دنیا والوں کو ارشاد فرمایا کہ اگر تم پاک زندگی بسر کرتے ہو تو تمہیں اس امر واقع کی مطلق پروا نہیں کرنی چاہئے کہ تمہارا نام مختلف ہے تمہاری فطرت تمہارا گوشت اور ہڈیاں نہیں بلکہ وہ اعمال صالحہ ہیں جو فنا نہیں ہو سکتے۔ علاوہ موت پر بالکل یقین نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں کہ زندگی میں متواتر انقلاب ہوتا رہتا ہے ان کا عقیدہ اصول تناسخ کے متوازی ہے۔ اگر چہ اس کے بالکل مطابق نہیں جنت دوزخ کے متعلق ان کا عقیدہ ہے کہ دوزخ کسی محدود مقام کا نام نہیں اور جنت اسی دنیا میں ہے وہ عبادت کو رکن مذہب نہیں سمجھتے وہ رسمی وضو و غسل وغیرہ پر یقین نہیں رکھتے وہ مسجدیں تعمیر نہیں کرتے اور نہ وہاں جاتے ہیں۔ وہ حضرت ابراہیمؑ ۔ حضرت موسیٰؑ ۔ حضرت داؤدؑ۔ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد ﷺ کے پانچوں صحائف کا مطالعہ اور احترام کرتے ہیں بہر نوع وہ اپنے خفیہ اصول راز میں رکھتے ہیں جن کا سلسلہ پشت بہ پشت چلا آتا ہے۔

Marfat.com

اٹھارہواں مقنعیہ

صواعق محرقہ اور تحفہ اثنا عشریہ میں مذکور ہے کہ یہ فرقہ حکم بن عاشم کی طرف منسوب ہے۔ جس کا لقب مقنع تھا مقنعیہ کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت حسینؓ کے بعد وہ اللہ ہے اور اللہ چار بتاتے تھے چوتھا اللہ مقنع کو کہتے ہیں مقنع اگر چہ اسماعیلی تھا مگر اس وجہ سے کہ الوہیت کا دعویٰ کیا غلاۃ میں شمار پایا اور بعض رزامیہ بھی مقنع کی الوہیت کے قائل ہو گئے تھے مقنع اگر الوہیت کا مدعی نہ ہوتا تو اس کا شمار اسماعیلیہ میں ہوتا کیونکہ فی الحقیقت یہ اسماعیلی تھا اور برملا مذہب تشیع کا اظہار کرتا تھا تاریخ الخمیس میں لکھا ہے کہ اس کا نام عطا تھا اور ابن خلدون نے کہا ہے کہ اسے حکیم اور ہاشم کہا کرتے تھے اور طبری نے حکیم المقنع لکھا ہے اور کہا ہے کہ مرد کے علاقے میں سے ایک قریہ کا رہنے والا تھا اور برہان قاطع میں لکھا ہے کہ اسے حکیم بن عطا کہتے تھے اور نگارستان میں لکھا ہے کہ حکیم بن ہاشم ابومسلم کی کچہری میں تحریر کے کام پر متعین تھا اس نے ۱۶۱ ہجری میں خلیفہ مہدی بغدادی کے عہد میں ظہور کیا تھا جیسا کہ طبری اور ابن خلدون اور ابن خلکان اور مولف تاریخ الخمیس وغیرہ نے تصریح کی ہے اور بعض کتب میں جو لکھا ہے ۱۴۸ ہجری میں ظہور کیا یہ غلطی ہے۔ یہ آدمی نہایت عقیل اور فلسفی وقت تھا اور ہر صنعت سے واقف تھا خاص کر علم بلاغت وفن شعبدہ وحیل وطلسمات وسحر ونیر نجات اور اکثر علوم فلاسفہ میں بدطولیٰ رکھتا تھا اور عجیب وغریب چیزیں ایجاد کرتا تھا یہاں تک کہ اس نے کوہ سیام (بروزن نظام) کے عقب میں ایک کنواں تیار کرایا۔ اور سیام شہر کش (بفتح کاف وسکون شین معجمہ) کے پرگنے میں جو شہر سبز کے نام سے مشہور ہے ایک گاؤں ہے اور کش شہر نخشب کے پاس واقع ہے جسے اہل عرب معرب کر کے نسف کہا کرتے ہیں اور سمرقند اور تاشقند کے درمیان میں ہے مگر سمرقند سے کسی قدر قریب ہے اس کنوئیں کے اندر ایک چاند پارے اور چیزوں سے بنایا تھا یہ چاند مغرب کے وقت اس کنوئیں سے نکلتا اور پہاڑ کے پیچھے سے طلوع کرتا اور آسمان پر روشن رہتا اور دو چاند آسمان پر نظر آتے تھے اور اس کی روشنی پندرہ میل تک پہنچتی تھی طلوع فجر سے قبل غائب ہو جاتا تھا۔ دو مہینے تک برابر یہ چاند اسی طرح طلوع وغروب کرتا رہا آثار البلاد میں لکھا ہے کہ لوگ دور دور سے شہر نخشب میں اس کو دیکھنے کو آتے تھے اور دیکھ کر تعجب کرتے تھے اور عوام جادو سمجھنے لگے تھے حالانکہ بطریق ہندسہ اور انعکاس شعاع قمر کے یہ عمل کیا تھا اس لئے کہ لوگوں نے اس

Marfat.com

کنوئیں کی تہ میں ایک بڑا طاس پارے سے بھرا ہوا پایا شیخ نظامی نے اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔

نہ ماہِ آئنہ سیماب دادہ چو ماہِ نخشب از سیماب زادہ

تاریخ الخمیس میں لکھا ہے کہ مقنع شعبدوں کے زور سے لوگوں کو بہت عجیب وغریب چیزیں دکھایا کرتا نبوت کا مدعی تھا اور اپنی ذات کو اللہ قرار دیتا تھا اور تناسخ کا قائل تھا کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کر کے ان کی صورت میں حلول کیا اس لئے ملائکہ نے ان کو سجدہ کیا پھر نوحؑ کو پیدا کر کے ان کی صورت میں حلول کیا پھر حلول کرتے کرتے یہاں تک نوبت پہنچی کہ ابو مسلم خراسانی کی صورت میں حلول کیا پھر میری صورت میں حلول کیا اور ابو مسلم کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل قرار دیتا تھا ہزاروں ترکمان اس دعوے میں اس کی تصدیق کرنے لگے اور اس کی عبادت کرتے تھے اور وہ نہایت بدشکل اور ہکلا تھا اور لڑائی میں کسی موقع پر اس کی آنکھ میں تیر لگنے سے کانا بھی ہو گیا تھا اس لئے زیادہ بدصورت تھا اس عیب کے چھپانے کے لئے اس نے اپنے لئے ایک منہ سونے کا تیار کرایا تھا اپنے منہ پر اسے لگائے رہتا تھا اس لئے مقنع مشہور ہو گیا ابوالفدا نے متصنع کے حالات میں بیان کیا ہے **وكان لا يسفرعين وجه هل اتخذله وجها من ذهب فقنع به و لذلك فبصنع قيل له المقنع** یعنی مقنع اپنا منہ نہیں کھولتا تھا بلکہ اس نے ایک منہ سونے کا بنوایا تھا جس سے اپنے کو چھپائے رہتا تھا اسی لئے اسے مقنع کہنے لگے تھے مقنع میں میم مضموم اور کاف مفتوح اور نون مشدد مفتوح ہے۔ تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ مقنع تناسخ کا قائل تھا اور اس کے معتقد اس کو سجدہ کرتے تھے جس طرف کہ ہوتے اور اپنی جنگ وحرب میں کہتے کہ اے ہاشم ہماری مدد کر علامہ ابن خلدون نے بھی اس بیان کے بعد لکھا ہے کہ خراسان میں اس نے ظہور کیا تھا اور بخارا و سغد میں ایک گروہ نے جن کو مبیضہ کہتے تھے مقنع کی طرفداری اور شورش کی اور ان کی مدد کفار ترک کرنے لگے اور اس طرف کے مسلمانوں پر تاخت وتاراج شروع کر دی ابونعمان اور جنید اور لیث بن نصر بن سیار نے ان لوگوں سے جنگ کی لیث کا بھائی محمد اور بھتیجا تمیم نامی کام آئے مہدی بن محمد بن منصور خلیفہ بغداد نے جبریل بن یحییٰ اور اس کے بھائی یزید کو فوج دے کر مبیضہ سے جنگ کے لئے بھیجا چار مہینے تک طرفین میں لڑائی رہی آخر کار مبیضہ کو شکست ہوئی ان کی طرف سے سات سو آدمی مارے گئے جو تھوڑے سے باقی رہ گئے تھے وہ مقنع سے مل گئے جبریل بھی ان کا

Marfat.com

تعاقب کئے ہوئے چلا گیا پھر مہدی نے مقنع کی تباہی کے لئے سعید حریشی کی ماتحتی میں ایک بھاری لشکر بھیجا۔ مقنع بڑی خونریزی کے بعد سیام کے قلعہ میں متحصن ہوگیا اعساکر اسلامیہ آلات حصار شکن لے کر قلعہ کی طرف بڑھے مقنع کے ہمراہیوں نے گھبرا کر خفیہ طور سے امان طلب کی سعید قریشی نے امان دے دی تیس ہزار آدمی قلعہ کا دروازہ کھول کے نکل آئے مقنع کے پاس تقریباً دو ہزار جنگ آور باقی رہ گئے۔ صواعق محرقہ میں مقنع کی ہلاکت کی ایک دلآویز حکایت لکھی ہے کہ جب مقنع محاصرے سے تنگ آگیا تو بہت سی آگ جلوائی اور اپنے معتقدوں کو خوب سی شراب پلوائی جب وہ نشے میں مدہوش ہوگئے تو سب کو مار کر آگ میں جلا دیا اور راکھ سب کی برباد کردی پھر آپ ایک برتن میں تیزاب بھر کر اس میں بیٹھ گیا تیزاب کی تاثیر سے وہ بھی پانی ہوگیا محاصرین کو ابھی تک یہ خیال تھا کہ سب محصورین قلعہ میں موجود ہیں ایک عورت اس قلعہ میں بیماری کی وجہ سے ایک کونے میں پڑی ہوئی تھی وہ بچ رہی تھی جب اسے افاقہ ہوا تو قلعہ میں تنہائی کی وجہ سے گھبرائی اور دیوار پر چڑھ کر پکارا کہ قلعہ میں سوا میرے کوئی نہیں ہے لوگ اوپر چڑھ گئے اور کواڑ کھول دیئے لشکر داخل ہوا دیکھا تو واقعی قلعہ کو خالی پایا مقنع کے بعض معتقد جو پہلے ہی لڑائیوں میں اس سے علیحدہ ہوگئے تھے تاسف کرنے لگے کہ فی الحقیقت وہ اللہ تھا ہم ساتھ نہ ہوئے ورنہ اس کے ساتھ آسمان پر چڑھ جاتے وہ عورت اگرچہ مرض میں بے ہوش تھی مگر کبھی کبھی آواز وشور سن کر کچھ کچھ حالات سے مطلع ہوجاتی تھی اس نے یہ ساری کیفیت بیان کی تاریخ کامل میں بھی اس حکایت کو بیان کیا ہے اور اس میں اس طرح ہے جب مقنع کو یہ یقین ہوگیا کہ میں اب غنیم کے ہاتھ سے نہیں بچ سکتا تو اپنی سب عورتوں اور بچوں کو جمع کر کے زہر پلا دیا اور آپ بھی پی لیا اور اپنے معتقدوں سے یہ بات کہی کہ مجھے جلا دینا تاکہ میری لاش دشمن کے ہاتھ میں نہ پہنچے اور بعض کہتے ہیں کہ قلعہ میں جس قدر چارپائے اور کپڑے وغیرہ تھے ان کو جلا دیا پھر ساتھیوں سے کہا کہ جس کو اس بات کی خواہش ہو کہ میرے ساتھ آسمان پر چڑھ جائے وہ اس آگ میں میرے ساتھ کود پڑے سب نے تعمیل کی اور جل کر خاک ہوگئے۔ جب لشکر قلعہ میں داخل ہوا تو کچھ نہ پایا جس قدر اس کے معتقد باقی رہ گئے تھے وہ اس بات سے زیادہ فتنے میں پڑے اس کے اصحاب ملک ماوراالنہر میں مبیضہ کہلاتے ہیں مگر اپنے اعتقاد کو چھپاتے ہیں عرصہ دراز تک مبیضہ ماوراء النہر کہتے رہے کہ مقنع آسمان پر چڑھ گیا ہے زمانہ آئندہ میں وہاں سے اترے گا بعض کہتے ہیں کہ اس نے اپنے ہمراہیوں

Marfat.com

کو زہر دے دیا تھا اور آپ بھی زہر کھالیا تھا لشکر نے قلعہ میں گھس کر اس کا سر کاٹ لیا اور حلب میں مہدی کے پاس بھیج دیا یا مقنع یحییٰ بن زید شہید کے قتل کا منکر تھا جن کا حال فرقہ زیدیہ کے ضمن میں اسی کتاب میں آتا ہے کہتا تھا کہ یحییٰ روپوش ہو گئے ہیں اپنے دشمنوں کو قتل کریں گے اور نگارستان میں جو لکھا ہے کہ وہ برقعہ منہ پر ڈالے رہتا تھا اس لئے برقعی مشہور ہو گیا۔ یہ بات پایہ تحقیق کو نہیں پہنچی مناجہ الطرب میں لکھا ہے جب طالبین نے عباسیوں پر خروج کیا تو اپنے پھریروں کا رنگ سفید رکھا اسی وجہ سے ان کو مبیضہ کہنے لگے یہی رنگ عبیدی اور قرامطہ میں قائم رہا۔ مورخین فارسی و اردو مبیضہ کا ترجمہ سفید جامگان و سفید پوشان لکھتے ہیں منتی الارب میں لکھا ہے کہ مبیضہ میم کے ضمہ اور بائے موحدہ کے فتحہ اور یائے مثناۃ تحتانی کی تشدید و کسرہ اور ضاد نقطہ دار کے فتحہ سے ایک گروہ ہے ثنویہ میں سے جو مقنع کے اصحاب ہیں چونکہ یہ لوگ سفید کپڑے پہنتے تھے اس لئے مبیضہ کہلانے لگے اور اسی کتاب میں بیان کیا ہے کہ ثنویہ ثائے مثلثہ اور نون کے فتحون اور واؤ کے کسرے کے ساتھ ایک گروہ ہے جو دو اللہ بتاتا ہے۔ فائدہ جلیلہ آثار البلاد میں لکھا ہے کہ یہ چاند ابن مقنع نے ایجاد کیا تھا اور صاحب غیاث اللغات نے کہا ہے کہ اس چاند کو مجازاً مقنع کی طرف منسوب کر کے ماہ مقنع کہتے ہیں حالانکہ اس کو مقنع کے بیٹے نے بنایا تھا انتہی یہ بیان غلط ہے روضۃ الصفائے محمد خاوند شاہ اور روضۃ الصفائے ناصری میں جہاں خلیفہ مہدی عباسی کے حالات لکھے ہیں وہاں اس حکیم مقنع کا بھی مفصل بیان تحریر کیا ہے۔ ان دونوں کتابوں میں ہادی بن مہدی کے حالات میں لکھا ہے کہ اس کے عہد میں ایک جماعت زنادقہ کی ظاہر ہوئی مسعودی کہتا ہے کہ جو شخص زرتشت سے محرف ہو کر اس کی کتاب ژندکی کی تاویل کرتا تھا اہل فارس (ایران) اس کو ژندیہ کہتے تھے بعد ازاں عرب نے اس کو معرب کر کے زندیق کہا اس میں کل وہ لوگ شامل ہو گئے جو ظاہر کی مخالفت کریں اور درحقیقت باطن کے مقر ہوں بعد ازاں عرف شرع میں زندیق اس کو کہنے لگے جو بظاہر اسلام کا قائل اور درحقیقت کفر کا پابند ہو۔

ان میں سے ایک شخص کا نام عبداللہ بن مقنع تھا یہ شخص فصاحت و بلاغت میں بے نظیر تھا اس نے کلیلہ ودمنہ کو فارسی سے عربی میں ترجمہ کیا تھا صالح بن عبداللہ بن داؤد کہ ابو العباس سفاح کا چچازاد بھائی ہے اور عبداللہ ہاشمی وغیرہ امرا بھی اسی روش اور طریق پر تھے اور ان مسلمانوں پر جو نماز و روزہ اور حج ادا کرتے تھے استہزا کرتے ایک روز ان سب نے

Marfat.com

یہ مشورہ کیا کہ مسلمانوں کا دارومدار قرآن پر ہے اگر ہم کوئی کتاب اس کے مقابل بنائیں گے تو قرآن کو وقعت نہ رہے گی اور ہمارا کام چل جائے گا سب نے اس پر اتفاق کیا کہ ابن مقنع یہ کام انجام دے اور سب نے یہ اقرار دیا کہ یہ آیت کہ نہایت فصیح و بلیغ ہے۔ یٰاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَ کَ وَ یٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ ۔سورۃ ہود ۱۱۔آیت ۴۴۔ پہلے ابن مقنع اس کے مقابل کلام کہے اگر اس سے یہ کام ہو سکا تو امید ہے کہ وہ تو ان کے جواب سے عہدہ برآ ہو جائے گا تمام سامان آسائش کا ابن مقنع کے لئے تیار کر کے ایک مکان میں اسے بٹھا دیا۔ ابن مقنع نے چھ ماہ تک برابر محنت کی اور مسودوں کا انبار ہو گیا مگر چند لفظ ایسے نہ بنا سکا جو اس آیت سے مشابہت رکھتے۔ یاروں نے کہا جب اتنی مدت میں ایک آیت کا جواب نہ ہو سکا تو پورے قرآن کا کیسے جواب ہو سکے گا اور اس ارادے سے باز آئے ہادی کو جب ان کا حال معلوم ہوا تو سب کو مروا ڈالا۔

انیسواں راوندیہ

یہ فرقہ منسوب ہے عبداللہ یا حرب بن عبداللہ راوندی کی طرف جو خلفائے عباسیہ کا ایک نقیب اور داعی تھا مرآۃ الجنان میں لکھا ہے کہ راوند ایک گاؤں ہے کاسان کے ضلع میں جو سین مہملہ سے ہے اور یہ کاسان اصفہان کے اطراف میں واقع ہے اور جو شہر کاشان شین معجمہ سے ہے وہ قم کے علاقے میں ہے اور راوند نیشاپور کے متصل بھی ایک مقام کا نام ہے روضۃ الصفائے ناصری کی جلد ششم میں اس فرقہ کا نام روندیہ بغیر الف کے لکھا ہے اور ان کے داعی کا نام عبداللہ رونده بتایا ہے اور بیان کیا ہے کہ اس عبداللہ کے مزاج میں سہولت تھی اور یہ برخلاف ابو مسلم خراسانی کے کشت و خون نہیں کرتا تھا اس لیے راوندیہ نے عبداللہ سے کہا کہ اس شخص کی کوئی فکر کرنا چاہیے تاکہ مخلوق کو اس کے پنجہ ظلم سے نجات حاصل ہو عبداللہ نے ابو مسلم کو ایک روز سمجھایا کہ آپ کو یہ خونریزی زیبا نہیں پہلے لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف دعوت کیجئے جب وہ نہ مانیں تو پھر جو دل میں آئے کیجئے ابو مسلم نے کہا کہ جو مہم ہم نے سوچ رکھی ہے اس کا سرانجام بغیر قتل عام کے دشوار ہے عبداللہ نے کہا کہ اگر آپ کی یہی رائے ہے تو میرے بھی بہت سے متبع ہیں آپ ان سے بھی کام لیجئے ابو مسلم نے کہا کہ ان کے نام لکھ کر میرے پاس بھیج دو عبداللہ نے اس خیال سے کہ ابو مسلم ان لوگوں کو عمدہ عمدہ منصب دے گا ان کے ناموں کی فہرست ابو مسلم کے پاس بھیج دی ابو مسلم

Marfat.com

نے عبداللہ سے کہا کہ تم ان سب کو میرے پاس لے آؤ عبداللہ نے سب کو حاضر کیا ابو مسلم نے کہا ہر ایک گروہ علیحدہ علیحدہ ٹھہرا دیا جائے جب سب کا انتقال ہو گیا تو عبداللہ کو قتل کرا دیا اور پھر اس کے متبعون کے گروہ علیحدہ علیحدہ بلواتا اور قتل کراتا ان میں سے جو باقی بچے وہ ابو مسلم کی پرستش کرنے لگے اور کہنے لگے یہ اللہ ہے روزی رسان یہی ہے ابو مسلم نے اپنی نسبت ان کا یہ عقیدہ سن کر پھر بہت سے راندیہ کو تلاش کرا کے قتل کرایا۔ وہ راوندیہ تناسخ کے قائل تھے چنانچہ تاریخ ابوالفدا دکامل میں لکھا ہے کہ عقیدی ان کا یہ ہے کہ آدمؑ کی روح عثمان بن نہیک میں داخل ہوئی تھی اوور روضۃ الصفائے ناصری میں کہا ہے کہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ منصور کی روح عثمان بن نہیک کی روح سے متعلق ہو گئی ہے اور کہتے تھے کہ رب ہمارا جو کھانے پینے کو پہنچاتا ہے ابو جعفر منصور ہے جو خلفائے عباسیہ کا دوسرا خلیفہ تھا جب کہ یہ بات انہوں نے ظاہر کی اور منصور کو اس کا حال معلوم ہوا تو منصور نے ان کے دو سو سردار پکڑ کر قید کر دیے اور حکم دیا کہ اس جماعت کے آدمی باہم نہ ملیں اور ایک مقام پر نہ رہیں یہ لوگ منصور سے ناراض ہو گئے اور ایک خالی تابوت اٹھا کر بہت سے راوندیہ اس کے ساتھ چلے جب جیل خانے کے قریب پہنچے تو اس کو زمین پر ڈال کر اندر گھس گئے اور اپنے سرداروں کو چھڑا لیا اور شہر کے دروازے بند کر دیے تا کہ فوج شہر میں داخل نہ ہو سکے اور منصور کے قتل کے ارادے سے اس کے محل کی طرف چلے یہ چھ سو آدمی تھے منصور سے لڑے مگر آخر کار شکست پائی اور مارے گئے یہ واقعہ ۱۴۱ ہجری میں واقع ہوا تھا اور منصور کا دارالخلافت اس وقت تک شہر ہاشمیہ تھا جو نواح کوفہ میں اس کے بھائی نے آباد کیا تھا۔

بیسواں بسلمیہ

مقریزی نے شیعہ غالیہ کے ضمن میں یہ فرقہ لکھا ہے اور کہا ہے کہ یہ فرقہ راوندیہ میں سے ہے ان کا اعتقاد یہ ہے کہ امامت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ و محمد بن حنفیہ میں آئی پھر ابو ہاشم عبداللہ محمد بن حنفیہ میں آئی پھر ان سے منتقل ہو کر علی بن عبداللہ بن عباس میں بطور وصیت کے آئی پھر ابوالعباس سفاح میں پھر ابو سلمہ صاحب دولت بنی عباس میں حکایت:۔ پرگنہ کش ضلع ماوراءالنہر میں ایک شخص نے اہل مرو سے جو آنکھ سے کانا تھا اور اس کو ہاشم کہتے تھے یہ دعویٰ کیا کہ اللہ کی روح ابو سلمہ میں منتقل ہو کر آئی پھر ابو سلمہ سے اس کے اندر منتقل ہو گئی ہے۔ یہ دعوت اس یک چشم

Marfat.com

کی اس علاقے میں پھیل گئی تھی اپنے اصحاب سے پردہ کرتا تھا اور اپنے لیے اس نے ایک منہ سونے کا بنایا تھا اس لیے مصبغ کہلانے لگا اس کے یاروں نے چاہا کہ اس کو دیکھیں ان سے وعدہ کیا کہ میں اپنے کو تمہیں دکھاؤں گا اگر تم جل نہ جاؤ اور اپنے سامنے ایک آتشی شیشہ جلانے والا رکھا جس پر سورج کی دھوپ پڑتی تھی جب بعض معتقد اس کے پاس آئے جل گئے باقی لوٹ گئے اور فتنے میں پڑ گئے اور معتقد ہو گئے کہ وہ اللہ ہے اس کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اپنی جنگ وحرب میں اس کو اللہ کہہ کر پکارتے تھے (انتہی ترجمہ کلامہ) یاد رکھو کہ صانع (سنار) زرگر یعنی سونے کے کام کرنے والے کو کہتے ہیں تو مصبغ وہ شخص ہوگا جو سونے کو استعمال کرتا ہو کیونکہ لفظی معنی اس کے سونے سے بنا ہوا ہیں میرا خیال یہ ہے کہ لفظ مصبغ لفظ مقنع کی تحریف ہے یہ ہاشم وہی شخص ہے جس نے ماہ نخشب تیار کیا تھا کیونکہ یہ حالات اسی کے حالات سے ملتے ہوئے ہیں اور ابو ہاشم بن محمد بن حنفیہ کے حالات تفصیل وار کیسانیہ کے فرقوں میں سے ہاشمیہ میں بیان ہوں گے۔ نواب محمد صایق حسن خان باوجود یکہ تقلید کو دین و مذہب میں برا جانتے تھے مگر تصنیف و تالیف میں بالکل پرائے کلام کو اپنی کتابوں میں بھر دیتے ہیں اور یہ تقلید سے بدتر ہے اور پھر پرائے مطالب ہی پر بس نہیں کرتے بلکہ اس کی عبارت کو بھی اپنی عبارت بنا لیتے ہیں چنانچہ الخطط والآثار میں جس قدر فرقہ ہائے اسلام کو بیان کیا ہے یہ سب بیان نواب صاحب نے کتاب مذکور سے علیحدہ کر کے اس کا نام حبیۃ الاکوان رکھ دیا ہے اور اس کے ترجمہ کا نام کشف الغمہ عن افتراق الامہ ہے اگر نواب صاحب اس تقلید میں کسی قدر بھی تحقیق سے کام لیتے تو ان کو ضرور کتب تواریخ سے اس بات کا پتہ چلتا کہ یہ مصبغ وہی مقنع ہے جس کے حالات کتب تواریخ میں مذکور ہیں اور ابو سلمہ ایک سردار کا نام ہے جو سفاح کے اشارے اور ابو مسلم کی رائے سے مراد بن انس کے ہاتھ سے مارا گیا تھا یہ شخص وزیر آل محمد کے لقب سے موسوم کیا جاتا تھا اور ابو مسلم خراسانی امیر آل محمد کے لقب سے مشہور تھا ابو مسلم کو منصور عباسی نے مروا ڈالا تھا۔

اکیسواں حلاجیہ

شیخ ابن بابویہ اپنے رسالہ اعتقادیہ میں کہتے ہیں کہ غلاۃ میں ایک فرقہ حلاجیہ بھی ہے جن کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر بسبب عبادت کے تجلی فرماتا ہے پھر باوجود اس لے دین ان کا ترک نماز و روزہ و جملہ فرائض ہے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کا اسم

Marfat.com

اعظم جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندوں میں حلول کرتا ہے اور ان کا یہ بھی زعم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ولی جب کہ مخلص کامل ہو اور اپنے دین کو پہچانے تو وہ انبیا سے افضل ہے اور اس رسالے کی شرح سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حسین بن منصور حلاج کے ملبعون سے جدا ہیں جن کا شمار صوفیان اہل سنت میں ہے۔

فرقہ کیسانیہ

واضح ہو کہ کیسانیہ منسوب ہیں کیسان کی طرف کہ حسب تحقیق صاحب صحاح وقاموس وغیرہ اہل لغت نام ہے مختار بن عبید ثقفی کا جو واسطے بدلہ لینے حسینؓ کے کھڑا ہوا تھا منتہی المقال فی احوال الرجال میں کئی کتابوں سے نقل کیا ہے کہ اصبغ بن بنانہ سے مروی ہے کہ ایک بار میں نے مختار کو حضرت علیؓ کی گود میں بیٹھے دیکھا اور آپ اس کے سر پر ہاتھ پھیر پھیر کر فرماتے تھے یا کیس یا کیس اور تعلیقہ میں بھی اسی طرح ہے اور کیس جید کے وزن پر زیرک کے معنے میں ہے اور کشی نے مختار کے ذکر میں کہا ہے کہ اس کا لقب کیسان اس لیے مقرر ہوا کہ اس کے ایک افسر ابو عمر کا یہ نام تھا پھر مختار کو بھی اس افسر کی وجہ سے کیسان کہنے لگے مگر ارباب تواریخ کی یہ رائے ہے کہ کیسان حضرت علی بن ابی طالب کا غلام تھا۔ ملل و نحل شہرستانی میں بھی ایسا ہی لکھا ہے اور تحفہ اثناعشریہ میں ذکر کیا ہے کہ سبط اکبر حسن مجتبیٰ کے ایک غلام کا نام کیسان تھا اسی نے مختار کو حضرت حسینؓ کے خون کا بدلہ لینے کو آمادہ کیا تھا اس لیے مختار بھی کیسان مشہور ہو گیا۔ کیسان حضرت علی کی وفات کے بعد محمد بن حنفیہ کی رفاقت میں رہا اور علوم غریبہ ان سے حاصل کیے غنیۃ الطالبین میں بیان ہے کہ کیسانیہ ان چار شخصوں کی امامت کے قائل ہیں حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور محمد بن حنفیہ مگر اس فن کی کتب سے عموماً فرقہ ہائے کیسانیہ کے خیالات ترتیب آئمہ کے بارے میں ایسے نہیں ثابت ہوئے اور صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ کیسانیہ کے نزدیک اللہ پر تکلیف واجب ہے اور الخطط والآثار میں آیا ہے کہ کیسانیہ بدء کے جواز کے اللہ پر قائل ہیں اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کی بعض مرادیں واقع نہیں ہو سکتیں اور شیطان اور کافروں کی واقع ہو جاتی ہیں طرفہ یہ ہے کہ کیسانیہ جن لوگوں کو امام بتاتے تھے وہ اس دعوے سے انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ ہم پر افترا کرتے ہیں کیسانیہ اس کے جواب میں کہتے تھے کہ یہ انکار ہمارے آئمہ کا بوجہ خوف جان کے ہے دشمنوں کے ڈر سے تقیہ کرتے ہیں کیونکہ ابھی

Marfat.com

مروانیہ مدینے کے حاکم ہیں ان کی طرف سے اندیشہ ایذا کا ہے بعد اس کے مذہب تشیع میں تقیہ کی رائے نے بہت رواج پالیا۔ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ کیسانیہ کو حرماقیہ کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں اس وجہ سے کہ ابو مسلم کا لقب حرماق تھا جو ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کا داعی تھا چونکہ بعض کیسانیہ کا یہ عقیدہ تھا کہ ابو ہاشم محمد بن حنفیہ کے بعد ان کی وصیت سے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو امامت پہنچی بعد ازاں ان کے بیٹے حضرت ابراہیمؒ کو اس لیے ابراہیم کے ایک داعی کی طرف منسوب کر کے حرماقیہ کہنے لگے یہ کئی فرقے ہیں ان میں قدر مشترک محمد بن حنفیہ کی امامت کا قائل ہونا ہے۔ یہ محمد حضرت علی کے بیٹے تھے ابن حنفیہ اس وجہ سے کہلاتے ہیں کہ ان کی ماں ایک عورت سیاہ فام خولہ بنت جعفر نام قوم بنی حنفیہ سے تھی ابن خلدون مغربی نے لکھا ہے کہ جب حضرت حسنؓ نے مصلحتاً زمام حکومت معاویہ کے سپرد کر دی تو شیعہ نے اس وقت حضرت حسینؓ کو بلایا انہوں نے آنے سے انکار کیا تو شیعہ محمد بن حنفیہ کے پاس گئے اور در پردہ ان کے ہاتھ پر اس شرط سے بیعت کی کہ جب موقع ہو خلافت ضرور حاصل کرنا محمد بن حنفیہ نے ہر ہر شہر پر اپنی طرف سے ایک شخص کو مقرر کیا جو در پردہ ان کی خلافت کی لوگوں کو ترغیب دیتا تھا ایک مدت تک شیعہ اسی حالت پر رہے اور معاویہ اس کی روک تھام کرتے جاتے تھے کسی کو بنظر سیاست ملکی شہر بدر کر دیتے تھے اور جب کوئی اس کا سرغنہ گرفتار کر لیا جاتا تھا تو اس کا قلع قمع بھی کر دیتے تھے لیکن ساتھ ہی اس کے معاویہ اہل بیت کے راضی رکھنے کی کوشش کرتے اور ان دعوے تقدم و استحقاق سے چشم پوشی کر جاتے تھے اور ان میں سے بھی کوئی شخص ان کے منہ نہ آتا تھا۔ پندرہ رجب ۶۰ ہجری میں معاویہ انتقال کر گئے بعد ان کے چودھویں ربیع الاول ۶۴ ہجری کو ان کے بیٹے یزید کا انتقال ہوا اس کے مرتے ہی بلا جد و جہد اہل حجاز و یمن و عراق و خراسان نے عبداللہ بن زبیر کی بیعت کر لی صرف ملک شام و مصر والے ان کی بیعت سے باہر تھے۔ عبداللہ بن زبیر نے محمد بن حنفیہ سے بیعت کرنے کو کہا تھا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن ہانی کندی کو آپ کے پاس بھیجا اس نے سختی کی درشتی سے پیش آیا لیکن محمد بن حنفیہ برابر صبر و تحمل سے کام لیتے رہے مجبور ہو کر چھوڑ دیا گیا مگر جب ہوا خواہاں علی بن ابی طالب نے کھلم کھلا محمد بن حنفیہ کی دعوت دینی شروع کی تو عبداللہ بن زبیر نے اس خوف سے کہ مبادا محمد بن حنفیہ کے بیعت نہ کرنے سے لوگ برہم نہ ہو جائیں بجز بیعت لینے کا ارادہ کیا اور اس غرض کے حاصل

Marfat.com

کرنے کے لیے مقام زمزم میں ان کو قید کر دیا اور ایک مدت مقرر کر دی کہ اگر اس عرصے میں بیعت نہ کرلو گے تو قتل کر ڈالے جاؤ گے انہوں نے مختار کو یہ واقعات لکھ بھیجے جو کوفے میں محمد بن حنفیہ کی امامت کا داعی تھا اور اہل کوفہ نے اس کی اطاعت کر لی تھی مختار نے اس خط کو لوگوں کے روبرو پڑھا سب کے آنسو بھر آئے ان میں سے چند امرا کو تین سو سواروں کے ساتھ مکے کی طرف روانہ کیا جنہوں نے زمزم پہنچ کر مجلس کا دروازہ توڑ کر محمد بن حنفیہ کو نکالا صرف دو دن مدت مقرر کے باقی رہ گئے تھے عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرنے کی اجازت طلب کی انہوں نے فرمایا میں حرم میں جنگ کرنا جائز نہیں سمجھتا بعد اس کے بقیہ لشکر آ گیا اس سے عبداللہ ابن زبیر خائف ہو گئے محمد بن حنفیہ نکل کر شعب علی میں چلے گئے رفتہ رفتہ آپ کے پاس چار ہزار آدمی جمع ہو گئے جب مختار مارا گیا اور عبداللہ بن زبیر کے قدم حکومت کے زینے پر جم گئے تو محمد بن حنفیہ سے پھر بیعت کرنے کو کہا آپ نے خائف ہو کر اس واقعہ سے عبدالملک بن مروان کو مطلع کیا اس نے لکھ بھیجا کہ آپ شام چلے آئیے جب تک لوگوں کا کسی پر اجتماع نہ ہو اس وقت تک نہایت عزت و احترام سے میرے پاس رہئے میں آپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤں گا چنانچہ وہ مع اپنے ہمراہیوں کے روانہ ہوئے راستے میں عبدالملک کی بدعہدی سے ڈر کر ایلہ میں قیام کر دیا تھوڑے دنوں میں جب ان کے معتقدین کا دائرہ وسیع ہو گیا تو عبدالملک نے بیعت کرنے کو کہلا بھیجا۔ یہ ایلہ سے مکے کی طرف لوٹے اور شعب ابی طالب میں پہنچ کر مقیم ہو گئے پھر عبداللہ بن زبیر نے یہاں سے نکالا تو طائف کی طرف چلے گئے اور عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کر لی ۶۹ سال کی عمر پائی ۸۱ ہجری میں انتقال کیا۔ (فرقہ ہائے کیسانیہ کی تفصیل یوں ہے۔) کیسانیہ جو منسوب ہیں کیسان مذکور کی طرف یہ شخص حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد بہت سے مسلمانوں کو موافق کر کے واسطے بدلہ لینے حضرت حسینؓ کے کھڑا ہوا تھا مگر دشمنوں پر کامیاب نہ ہوا آخر کار مارا گیا یہ کیسان اور اس کے معتقد حضرت حسنؓ کی امامت کے منکر تھے ان کا یہ عقیدہ تھا کہ بعد حضرت علیؓ کے محمد بن حنفیہ ہیں اس لیے کہ حضرت علیؓ نے جنگ جمل و صفین میں نشان انہیں کے ہاتھ میں دیا تھا اور حضرت حسینؓ نے صلح کے باب میں بھائی کی پیروی کی تو وہ بھی امامت کے لائق اس کے نزدیک رہے تھے۔ اس فرقے کا ظہور ۶۴ ہجری میں ہوا تھا۔

Marfat.com

مختاریہ

یہ لوگ مختار بن ابو عبید بن مسعود ثقفی کے متبع ہیں جس کو بعد قتل کیسان کے اس کے پیروؤں نے رئیس بنایا تھا یزید کے مرنے سے چھ مہینے کے بعد پندرہ رمضان کو یہ شخص وارد کوفہ ہوا اور لوگوں کو خون حسینؓ کے معاوضہ لینے پر ابھارنے لگا لوگوں نے کہا کہ ہم نے محض اسی کام کے انجام دینے کو سلیمان بن صرد خزاعی کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور وہ بالفعل اس کو مصلحت نہیں سمجھتا ہے مختار نے کہا کہ سلیمان ایک پست ہمت آدمی ہے وہ لڑائی جھگڑے سے جی چراتا ہے مجھے مہدی محمد بن حنفیہ نے اپنا وزیر وامین مقرر کر کے بھیجا ہے تم لوگ ان کی میرے ہاتھ پر بیعت کرو اور خون حسینؓ مظلوم کا معاوضہ ان کے قاتلوں سے لو ایک گروہ کثیر ہوا خواہاں امیر المومنین علی کا اس کی طرف مائل ہو گیا عبداللہ بن یزید انصاری نے جو عبداللہ بن زبیر کی طرف سے کوفے کا گورنر تھا مختار کو گرفتار کر کے قید کر دیا بعد اس کے عبداللہ بن عمر کی سفارش سے بایں شرط رہا کیا گیا کہ آئندہ وہ بغاوت نہ کرے گا اور نہ ان لوگوں کے خلاف خروج کرے گا اور اگر ان شرائط کی پابندی نہ کرے تو ایک ہزار قربانی خانہ کعبہ میں اس کو کرنی ہوگی جب یہ رہا ہوا تو پھر ہوا خواہان حسینؓ بن علی اس کے پاس آنے جانے لگے پھر چند لوگ کوفے سے محمد بن حنفیہ کے پاس مختار کا حال دریافت کرنے کو گئے آپ نے فرمایا کہ ہاں میں نے خون حسینؓ کا معاوضہ لینے پر مامور کیا ہے جب یہ لوگ واپس ہو کر کوفے میں آئے اور لوگوں سے محمد بن حنفیہ کا بیان کہا تو مختار کی طرف لوگوں کا رجحان بڑھ گیا۔ ۶۶ ہجری میں مختار نے خون حسینؓ کا معاوضہ لینے کا اعلان کرا دیا۔ اور قصر امارت کوفہ پر قبضہ کر لیا صبح ہوئی لوگ مسجد میں جمع ہوئے مختار نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور لوگوں کو محمد بن حنفیہ کی بیعت کی طرف بلایا شرفائے کوفہ نے کتاب وسنت اور اہل بیت کی ہمدردی پر بیعت کی بعد اس کے مختار نے اطراف وجوانب پر فوج کشی کرنے کے لیے چند لوا بنائے اور سرداروں کو مرحمت کر کے روانہ کیا عبیداللہ بن زیادہ موصل میں تھا اس کی فوجوں سے اور مختار کے لشکر سے جنگ ہونے لگی اور شامی شکست پانے لگے پھر بعض وجوہ سے شرفائے کوفہ مختار کی مخالفت پر تل گئے جن کے سرگروہ شبث بن ربعی۔ محمد بن اشعث عبدالرحمٰن بن سعد بن قیس شمر بن ذی الجوشن کعب بن کعب نخعی عبدالرحمٰن بن مخنف ازدی وغیرہ تھے اور سب کے سب مسلح ہو کے مختار کے پاس گئے کہ ہم نے تجھ کو معزول کیا

Marfat.com

کیونکہ محمد بن حنفیہ نے تجھ کو مامور نہیں کیا ہے مختار نے ابراہیم بن اشتر کو بلوا کر ان پر حملہ کرایا خون ریز لڑائی کے بعد ان کو شکست ہوئی ان کے ہمراہی نہایت ابتری سے بھاگ کھڑے ہوئے پانچ سو آدمی ایک مقام سے گرفتار کر کے لائے گئے ان میں سے نصف آدمیوں کو جو شہادت حسینؓ بن علیؓ میں شریک تھے قتل کر ڈالا اور باقی کو رہا کر دیا۔ شمر بن ذی الجوشن کی مختار کے ایک ہمنشیں سے لڑائی ہوئی سات سو اسی آدمی مارے جانے پر لڑائی کا خاتمہ ہوا۔ جس میں اکثر اہل یمن تھے اور شمر کو قتل کو کے لاش کتے کے آگے ڈلوا دی اس واقعہ کے بعد شرفائے کوفہ خوف زدہ ہو کر بصرے کی جانب نکل کھڑے ہوئے اور مختار قاتلین حسینؓ بن علیؓ کو چن چن کر قتل کرنے لگا عبید اللہ بن اسد جہنی مالک بن نصیر کندی حمل بن مالک محاربی کو قادسیہ سے گرفتار کرا کے قتل کیا بعد ازاں زیاد بن مالک ضبعی عمران بن خالد عشری عبدالرحمٰن بن ابی خشکارہ بجلی۔ عبداللہ بن قیس خولانی جنہوں نے واقعہ کربلا میں حسینؓ بن علیؓ کا اسباب لوٹا تھا پابزنجیر حاضر کیے گئے مختار نے ان سبھوں کے قتل کا حکم دے دیا پھر عبداللہ یا عبدالرحمٰن بن طلحہ۔ عبداللہ بن وہب ہمدانی (اعشی کا چچا زاد بھائی) پیش کیے گئے اور اسی وقت قتل کر ڈالے گئے۔ اور عثمان بن خالد جہنی ۔ ابوالسماء بشر بن سمیط قابسی (جنہوں نے عبدالرحمٰن بن عقیل کو شہید کیا اور ان کا اسباب لیا تھا) قتل کر کے آگ میں جلا دیے گئے۔ خولی بن یزید اصبحی جس نے حضرت حسینؓ کا سر اتارا تھا خوف جان سے چھپ گیا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے لوگ پہنچ گئے اور اس کا سر کاٹ کر مختار کے پاس لائے مختار نے اس کو جلوا دیا۔ ان لوگوں کے قتل ہونے کے بعد عمرو بن سعد بن ابی وقاص کے قتل کا حکم صادر ہوا اگرچہ اس نے عبداللہ بن ابی جعدہ کی معرفت مختار سے امن حاصل کر لیا تھا لیکن ابو عمرہ حسب حکم مختار اس کا سر کاٹ لایا اتفاق یہ کہ مختار کے پاس اس وقت اس کا بیٹا حفص بیٹھا ہوا تھا دریافت کیا تم اس کو پہچانتے ہو جواب دیا ہاں لیکن اس کے بعد زندگی کا مزہ نہیں ہے مختار نے اس کے بھی قتل کا حکم دے کر کہا وہ (یعنی عمرو بن سعد) بعوض خون حسینؓ تھا اور یہ (یعنی حفص بن عمرو) علی اصغر بن حسینؓ کے خون کا بدلہ ہے اور ان دونوں کے سر محمد بن حنفیہ کے پاس بھیج دیے۔ اور یہ لکھا کہ قاتلین حسینؓ بن علیؓ میں سے جن لوگوں پر میرا قابو چل گیا تھا ان کو تو میں نے قتل کر ڈالا ہے اور باقی لوگوں کی گرفتاری اور قتل کی فکر میں ہوں عمرو بن سعد کے بعد حکیم بن طفیل طائی بھی پیش کیا گیا جس نے حضرت حسینؓ پر تیر چلایا تھا۔ اور عباس کا اسباب لیا تھا عدی بن حاتم نے حاضر ہو کر سفارش کی لیکن اب کامل

Marfat.com

نے اس سے پیشتر بخیال سفارش عدی بن حاتم اس کو قتل کر ڈالا تھا۔ پھر مرہ بن منقذ بن عبدالقیس قاتل علی اصغر بن حسینؓ کی گرفتاری کا حکم صادر ہوا لوگوں نے پہنچ کر اس کے گھر کا محاصرہ کر لیا مرہ گھر سے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور نیزہ بازی کے جوہر دکھاتا ہوا مصعب بن زبیر کے پاس بھاگ کر چلا گیا لیکن اس خلفشار میں ایک ہاتھ اس کا بیکار ہو گیا پھر زید بن لقاد جسانی کی گرفتاری جاری ہوئی چاروں طرف سے سپاہیوں نے گھیر لیا چونکہ اس نے عبداللہ بن مسلم بن عقیل کو تیر سے شہید کیا تھا ابن کامل نے کہا اس پر تیر برساؤ۔ سب ہوں نے تیر مارتے گرادیا اور زندہ گرفتار کر کے جلا دیا سنان بن انس نخعی جس نے حسینؓ بن علیؓ کو تیر مار کر زمین پر گرایا تھا۔ اور بقول بعض تن شریف سے سر مبارک بھی اسی نے جدا کر کے خولی کے حوالے کیا تھا بصرہ بھاگ گیا مختار نے اس کا گھر منہدم کرادیا بعدہ عمرو بن صبح صدائی کے گرفتار کرلانے پر سپاہیوں کو متعین کیا مشکیں بندھی ہوئی پیش کیا گیا مختار نے حکم دیا اس کو برچھی سے مار ڈالو محمد بن اشعث قادسیہ کے قریب ایک گاؤں میں تھا اس کی گرفتاری کا حکم دیا محمد بن اشعث یہ سن کر مصعب بن زبیر کے پاس بھاگ گیا مختار نے اس کے مکان کو گروادیا اور بقیہ لوگوں کی گرفتاری کا حکم دیا جو شریک واقعہ کربلا اور قتل حضرت حسینؓ سے متہم تھے یہ لوگ اس خبر سے مطلع ہو کر مصعب بن زبیر کے پاس چلے گئے اور مختار نے ان کے مکانات منہدم کرادیے۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ مختار کو قاتلین حسینؓ سے قصاص لینے کا خیال اس وجہ سے پیدا ہوا تھا کہ یزید بن شراحیل انصاری ایک مرتبہ محمد بن حنفیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے محمد بن حنفیہ نے بر سبیل تذکرہ فرمایا مختار کا یہ خیال ہے اور وہ اس امر کا مدعی ہے کہ وہ ہمارا ہوا خواہ ہے حالانکہ اس کے پاس قاتلین حسینؓ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے گپ مارا کرتے ہیں مختار کے کان تک یہ خبر پہنچی تو اس نے قاتلین حسینؓ کی قتل کی قسم کھالی اور اسی وقت سے ان کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کرانے لگا۔

جس وقت مختار کو آخر ۶۶ ہجری میں مہم کوفہ سے فراغت حاصل ہوئی تو اس نے ابراہیم بن اشتر کو جنگ عبیداللہ بن زیاد کے لیے روانہ کیا اور اپنے نامی نامی مصاحبین اور نامور نامور شہسواروں جنگ آوروں کو مع اس کرسی کے اس کے ہمراہ کر دیا جس سے وہ مدد طلب کرتا تھا۔ یہ ایک کرسی سونے سے منڈھی ہوئی تھی اپنے گروہ والوں سے اس نے کہہ رکھا تھا کہ جیسا بنی اسرائیل میں تابوت سکینہ تھا ویسا ہی تم میں یہ کرسی ہے یہ بیان کیا جاتا

Marfat.com

ہے کہ یہ کرسی امیرالمومنین علی بن ابی طالب کی تھی جس کو مختار نے طفیل بن جعدہ بن ہبیرہ سے لیا تھا جو ام ہانی بنت ابی طالب یعنی بہن علی بن ابی طالب کا بیٹا تھا بعض کہتے ہیں کہ یہ کرسی طفیل ایک روغن فروش کی دوکان سے اٹھا لایا تھا امیرالمومنین کی نہ تھی ابراہیم بن اشتر کوفے سے روانہ ہوکر عراق کو چھوڑتا ہوا سرزمین موصل میں پہنچا جس پر عبیداللہ ابن زیاد نے اس سے پیشتر قبضہ کرلیا تھا لڑائی ہوئی میدان ابراہیم کے ہاتھ رہا اور عبیداللہ ابن زیاد کی فوج شکست کھا گئی عبیداللہ بن زیاد مارا گیا سر کاٹ کر لاش کو جلا دیا گیا اس واقعہ میں شرجیل بن ذی الکلاع خمیری بھی مارا گیا جو سواران شام کا سپہ سالار تھا۔ مفتاح النجا میں لکھا ہے کہ واقعہ مختار میں ملک شام کے ستر ہزار آدمی کام آئے مختار نے تین ہزار آدمیوں کا ایک لشکر بظاہر عبیداللہ ابن زبیر کی اعانت کے نام سے مدینے کی طرف روانہ کیا مگر عبیداللہ ابن زبیر کے خیالات مختار کی طرف سے بدل گئے تھے اس لیے اس فوج کو راستے میں برباد کرادیا اس واقعہ سے مختار کو محمد ابن حنفیہ اور عبیداللہ ابن زبیر کے لڑادینے کا موقع مل گیا فوراً ایک شکایت آمیز خط لکھ بھیجا جس کا یہ مضمون تھا۔ میں نے ایک لشکر آپ کی فرمان برداری اور دشمنان اہل بیت کے ذلیل کرنے کو روانہ کیا تھا عبیداللہ ابن زبیر نے ان کے ساتھ یہ یہ برتاؤ کیے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیجئے تو میں ایک لشکر مدینے کی طرف روانہ کروں بشرطیکہ آپ بھی اپنی طرف سے ایک آدمی بھیج دیجئے تا کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ میں آپ کا مطیع ہوں محمد بن حنفیہ نے جواباً لکھا میں تمہارا ارادہ تمہاری حق شناسی کو جانتا ہوں میرے نزدیک محبوب ترین امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے باہر قدم نہ رکھا جائے پس تم حتی الامکان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور مسلمانوں کی خونریزی سے محترز رہو اگر میرا ارادہ لڑائی کا ہوتا تو میرے پاس لوگ بہت جلد مجتمع ہو جاتے میرے معین و مددگار بکثرت ہیں لیکن میں نے ان کو معزول کر رکھا ہے اور میں صبر و شکر کر رہا ہوں تا آنکہ اللہ جل شانہ کوئی حکم صادر فرمائے اور وہی خیر الحاکمین ہے۔

شرفائے کوفہ جنہوں نے مختار کے خوف سے جلاوطنی اختیار کرلی تھی رفتہ رفتہ مصعب بھائی عبداللہ بن زبیر والی بصرہ سے آملے جو حضرت حسینؓ کے داماد اور حضرت سکینہ دختر حضرت حسینؓ کے شوہر تھے شبث بن ربعی واغوثاہ واغوثاہ چلاتا ہوا بعدہ محمد بن اشعث آیا اور مختار پر حملہ کرنے کی تحریک کی مصعب نے مہلب بن ابی صفرہ کو جو عبداللہ بن زبیر کی طرف سے فارس کا گورنر تھا بلا بھیجا وہ ایک عظیم الشان لشکر اور ضرورت سے زیادہ مال و

Marfat.com

اسباب لے کر بصرہ میں داخل ہوا مختار کو مصعب کی چڑھائی کی خبر لگی تو اس نے اپنے ہمراہیوں کو لڑائی کی ترغیب دے کر ایک چھوٹا سا لشکر احمر بن شمیط کے ساتھ روانہ کیا مقام مذار میں فریقین نے صف آرائی کی مہلب نے ایسے سخت سخت حملے کیے کہ مختار کی سپاہ و سرداروں کو شکست فاش ہوئی مصعب نے عباد کو حکم دے دیا کہ جس قدر لوگ قید کیے جائیں قتل کر ڈالے جائیں محمد بن اشعث نے سواران اہل کوفہ کو لے کر منہزم گروہ کا تعاقب کیا جس کو پایا قتل کر ڈالا مصعب نے فتحیابی کے بعد کوفہ کا رخ کیا جب مختار کو اس کی اطلاع ہوئی کہ ابن شمیت کو سخت شکست ہوئی اور اس کے تقریبا کل ہمراہی معرکہ جنگ میں کام آ گئے اور یہ کہ مصعب برابر بڑھتے چلے آتے ہیں تو وہ بقصد مقابلہ کوفے سے نکلا مختار نے حروراء میں قیام کر دیا اس عرصے میں مہلب بھی آ پہنچے اور لڑائی شروع ہوئی تمام رات لڑائی ہوتی رہی چاروں طرف ایک شور قیامت برپا تھا صبح ہونے سے تھوڑا پہلے مختار کے ہمراہی آنکھیں بچا بچا کر علیحدہ ہونے لگے مختار یہ رنگ دیکھ کر قصر امارت میں جا چھپا مصعب نے قصر امارت کا محاصرہ کر کے رسد و غلہ بند کر دیا اور یہاں تک انتظام کیا کہ مختار اور اس کے ہمراہیوں کا شدت تشنگی سے حال ابتر ہو چلا پانی میں شہد ملا کر پینے لگے جب اس سے بھی سیری نہ ہوئی تو مختار نے اپنے ہمراہیوں سے امن حاصل کرنے کو کہا کسی نے کچھ خیال نہ کیا تب مختار نے بالوں میں تیل ڈالا عطر لگایا اور تقریبا بیس آدمیوں کو جن میں سائب سلک اشعری بھی تھا لے کر قصر امارت سے نکل کھڑا ہوا سائب ملامت کرنے لگا مختار نے کہا تف ہو تجھ پر اے احمق میں نے دیکھا کہ مصعب ابن زبیر نے حجاز پر قبضہ کر لیا اور نجدہ نے یمامہ پر اور ابن مروان نے شام پر اور میں بھی انہیں لوگوں کی طرح تھا لیکن میں جب کہ عرب اس سے غافل ہو گیا تھا اہل بیت کے خون کا بدلہ لینے کا طالب ہو گیا اگر تیری یہ نیت نہ ہو تو اپنے بازو پر لڑ سائب یہ سن کر خاموش ہو گیا اور مختار آگے بڑھا لڑائی ہونے لگی بالآخر طرفہ و طراف پسران عبداللہ بن دجاجہ حنفی کے ہاتھ اس کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ مختار کے مارے جانے کے بعد اہل قصر نے مصعب کے پاس پیام بھیجا اور مصعب کے کہنے سے دروازہ کھول دیا گیا۔ مہلب نے ان کے قتل کرنے سے منع کیا مگر شرفائے کوفہ نے اس سے اختلاف کیا پس مصعب نے باتفاق رائے ان لوگوں کے سب کو قتل کرا دیا بعد اس کے مصعب کے حکم سے مختار بن ابی عبید ثقفی کی ہتھیلیاں کاٹ کر دروازہ مسجد پر لٹکا دی گئیں جن کو حجاج نے اپنے زمانہ حکومت میں اتروایا۔

Marfat.com

جلد دوم عقد الفرید مطبوعہ مصر کے صفحہ ۳۱۹ میں مرقوم ہے کہ مختار جس وقت قاتلین حسینؓ اور شرفا کو نیست و نابود کر چکا تو اس نے اور صلحائے امت کے استیصال کی فکر کی لوگوں پر اس کا ارادہ اور خبث نفس ظاہر ہو گیا اس نے نبوت کا بھی دعویٰ کیا تھا کہتا تھا کہ میرے پاس جبریلؑ امین وحی لے کر آتے ہیں اور طبقات دول اسلام میں ذہبی کہتے ہیں کہ مختار کہتا تھا مجھے علم غیب ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے دو ہاتھ ثابت کرتا تھا اور نزل الابرار میں لکھا ہے کہ مختار کہتا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھ میں حلول کیا ہے۔

ترمذی نے عبداللہ بن عمر سے جو روایت کی ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فی ثقیف کذاب و مبیر یعنی قوم بنی ثقیف میں ایک جھوٹا اور ایک مفسد و ہلاکو ہوگا اسی طرح ابونوفل معاویہ بن مسلم تابعی سے مسلم نے جو روایت کی ہے کہ حجاج نے عبداللہ بن زبیر کو سولی دی تو اسما ان کی والدہ نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کیا تھا ان فی سقیف کذاباً و مبیرا سو علما کذاب کو اسی مختار پر اور مبیر کو حجاج بن یوسف پر حمل کرتے ہیں۔ مختار اگر چہ صاحب علم و فضل تھا مگر صحابی نہ تھا ہاں اس کا والد جلیل القدر صحابیوں میں سے تھا اور اول اول مختار اہل بیت سے نہایت دشمنی رکھتا تھا یہاں تک کہ ان کی عداوت میں مشہور تھا اور بعد از شہادت حضرت حسینؓ اظہار محبت کیا اور یہ سب واسطے طلب دنیا اور طلب امارت کے تھا چنانچہ ملل و نحل میں شہرستانی کہتا ہے کہ مختار پہلے خارجی تھا پھر زبیری بنا پھر شیعی اور کیسانی ہو گیا قصہ مختصر مختار اور اس کے متبعین حضرت علیؓ کے بعد بلا فاصلہ محمد بن حنفیہ کو امام اور مہدی جانتے تھے اور بعض نے لکھا ہے کہ مختاریہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کی امامت کے بھی مقر تھے اور کہتے تھے کہ حضرت حسینؓ کے بعد کار امامت محمد بن حنفیہ سے متعلق ہو گیا ہے مختاریہ وہی لوگ تھے جنہیں کیسانیہ کہتے تھے مختار نے ان کا نام مختاریہ مقرر کر دیا تھا جب کہ مختار مارا گیا اور لوگ اس کے افعال و اقوال پر نکتہ چینی کرنے لگے تو مختاریہ نے دوبارہ اپنے کو کیسانیہ مشہور کر دیا۔

جب محمد بن حنفیہ نے انتقال کیا تو کیسانیہ امامت میں مختلف ہو گئے بعض نے کہا ابوہاشم عبداللہ بن محمد حنفیہ کی طرف امامت منتقل ہو گئی۔ تاریخ فرشتہ میں جہاں کشا سے نقل کیا کہ کیسانیہ کی رائے و عقیدہ یہ ہے کہ اسمٰعیل بن جعفر صادق اپنے والد کے بعد زندہ تھے اور وہ اپنے والد کے بعد امام تھے نہ موسیٰ کاظم اور اسمٰعیل کے بعد ان کے بیٹے محمد کو امامت پہنچی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں کچھ کیسانیہ اسماعیلیہ بھی ہو گئے تھے۔

Marfat.com

کریبیہ

ابو کریب ضریر کے اصحاب ہیں یہ لوگ حضرت علی مرتضٰی کے بعد محمد بن حنفیہ کو امام جانتے ہیں اس لیے کہ انہوں نے نشان لشکر بصرہ میں ان کو دیا تھا اس امر کو محمد بن حنفیہ کی امامت پر نص مانتے ہیں اور ان کا زعم یہ ہے کہ محمد بن حنفیہ زندہ ہیں مرے نہیں مدینے کے پاس کوہ رضوی کے ایک درے میں اپنے چالیس اصحاب کیساتھ مخفی ہیں اور ان کے پاس دو چشمے قدرت سے شہد و پانی کے جاری ہوگئے ہیں امام منتظر و مہدی موعود وہی ہیں وہ ظہور کریں گے تو سارا عالم عدل سے بھر جائے گا کثیر شاعر کہ ان کا ایک شیعہ ہے کہتا ہے۔

الا ان الائمة من قریش

یعنی خبردار ہو کہ امام قریش میں سے چاہیے

ولاة الامرار بعة سواء

اور حاکم دین اسلام کے چار ہیں پورے پورے

فسبط سبط ایمان و بر

پس ان میں سے ایک حضرت حسنؓ ہیں جو ایمان اور نیکی کے فرزند ہیں

وسبط غیبته کربلاء

اور دوسرے حضرت حسینؓ ہیں جن کو کربلا نے غائب کیا ہے

وسبط لا یذوق الموت حتی

اور تیسرے محمد بن حنفیہ ہیں جو نہیں مریں گے یہاں تک کہ

یقود الخیل یقدمه اللواء

سردار ہوں گے لشکر کے ان کے آگے آگے جھنڈا ہوگا

یغیب فلا یری فیھم زمانا

غائب ہو جائیں گے پس نہیں دیکھے جائیں گے لوگوں میں ایک زمانہ تک

برضوی عنده عسل وماء

کوہ رضوی میں ان کے پاس شہد اور پانی کے چشمے ہوں گے

بعض کہتے ہیں کہ یہ شعر اسمعیل بن محمد حمیری کے ہیں جس کا لقب سید ہے کہ وہ پہلے کیسانی تھا پھر اس عقیدے کو ترک کر کے دین جعفر میں آگیا اور ایک قصیدہ اپنی توبہ اور

Marfat.com

انابت کے باب میں لکھا جس کا ایک شعر یہ ہے۔

تَجعفَرتُ بِاسمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ اَکبَرُ   وَ اَیقَنتُ اَنَّ اللّٰهَ یَعفُوْ وَ یَغفِرُ

اور یہ لوگ اکثر جمعہ کی راتوں کو اس پہاڑ میں جمع ہو کر عبادت کیا کرتے تھے۔ شیعوں میں سے پہلے جو شخص صاحب الزمان کے مخفی ہونے کا قائل ہوا ہے۔ وہ یہی ابو کریب ہے کہ کہتا تھا امام دشمنوں کے خوف سے چھپ گئے ہیں پھر ایک مدت کے بعد ظاہر ہوں گے اور زمین کو عدل سے بھر دیں گے اور یہ بات پھر شیعوں میں خوب رائج ہو گئی اور جو امام جن شیعوں کی مرضی کے موافق تھا وہ اسی کو صاحب الزمان جان کر دشمنوں کے خوف سے اس کے غائب ہو جانے کے قائل ہو گئے۔

اسحاقیہ

یہ لوگ اسحاق بن عمر کی طرف منسوب ہیں یہ محمد بن حنفیہ کی موت کے قائل ہیں اور ان کا عقیدہ یہ تھا کہ امامت نے محمد بن حنفیہ کی وفات کے بعد ان کے بیٹے ابو ہاشم عبداللہ کی طرف انتقال کیا ابو ہاشم کے بعد ان کی اولاد میں امامت کو منتقل جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر ایک والد اپنے بیٹے کے لئے وصیت کرتا گیا تھا مستفاد از تحفہ اثنا عشریہ۔

ہاشمیہ

شہرستانی نے ملل ونحل میں کہا ہے کہ جو لوگ محمد بن حنفیہ کے بعد امامت کو ان کے بیٹے ابو ہاشم میں مانتے ہیں ان کا نام ہاشمیہ ہے ان کا اعتقاد یہ ہے کہ ابو ہاشم عبداللہ کو محمد بن حنفیہ سے اسرار علوم پہنچے تھے اور ان کو نفسوں پر آفاق کے مطابق کرنے کے طریقے اور تنزیل کی تاویل اور ظاہر کو باطن سے ملانے کے حالات معلوم ہوئے تھے ان کے نزدیک ہر ظاہر کے لئے باطن ہے اور ہر شخص کے لئے روح ہے اور ہر تنزیل کے لئے تاویل ہے اور جو مثال اس عالم میں موجود ہے اس کے لئے اس عالم میں حقیقت موجود ہے اور جس قدر حکمتیں اور اسرار آفاق میں منتشر ہیں وہ سب ایک شخص انسانی میں موجود ہیں اور وہ علم ہے جو حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کو بتلایا تھا اور انہوں نے وہ اسرار اپنے بیٹے ابو ہاشم کو سکھائے اور جس شخص میں یہ تمام مجتمع ہو وہ امام برحق ہے اور بعد انتقال ابو ہاشم کے ہاشمیہ میں اختلاف پیدا ہو کر پانچ فرقے ہو گئے ایک فرقہ کہتا ہے کہ ابو ہاشم جب ملک شام

Marfat.com

میں سلیمان بن عبدالملک کے پاس گئے اور اس نے ان کو دودھ میں زہر دلوایا اور یہ قریب المرگ ہوگئے تو حمیمہ (بضم حائے حطی) کو کہ ارض شراط (بہ شین معجمہ) ضلع بلقا ملک شام میں ایک مقام کا نام ہے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس چلے گئے امامت کے لئے ان کے حق میں وصیت کی تھی اور اس گھرانے میں امامت ابوالعباس سفاح تک جاری رہی یہ لوگ کہتے ہیں کہ خاندان عباس خلافت کے لئے اور سب سے زیادہ مستحق ہے کیونکہ نسب میں رسولؐ کے ساتھ اتصال رکھتے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وراثت کے لئے اولے تھے دوسرے فرقے نے کہا کہ ابو ہاشم کے بعد امامت ان کے بھتیجے حسن بن علی بن محمد بن حنفیہ کو پہنچی تیسرے فرقے نے کہا کہ ابو ہاشم نے اپنے بھائی علی بن محمد حنفیہ کے لیے وصیت کی تھی ان کی رائے یہ ہے کہ امامت محمد بن حنفیہ کے گھرانے سے غیر لوگوں کی طرف نہیں آئی چوتھے فرقے نے یہ کہا کہ ابو ہاشم نے عبداللہ بن حرب کندی کے لیے امامت کی وصیت کی تھی اور امامت بنی ہاشم سے نکل کر عبداللہ کو پہنچی ۔ پانچویں وہ لوگ ہیں جنہوں نے عبداللہ بن حرب کندی میں بددیانتی اور کذب و خباثت پا کر اس سے قطع تعلق کیا اور کہنے لگے کہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب امام ہیں۔ اصحاب عبداللہ بن معاویہ اور اصحاب محمد بن علی کے درمیان معاملہ امامت میں بڑا اختلاف ہے ہر ایک دعویٰ کرتا ہے کہ ابو ہاشم نے ہمارے مقتدا کے حق میں وصیت کی تھی اب ہم دونوں عبداللہ اور محمد بن علی کے فرقوں کے حالات علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں۔

حربیہ (کندیہ)

حربیہ جو کندیہ کے لقب سے بھی ملقب ہیں یہ لوگ عبداللہ بن حرب کندی کے پیرو ہیں جو ہاشمیہ میں سے ایک سرگروہ تھا اور ابو ہاشم بن محمد بن حنفیہ کے بعد عبداللہ بن حرب کو امام جانتے ہیں کہتے ہیں کہ اس کی امامت کے لیے ابو ہاشم نے وصیت کردی تھی اور ابو ہاشم کی روح نے عبداللہ میں حلول کیا ہے یہ عبداللہ صاحب علم و دیانت نہ تھا اس کا یہ مذہب ہے کہ روحیں ایک شخص سے دوسرے شخص میں تناسخ کرتی ہیں اور روح کو ثواب و عذاب اسی تناسخ اور تبدیل ابدان کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور دعویٰ کرتا تھا کہ حضرت عیسیٰؑ کی روح نے مجھ میں حلول کیا ہے اور الوہیت اور نبوت کا مدعی تھا اور کہتا تھا کہ مجھے علم غیب

Marfat.com

ہے اس کے شیعہ اس کی عبادت کرتے تھے اور قیامت کا انکار کرتے تھے کہتے تھے کہ تاریخ دنیا میں ہوتا ہے اور ثواب وعذاب انہیں اشخاص میں ہوتا رہتا ہے اور قرآن میں جو آیا ہے۔ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ. سورۃ مائدہ ۵۔ آیت ۹۳۔ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے ان پر گناہ نہیں جو پہلے کھا چکے جب آگے ڈرے اور ایمان لائے اور نیک کام کیے پھر ڈرے اور ایمان لائے پھر ڈرے اور نیکی کی اور اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو اس آیت میں عبداللہ یوں تاویل کرتا تھا کہ جو شخص امام تک پہنچ گیا اور اسے پہچان لیا اس سے تمام شرعی احکام اور حرج ساقط ہو جاتے ہیں جو کچھ چاہے کھائے اس پر کوئی گناہ نہیں وہ کامل ہے اور مقصد اعلیٰ کو پہنچ گیا ہے۔ شہرستانی کہتا ہے کہ اس گمراہی سے مذہب خرمیہ اور مزدکیہ عراق میں پیدا ہوا۔ دبستان مذاہب میں لکھا ہے ضرکیہ منسوب ہیں ضردک کی طرف یہ شخص قباد شہنشاہ ایران کے عہد میں تھا نوشیروان نے اس کو مروا ڈالا وہ کہتا تھا دنیا کے دو صانع ہیں خیر کا فاعل یزدان ہے اور شر کا اہرمن یزدان نور ہے اور اہرمن ظلمت اس کا یہ مذہب تھا کہ آدمیوں میں فساد کا سبب مال اور عورتیں ہیں اس لیے عورتوں کو آزادی دینا چاہیے اور مال جائز کرنا چاہیے اس نے تمام آدمیوں کو مال اور عورتوں میں شریک کر دیا جیسا کہ پانی اور آگ میں شریک ہیں کہتا تھا نہایت ستم کی بات ہے کہ ایک آدمی کی بیوی تو حسین عورت ہو اور دوسرے کی بدصورت پس عدالت اور دینداری کا مقتضی یہ ہے کہ آدمی اپنی خوبصورت عورت تھوڑے دن کے واسطے اس آدمی کے تصرف میں دے دے جس کی عورت بدصورت ہے اور اس کی بدصورت عورت کو اس عرصے تک اپنے پاس رکھے اور یہ بے رحمی کی بات ہے کہ ایک شخص مالدار ہو دوسرا غریب اس لیے مناسب ہے کہ اپنے مال کو آدھا آدھا آپس میں بانٹ لیں اور جو کوئی مال اس کی آسائش کا سامان مہیا کر دینا چاہیے اور جو اس تقسیم پر راضی نہ ہو وہ اہرمنی ہے اس سے مال طاقت سے چھین لینا چاہیے ضردک نے ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام دیس ناؤ ہے یہ اس کے مذہب کے متعلق تھی زبان اس کی پہلوی تھی اس لیے سمجھنا مشکل تھا اس کے ایک پیرو نے جس کا نام آئین شکیب تھا اس کتاب کا موجودہ فارسی زبان میں ترجمہ کیا محمد قلی کرد اور اسماعیل بیگ گرجی اور احمد تیرانی اسی مذہب کے پیروی کار تھے اور تہران ایک گاؤں ہے اصفہان کے علاقے میں اور ان سے سنا گیا

Marfat.com

اب ضرد کیان زرتشت کے پیروکاری نہیں ہیں۔

حارثیہ

جب عبداللہ نے خراسان میں انتقال کیا تو اس کے بعض اصحاب کہنے لگے وہ ابھی نہیں مرا ہے زندہ ہے رجوع کرے گا اور کچھ لوگ کہنے لگے کہ مرگیا اس کی روح نے اسحاق بن زید بن حارث انصاری میں حلول کیا ہے یہ لوگ حارثیہ کہلاتے تھے حارثیہ کہتے ہیں کہ آرام سے زندگی بسر کرنا چاہیے کسی پر کوئی تکلیف نہیں انہوں نے تمام محرمات کو جائز قرار دے دیا ہے۔

طیاریہ

غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ طیاریہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر طیار کی طرف منسوب ہیں شفائے قاضی عیاض میں اس کی جگہ طیارہ بھی لکھا ہے ان کا عقیدہ یہ تھا کہ ابو حاشم بن محمد حنفیہ نے عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر طیار بن ابی طالب کے لیے امامت کی وصیت کردی تھی اس لیے بعد ابو ہاشم کے عبداللہ امام ہیں ان عبداللہ کی بیعت خلافت کوفے میں کی گئی تھی لیکن عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے غالب ہوجانے سے مدائن چلے گئے اور ان کے پیچھے پیچھے اکثر اہل کوفہ وغیرہ شیعان علی بھی چلے آئے تھے پس انہوں نے جبال کا رخ کیا اور اس پر قبضہ حاصل کرکے حلوان قوس اصفہان اور رے (تہران) پر بھی قابض اور متصرف ہوگئے اور اصفہان میں قیام کردیا۔ جب یزید بن عمر بن ہبیرہ والی عراق ہوکے آیا تو اس نے عبداللہ بن معاویہ کو شکست دی عبداللہ بن معاویہ نے خراسان میں جاکے دم لیا۔ منجملہ ان لوگوں کے جو عبداللہ بن معاویہ کے ہمراہیوں میں سے گرفتار کیے گئے تھے عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس بھی تھے حرث بن قطن ہلالی کی سفارش سے وہ رہا ہوگئے رہائی کے بعد انہوں نے عبداللہ بن معاویہ کے معائب بیان کیے اور ان کے ہمراہیوں کو خلاف وضع فطرت افعال کرنے سے متہم کیا آخر کار عبداللہ بن معاویہ نے بامید امداد ابومسلم خراسان کا راستہ اختیار کیا جس کے حکم سے ابونصر مالک بن ہثیم خزاعی والی ہرات نے ان کو مار ڈالا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہو باوجودیکہ ابومسلم لوگوں کو حمایت آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دیتا تھا ابونصر مالک نے عبداللہ بن

Marfat.com

معاویہ سے نسب دریافت کیا تھا تو انہوں نے بتایا مالک نے کہا عبداللہ و جعفر کو تو میں جانتا ہوں لیکن معاویہ کو میں نہیں جانتا کہ ان بزرگوں میں سے کسی کا نام رہا ہو عبداللہ بن معاویہ نے جواب دیا میرے دادا عبداللہ بن جعفر جن دنوں شام میں معاویہ کے پاس تھے میرے باپ پیدا ہوئے معاویہ نے ایک لاکھ درہم اس تقریب سعید میں بھیج دے مگر شرط یہ رکھی کہ مولود کو میرے نام سے موسوم کرو مالک بولا چونکہ تم لوگوں نے اسمائے خبیثہ کو نہایت ذلیل و کم قیمت پر خرید کیا ہے لہٰذا تمہارا کوئی حق ہم پر نہیں۔

حسانیہ

کتاب دوم ناسخ التواریخ کی جلد سوم کے صفحہ ۷۰۴ میں لکھا ہے کہ جماعت کیسانیہ میں سے ایک فرقہ کو حسانیہ کہتے ہیں یہ حسان سراج کے اصحاب ہیں ان کا قول یہ ہے کہ امام چار ہیں امیر المومنین علی اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ امام ہیں اور چوتھے محمد بن حنفیہ ہیں۔

عباسیہ

یہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہاشم بن محمدؒ حنفیہ کے بعد امامت حضرت علی بن ابی طالب کے گھرانے سے نکل گئی اور اولاد عباس چچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہوگئی اس سے پیش تر ہم بیان کر آئے ہیں کہ جب کہ ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن حنفیہ سلیمان بن عبدالملک کے پاس سے شام سے آتے ہوئے حمیمہ (مضافات بلقاء) میں محمد بن عبداللہ بن عباس کے پاس ٹھہرے اور وہیں جاں بحق تسلیم کی تو بوقف وفات خلافت اسلامی حاصل کرنے کی وصیت کر گئے چونکہ اس سے پیشتر ابو ہاشم نے شیعوں کو جو عراق اور خراسان میں تھے اس امر سے مطلع کر دیا تھا کہ عنقریب امامت و خلافت محمد بن علی کی اولاد میں منتقل ہونے والی ہے اس وجہ سے ابو ہاشم کی وفات کے بعد ان کے ہوا خواہوں نے محمد بن علی کی خدمت میں حاضر ہو کے خفیہ طور سے ان کی بیعت کر لی اور انہوں نے بھی عہد حکومت عمر بن عبدالعزیز میں اپنے دعاۃ کو اطراف و جوانب ممالک اسلامیہ کی جانب بھیج دیا از انجملہ میسرہ عراق کی جانب محمد بن خنیس۔ ابو عکرمتہ السراج (یعنی ابو محمد صادق) اور حیان عطاء (ابراہیم بن سلمہ کا ماموں) خراسان کی جانب بھیجے گئے چنانچہ یہ لوگ خراسان پہنچ کے در

Marfat.com

پردہ لوگوں کو خلافت عباسیہ کی ترغیب دینے لگے اس خراسان نے عام طور سے بطیب خاطر ان کی دعوت قبول کرلی بعد چند دنوں کے محمد بن خنیس وغیرہ ان لوگوں کے خطوط لے کر میسرہ کے پاس آئے جنہوں نے ان کی دعوت قبول کی تھی اور میسرہ نے ان خطوط کو محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس بھیج دیا اس کے بعد ابومحمد صادق نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے لیے بارہ نقیب منتخب کیے دعاۃ بنی عباس نقبا کہلاتے ہیں جن کے یہ اسما تھے۔ سلیمان بن کثیر خزاعی۔ لاہزین قریظ تمیمی۔ قحطبہ بن شبیب طائی۔ موسیٰ بن کعب تمیمی۔ خالد بن ابراہیم۔ قاسم بن مجاشع تمیمی۔ ابوالنجم عمران بن اسماعیل۔ (ابومعیط کا آزاد غلام) مالک بن ہشیم خزاعی۔ طلحہ بن زریق خزاعی۔ ابوحمرہ بن عمر بن اعین (خزاعہ کا آزاد غلام) ابوعلی شبل بن طہمان ہروی (بنوحنفیہ کا آزاد غلام) عیسیٰ بن اعین۔ اور ان کے بعد ستر آدمیوں کو دعوت دینے کے لئے انتخاب کیا۔ محمد بن علی نے ایک ہدایت آمود خط ان لوگوں کو لکھ کے مرحمت کیا تا کہ اس کے مطابق لوگوں کو دعوت دیں اور عمل درآمد کریں ایک مدت تک یہی معمول رہا بعد ازاں ۱۰۲ ہجری زمانہ گورنری سعد خذینہ وعہد خلافت یزید بن عبدالملک میں میسرہ نے اپنے ایلچیوں کو عراق سے خراسان کی طرف روانہ کیا اتفاق سے یہ راز طشت ازبام ہوگیا۔ سعید خذینہ نے میسرہ کے ایلچیوں کو گرفتار کرالیا عندالاستفسار ایلچیوں نے اپنے کو سوداگر ظاہر کیا ربیعہ اور یمن کے چند لوگوں نے ان کی فعل ضامنی کرلی رہا کر دئے گئے ۱۰۴ ہجری میں محمد بن علی کا بیٹا عبداللہ سفاح پیدا ہوا اسی زمانے میں ابومحمد صادق دعاۃ خراسان کے ایک گروہ کو لئے ہوئے محمد بن علی سے ملنے کو آگیا محمد بن علی نے عبداللہ سفاح کو باہر نکال کر کے ابومحمد صادق وغیرہ کو دکھلا کے کہا کہ اس کے ہاتھ پاؤں چوموں یہی تمہارا سردار ہوگا اسی کے ہاتھ سے یہ کام انجام پذیر ہوگا اس وقت عبداللہ سفاح کی عمر پندرہ دن کی تھی۔ پھر اس دعوت میں بکیر بن ماہان بھی سندھ سے آکے شریک ہوگیا۔ یہ جنید کے ساتھ سندھ میں تھا جب جنید معزول کیا گیا تو بکیر کوفے میں چلا آیا ابوعکرمہ ابومحمد صادق محمد بن خنیس اور عمار عبادی (ولید ازرق کے ماموں) سے ملاقات ہوئی ان لوگوں نے بنو ہاشم کی خلافت کی دعوت کا تذکرہ کیا بکیر نے بطیب خاطر منظور کرلیا یہ واقعہ اواخر ۱۰۵ ہجری کا ہے بعد اس کے ۱۰۷ ہجری زمانہ گورنری اسد قسری وعہد خلافت ہشام میں بکیر نے ابوعکرمہ ابومحمد صادق محمد بن خنیس عمار عبادی اور زیاد کو مع چند دیگر شیعوں کے خراسان کی طرف خلافت عباسیہ قائم کرنے کی ترغیب دینے کو روانہ کیا کسی نے اسد قسری تک یہ خبر پہنچادی

Marfat.com

اسد نے جن جن کو ان میں سے پایا ان کے ہاتھ کٹوائے صلیب دے دی عمار بھاگ کے بکیر کے پاس چلا آیا۔ بعض کا بیان ہے کہ پہلا جو شخص محمد بن علی کی جانب سے وارد خراسان ہوا وہ ابو محمد زیاد (ہمدان کا آزاد غلام) تھا اس کو ۱۰۹ ہجری زمانہ گورنری اسد وعہد خلافت ہشام میں محمد بن علی نے روانہ کیا تھا اور یہ ہدایت کی تھی کہ یمن میں قیام کرنا مضر سے بہ نرمی وملاطفت پیش آنا اور غالب نیشا پوری سے جو کہ بنو فاطمہ کا ہو خواہ ہے احتراز کرنا پس زیاد نے سردی کا موسم مرو میں بسر کیا شیعان علی اس کے پاس آتے جاتے رہے اتفاق سے اسد کو اس کی اطلاع ہوگئی فوراً زیاد کو گرفتار کرا کے مع اور دس آدمیوں کے جو کہ کوفے کے رہنے والے تھے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد خراسان میں کوفے کا ایک شخص کثیر نامی آیا اور ابو نجم کے مکان پر مقیم ہوا دو یا تین برس تک دعوت دیتا رہا اسد بن عبداللہ نے ۱۱۷ ہجری اپنے دوبارہ گورنری کے زمانے میں سلیمان بن کثیر۔ مالک بن ہیثم۔ موسیٰ بن کعب اور لاہز بن قریط کو گرفتار کرا کے تین تین سو کوڑے پٹوا کے قید کر دیا ۱۱۸ ہجری کے شروع ہوتے ہی بکیر نے عمار بن زید کو ہوا خواہان بنو عباس کا سردار بنا کے خراسان کی جانب روانہ کیا مرو میں پہنچ کے اس نے اپنے کو خراش کا نام سے موسوم کیا جب لوگ اس کے مطیع ہو چلے تو خرمیہ کی تعلیم دینے لگا۔ عورتوں کو جائز کر دیا روزہ و نماز اور حج کی تاویل کر کے کہنے لگا کہ روزہ کے معنی یہ ہیں کہ ذکر امام کا روزہ رکھو اور اس کا نام کبھی بھول کر بھی زبان پر نہ لاؤ اور نماز کے معنی یہ ہے کہ اس کے لیے دعا کرو حج یہ ہے کہ اس کی طرف ارادہ کرو خراش ایک عیسائی کوفے میں تھا مالک بن ہیثم اور حریش بن سلیم نے اس کی باتوں پر عمل کیا۔ اسد کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے عمار بن زید یعنی مصنوعی خراش کو گرفتار کرا کے صلیب دے دی محمد بن علی تک یہ خبر پہنچی تو انہوں نے اہل خراسان سے خط و کتابت بند کر دی اس لیے کہ ان لوگوں نے خراش کی تقلید کر لی تھی۔ ۱۲۰ ہجری میں اہل خراسان کی طرف سے سلیمان بن کثیر حالات عرض کرنے اور عفو تقصیر کرانے کی غرض سے محمد بن علی کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے ایک خط اہل خراسان کے نام لکھ کر اس کے حوالے کیا جس میں سوائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اور کچھ نہ تھا اہل خراسان یہ دیکھ کے بہت رنجیدہ ہوئے اور انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ خراش کے کرتوتوں کی بدولت امام وقت ہم سے ناراض ہو گئے ہیں سلیمان کی واپسی کے بعد محمد بن علی نے بکیر بن ماہان کو ایک خط دے کر روانہ کیا جس میں خراش کی مذمت اور برائیاں تھیں اہل خراسان نے باور نہ کیا بکیر مجبور ہو کے محمد بن

Marfat.com

علی کے پاس چلا آیا تب انہوں نے چند لاٹھی مرحمت فرما کے دوبارہ بھیجا بعض پر لوہا بعض پر تانبا لگا ہوا تھا بکیر نے سبھوں کو مجتمع کر کے ہر ایک کو ایک لاٹھی دی۔ ہوا خواہان دولت عباسیہ کو اس سے یقین ہوگیا اپنے کیے پر شرمندہ ہوئے توبہ کی۔۱۲۴ ہجری کا جوں ہی دور شروع ہوا محمد بن علی داعی اجل کو لبیک کہہ کے رہی ملک جاودانی ہوئے مرتے وقت اپنے لڑکے ابراہیم کو اپنا جانشین بنا گئے اور دعاۃ کو ان کی تقلید کی وصیت کر گئے اسی وجہ سے ہوا خواہان دولت عباسیہ ان کو امام کہا کرتے تھے بکیر بن ماہان محمد بن علی کی خبر موت اور امام ابراہیم کی ہدایتیں و دعا لے کے خراسان کی طرف روانہ ہوا مرو میں پہنچ کے قیام کر دیا شیعان علی و نقباء مجتمع کر کے امام ابراہیم کی ہدایتیں سنائیں سبھوں نے بسر وچشم قبول و منظور کیا اور جو کچھ ان لوگوں کے پاس زر نقد جمع ہوگیا تھا سب کا سب بکیر کے حوالے کر دیا جس کو بکیر نے ابراہیم کی خدمت میں لا کے پیش کر دیا ان واقعات کے بعد اسی ۱۲۴ ہجری میں ابراہیم امام نے اپنی طرف سے ان لوگوں کے پاس جو خراسان میں دعوت دیتے تھے ابو مسلم کی سند ولایت عنایت کر کے روانہ کیا تا کہ لوگوں میں ان کے احکام قائم رکھے اور ان کی ہدایات کو جاری کرے۔ خلفائے عباسیہ کی سلطنت کا بانی یہی ابو مسلم ہے اسی کی بدولت عباسی خلافت کی سلسلہ جنبانی جو ایک مدت سے ہو رہی تھی مروان حمار کے عہد میں قوت پکڑ گئی اور اس شخص نے تمام ملک میں سازشوں کا جال پھیلا دیا اور مروانی حکومت کی جڑ ہلا دی امام ابراہیم نے ابو مسلم کے پاس جھنڈے بھیجے جن میں سے ایک کا نام الظل تھا اور دوسرے کا نام السحاب تھا لڑائی میں یہ اپنے ہم خیالوں کو سیاہ کپڑے پہناتے تھے اور جھنڈوں کے پھریرے سیاہ رکھتے تھے پھر بنی عباس نے اپنے جھنڈے کے پھریرے کا رنگ سیاہ رکھا اسی وجہ سے ان کو مسودہ کہنے لگے تھے اس لفظ میں میم مضموم اور سین مہملہ مفتوح اور واو مشدد مکسور اور دال مفتوح ہے انتہا یہ تھی کہ ان جھنڈوں کو اپنے ممبروں پر بھی نصب کرتے تھے اور عباسیوں سے سیاہ لباس پہننا اختیار کیا اور یہ رسم ابو جعفر منصور عباسیوں کے دوسرے خلیفہ کے وقت سے جاری ہوا تھا ایک بار ابو مسلم اور سلیمان بن کثیر خزاعی کو گاؤں سفید نج میں عید الفطر کا دن آگیا سلیمان نے نماز پڑھائی لشکر گاہ میں ممبر تھا اس پر چڑھ کے خطبہ دیا خطبے کے پہلے نماز بلا اذان و اقامت پڑھی اور پہلی رکعت میں چھ تکبیریں کہیں دوسری میں پانچ برعکس اس کے کہ بنی امیہ کرتے تھے کہ ان کا دستور تھا کہ خطبہ نماز کے قبل پڑھتے اور نماز کو اذان و اقامت کے ساتھ ادا کرتے تھے پہلی رکعت میں چار تکبیریں کہتے تھے اور

Marfat.com

دوسری میں تین اور یہ کل وہ امور تھے کہ امام ابراہیم اور ان کے والد نے اس کی ہدایت کی تھی۔ ایک بار امام ابراہیم کا ایک خط جو ابو مسلم کے خط کے جواب میں تھا مردان کے اہلکاروں کے ہاتھ پڑ گیا۔ لکھا تھا کہ موقع اور قابو مل جانے سے اگر تم نے نصر و کرمانی کا خاتمہ نہ کر دیا تو سخت نالائقی کی بات ہے اور دیکھو خبردار خراسان پر متصرف ہونے کے بعد خراسان میں کسی عربی زبان بولنے والے کو باقی نہ رکھنا مروان اس خط کو پڑھ کر سخت برہم ہوا اور اپنے عامل کو جو بلقاء نے ایسا ہی کیا اور مروان نے ابراہیم کو حران میں قید کر دیا چنانچہ ان کا وہیں انتقال بھی ہوا۔ امام ابراہیم نے خود ہی اپنی موت کی خبر اپنے اہل بیت کو دی تھی اور ان لوگوں کو کوفے چلے جانے کی ہدایت اور اپنے بھائی ابوالعباس سفاح کے لیے جس کا نام عبداللہ ہے امامت کی وصیت کی تھی پس ابوالعباس مع اہل بیت اور بھائیوں اور بھتیجوں اور چچاؤں وغیرہ کے ماہ صفر میں استقبال کو آئے ابوسلمہ نے ان لوگوں کو ولید بن سعد بنو ہاشم کے آزاد غلام کے مکان پر ٹھہرایا اور کل سپہ سالاران و شیعان علی سے اس راز کو چالیس راتوں تک مخفی رکھا ابوسلمہ نے جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے اس امر کی کوشش کی تھی کہ زمام خلافت آل ابی طالب کے سپرد کی جائے لیکن شیعوں میں سے ابوجہم نے مخالفت کر کے سمجھایا کہ ابھی اس کا وقت نہیں ہے جلد بازی نہ کر ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲ ہجری کو جمعہ کے دن لشکریاں و ہوا خواہان دولت عباسیہ مسلح ہو کے خالی سواریاں لیئے ہوئے ابوالعباس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو مع اہل بیت کے سوار کر کے دارالامارت میں لے گئے۔

پھر ابوالعباس دارالامارت سے نکل کر مسجد میں آیا اور خطبہ دیا نماز با جماعت پڑھی حاضرین نے بہ طیب خاطر بیعت کی بیعت لینے کے بعد دوبارہ ممبر کے اوپر کے زینے پر چڑھ گیا اور خطبہ دیا جس میں اپنے کو مستحق خلافت اور وراثت ہونا بیان کیا تھا اور لوگوں کے وظائف بڑھا دئے ابوالعباس تپ و اعضا شکنی میں مبتلا تھا تکلیف سے بیٹھ گیا اس کا چچا داؤد اٹھا اور ممبر کے اوپر کے زینہ پر چڑھ کر بنوامیہ کی مذمت بیان کرتے ہوئے لوگوں کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ہدایت کی اور یہ بھی بیان کیا کہ کوفہ ان کا دارالامارت ہے جہاں سے وہ لوگ کبھی علیحدہ نہ ہوں گے اور یہ کہ اس ممبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی خلیفہ سوائے امیر المومنین علی بن ابی طالب اور امیر المومنین عبداللہ بن محمد کے نہیں چڑھا اس فقرے کے کہتے وقت سفاح کی طرف اشارہ کیا تھا اور یہ خلافت و حکومت ہمارے ہی خاندان میں رہے گی یہاں تک کہ ہم اس کو عیسیٰ بن مریم کے سپرد

Marfat.com

کر دیں گے حالانکہ جب سفاح نے بنی امیہ سے لڑائی شروع کی تھی اور ان کا ملک لینے کا ارادہ کیا تھا تو اس وقت اس کے ظاہر حال سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ اہل بیت پر جو ظلم بنی امیہ نے کئے ہیں ان کا بدلہ لینا چاہتا ہے اور پھر سلطنت علویین کو دلوانے کا ارادہ رکھتا ہے رات کے وقت ابو العباس دارالامارت سے نکل کے ابو سلمہ کے لشکر میں گیا اور اس کے ساتھ اس کے خیمے میں مقیم ہوا مگر دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل تھا۔ کوفہ میں بیعت عامہ لینے کے بعد سفاح نے کوفہ اور سرزمین کوفہ کی نیابت اپنے چچا داؤد کو دی اور امدادی فوجیں بلاد مختلف کی طرف روانہ کیں۔ ۱۳۲ ہجری میں مروان بن محمد مارا گیا اس مروان کو مروان حمار بھی کہا کرتے تھے اس وجہ سے کہ متواقع جنگ پر نہایت برداشت وتحمل اور دلیری سے کام لیتا تھا اور اس کے مخالفین اس کو جعدی کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے کیونکہ اس نے جعد بن درہم سے مذہب کی تعلیم پائی تھی اور وہ خلق قرآن کا قائل اور زندقہ کی طرف مائل تھا اس کو خالد قسری نے ہشام کے حکم سے قتل کیا تھا بنو عباس نے کامیابی حاصل کر کے بنوامیہ کے قتل پر کمریں باندھ لیں بچے بچے کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرنے لگے ایک بار عبداللہ بن علی مع اسی یا نوے نفوس بنی امیہ کے نہر ابی فطرس کے کنارے ایک دستر خوان پر بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا تھا اتفاقاً شبل بن عبداللہ (بنو ہاشم کا آزاد غلام) آ گیا بنو امیہ کو اس عزت و احترام سے دیکھ کے فی البدیہ یہ شعر پڑھے جن میں ہاشمیوں کا بدلہ بنوامیہ سے لینے کی ترغیب دی گئی تھی۔ ان اشعار کے سننے سے عبداللہ بن علی کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں خادموں کو حکم دیا کہ ان جان باختہ بدبختوں کو مار مار کر فرش کر دو خادموں نے ایسا ہی کیا پس جب وہ سب کے سب بدحواس ہو کے زمین پر لمبے لمبے لیٹ گئے تو ان کے اوپر دستر خوان بچھا کے دوبارہ کھانا چنا گیا عبداللہ بن علی مع اپنے اور ہمراہیوں کے کھانا کھانے لگا اور ان زخمیوں کے کراہنے کی آواز برابر آ رہی تھی یہاں تک کہ مر گئے بعض نے کہا ہے کہ یہ واقعہ سفاح کے سامنے گزرا ہے۔ اس واقعہ کے بعد بنی اُمیہ کے ایک ایک گروہ قتل کر کے لاشوں کو راستوں میں پھینکوا دیا جس کو مدتوں کتے کھاتے رہے بنی امیہ کی قبریں کھدوائی گئیں جن میں راکھ کے مشابہ چیز کے سوا کچھ نہ نکلا معاویہ بن ابی سفیان کی قبر میں ایک موہوم خط سا نکلا عبدالملک کی قبر سے ایک کھوپڑی برآمد ہوئی اور کسی کسی قبر میں بعض بعض اعضا بھی ملے مگر ہشام بن عبدالملک کا لاشہ جیون کا تیوں نکلا صرف ناک کی اونچائی جاتی رہی تھی۔ نعش پر کوڑے لگوا کے صلیب پر چڑھایا اور پھر اس کو جلا کے راکھ کو ہوا میں اڑا دیا۔ اس عام

Marfat.com

خونریزی سے بنوامیہ کا کوئی متنفس جانبر نہ ہوا سوائے شیر خوار بچوں اور ان لوگوں کے جو اندلس (اسپین) کی طرف بھاگ گئے تھے ان واقعات کے بعد بنوامیہ کے بعض ہوا خواہوں اور سپہ سالاروں نے سفاح پر خروج کیا اور انہوں نے سفید کپڑے پہنے اور سفید ہی رایات (پھریرے) نصب کیے جو شعار عباسیہ کے خلاف تھا اس لیے ان کو کتب تواریخ عربی میں مبیضہ اور کتب فارسی میں سفید جامگان اور کتب اردو میں سفید پوشان کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ غرض کہ ذی الحج ۱۳۶ ہجری میں اپنی حکومت سے چار برس آٹھ مہینے کے بعد ابوالعباس سفاح انتقال کرگیا اپنی موت سے پہلے اپنے بھائی ابوجعفر منصور دوداںقی کی خلافت کے لئے وصیت کی تھی فرقہ عباسیہ صرف منصور عباسی ہی تک اس خاندان میں امامت کا قائل ہے مگر جتنے علوی فرقے تھے وہ اس بات کا انکار ہی کرتے رہے کہ خلافت کا حق کسی طرح بنی عباس یا کسی اور کو نہیں پہنچ سکتا ان کا یہ قول تھا کہ ہرگز ابو ہاشم محمد بن حنفیہ تک خلافت نہیں پہنچتی نہ تو وصیت کے ذریعہ سے نہ کسی اور طریقے سے جس زمانے میں کہ سفاح نے اپنے خلیفہ ہونے پر عوام الناس سے بیعت لی اس وقت تک اسلامی لشکر کو یہی خیال تھا کہ یہ مسند عظیم علویوں ہی کا حق ہے اور وہ مرتبہ غلو جو نصریوں کو ہے اس سے اجتناب کرتے تھے اس سبب سے جہاں سفاح نے یہ ارادہ کیا کہ اپنی سلطنت کی چولوں کو مضبوط کروں اور اپنی شوکت شاہانہ کو قوی کروں تاکہ کسی طرح میرے بعد امام مہدی تک یہ حق سلطنت میری اولاد کے سوا کسی اور کو نہ ملے وہاں اس کے بھائی ابوجعفر منصور نے خلیفہ بنتے ہی یہ ارادہ کرلیا کہ جہاں تک ہوسکے علویوں کو تباہ و ذلیل کردوں ایسا نہ ہو کہ میری سلطنت میں مزاحمت کریں۔

زیدیہ

یہ گروہ زید بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کی طرف منسوب ہے یہ لوگ حضرت علیؓ کے بعد حضرت حسنؓ کو ان کے بعد حضرت حسینؓ کو ان کے بعد علی زین العابدینؒ کو ان کے بعد ان کے بیٹے زید کو امام مانتے ہیں۔

۱۲۱ ہجری اور بقولے ۱۲۲ ہجری میں زید بن علی نے ہشام بن عبدالملک مروانی پر خروج کیا تھا لوگوں نے ان کے خروج کے سبب بیان کرنے میں اختلاف کیا ہے بعضے کہتے ہیں کہ یہ عہد گورنری خالد بن عبداللہ قسری میں عراق گئے خالد نے معقول طور سے جانی اور

Marfat.com

مالی ان کی خدمت کی تھی پس جب یوسف بن عمر ثقفی گورنر عراق ہوا تو اس نے ہشام بن عبدالملک کو یہ تمام حال لکھ بھیجا ہشام نے مدینے سے ان کو بلوا کے خالد کے سامنے تصدیق کرانے کی غرض سے یوسف کے پاس عراق کو روانہ کر دیا مدینے کو واپسی کے وقت قادسیہ میں پہنچ کے قیام کیا اہل کوفہ نے یہ خبر پا کے خط و کتابت کی پس زید ان کی طرف چلے گئے داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے جو ہمراہ تھے کوفے کی طرف واپس جانے پر زید کو بہت کچھ سمجھایا حضرت حسینؓ کا ماجرا سنایا شیعہ بولے یہ خود اسیر بنا چاہتے ہیں اس وجہ سے آپ کو کوفے میں جانے سے روکتے ہیں زید دم پٹی میں آ کر کوفہ واپس گئے۔

اور بعض اس کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ زید بن علی اور عبداللہ بن حسن مثنی میں ایک مال موقوفہ حضرت علیؓ کی بابت نزاع تھی رفع نزاع کی غرض سے یہ دونوں اکثر عامل مدینہ خالد بن عبدالملک بن حرث کے پاس جایا کرتے تھے ایک روز اتفاق سے خالد کی مجلس میں دونوں بھائی گتھ گئے باتوں باتوں میں طعن و تشنیع کی نوبت آ گئی خالد ان دونوں کو حکمت عملی سے مشتعل کرتا جاتا تھا زید کو اس کا یہ فعل ناگوار گزرا سخت و ناملائم کلمات کر کے اٹھ آئے دوسرے دن مدینے سے دمشق کی جانب روانہ ہو گئے ایک مدت تک ہشام نے حاضری کی اجازت نہ دی حیلہ و حوالہ کر کے ٹالتا رہا بالآخر زمانہ دراز کے بعد اجازت دی دیر تک باتیں کرتے رہے اثنائے کلام میں ہشام نے کہا میں نے سنا ہے کہ تم میری مخالفت کرتے ہو اور خلافت کے متمنی ہو حالانکہ تم اس کے اہل نہیں ہو پھر کچھ سوچ کے کہا اور اگر تمہارا یہ خیال قائم ہو گیا ہے تو بسم اللہ ہم پر خروج کرو آپ نے جواب دیا ہاں میں ایسا خروج نہ کروں گا جو تم کو جبر نہ گزرے ہشام یہ سن کے خاموش ہو گیا اور آپ دمشق سے کوفے کی جانب چل کھڑے ہوئے محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہا کہ تم کوفے کو نہ جاؤ ان کے قول و قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے انہوں نے ہمارے اور تمہارے جد امجد کے ساتھ جو کچھ کیا ہے وہ تم سے پوشیدہ نہیں ہے زید بن علی نے اس پر کچھ توجہ نہ کی جوں توں طے مسافت کر کے کوفے پہنچے پوشیدہ طور سے قیام کیا اور بعض کہتے ہیں کھلم کھلا قیام فرمایا تھا عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے زید بن علی کو ایک خط نصیحتانہ لکھا اور اس ارادے سے روکا لیکن انہوں نے کچھ سماعت نہ کی آپ کے پاس کوفے میں عورت و مرد بکثرت آتے اور بیعت کرتے تھے تھوڑے ہی دنوں میں ایک معقول جماعت ہو گئی جن کی تعداد بارہ ہزار تک پہنچ گئی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ تیس ہزار آدمی شیعہ تبرائیہ میں سے

Marfat.com

اکثر ان میں کیسانیہ اور مختاریہ تھے اور تھوڑے سے وہ لوگ تھے جو حضرت زین العابدین کی امامت کے قائل تھے جمع ہوگئے آپ نے تیاری کا حکم دے دیا ان دنوں کوفہ اور عراقین کا گورنر ہشام کی طرف سے یوسف بن عمر ثقفی تھا یوسف کو یہ خبر لگی تو اس نے آپ کو تلاش کرایا لیکن آپ نہ ملے آپ نے یوسف کے خوف سے خروج میں تعجیل کی یوسف ان دنوں حیرہ میں تھا کوفہ میں حکم بن الصلت امارت کر رہا تھا شیعان علی یہ سن کے کہ یوسف آپ کو تلاش کر رہا ہے گھبرائے کیونکہ جان جانے اور محبت کے امتحان کا وقت قریب آ گیا تھا ایک جماعت نے زید شہید سے دریافت کیا کہ آپ شیخین کے حق میں کیا کہتے ہیں زید نے کہا۔ کہ میں ان کو اچھا جانتا ہوں اور میرے خاندان میں سے جس نے ان کا ذکر کیا ان کو نیکی کے ساتھ یاد کیا ہم میں سے کسی نے اس سے زیادہ نہیں کہا کہ نبیؐ کی خلافت کے لیے سب سے زیادہ ہم مستحق تھے شیخین نے ہمارا حق ہم کو نہیں پہنچنے دیا مگر اس بات سے ان کا کفر لازم نہیں آتا انہوں نے مخلوق میں عدل و انصاف کیا قرآن اور سنت رسولؐ پر عمل درآمد رکھتے ہیں تو ان کے ساتھ جنگ کے لیے تم کیوں ہم کو بلاتے ہو اس صورت میں یہ بھی ظالم نہ ہوں گے، زید شہید نے فرمایا کہ بنی امیہ کو حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ سے کیا مناسبت یہ تمام مسلمانوں پر ظلم کرتے ہیں شیعہ کہنے لگے تم ہمارے امام نہیں ہمارے امام گزر گئے مراد اس سے حضرت محمد باقر تھے اور اب ان کے بعد جعفر ان کے بیٹے امام ہیں اور بیعت توڑ کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے مگر خالص مخلص ہمراہ رہ گئے ان واقعات کے بعد حکم بن صلت نے یوسف کے حکم سے اہل کوفہ کو جامع مسجد میں جمع کیا اور زید بن علی کو تلاش کرایا آپ رات ہی کے وقت نکل کھڑے ہوئے چند شیعہ نے آپ کے پاس مجتمع ہو کے آگ روشن کی اور یا منصور کی آواز دی حکم نے مسجد کے دروازے بند کرا کے یوسف کو اس واقعہ سے مطلع کیا یوسف یہ خبر پاتے ہی کوفے کے قریب آ پہنچا اور دو ہزار سواروں اور تین سو پیادوں کو کوفے کی طرف بڑھنے کو کہا شیعہ یہ سن کے دائیں بائیں آنکھیں چرا گئے زید بن علی نے دریافت کیا یہ سب لوگ کہاں گئے جواب دیا گیا جامع مسجد میں محصور ہیں حاضرین شمار کئے گئے تو دو سو بیس نکلے جو سیاہ زید بن علی پر حملے کو آئے تھے اس کو نصر بن خزیمہ عیسیٰ اور زید بن علی نے اپنے مردانہ حملے سے شکست دی اور زید بن علی لڑتے بھڑتے انس بن عمر ازدی کے مکان تک پہنچے چونکہ اس نے بھی بیعت کی تھی آپ نے آواز دی باہر آنا تو درکنار صدائے برنخاست کا مضمون ہوا رفتہ رفتہ کناسہ پہنچے جہاں پر اہل شام کا جمگھٹ تھا زید نے

Marfat.com

ان پر بھی حملہ کیا اہل شام شکست کھا کے منتشر ہو گئے شامیوں نے پھر زید کا تعاقب کیا کوفے کی گلیوں میں ہلڑ سا مچا ہوا تھا آگے آگے زید بن علی تھے اور پیچھے پیچھے اہل شام تھے زید بن علی اہل کوفہ کی ایفائے بیعت سے ناامید ہو کے نصر بن خزیمہ سے بولے افسوس ہے کہ تم لوگوں نے میرے ساتھ بھی حسینؓ کا جیسا برتاؤ کیا نصر نے عرض کیا لیکن میں۔ واللہ میں تمہارے ساتھ جان دوں گا زید نے مع نصر کے دارالرزق میں رات بسر کی صبح ہوتے ہی یوسف نے عباس بن سعد مزنی کو بسر گروہی لشکر شام زید بن علی کے مقابلے پر بھیجا آپ کمال مردانگی سے میدان جنگ میں آئے نصر بن خزیمہ اور معاویہ بن اسحاق بن زید بن ثابت دونوں بازووں پر تھے اور آپ قلب میں ایک سخت اور خونریز لڑائی کے بعد نصر مارے گئے مگر لشکر شام بھی میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ مغرب کا وقت آگیا تھا لڑائی موقوف ہوگئی عشاء کے وقت یوسف نے اپنے ہمراہیوں کو دوبارہ مرتب کر کے زید پر شب خون مارنے کو بھیجا لیکن ان کے جان نثاروں نے نہایت دلیری سے پسپا کر دیا یوسف نے یہ رنگ دیکھ کے تیر اندازوں کو تیر باری کا حکم دیا جنگ کا عنوان بدل گیا لڑائی نہایت سختی سے جاری ہوگئی معاویہ بن اسحاق مارے گئے اتفاقاً ایک تیر زید کی پیشانی پر لگا جس کے صدمے سے طائر روح قفس بدن سے اڑ گیا تاریخ الخمیس میں لکھا ہے کہ یوسف نے زید کے جسم کو برہنہ کر کے سولی دی اور چار سال تک ان کا جسم یوں ہی سولی پر رہا اور ان کے ستر پر مکڑی نے جالا تان دیا تھا جو لوگ زید شہید کے ساتھ تھے وہ اپنے آپ کو شیعہ خالص کہنے لگے اور کہا کہ امام برحق یہی تھے کہ اپنے اسلاف کی طرح ظالم دشمنوں سے لڑ کر مارے گئے اور اپنی جان امامت کی راہ میں دے دی اور امام کو یہی چاہیے کہ راہ اللہ میں کسی سے نہ ڈرے اور تلوار کے ساتھ نکلے اور کسی کی پشتی و رفاقت یا ترک مدد کی پروا نہ کرے اور جو لوگ ان سے جدا ہو گئے تھے انہیں روافض کہنے لگے مگر جب ان جھوٹے شیعوں نے ترک رفاقت کی تو خود زید شہید نے کہا تھا کہ یہ لوگ روافض ہیں۔ غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ شیعہ وہ ہے کہ تفضیل نہ دے حضرت علیؓ پر اور رافضی وہ ہے کہ تفضیل دے حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر۔

مولوی شبلی صاحب نے سیرۃ النعمان میں کہا ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے کہ زید بن علی نے بنی امیہ کے عہد میں جو بغاوت کی تھی امام ابوحنیفہ اس میں شریک تھے نامہ دانشوران کے مولفوں نے بھی ایسا ہی گمان کیا ہے لیکن ہم اس پر

Marfat.com

یقین نہیں کر سکتے جس قدر تاریخیں اور حال کی کتابیں ہمارے سامنے ہیں ان میں کہیں اس کا ذکر نہیں حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو ایک قابل ذکر واقعہ تھا غالباً خاص ارادت رکھتا تھا حضرت صاحب نے ایک مدت تک امام باقر کے دامن فیض میں تربیت پائی تھی کوفے کی ہوا میں ایک مدت تک شیعہ پن کا اثر تھا ان اتفاقی واقعات نے حضرت ابو حنیفہ کی نسبت یہ گمان پیدا کر دیا۔ اور تاریخی شہادتیں بالکل اس کے خلاف ہیں۔ انتہی کلامہ ماحصل حال یہ ہے کہ زمخشری نے کشاف میں اس آیت کی تفسیر میں لاینال عهد الظالمین لکھا ہے کان ابو حنیفة یفتی سرا بو جو ب نصرة زید بن علی رضوان الله علیه وحمل المال الیه و الخروج معه علی اللص المتغلب المسمی بالا مام و الخلیفة کالدو انقی و اشباه یعنی امام اعظم کوفی مخفی طور پر لوگوں کو فتویٰ دیتے تھے کہ زید بن زین العابدین کی مدد کرنا چاہیے اور لڑائی میں متغلب چوروں مثل منصور دوانقی اور اس کی طرح کے لوگوں کے مقابل ان کا ساتھ دینا چاہیے زمخشری کے اس قول کو نامہ دانشوران اور فوائح سبعہ میں بھی نقل کیا ہے اور اس کی نقل کے بعد کوئی تکذیب نہیں کی ہے اور جلد اول تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ یہ قصہ بھی مشہور ہے کہ زید بن علی نے ہشام بن عبدالملک مروانی پر خروج کیا تو حضرت ابوحنیفہ لوگوں کو مخفی طور پر فتویٰ دیتے کہ زید بن علی کی مدد کرنا اور ان کی رفاقت میں جنگ کرنا واجب ہے اور امام صاحب نے مدد کے لیے مال و اسباب زید بن علی کے پاس بھیجا اور صواعق محرقہ میں زید بن علی کے حق میں بیان کیا ہے۔ و من القائلین بصحة امامته و جواز خروجه علی الظلمة دو جوب اتباعه ابو حنیفة نعمان بن ثابت الکوفی یعنی زید بن علی کی امامت کی صحت کے حضرت ابوحنیفہ قائل تھے اور ان کے خروج کو اس وقت کے حکام ظالم پر جائز قرار دیتے تھے اور ان کی مدد اور شرکت کو واجب بتاتے تھے شاہ صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ میں اسی صواعق محرقہ کی اتباع کی ہے اگر چہ مولوی شبلی صاحب کی تحریر پر جو ہمارے وقت میں فن تاریخ میں کوس لمن الملکی بجار ہے ہیں اور ان لوگوں کی نظروں میں جو علوم عربیہ سے نابلد ہیں اور ان کے مبلغ تحقیقات کا مدار اخبارات کی تحریرات پر ہے اور جو کسی قدر ترقی یافتہ ہیں وہ تعلیم انگریزی کے کسی درجے میں پاس پا چکے ہیں اعلیٰ درجے کے مورخ اور محقق ہیں کسی امر میں شبہ ظاہر کرنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے مگر مولوی صاحب نے اس واقعہ کا بے اصل ہونا جن وجوہ اور قرائن سے قرار دیا ہے اس سے اس واقعہ کی غلطی ثابت نہیں ہوتی۔ ہم مولوی شبلی صاحب سے دریافت

Marfat.com

کرتے ہیں۔

(۱) شاہ عبدالعزیز صاحب کی تحریر اتنی شہادتوں کے سامنے قابل وثوق ہے یا نہیں اور یہ شہادتیں معتبر ہیں یا نہیں اگر چہ زمخشری کو علم تاریخ سے مس نہ تھا جیسا کہ شبلی صاحب نے الفاروق کی جلد ۲ صفحہ ۲۷۲ میں اس کی تصریح کر دی ہے لیکن امام فخرالدین رازی نے جن کی تفسیر نہایت صحیح اور مستند خیال کی جاتی ہے اس واقعہ کی تغلیط کیوں نہیں کر دی۔ اور نامہ دانشوران کے مولفوں نے اس روایت پر جو زمخشری نے تحریر کی کیوں نہ اعتراض کیا بلکہ اعتراض تو درکنار اس کو صحیح سمجھ کر خود بھی روایت کر دی۔

(۲) مولوی صاحب کا یہ قول کہ تاریخی شہادتیں بالکل اس کے خلاف ہیں پکار کر یہ کہہ رہا ہے کہ مورخین نے اس قصے کی تغلیط اور تردید کی ہے یا یہ لکھ دیا ہے کہ حضرت ابو حنیفہ نے زید بن علی کی مدد نہیں کی تھی حالانکہ اکثر تواریخ کے ورق ورق لوٹ کر دیکھ لئے گئے کسی مورخ نے کوئی اس قسم کا لفظ نہیں لکھا جس سے اس بات پر دلالت ہو سکے کہ حضرت ابوحنیفہ نے زید بن علی کی مدد نہیں کی یا ان کے خروج کو برا جانتے تھے یا یہ واقعہ غلط ہے نہایت کار یہ ہے کہ طبری ابن الاثیر ابن خلکان ابن خلدون ابوالفدا وغیرہ نے اس قصے کو نہیں لکھا ہے مگر جائے انصاف ہے کہ ان مورخوں نے اس قصے کو غلط بھی نہیں قرار دیا پس ان کی خاموشی سے یہ غلط نہیں ہو سکتا۔

(۳) اگر واقعی یہ قصہ غلط تھا تو مولوی شبلی صاحب کے زید بن علی کی مدد کرنے میں کیا قباحت تھی حالانکہ انہوں نے ابراہیم کی علانیہ تائید کی تھی جو فرقہ زیدیہ کے امام ہشتم تھے اور انہوں نے منصور دوانقی پر خروج کیا تھا اور یہ کس نے لکھا ہے کہ حضرت ابوحنیفہ نے زید کی مدد نہیں کی صرف اپنے قیاس وتخمین سے تغلیط کرنا قابل وثوق نہیں۔

(۴) خاندان اہل بیت کے ساتھ اس وقت کے اور بھی مقدس آدمی عقیدت رکھتے تھے پھر ان کی نسبت ایسی غلط روایت کیوں نہ مشہور ہوگئی۔

(۵) مولوی شبلی نے کسی روایت ضعیف یا قوی کا کسی تاریخ کے حوالے سے تذکرہ تحریر نہیں کیا کہ فلاں تاریخ یا روایت میں یہ قصہ خلاف روایت مشہورہ کے موجود ہے۔

(۶) اکثر کتب اہل سنت میں اس واقعہ کو تحریر کیا ہے اور آج تک کسی عالم اہل سنت یا شیعہ نے اس قصے کی تردید نہیں کی۔

(۷) کیا طبری یا کامل وغیرہ تواریخ میں کوئی کلی یا جزئی واقعہ فروگذاشت نہیں ہوگیا

Marfat.com

کیا بالاستیعاب سب واقعات لکھ لیے گئے ہیں۔
(۸) کیا حضرت ابوحنیفہ کے تمام مخفی وعلانیہ واقعات قلم بند ہو گئے ہیں۔
(۹) کیا زمخشری یا امام فخرالدین رازی یا مولف صواعق محرقہ وغیرہ کوئی تاریخ کی کتاب لکھتے تو ان کا پایہ طبری یا کامل یا تاریخ ابن خلدون یا وفیات الاعیان یا ابوالفدا وغیرہ کے سامنے قابل اعتبار نہ ہوتا۔
(۱۰) کیا جن لوگوں نے اس واقعہ کو لکھا ہے ان سے مولوی شبلی زیادہ نقاد یا علوم عربیہ وتواریخ کے زیادہ ماہر ہیں۔
(۱۱) کیا مولوی شبلی کی نظر تمام تواریخ اور اسمائے رجال کی کتابوں پر حاوی ہوگئی ہے۔ بوجوہ مذکور جس طرح یہ قصہ مشہور ہے اسی طرح اس کی صحت ہوتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس قدر مخلص زید کے ساتھ رہے تھے انہوں نے اپنی جانوں کو زید کی طرف منسوب کر دیا اور مذہب جداگانہ نکال لیا ان میں سے عمدہ راعی یہ لوگ ہیں، یحییٰ بن زید بن علی بن حسین شہید کربلا بعض زیدیہ ان یحییٰ کو امام مانتے ہیں اور یحییٰ بن حسین بن ہاشم کہ حسن بن حسن بن علی کرم اللہ وجہ کی نسل سے تھے۔ انہوں نے اپنا لقب ہادی رکھا اور ۲۰۸ ہجری میں خروج کیا اور یمن اور حجاز کے شہروں پر قبضہ کرلیا اور احکام نام کی ایک کتاب فقہ زیدیہ میں تصنیف کی اور ان کے بیٹے مرتضیٰ بھی زیدیہ کے مذہب کے داعی تھے اور حسن بن احمد بن یحییٰ بن حسین اور یحییٰ بن احمد یحییٰ بن حسین یہ دونوں بھی زیدیہ کے دعاۃ میں سے تھے اور یہاں تک زیدیہ کا مذہب خالص رہا کہ اصحاب کبار پر تبرا نہیں کرتے اور زید سے بہت سے خصوص اس مدعا پر نقل کرتے ہیں اور سب کو نیکی کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگرچہ امامت حضرت علیؓ کا حق تھا مگر انہوں نے خود خلفائے ثلاثہ کو دے دی اور کہتے ہیں کہ خلفا کی خطا نہ تھی اس لیے کہ حضرت علیؓ اس سے راضی تھے اور معصوم خطا و باطل سے راضی نہیں ہوتا ہے زیدیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ مقرر کرنے میں مصلحت تھی اس لیے کہ حضرت علیؓ کی تلوار بھی دشمنانِ دین کے خوف سے خشک نہ ہوئی تھی اور عداوتیں دلوں میں موجود تھیں اگر انہیں خلیفہ کر دیتے تو شاید دین میں خلل پڑ جاتا اور انتظام بگڑ جاتا اور حضرت ابوبکرؓ کے مقرر کرنے میں جھگڑوں کے دفعیہ کا خیال تھا ان کا سارا مذہب امامت کے باب میں اہل سنت و جماعت کے مذہب کے موافق تھا فرق اس قدر ہے کہ ان کے نزدیک امام کا فاطمی ہونا شرط ہے اور جب وہ فاطمی کسی غیر

Marfat.com

فاطمی کو امامت سپرد کردے تو اس کی امامت منعقد ہو جاتی ہے لیکن یہ حال ان لوگوں کا تھا جو خاص زید شہید کے متبع تھے پھر بعض زیدیہ نے بعض باتیں اسماعیلیہ و امامیہ کے مذہب میں سے لے کر مذہب زیدیہ میں داخل کر کے آپ داعی اس مذہب کے بنے اور ہر ایک کے متبعین سے ایک ایک فرقہ مقرر ہو گیا جیسے ابوالجارود کہ کنیت اس کی ابوالنجم ہے اور سلیمان بن جریر اور ابترثوری اور حسین بن صالح اور نعیم بن یمان اور یعقوب وغیرہ سب زیدیہ میں شمار ہوتے ہیں اور زیدیہ کی رائے یہ ہے کہ امام کا مقرر کرنا اللہ پر واجب ہے بعض زیدیہ کے نزدیک یہ وجوب دلیل عقلی سے ثابت ہے اور اکثر زیدیہ کے نزدیک دلیل سمعی سے اور ان کے نزدیک امام کا معصوم ہونا واجب نہیں۔ زید بن علی بن حضرت حسین بن امیر المومنین علی واصل بن عطا رئیس معتزلہ کے شاگرد تھے اصول عقائد کو اسی سے لیا تھا یہ دراصل اپنے وقت کا امام معتزلہ تھا اور جنگ صفین و جمل میں حضرت علیؓ کے برسر صواب ہونے میں اس کو تردد تھا ایک دن زید نے اس عقیدے کو بر سبیل تذکرہ بیان کیا[4]۔ باقران کے بھائی نصیحت کرنے لگے بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم ایسے شخص سے علم حاصل کرتے ہو جو تمہارے دادا سے بدظن ہے۔ نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ سارے زیدیہ اصول میں معتزلی ہیں مگر مسئلہ امامت میں معتزلہ سے مخالف ہیں۔ زید بن علی کا مذہب واصل بن عطا سے لیا گیا ہے انتہیٰ سید شریف نے شرح مواقف میں لکھا ہے کہ ہمارے زمانے میں زیدیہ مقلد ہیں اصول عقائد میں اعتزال کے طریق پر ہیں اور فروع میں مذہب حنفیہ کے طریق پر مگر چند مسائل میں خلاف رکھتے ہیں اسعاف الراغبین میں لکھا ہے کہ زید کے شاگرد واصل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے مذہب پر ہوں۔ کتاب الازہار میں کہ فقہ زیدیہ میں ایک معتبر کتاب ہے۔ کتاب السیر کے اندر لکھا ہے کہ زیدیہ کے نزدیک وجوب امامت کا طریق شرع ہے اور زیدیہ یہ کہتے ہیں کہ جس شخص میں خصلتیں ہوں علم زہد شجاعت اور اولاد فاطمہ زہرا سے ہو حسنی ہو یا حسینی اور بعض نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ صبیح الوجہ بھی ہو اور کسی طرح کی آفت اس میں نہ ہو اور وہ تلوار کے ساتھ خروج کرے اور لوگوں کو اپنی امامت کی طرف بلائے تو امامت اس کی منعقد ہو جاتی ہے کتاب الازہار میں مذکور ہے کہ کوئی آدمی نہ دعوت سے امام بن سکتا ہے نہ امام مقرر کیے جانے سے جب تک اس میں امامت کی شرطیں موجود نہ ہوں جن میں سے کچھ خلقی (پیدائشی) ہیں اور کچھ اکتسابی۔ شرائط خلقی یہ ہیں۔ (۱) مکلف (یعنی بالغ ہو)۔ (۲) مرد ہو۔ (۳) آزاد ہو۔ (۴) علوی

Marfat.com

فاطمی ہو اگر چہ آزاد کیا ہوا ہو اس طرح کہ کوئی مرد فاطمی کسی کی کنیز سے عقد کر لے اور اس کنیز سے بیٹا پیدا ہو تو یہ بیٹا فاطمی علوی ہے مگر مملوک ہے جب اس بیٹے کو کنیز کا مالک آزاد کردے گا تو اس میں امامت کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی مگر ایسا مرد جس کی نسبت علوی دعویٰ کرے کہ میرے نطفے سے ہے اور غیر علوی کہے کہ میرے نطفے سے ہے اس وقت تک امامت کے قابل نہیں جب تک یہ مقرر نہ ہو جائے کہ یہ علوی کا نطفہ ہے غیر کا نطفہ نہیں۔

(۵) حواس اور اعضا درست ہوں۔

اور شرط اکتسابی یہ ہیں۔ (۱) علوم دینی کا مجتہد ہو۔ (۲) صاحب عدالت ہو۔ (۳) سخی ہو اس بات میں کہ جہاں مال خرچ کرنا مناسب ہو وہاں خرچ کرے بیکار نہ خرچ کرے۔ (۴) مدبر ہو یعنی اس کی رائے زیادہ تر صائب ہو۔ (۵) جری اور بہادر ہو ایسے محل پر جہاں اپنے سلامت رہنے کی امید نہ ہو۔ (۶) ایسے وقت میں دعوت کرے کہ اس کی دعوت سے پہلے کسی شخص جامع الشرائط کی جانب سے دعوت امامت نہ ہو چکی ہو اور کوئی ایسا آدمی امام نہ مان لیا گیا ہو۔ کیونکہ جب امامت کی دعوت اس کی دعوت سے قبل شروع ہو کر تسلیم کر لی گئی ہے تو وہ پہلا شخص امام ہے پھر دوسرے جامع الشرائط کو اپنی ذات کی طرف دعوت نہ کرنا چاہیے بلکہ پہلے شخص کی طرف دعوت کرنا چاہیے نہیں تو یہ دوسرا شخص باغی قرار پائے گا اور ایک زمانے میں دو اماموں کا ہونا صحیح نہیں۔

امام کو ان نو کاموں کے سوا اور کچھ نہ کرنا چاہیے۔ (۱) حدود یعنی ان سزاؤں کا قائم کرنا جو شرع میں معین ہیں۔ (۲) جمعہ اور جماعت کا قائم کرنا۔ (۳) مسلمانوں میں حکام مقرر کرنا۔ (۴) احکام جاری کرنا۔ (۵) جس پر کسی کا حق ہو تو اس کو ادا کرنے کے لئے مجبور کرنا۔ (۶) واجبات دینی جیسے نماز و روزہ وغیرہ کی لوگوں سے تعمیل کرنا اور ان چیزوں پر ان کا پابند کرنا۔ (۷) مصالح عامہ کے لئے والی مقرر کرنا۔ مثلاً جن لوگوں کے لیے ولی مقرر کرنے کی ضرورت ہو ان کے ولی مقرر کرنا۔ (۸) کفار سے جہاد کرنا باغیوں کو زیر کرنا۔ (۹) زکوۃ وغیرہ حقوق مالیہ لوگوں سے وصول کرنا۔

جب امامت کی دعوت متواتر طور پر کسی مسلمان کو پہنچے تو اس کو چاہیے کہ اس میں شروط امامت کو تلاش کرے جب کامل الشروط ثابت ہو تو اس کی دعوت قبول کر لے کیونکہ اگر دعوت ایسی حالت میں قبول نہ کرے گا تو اس کی عدالت ساقط ہو جائے گی یعنی اس کا تقویٰ اور پرہیزگاری اور مروت باقی نہ رہے گی گواہی اس کی قبول نہ ہوگی غنیمت میں سے

Marfat.com

مال نہ پائے گا اور جو امام کے ساتھ دل سے عداوت کرے وہ مخطی ہے اور جو زبان سے عداوت ظاہر کرے وہ فاسق ہے اور جو ہاتھ سے بھی مخالفت کرے وہ محارب ہے اور اس باغی کے لیے غنیمت سے حصہ ہے جو امام کی بعض معاملات میں مدد کرے اور ہر مجتہد معیب ہے اصح یہی ہے اور زندہ امام کی تقلید مرے ہوئے امام کی تقلید سے اولیٰ ہے اور جو امام زیادہ علم رکھتا ہو خواہ مردہ ہو یا زندہ اس کی تقلید اولیٰ ہے اور اہل بیت میں سے آئمہ مشہور اپنے غیر سے تقلید کے لیے اولیٰ ہیں۔ اور کتاب مذکور میں لکھا ہے کہ امامت کا طریق دعوت ہے۔ شارح کہتا ہے کہ اکثر زیدیہ جیسے جارودیہ اور تبریہ اور صالحیہ کے نزدیک ثبوت امامت کا طریق دعوت ہے اور دعوت کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں کو بلائے کہ کفار سے جہاد کریں حدود اور جمعہ اور جماعت قائم کریں باغیوں کو مغلوب کریں غزوات میں ساتھ دیں ظالموں اور کافروں کی صحبت سے حتی الامکان بچیں ابن جبیر نے اپنے سفرنامے میں واقعات ماہ جمادی الاولیٰ ۵۷۹ ہجری میں لکھا ہے کہ حرم شریف میں اہل سنت کے چار امام ہیں۔ اور فرقہ زیدیہ کا ایک امام ہے اس شہر میں اکثر شرفا کا مذہب زیدیہ ہے اور یہ لوگ اذان میں حی الفلاح کے بعد حی علیٰ خیر العمل اور اضافہ کرتے ہیں نماز جماعت کے ساتھ نہیں پڑھتے ظہر اور عصر ملا کر پڑھتے ہیں اور مغرب کی نماز اہل سنت کے اماموں کے بعد ادا کرتے ہیں ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ زید کی شہادت کے بعد زیدیہ میں امام کی نسبت اختلاف ہو گیا کچھ زیدیہ ان کے بیٹے یحییٰ کو امام ماننے لگے جو خراسان میں گئے اور امامت کے لیے ریشہ دوانی کرنے لگے اور بلخ میں پہنچ کے حریش بن عمرو کے مکان پر مقیم ہوئے پس جب ولید تخت نشین ہوا تو یوسف نے نصر بن سیار گورنر خراسان کو لکھ بھیجا کہ حریش کے مکان سے یحییٰ بن زید کو گرفتار کر کے بھیج دو نصر نے یحییٰ کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور ایک اطلاعی عرضداشت ولید کے پاس بھیج دی مگر ولید نے یحییٰ اور ان کے ہمراہیوں کو رہا کرا دیا۔ یحییٰ مع اپنے ہمراہیوں کے بلخ سے روانہ ہو کر سرخس میں پہنچے نصر نے وہاں سے ان کو نکلوا دیا مجبور ہو کے نیشا پور میں چلے آئے یحییٰ کے ساتھ ستر آدمی تھے چونکہ روزانہ سفر کی تھکان سے سب کے سب تھک گئے تھے اس وجہ سے ان لوگوں نے چند سواریاں خرید کی تھیں عمرو بن زرارہ حاکم نیشا پور نے یہ حال نصر کو لکھ بھیجا اس نے جنگ کرنے کا حکم دے دیا عمرو دس ہزار کی جمعیت سے مقابلے پر آیا لڑائی ہوئی عمرو اور اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے میدان جنگ یحییٰ کے ہاتھ رہا خاتمہ جنگ کے بعد یحییٰ نے

Marfat.com

ہرات کی طرف کوچ کیا نصر نے یہ خبر پاکر مسلم بن احور مازنی کو یحییٰ کے تعاقب میں روانہ کیا جوز جان میں مڈبھیڑ ہوگئی ایک نہایت خون ریز جنگ کے بعد یحییٰ مارے گئے اور آپ کے کل ہمراہی بھی کام آئے مسلم نے یحییٰ کا سر ولید کے پاس دمشق بھیج دیا اور نعش جوز جان میں صلیب پر چڑھا دی وہ برابر صلیب پر چڑھی رہی یہاں تک کہ ابو مسلم خراسانی خراسان پر مسلط ہوئے اور اس نے لاش کو صلیب پر سے اتروا کے دفن کر دیا اور یحییٰ کے جو جو قاتل ملے ان کو قتل کر ڈالا۔ یحییٰ بن زید نے محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن مجتبیٰ کی امامت کے لیے وصیت کی تھی ان محمد کو نفس زکیہ کہتے ہیں نفس زکیہ نے حجاز میں خروج کیا اور مہدی کے لقب کے ساتھ مشہور ہوئے نفس زکیہ منصور عباسی کے لشکر سے شکست کھا کر مارے گئے انہوں نے اپنے بھائی ابراہیم کے لیے وصیت کر دی تھی ابراہیم نے بصرے میں خروج کیا ابراہیم کے ساتھ عیسیٰ بن زید بن علی سجاد بھی تھے فوج منصور کے ہاتھ عیسیٰ اور ابراہیم دونوں مارے گئے پس یہ ابراہیم زیدیہ کے آٹھویں امام ہیں اور بعض کتابوں میں محمد نفس زکیہ کو چھٹا امام اور ابراہیم کو ساتواں امام بھی لکھا ہے اور یہ ان لوگوں کی رائے کے مطابق صحیح ہوسکتا ہے جو یحییٰ بن زید شہید کو مذہب زیدیہ کا داعی قرار دیتے ہیں۔ دوسرے زیدیہ کہتے کہ محمد نفس زکیہ کے بعد محمد بن قاسم بن علی بن عمر امام ہوئے یہ عمر زید بن علی سجاد کے بھائی تھے محمد بن قاسم نے طالقان میں خروج کیا مگر معتصم کے لشکر نے ان کو مغلوب کر کے گرفتار کر لیا اور ایک گروہ زیدیہ کا کہتا ہے کہ یحییٰ بن زید ان کے بھائی عیسیٰ امام ہیں اور یہ وہی عیسیٰ ہیں جو ابراہیم کے شریک ہو کر منصور سے لڑے اور مارے گئے اور یحییٰ کے بعد امامت ان کی اولاد میں قرار دیتے ہیں اور ایک جماعت کہتی ہے کہ محمد نفس زکیہ بن عبداللہ کے بعد ان کے بھائی ادریس بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ امام ہیں جب حسین بن علی بن حسن مثنیٰ نے خلیفہ ہادی عباسی کے عہد میں خروج کیا تو یہ ادریس ان کے ہمراہ تھے اور ۱۶۹ ہجری میں مقام فخ میں جو مکے کے قریب طائف کی طرف واقع ہے لشکر ہادی کے ہاتھ سے حسین مارے گئے تو ادریس مصر کی طرف بھاگ گئے اور وہاں سے اندلس کی جانب چلے گئے اور اقصائے مغرب کے شہر طنجہ میں دعوت شروع کی زنگیوں نے ان کی دعوت قبول کی اور بہت سا ملک ان کے قبضے میں آ گیا جب ادریس کی شوکت و قوت بڑھ گئی تو رشید عباسی نے سلیمان بن حریر کو زیدیہ کا متکلم تھا ادریس کے پاس بھیجا جس نے ان کو زہر دے کر مار ڈالا ادریس کی ایک کنیز کو حمل تھا جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا اس کا نام بھی ادریس رکھا اور وہ بڑھ کر والد کا

Marfat.com

قائم مقام ہوا جنات الفردوس میں لکھا ہے کہ جب سلطنت اندلس بنی مروان کے ہاتھ سے نکل گئی تو یہ ولایت بھی بنی ادریس کے ہاتھ میں آ گئی لیکن بڑے بڑے شہر اور اچھے اچھے مقام آل تاشقین کے ہاتھ میں رہے اور ان کے بعد بنی عبدالمومن نے ان پر قبضہ کرلیا ان کے بعد بنی مزین کے قبض وتصرف میں آگئے یہاں تک کہ ۹۰۰ عیسوی میں تمام ملک افریقہ بنی ادریس کے زیر نگین ہوگیا جب بنی ادریس کی حکومت مٹ گئی تو زیدیہ کا کام ابتر ہوگیا۔ ابو نصر بخاری کہتا ہے کہ ابراہیم اکبر بن حضرت موسیٰ کاظم نے یمن میں مامون عباسی خلیفہ بغداد کے عہد میں خروج کیا تھا اور وہ فرقہ زیدیہ کے ایک امام تھے۔ زیدیہ کے ایک داعی نے جس کا نام حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید شہید ہے۔ ۲۵۰ ہجری میں طبرستان میں خروج کیا ان کو داعی کبیر اور داعی اول کہتے تھے۔ ۲۵۲ ہجری میں انہوں نے سلیمان بن طاہر پر حملہ کیا اور اس کو طبرستان سے نکال کر تمام ملک پر قبضہ کرلیا یہ نہایت خونریز تھے ان کی حکومت میں بہت سے آدمی مارے گئے اور اکثر اشراف سادات قتل ہوئے بیس سال حکومت کر کے ۲۷۰ ہجری میں وفات پائی داعی کبیر کے بعد ان کے بھائی محمد داعی کے لقب سے ملقب ہوئے اور احمد ابوالحسن کو جو داعی کا بہنوئی تھا شکست دے کر تمام حکومت طبرستان پر ۲۷۱ ہجری میں قبضہ کرلیا اور سترہ سال ۷ ماہ حکومت کر کے محمد بن ہارون سرخسی صاحب اسماعیل بن احمد سامانی کے مقابلے میں مارے گئے یہ محمد اتنے نیک سیرت تھے کہ ایک شخص کو جس نے اقرار کرلیا تھا کہ میں یزید بن معاویہ کی اولاد سے ہوں اس قدر حصہ دیا جس قدر بنی عبدمناف میں سے ایک ایک شخص کو دیا تھا اور فرمایا کہ اللہ ایک شخص کو دوسرے کے گناہ کی وجہ سے عذاب نہ دے گا۔ لہٰذا خون حسین کا تجھ پر مواخذہ نہیں ۔ زیدیہ میں سے ناصر طروش نے ویلم میں اس مذہب کی طرف دعوت شروع کی ہزاروں آدمی ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے ان کا نام حسن بن علی بن حسن بن علی بن عمر ہے اور یہ عمر زید بن علی سجاد کے بھائی ہیں۔

یعقوب بن داؤد بن طہمان شیعی جب مہدی خلیفہ عباسی کا وزیر ہوا تو اس نے زیدیہ کو کل ممالک محروسہ کے معزز وممتاز عہدوں پر مقرر کردیا۔

زیدیہ کے بعض عقائد

سارے زیدیہ کا مثل امامیہ کے یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کا ارادہ حادث ہے اور اس کا ارادہ

Marfat.com

سارے موجودات پر عام و محیط نہیں بلکہ بہت سے موجودات اس کے بلا ارادہ پیدا ہو گئے ہیں جیسے شر اور آفت اور کفر اور معصیت اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ کی بعض مرادیں واقع نہیں ہو سکتیں او رشیطان اور کافروں کی واقع ہو جاتی ہیں اور زیدیہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ بعض کافروں کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے مگر شیطان اور مغویان بنی آدم اسے گمراہ کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ ان کے سامنے نہیں چل سکتا یہی عقیدہ امامیہ کا ہے اور کہتے ہیں کہ تکلیف اللہ تعالیٰ پر واجب ہے یہی مذہب امامیہ کا ہے برخلاف اہل سنت کے ان کے نزدیک اللہ پر تکلیف واجب نہیں بلکہ وہ ابرار پر فضل ہے اور فجار کے حق میں عدل ہے شرح مواقف میں لکھا ہے کہ زیدیہ آٹھ فرقے ہیں جن میں قدر مشترک زید بن علی کی جماعت ہے ان میں سے اکثر کے نزدیک آئمہ کا ایک وقت ایک مقام میں متعدد ہونا جائز ہے مروج الذہب میں کہا ہے الزیدیه کانت فی عصر هم ثمانیة فرق یعنی زیدیہ اپنے زمانے میں آٹھ فرقے تھے اوران میں مرتبہ اور ابرقیہ اور عقبیہ اور یمانیہ اصحاب محمد بن یمان کوفی یہ چار نام لکھے ہیں بغیر تفصیل کے اور چار نام یہ لکھے ہیں ۔ یعقوبیہ۔ ابتریہ۔ جریریہ اور جارودیہ اور نفائس الفنون میں کہا ہے کہ زیدیہ پانچ فرقے ہیں ۔ جارودیہ۔ سلیمانیہ۔ صالحیہ چوتھا فرقہ ناصریہ کہ یہ شریف ناصر الکبیر کے متبع ہیں جن کی قبر آمل میں ہے پانچواں فرقہ ابوالحسین جو متبع ہیں شریف ابوالحسین کے دیلم میں مدفون ہیں ہم جس ترتیب سے یہاں فرقے لکھیں گے وہ شرح مواقف کے مطابق ہے۔

جارودیہ

صاحب کشاف اصطلاحات فنون نے اس فرقے کے بیان میں حروف کی عجیب تصحیف کردی ہے صفحہ ۱۹۵ میں کہا ہے جارودیہ زیدیہ کا ایک فرقہ ہے ذکر ان کا باب زائے معجمہ کی فصل دال مہملہ میں کیا جائے گا اور صفحہ مذکور میں جارودیہ کا لفظ رائے مہملہ و واو و دال مہملہ کے ساتھ لکھا ہے مگر اعراب نہیں لکھے۔ اور زیدیہ کے بیان میں صفحہ ۶۱۴ میں جارودیہ کے عقائد بھی ذکر کئے گئے ہیں جو شرح مواقف وغیرہ میں موجود ہیں اور صفحہ ۲۲۳ میں جارودیہ رائے مہملہ اور واو وزائے معجمہ کے ساتھ لکھا ہے اور کہا ہے کہ ابی الجاروز کے اصحاب ہیں۔ کشکول بہائی میں مذکور ہے کہ جارودیہ ابوالجارود بن زیاد بن معبد عبدی حضرت کے اصحاب ہیں اور مجمع البحرین میں بیان کیا ہے کہ اس فرقے کا رئیس خراسان کا

Marfat.com

باشندہ تھا اور اسے ابوالجارود زیاد بن منذر عبدی ہی کہتے تھے۔

شرح مواقف میں مسطور ہے کہ حضرت محمد باقر نے اس کا نام سرحوب رکھا تھا سرحوب ایک شیطان ہے نابینا کہ دریا میں مقیم ہے اور مجمع البحرین سے معلوم ہوتا ہے کہ سرحوب طویل کے معنے میں ہے اسی لیے اس فرقہ کو سرحوبیہ بھی کہتے ہیں اس فرقے کا عقیدہ تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کی امامت کے لیے نص کر دی تھی مگر یہ نص وصف کے ساتھ تھی نام کے ساتھ نہ تھی حضرت سرور کائنات نے حضرت علیؓ کا نام نہیں لیا تھا بلکہ جو خصلتیں اور علامتیں اور نشانیاں اپنے بعد امام میں بتائی تھیں ارباب فراست نے ان سے جان لیا کہ مراد آپ کی حضرت علیؓ کی ذات فائض البرکات ہے کوئی اور نہیں اس لیئے کہ وہ سب خصائل انہی میں موجود ہیں دوسروں میں موجود نہیں پس جب کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کی امامت پر ایسی نص کی جو نام لینے کے برابر ہے اور صحابہ نے سرور کائناتؐ کے انتقال کے بعد حضرت ابو بکرؓ کو اختیار کر کے ان کو خلیفہ بنایا تو یہ کام نص رسول کے خلاف کیا اور لوگ حضرت علیؓ اور حسن و حسینؓ اور ان کی اولاد کی بیعت کے ترک کرنے سے کافر ہو گئے مواقف میں لکھا ہے کہ جارودیہ کا مذہب یہ ہے کہ امامت حسنؓ اور حسینؓ کے بعد ان کی اولاد میں شوریٰ ہے جو کوئی ان میں سے تلوار کے ساتھ خروج کرتا اور حق کی طرف بلاتا ہوگا اور امور دین کا عالم اور شجاع ہوگا وہی امام ہے اس کی اطاعت واجب ہے اسی لیے یہ کہتے ہیں کہ اگر دو امام ایک زمانے میں دو مقاموں پر حکومت کرتے ہوں اور ان میں امامت کی شرطیں جمع ہوں اور اطاعت ان کی لوگوں نے تسلیم کر لی ہو اور مفترض الطاعت مان لیا ہو تو یہ بات جائز ہے اور یہ قول اجماع سلف کے خلاف ہے۔ شرح مقاصد میں لکھا ہے کہ جارودیہ معتزلہ اور خوارج اور اہل سنت کے ساتھ اس بات میں متفق ہیں کہ امامت اہل حل و عقد کے اختیار کر لینے سے بھی ثابت ہو جاتی ہے اور ان کو آئمہ کی ترتیب اور توقف اور امام منتظر میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے امامت حضرت حسنؓ کو پہنچی اور حضرت حسنؓ سے حضرت حسینؓ شہید کربلا کو اور حضرت حسینؓ سے حضرت علی بن زین العابدین کو ان سے زید شہید کو اور زید سے اولاد امام حسنؓ کو اور اس سلسلے میں محمد عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن سبط میں امامت کے تمام خصائل جمع تھے وہی امام منتظر ہیں یہ محمد منصور کے عہد میں دعوت امامت کی وجہ سے مدینہ میں مقتول ہوئے اور لوگ ان کے مقتول ہونے کے منکر ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ محمد بن

Marfat.com

عبداللہ جلدی خروج کریں گے اور زمین کو عدل سے بھر دیں گے اور بعض جارودیہ کی رائے یہ ہے کہ محمد واقعی مقتول ہو چکے ہیں اور ان کے بعد امامت محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن علی بن حضرت حسین بن علی بن ابی طالب کو پہنچی جنہیں صاحب طالقان کہتے ہیں یہی امام منتظر ہیں انہوں نے معتصم کے زمانے میں خروج کیا اور گرفتار ہوئے معتصم نے انہیں قید خانے میں رکھا وہیں انتقال کیا پس یہ لوگ ان کی موت کے منکر ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ امامت ان کے بعد یحییٰ بن عمرو بن یحییٰ کو پہنچی جو حسین ذی الدمعہ بن زید شہید بن علی زین العابدین کی نسل سے تھے ان یحییٰ نے مستعین باللہ کے عہد محمد بن عبداللہ بن طاہر حاکم عراق پر خروج کیا تھا کتب تواریخ اور انساب کی کتابوں میں ان کا نام صاحب شاہی ذکر کرتے ہیں یحییٰ مستعین کے عہد میں مارے گئے مگر یہ لوگ ان کی موت کے منکر ہیں اور ملل ونحل شہرستانی میں جو یحییٰ کو عمر بن زید شہید کا فرزند لکھا ہے یہ غلطی ہے اس لیے کہ نسابین کا اس پر اتفاق ہے کہ یحییٰ بن زید شہید نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی نامہ دانشوران میں ابن عقد جارودی کے حالات میں اس کی صراحت کی ہے یحییٰ نے چونکہ کوفہ میں خروج کیا تھا اس لیے صاحب کوفہ مشہور ہیں۔

دکینیہ

یہ فضل بن دکین کے پیرو ہیں اور تمام باتوں میں جارودیہ کے موافق میں مگر طلحہ اور زبیر اور ام المومنین عائشہ کو کافر بتاتے ہیں باقی صحابہ کو برا کہتے ہیں

سلیمانیہ (جریریہ)

سلیمانیہ ہے جسے جریریہ بھی کہتے ہیں یہ لوگ سلیمان بن جریر کے متبع ہیں اور غنیۃ الطالبین میں سلیمان کے والد کا نام کثیر لکھا ہے اس فرقے کا اعتقاد یہ ہے کہ امامت نام شورے کا ہے درمیان خلق کے اور دو مسلمانوں کے مقرر کرنے سے بھی منعقد ہو جاتی ہے کشکول بہائی میں لکھا ہے کہ ان کے نزدیک امامت کا طریق بیعت ہے اور بیعت و اجتہاد کے ذریعہ سے حضرت ابوبکر وعمر کی امامت کے منعقد ہو جانے کا اعتراف کرتے ہیں پھر کبھی یہ لوگ اس اجتہاد کو صواب قرار دیتے ہیں اور کبھی خطا جانتے ہیں اور ان کے نزدیک امامت مفضول کی فاضل کے موجود ہوتے صحیح ہے اور سلیمان یہ کہتا تھا کہ لوگ ترک بیعت

Marfat.com

حضرت علیؓ سے کافر نہیں ہوئے بلکہ خطا وار ہوئے کہ افضل کو چھوڑ دیا یہ جارودیہ کی تکفیر کرتے ہیں اس لیے کہ وہ صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں مگر سلیمانیہ طلحہ اور معاویہ اور حضرت عائشہؓ کو کافر جانتے ہیں اس وجہ سے کہ انہوں نے حضرت علیؓ سے جنگ کی تھی اور حضرت عثمان بن عفان کو بھی کافر بتاتے ہیں بسبب ان خلاف امورات جاری کرنے کے جو انہوں نے اپنی خلافت میں نکالے تھے اور اہل سنت کہتے ہیں کہ وہ سارے فتور ان کے اقارب بنی امیہ کے تھے نہ حضرت عثمانؓ کے ان لوگوں نے خلوق پر دست درازی کرنا شروع کی تھی چھیڑ کرنے لگے تھے وہ جبر ان پر آن پڑا اختلاف کثیرہ پیدا ہو گئے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مواخذات کیے گئے اور سلیمانیہ کے نزدیک حضرت علیؓ نے کسی کی امامت پر نص نہیں کی بلکہ بعد ان کے امر شورٰی نے ہو گیا۔

بتریہ (ثومیہ)

بتریہ کہ ثومیہ بھی کہلاتے ہیں تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے کہ مغیرہ بن سعد کے اصحاب ہیں جو ابتر کے لقب سے مشہور تھا لب الالباب فی تحریر الانساب اور اتحاف ذوی الالباب میں لکھا ہے بتریہ بفتح بائے موحدہ وسکون تائے فوقانی اور شرح مواقف میں ہے کہ بتیریہ بتیر ثومی کے اصحاب ہیں اور تعریفات سید شریف اور تعریفات ابونصر مکی میں بھی لکھا ہے کہ تبیریہ بتیر ثومی کی طرف منسوب ہیں اور تبیریہ میں ہائے موحدہ کے بعد تائے فوقانی اور اس کے بعد یائے تحتانی ہے اور مروج الذہب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فرقے کا نام ابتریہ ہے چنانچہ حالات ہشام میں ہے۔ ثم الفرقة السادسة المعروفة بالا بترية وهم اصحاب كثير النوى الا بتر والحسن ابن صالح جن اور ملل ونحل شہرستانی میں ہے البتريه اصحاب كثير النومى الابتر اور كشف الغمه عن الفتراق الامه میں ہے بتریہ اتباع ہیں حسن بن صالح بن کثیر ابتر کے اور ترجمہ ملل ونحل میں تیریہ کو اصحاب کثیر بن بتری لکھا ہے اور بہبانی نے تعلیقہ میں لکھا ہے۔ البترية بضم الباء و قيل بكسر هامنسوبون فى كثيرا النومى لا نه كان بتر اليد و قيل الى المغيرة ابن سعيد یعنی بتریہ میں ہائے مضموم ہے اور بعض کے نزدیک مکسور ہے اور یہ فرقہ کثیر نومی کی طرف منسوب ہے چونکہ اس کا ہاتھ کٹا ہوا تھا اس لیے ابتر کہلاتا تھا پس اس کے فرقے کو بھی کو بتریہ کہنے لگے کیونکہ عربی میں ابتر مقطوع اور ناتمام کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ

Marfat.com

فرقہ مغیرہ بن سعید کی طرف منسوب ہے اور صواعق محرقہ کی یہ عبارت ہے۔ البتریۃ و یقال لھم التومیۃ اصحاب بتیر التومی و ھو المغیرۃ بن سعد الملقب بالا بتر یعنی تبیر یہ کو تومیہ بھی کہتے ہیں۔ اور یہ تبیر تومی کے تبع ہیں جس کا نام مغیرہ بن سعد اور لقب ابتر تھا بہرصورت اس نام میں بڑا اختلاف ہے کوئی بتریہ لکھتا ہے کوئی تبریہ بیان کرتا ہے کوئی ابتریہ بتاتا ہے اسی طرح کوئی ثومیہ تحریر کرتا ہے کوئی تومیہ اور کوئی نومیہ یہ لوگ امامت میں سلیمانیہ کے موافق ہیں مگر کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ امامت کے لئے اولیٰ و افضل ہیں گو حضرت ابوبکرؓ بھی امام تھے اور ان کی امامت خطا نہ تھی نہ کفر بلکہ خود حضرت علیؓ نے ان کو امامت دے دی اور حضرت عثمانؓ کی تکفیر نہیں کرتے ہیں ان میں متوقف ہیں اس واسطے کہ ان کے حق میں حضرت علیؓ کا سکون اور رضامندی ان کے خاطر خواہ ثابت نہ ہوئی اور کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ اپنی بیعت کے بعد سے امام ہوئے توضیح المقال میں بعض فضلا سے نقل کیا ہے کہ تبریہ کے نزدیک تقدیم مفضول کی فاضل پر جائز ہے۔

نعیمیہ

نعیمیہ ہے یہ نعیم بن یمان کے مقلد ہیں اور غنیۃ الطالبین میں ابونعیم بن یمان لکھا ہے یہ سارے عقائد میں تبریہ کے موافق ہیں مگر حضرت عثمان کو کافر جانتے ہیں باقی صحابہ کو نیکی سے یاد کرتے ہیں۔

یعقوبیہ

یعقوبیہ ہے یعقوب بن علی کوفی کے اصحاب ہیں یہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی امامت کے قائل ہیں اور رجعت کے منکر ہیں مگر بعضے یعقوبیہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے تبرا کرتے ہیں اور اموات کے دنیا میں قیامت سے پہلے رجوع کرنے کے قائل ہیں۔

خشبیہ

خشبیہ ہے صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ یہ لوگ خلف بن عبدالصمد کے اصحاب ہیں خشبیہ ان کا اس وجہ سے نام ہے کہ جب سلطان وقت پر انہوں نے خروج کیا تھا تو ان کے

Marfat.com

پاس اسباب جنگ اور ہتھیار نہ تھے صرف لکڑیاں اور لاٹھیاں لے کر مقابل ہوئے تھے اور خشب زبان عربی میں لکڑی کو کہتے ہیں جیسا کہ نفائس اللغات میں لکھا ہے ان کا عقیدہ یہ ہے کہ امامت نام ہے شورے کا اولاد حضرت فاطمہ میں اگر کوئی شخص امام بن جائے تو اس پر خروج کرنا واجب ہے معارف میں ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ جب ابراہیم بن اشتر نے عبداللہ بن زیاد سے بغاوت کی تو اس کے اکثر ساتھیوں کے پاس لکڑیاں تھیں اس لیے خشبیہ کہلائے پس اس سے معلوم ہوا کہ خشبیہ ابراہیم بن اشتر کے اصحاب ہیں میرے نزدیک زیدیہ میں جو فرقہ خشبیہ لکھا جاتا ہے وہ ابراہیم کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا اس لیے کہ ابراہیم پہلے کیسانی تھا اور مختار کا معاون تھا جس کو محمد بن حنفیہ نے خون حسینؓ کا معاوضہ لینے پر مامور کیا تھا اور وہ کھلم کھلا محمد بن حنفیہ کی دعوت دیتا تھا ابراہیم نے عبداللہ بن مطیع کی جو عبداللہ بن زبیر کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا تمام قوت پامال کر کے مختار کی حکومت بنائی تھی اور اسی نے موصل میں عبیداللہ ابن زیاد اور اہل شام کو زیر وزبر کیا تھا اور اسی وقت ابراہیم کے ساتھ زبردست لشکر اور بہت سا سامان جنگ اور نامی نامی شہسوار جنگ آور تھے اور مختار کے مارے جانے کے بعد ابراہیم زبیری ہوگیا تھا اور بھائی عبداللہ بن زبیر کے ساتھ عبدالملک بن مردان کے مقابلے میں مارا گیا تھا۔

صالحیہ

صالحیہ یہ حسن بن صالح بن حی کی طرف منسوب ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جو کوئی فاطمی صفت شجاعت وسخاوت وعلم کے ساتھ متصف ہو اور تلوار لے کر خروج کرے وہ امام ہے اور یہ لوگ حضرت ابوبکرؓ کی امامت کو ثابت رکھتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک فاطمی اور علوی ہونا امامت کے شرائط میں سے نہیں یہ کہتے ہیں کہ امام قریش میں سے کسی ایک خاندان کا آدمی ہونا چاہیے۔ اور حضرت علیؓ کو تمام صحابہ پر تفضیل دیتے ہیں اور حضرت عثمانؓ کے حال میں متوقف ہیں نہ انہیں مومن جانتے ہیں نہ کافر اس لیے کہ حضرت علیؓ کی زبان سے ان کے حق میں فضائل بھی منقول ہیں اور رذائل بھی۔

امامیہ

اب غور سے سنو کہ امام کا مقرر کرنا زمانہ نبوت کے ختم ہونے کے بعد واجب ہے یا

Marfat.com

نہیں اور واجب ہے تو کیا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے یا خلق پر واجب ہے اور ثبوت اس وجوب کا دلیل شرعی کے ساتھ ہے یا عقلی کے۔

خوارج یہ کہتے ہیں کہ امام کا مقرر کرنا مطلقاً واجب نہیں جائزات میں سے ہے اور شیعہ اسماعیلیہ اور امامیہ اور غلاۃ کہتے ہیں کہ امام کا مقرر کرنا اللہ پر واجب ہے اور اس وجوب کے ثبوت پر عقل دلالت کرتی ہے اور ملاحدہ کا بھی یہی مذہب ہے مگر شیعہ کے یہ فرقے اس بات میں باہم مختلف ہیں کہ امام کا تقرر کس ضرورت کے لئے ہے اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ امام اس غرض سے مقرر ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی شناخت کرائے اور جو باتیں اللہ کے حق میں جائز اور واجب ہیں اور جو اس کے حق میں محال ہیں سب کی پہچان بتائے اور معرفت الٰہی کی تعلیم فرمائے کیونکہ ان کے نزدیک بغیر کسی معلم کے اللہ کی معرفت ناممکن ہے اور امامیہ کہتے ہیں کہ معصوم یعنی امام کی طرف حاجت معرفت الٰہی کی تعلیم کے لیے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ وہ واجبات عقلی وشرعی کے ادا کرنے اور قبائح عقلی و شرعی سے بچنے میں لطف ہو غرضیکہ اسماعیلیہ کے نزدیک امام کا تقرر اللہ کی معرفت کے لئے واجب ہے اور امامیہ کے نزدیک قوانین شرع کی محافظت کے لئے واجب ہے اور اسماعیلیہ امام کو اللہ کی معرفت کا معلم قرار دیتے ہیں اور امامیہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے حق میں لطف مانتے ہیں اور امامیہ کے نزدیک امام ادائے واجبات میں لطف ہے اسماعیلیہ کے نزدیک معارف میں لطف ہے اور غلاۃ کہتے ہیں کہ امام کا تقرر لغات کی تعلیم کرنے اغذیہ اور ادویہ اور سموم اور حروف اور صناعات کے احوال بتانے اور آفات و مصائب سے بچانے کے لیے ہے اور اہل سنت اور معتزلہ اور زیدیہ کی یہ رائے ہے کہ امام کا مقرر کرنا مخلوق پر واجب ہے مگر بعض معتزلہ اور بعض زیدیہ کے نزدیک وجوب دلیل عقلی سے ثابت ہے۔

شرح مقاصد میں لکھا ہے ہشام بن عمرو غوطی معتزلی اور اس کے اصحاب کے نزدیک امن وامان کی حالت میں امام کا مقرر کرنا واجب ہے تا کہ شعائر اسلام کو ظاہر کرے اور فتنہ و فساد کی حالت میں واجب نہیں اس لیے کہ سرکش لوگ اس کی اطاعت نہ کریں گے تو خونریزی ہوگی اور ابوبکر اصم معتزلی اور اس کے اصحاب کی یہ رائے ہے کہ فتنہ وفساد کے وقت میں امام کا مقرر کرنا واجب ہے اور امن واطمینان کی حالت میں واجب نہیں کیونکہ اس وقت میں امام کی کیا حاجت ہے انتہی شرح مواقف اور نہایت العقول میں لکھا ہے کہ

Marfat.com

جاحظ اور کعبی اور ابوالحسن بصری یہ کہتے ہیں کہ امام کا مقرر کرنا مخلوق پر عقلاً اور شرعاً دونوں طرح واجب ہے انتہی اور اہل سنت و جماعت کے نزدیک تقرر امام کا وجوب مخلوق پر دلیل سمعی (شرعی) سے ثابت ہے اور عامہ معتزلہ اور اکثر زیدیہ کا بھی یہ مشرب ہے۔ اور تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کوئی آدمی صرف امامت کی صلاحیت رکھنے سے امام نہیں بن سکتا بلکہ امام مقرر ہونے کے لیے کچھ اور بھی چیزوں کی ضرورت ہے اور وہ چیزیں یہ ہیں۔

(۱) اللہ اور رسول کی طرف سے نص وارد ہونا یا امام سابق کا ولی عہد بنانا اور وصیت کرنا۔ (۲) امامت کے لیے دعوت کرنا۔ (۳) اعیان دارکان کا بیعت کرنا۔ پہلی چیز یعنی نص منصوص علیہ کے امام ہونے کا سبب مستقل ہے پچھلے دونوں طریق ایسے ہیں کہ ان کے سبب مستقل ہونے میں اختلاف ہے امامیہ ان دونوں طریق کو نہیں مانتے مگر معتزلہ اور اہل سنت اور خوارج اور زیدیہ میں سے صالحیہ کہتے ہیں کہ اختیار کر لینا بھی امامت کے ثبوت کا طریق ہے اور صرف زیدیہ کا مذہب یہ ہے کہ دعوت بھی ثبوت امامت کا طریق ہے شرح مقاصد میں لکھا ہے کہ صالحیہ اس کے قائل نہیں مگر کتاب الازہار کا شارح صالحیہ کا بھی یہی مذہب بتاتا ہے اور دعوت کے یہ معنی ہیں کہ جس میں شرائط امامت کے جمع ہیں وہ مظلوموں کی مدد کرے امر معروف اور نہی منکر بجالائے اور اپنی متابعت کے لیے لوگوں کو بلائے اسی لیے ان کی رائے یہ ہے کہ جو فاطمی تلوار لے کر خروج کرے اور اللہ کی راہ کی طرف دعوت کرے وہ امام ہے پس ان کے نزدیک دعوت حصول امامت کا سبب مستقل ٹھہرا اہل مذاہب میں سے سوائے جبائی کے کسی نے ان کی اس تجویز کے ساتھ موافقت نہیں کی ہے۔

امامیہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی امامت کی دعوت کرے اس کی شوکت بڑھ جائے امت اس کی دعوت قبول کر لے مگر امامت اس کی صحیح نہیں معتزلہ اور اہل سنت کہتے ہیں کہ بیعت کا منعقد ہو جانا حصول امامت کا سبب ہے اور امامیہ کے نزدیک صرف بیعت سے امامت نہیں حاصل ہو سکتی اور امامیہ بلکہ تمام شیعہ کہتے ہیں کہ فاضل کے موجود ہوتے مفضول کی امامت درست نہیں اور اہل سنت میں سے شیخ ابوالحسن کا میلان بھی اسی جانب ہے اور شیخ ابوالمنصور کا مذہب یہ ہے کہ امامت مفضول کی فاضل کے موجود ہوتے ہوئے منعقد ہو جاتی ہے۔

اور امامیہ کہتے ہیں کہ خلافت جامع وشامل ہے امامت اور سلطنت کو خواہ حقیت کے

Marfat.com

ساتھ ہو جیسے حضرت علیؓ کی خلافت کہ وہ امامت وسلطنت وحقیت تینوں باتوں کو جامع تھی یا صرف غلبے اور تسلط کے ساتھ ہو جیسے خلافت خلفائے ثلاثہ کی کہ وہ حقیت کے ساتھ نہ تھی اور نہ وہ امامت کو جامع تھی۔ امامت خاص ہے یعنی صرف نبی کی نیابت بدون سلطنت و امامت وحکومت کے اسی لیے شیعہ خلفائے ثلاثہ کو امام نہیں جانتے اور آئمہ اثنا عشرۃ کو امام مانتے ہیں اور محققین اہل سنت خلافت عامہ اور امامت دونوں کو مترادف جانتے ہیں اور دونوں کے معنی بادشاہی کے لیتے ہیں جو واسطے انتظام دین اسلام کے پیغمبرؐ کی نیابت میں ہو اور کہتے ہیں کہ جب خلیفہ میں دین اسلام کا انتظام کرنے کے صفات ہوں اور حکم اس کا جاری ہو تو یہ بادشاہی اس کے لیے موجب گناہ نہیں افضل امت ہو یا نہ ہو اور امامیہ کہتے ہیں کہ افضل امت ہو کہ حکم الٰہی میں اس کی اطاعت تمام امت پر واجب ہے بادشاہ اور فرمان روا ہو یا نہ ہو۔

تمہید میں سالمی نے لکھا ہے کہ امامیہ کے نزدیک امام کا معصوم ہونا واجب ہے اور معتزلہ نے بھی امام کا معصوم ہونا واجب قرار دیا ہے بلکہ معتزلہ کے نزدیک امام نماز کا بھی معصوم ہونا واجب ہے اگر معصوم نہ ہوگا تو اس کے پیچھے نماز ناجائز ہوگی مگر سالمی کا یہ قول غلط ہے نہایۃ العقول میں امام رازی نے لکھا ہے کہ تمام امت میں سے سوائے ملاحدہ اور امامیہ کے کوئی بھی امام کے لیے عصمت شرط نہیں قرار دیتا بلکہ اربعین میں تو امام صاحب نے صاف الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ اہل سنت اور معتزلہ اور زیدیہ اور خوارج کے نزدیک امام کا معصوم ہونا واجب نہیں اسماعیلیہ اور اثنا عشریہ کے نزدیک معصوم ہونا واجب ہے معارف شرح صحائف میں بھی کہا ہے کہ اہل سنت اور معتزلہ اور زیدیہ عصمت امام کے منکر ہیں ان کے نزدیک عدالت ظاہری کافی ہے۔

امامیہ یہ کہتے ہیں کہ عصمت ایک ایسی صفت ہے کہ جس میں وہ ہوتی ہے اس شخص سے گناہ نہ عمداً سرزد ہوتے ہیں نہ سہواً نہ خطا اور نہ اس سے حکم شرعی میں خطائے اجتہادی واقع ہوسکتی ہے اور اس وجہ سے آئمہ کا قول مثل قول انبیا کے واجب الاتباع ہے اور ان کا ارشاد عین اللہ کا فرمان ہے اور ان کی نسبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسی ہے جیسے اور انبیا کی حضرت موسیٰؑ کے ساتھ تھی جو تورات پر عمل کرنے کے لیے منجانب اللہ مامور تھے اور اہل سنت کے نزدیک ایسی عصمت انبیا سے خصوصیت رکھتی ہے خاص ان امور میں جن کی خبر وحی کے ذریعہ سے ان کو حاصل ہوتی ہے اور ان پر وہ مستقر ہوتے ہیں آئمہ

Marfat.com

اہل بیت کا حال دوسرے مجتہدین کا سا ہے ان کے اجتہاد میں خطا جائز ہے جب کہ انبیا سے اجتہادات میں خطائیں سرزد ہوئیں تو ان سے کیوں کر سرزد نہیں ہوسکتیں۔

اور اہل سنت کے نزدیک مسئلہ افضلیت ظنی ہے اس کی قطعیت پر کوئی دلیل قائم نہیں اور مسئلہ ترتیب خلافت پر متفرع نہیں اور نہ ترتیب خلافت پر موقوف ہے اگر فرض کیا جائے کہ خلافت اس ترتیب پر نہ ہوتی تب بھی ترتیب افضلیت اسی نہج پر ہوتی کہ سب اصحاب رسول میں سے افضل ابوبکرؓ صدیق ہیں پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ تمام اہل سنت و جماعت اور قدمائے معتزلہ اسی مذہب پر ہیں اور خوارج اور نواصب کے نزدیک بھی صرف حق شیخین میں بھی یہی ترتیب ہے اور خطابیہ کے نزدیک سب سے افضل حضرت عمرؓ ہیں اور فرقہ عباسیہ جو امامت حضرت عباس اور ان کی اولاد کا قائل ہے افضل اصحاب عباس بن عبدالمطلب کو جانتا ہے اور شیعہ تمام علی الاتفاق حضرت علیؓ کو سب سے افضل کہتے ہیں اور معتزلہ متاخرین کا بھی یہی مذہب ہے۔

لوگوں نے امام میں بعد سرورِ کائنات کے اختلاف کیا ہے جمہور کا مذہب یہ ہے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں عباسیہ کا مذہب یہ ہے کہ عباس بن عبدالمطلب ہیں اس لیے کہ وہ حضرت محمدؐ کے چچا اور وارث تھے تو وہ بھتیجے سے زیادہ حقدار ہیں اور کشف الغمہ عن افتراق الامہ میں لکھا ہے کہ یہی مذہب ربوبدیہ کا ہے جو ابوہریرہ ربوبدی یا عباس ربوبدی کے اصحاب ہیں اور شرح مقاصد میں ربوبدیہ کی جگہ روندیہ پیروان قاسم بن روند لکھا ہے۔ اور عثمانیہ اور بنوامیہ نے کہا۔ حضرت عثمان بن عفان ہیں اور حشویہ نے کہا کہ سوائے بنوامیہ کے اور کوئی امام نہیں پھر اوروں نے کچھ اور کہا شیعہ کا قول یہ ہے کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب امام ہیں شیعوں کے یہاں امامت میں ایک بڑا اختلاف پڑا یہاں تک کہ اس باب میں تین سو فرقے ہوگئے۔ شیعہ زیدیہ میں سے بعض فرقے امامت حضرت ابوبکرؓ کے مقر ہیں جمہور اہل سنت اور معتزلہ اور خوارج اور مرجیہ کا یہ مذہب ہے کہ نبیؐ نے اپنے بعد کسی کے امام ہونے کی نسبت نص نہیں کی تھی ان کے سوا اسلام کے اور فرقے قائل ہیں اس بات کے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نص کی ہے پھر اس میں اختلاف ہے کہ نص کس شخص کے لیے کی ہے۔ بکریہ یا ابوبکریہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کے لیے نص کی ہے پھر اس فرقے میں بھی باہم اس بات کا اختلاف ہے کہ بعضے حضرت سے نص خفی ثابت کرتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے ایام میں حضرت

Marfat.com

ابوبکرؓ کو امام نماز بنایا تھا اور یہ حسن بصری کی رائے ہے بعض اہل حدیث نص جلی کے قائل ہیں اور وہ یہ ہے۔ ایتونی بقرطاس اکتب لابی بکر کتاباً بالا یختلف فیه اثنان کذافی نهایة العقول. یعنی لاؤ کاغذ تا کہ میں تم کو ابیؓ بکر کے لیے ایک تحریر کردوں کہ پھر اس میں دوشخصوں کو بھی خلاف کرنے کا موقع نہ ملے اور دوسری روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں حضرت عائشہؓ سے فرمایا۔ ادعی لی ابا بکر اباک و اخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا ولا. یابی الله و المسلمون الا بابی بکر کذا فی صحیح المسلم ۔یعنی تم اپنے والد ابوبکرؓ اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلالو تا کہ ایک کاغذ لکھ دوں کیونکہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ کوئی آرزو کرنے والا یہ آرزو کرے اور کوئی کہنے والا یہ کہے کہ میں مستحق ہوں حالانکہ وہ مستحق نہ ہوگا اللہ اور مسلمان انکار کرتے ہیں مگر ابوبکرؓ سے کسی کو انکار نہیں شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے حق میں نص کی تھی اور تمام شیعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت علیؓ کی امامت کے باب میں نص خفی ثابت ہے اور نص خفی اسے کہتے ہیں کہ جس سے مراد بالبداہت نہ معلوم ہوتی ہو اور نص جلی حضرت علیؓ کے حق میں وارد ہونے کے زیدیہ تو منکر ہیں اور امامیہ اس کے قائل ہیں۔ وہ نص یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا تھا۔ سلمو علی علی بامرة المومنین و اسمعوا طیعواله و تعلموه ولا تعلموه ۔یعنی سلام کرو علی کو بطور امیر المومنین کے اور سنو اس سے اور اطاعت کرو اس کی اور سیکھو اس سے اور نہ سکھلاؤ اسے اور جناب رسالت مآب نے حضرت علیؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا۔ یا علی انت اخی و انت وارث علمی و انت الخلیفة من بعدی و انت قاضی دینی. یعنی اے علی تم میرے بھائی ہو اور تم میرے علم کے وارث ہو اور تم میرے بعد خلیفہ ہو اور تم میرے قرض کے ادا کرنے والے ہو۔

اور جو لوگ عباس چچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کے قائل ہیں انہوں نے نص کا ذکر تو نہیں کیا مگر ان کے امام ہونے کے باب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے اقوال ذکر کرتے ہیں جن سے سمجھا جاتا ہے کہ اوروں کی بہ نسبت خلافت کے لیے وہی حق ہیں کتاب میسر میں لکھا ہے کہ بعض اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ حضرت سرور عالم نے اپنے چچا عباس کی امامت کے لیے کہہ دیا تھا اور عمدہ نسفی میں مذکور ہے کہ بعض راوندیہ یہ

Marfat.com

کہتے ہیں کہ امامت کا ثبوت وراثت کے ساتھ ہے صناجتہ الطرب میں بیان کیا ہے کہ خراسانی بنی عباس کے شیعہ کا گروہ راوندیہ کے نام سے پکارا جاتا تھا ان لوگوں کا اعتقاد یہ تھا کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امامت کا استحقاق سب سے زیادہ ان کے چچا عباس کو تھا کیونکہ وارث بھی وہی تھے اور ان کی وفات کے وقت زندہ بھی تھے اور اپنی سند میں یہ آیت پیش کرتے ہیں۔ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ سورۃ انفال۔ ۸۔ آیت ۷۵۔ جس کے معانی یہ ہیں کہ بعض قرابت دار بعض قرابت داروں سے زیادہ استحقاق رکھتے ہیں مگر لوگوں نے ان کو امام نہ ہونے دیا اور ان کا حق غصب کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وہی حق ان کی اولاد تک پہنچا دیا یہ لوگ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کو خلیفہ نہیں مانتے اور بالکل ان سے بری ہوتے ہیں کہ حضرت علیؓ کی بیعت کو جائز سمجھتے تھے اس سبب سے کہ عباس نے ان سے کہا تھا کہ اے میرے بھتیجے آؤ میں تم سے بیعت کروں تاکہ کوئی شخص تمہاری امامت میں اختلاف نہ کرے ہدایہ فی اصول الدین میں لکھا ہے کہ اکثر مشائخ نے کہا ہے کہ طریق اثبات امامت کا وارث ہے اور اہل سنت کہتے ہیں کہ خلافت اور امامت کا وجود ان دو طور سے ہوا ہے ایک اہل حل و عقد کی بیعت سے دوسرے انخلاف سے۔ ان کے نزدیک امامت کا سارا مبحث مسائل فقہیہ سے ہے اس لیے کہ امام کا مقرر کرنا امت پر بدلیل سمعی واجب ہے پس یہ حکم مکلف سے متعلق ہے جو فقہ کا موضوع ہے مگر اہل سنت اور غیر اہل سنت کا اختلاف کھول دینے کی غرض سے علم کلام میں لے آتے ہیں اور امامیہ مسئلہ امامت کو اصول عقائد سے جانتے ہیں اس لیے اپنی جانوں کو امامیہ کہتے ہیں اور ان کا اعتقاد یہ ہے کہ زمان تکلیف امام فاطمی سے خالی نہیں ہوتا اور امامت اولاد حضرت فاطمہ میں ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نص کی وجہ سے اور قدر مشترک ان کے سارے فرقوں میں یہی عقیدہ ہے اور ان کے نزدیک سارے صحابہ مرتد ہو گئے مگر حضرت علیؓ اور ان کے دونوں صاحبزادے حضرت حسن و حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ابوذر غفاری اور سلمان فارسی اور کچھ اور تھوڑے سے لوگ ارتداد سے بچ گئے ان کے نزدیک امام وہ شخص ہے کہ معصوم ہو گناہاں صغیرہ و کبیرہ سے اور خطا و غلطی سے مثل نبی کے اور محدث ہو یعنی ملک نے اس سے کلام کیا ہو بغیر اس کے ملک اس کے سامنے ظاہر ہوا ہو ہاں پیام الٰہی اس کو پہنچایا ہو امامیہ کے نزدیک مثل پیغمبر کے امام کی اطاعت خلائق پر واجب ہے اور تحریم و تحلیل وغیرہ تمام امور دینی اسی پر مفوض ہوتے ہیں جو چاہے کرے اور جو

Marfat.com

تصرف چاہے عمل میں لائے اور کسی کو اس کے قول وفعل پر مجال دم زدن نہیں ہوئی نہ یارائے عدم فرمان بری چہ جائے اعتراض ومحل سخن اور امام کے لیے دعویٰ امامت اور اظہار معجزہ مشروط گردانتے ہیں اور ان کے نزدیک امام کا مقرر کرنا لطف ہے اور لطف اللہ پر واجب ہے پس امام کا مقرر کرنا اللہ پر واجب ہے اور ان کے نزدیک امامت کا ثبوت نص سے ہوتا ہے بدون نص رسول کے یا نص امام سابق کے لاحق کے لیے امامت مسلم نہیں سب سے پہلے جس نے مذہب امامیہ میں کلام کیا علی بن اسماعیل میثم تمار اور ہشام بن الحکم اور ہشام بن سالم جوالیقی ومحمد بن علی بن نعمان کوفی وزرارہ بن اعین کوفی ہیں کہ بعد قتل زید شہید کے ان لوگوں نے شیعہ کیسانیہ ومختاریہ کو حضرت محمد باقر و حضرت جعفر صادق کی امامت کی طرف دعوت کرنا شروع کی اور ان کے گروہ بڑھ گئے اور اپنے واسطے خاص امامیہ کا لقب اختیار کرلیا اور زید شہید کے اتباع کو زیدیہ کہنے لگے اور ان دعاۃ امامیہ نے اپنے نفسوں کو حضرت زین العابدین اور ان کی اولاد کی طرف منسوب کیا اور محمد بن حنفیہ اور ان کی اولاد کی امامت سے انکار کرنے لگے جس قدر مختار یہ رہ گئے تھے وہ اور جماعت تفضیلیہ ان میں مل گئی اور مذہب امامیہ کی صورت پیدا ہوگئی۔ یہی لوگ مذہب امامیہ کے پیشوا او راسلاف ہیں اور ان کے مذہب کے راوی بھی یہی ہیں انہیں سے امامیہ نے اپنے دین و مذہب کو لیا ہے اور ان کے قول وفعل پر اعتماد رکھتے ہیں اور زرارہ بن اعین اور بکر بن اعین و سلیمان جعفر ومحمد بن مسلم وغیرہ کو عیون الطائفہ ووجوہ الطائفہ کہتے ہیں حالانکہ یہ مجسمہ ہیں کہ اپنے واسطے معبود موہوم ذہنی تراش کے اس کے واسطے جسم اور صورت اور جہت ثابت کرتے ہیں چنانچہ علی بن اسماعیل میثم اور ہشام بن حکم اور ہشام بن سالم اور محمد بن علی بن نعمان کوفی متفقاً یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول کرتا ہے تو ملائکہ آسمان ہائے بالا اور حاملان عرش وکرسی اور ساکنان جنت اس کے اوپر ہوجاتے ہیں پس ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ جہت تحت میں ہوتا ہے اور جن آئمہ کے یہ داعی بننے کے مدعی تھے وہ ان باتوں سے متنفر تھے شرح مسلم الثبوت میں لکھا ہے کہ امامیہ کے نزدیک حسن وقبح ہی اللہ کی طرف سے حکم کا موجب ہوتا ہے پس اگر شرع نہ ہوتی اور اللہ تعالیٰ افعال ایجاد کرتا تو احکام اسی طرح واجب ہوتے جیسا کہ اب شرع میں واجب کیے گئے ہیں اور ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا ارادہ حادث ہے اور اس کا ارادہ سارے موجودات پر عام ومحیط نہیں بلکہ بہت سے موجودات اس کے بلاارادہ پیدا ہوگئے ہیں جیسے شر اور آفت اور کفر اور

Marfat.com

معصیت اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ بعض بندوں کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے مگر شیطان و مغویان بنی آدم سے گمراہ کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ ان کے سامنے نہیں چل سکتا اور کہتے ہیں تکلیف اللہ تعالیٰ پر واجب ہے اور امامیہ اکثر صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں کہ انہوں نے حق حضرت علیؓ کو چھین لیا اور چھپایا۔ اور ان فرقہ ہائے امامیہ کی دو قسمیں ہیں ایک قسم میں وہ فرقے ہیں جو حضرت علیؓ کے بعد حضرت حسنؓ اور ان کی اولاد میں امامت کو منحصر سمجھتے ہیں دوسری قسم میں وہ فرقے ہیں جو حضرت حسنؓ کے بعد حضرت حسینؓ کو امام جانتے ہیں اور ان کے بعد ان کی اولاد کو۔

وہ فرقے جو حضرت علیؓ کے بعد حضرت حسنؓ اور ان کی اولاد میں امامت کو منحصر سمجھتے ہیں

حسنیہ

ان کا ظہور ۱۹۵ ہجری میں ہوا ان کا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے بعد حضرت حسن مجتبیٰ کو امامت پہنچی پھر ان کے بیٹے حسن مثنیٰ کو امام حسن کی وصیت سے امامت پہنچی ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ یہ حسن مثنیٰ (حدیث من کنت مولاہ فعلی مولا یعنی میں جس کا مولا ہوں اس کا علی مولا ہے) کو حضرت علی کی خلافت پر نص نہیں مانتے تھے اور کہتے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس قول سے خلافت کا ارادہ رکھتے تو مسلمانوں کے سمجھنے کے لیے واضح کر کے بیان کرتے اس لیے کہ حضرت محمدؐ تمام آدمیوں سے زیادہ فصیح اور تمام آدمیوں سے زیادہ صاف بولنے والے تھے تو ضرور تھا کہ فرماتے .یا ایھا الناس ھذا والی امری و القایم علیکم بعدی فاسمعوا و اطیعوا یعنی اے لوگوں یہ والی میرے امر کا اور قائم مقام تم پر میرے بعد ہے سو تم اس کے حکم کو سنو اور اس کی اطاعت کرو پھر انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر اللہ اور اس کا رسول حضرت علیؓ کو اس کام کے لیے اختیار کرتا اور حضرت علیؓ اس کی تعمیل نہ کرتے اور اس کام میں پیش قدمی نہ فرماتے تو ضرور فرمان الٰہی اور فرمان حضرت رسالت پناہی کے ترک کرنے کی وجہ سے بڑے خطاوار لوگوں میں ہوتے ایک آدمی نے حسن مثنیٰ کا یہ کلام سن کر کہا کہ کیا جناب سرور کائنات نے یہ نہیں فرمایا ہے۔

Marfat.com

من کنت مولاہ فعلی مولاہ حسن مثنیٰ نے جواب دیا آگاہ ہو کہ اللہ کی قسم رسول اللہ اگر اس قول سے خلافت کا ارادہ کرتے تو وہ اپنی مراد کو خوب کھول دیتے اور تصریح کر دیتے جس طرح نماز و زکوۃ کو صاف صاف بیان کیا ہے حسن مثنیٰ کے بعد ان کے بیٹے عبداللہ محض امام ہوئے اور ان عبداللہ کے ساتھ حضرت جعفر صادق کا مناقشہ طول طویل اور اس میں بہت کچھ ردوبدل واقع ہوا تھا جو کتب اثنا عشریہ میں مذکور ہے اور ایک تقریب سے ملا رفیع واعظ نے بھی ابواب الجنان میں کلینی سے نقل کیا ہے منصور خلیفہ بغداد نے عبداللہ محض کو قید کر دیا وجہ اس کی یہ ہوئی کہ ان کے دو بیٹے محمد اور ابراہیم منصور سے چھپ گئے تھے منصور کو یہ خیال ہوا کہ کہیں یہ امامت کا دعویٰ کر کے خروج نہ کر دیں منصور نے عبداللہ محض کو محمد کے حاضر کرنے میں مجبور کرنا شروع کیا عبداللہ نے سلیمان بن علی سے اس بابت مشورہ کیا سلیمان نے کہا اگر منصور درگزر کرنے کا عادی ہوتا تو اپنے چچا عبداللہ بن علی سے درگزر کرتا عبداللہ یہ سن کے متنبہ ہو گئے اور اس وقت سے برابر اپنے بیٹوں کو چھپانے میں سعی بلیغ کرنے لگے منصور نے جاسوسوں کو حجاز کے تمام جنگلوں میں محمد کی جستجو کے لیے پھیلا دیا کوئی چشمہ کوئی مقام ایسا نہیں تھا جہاں پر منصور کے جاسوس نہ رہتے ہوں جب اس میں بھی منصور کو کامیابی نہ ہوئی تو ایک بار منصور نے عقبہ بن سالم ازدی کو بلا کے ایک خط محمد کے ہوا خواہان خراسان کی جانب سے لکھ کے دیا اور بہت سا مال و اسباب دے کے عبداللہ محض کے پاس روانہ کیا جوں ہی عقبہ نے عبداللہ کے پاس پہنچ کے ہوا خواہان خراسان کا جعلی خط اور مال و اسباب دیا عبداللہ نے خط پھینک دیا جھڑک کے بولے میں ان لوگوں کو نہیں جانتا تم میرے پاس سے چلے جاؤ اس وقت تو عقبہ چلا آیا لیکن وقتاً فوقتاً آتا جاتا رہا یہاں تک کہ عبداللہ اس سے مانوس ہو گئے اور اپنے دلی حالات کہنے لگے عقبہ نے عرض کیا اس خط کا جواب لکھ دیجئے عبداللہ نے جواب دیا خط کا جواب تو نہ لکھوں گا مگر ان لوگوں کو میرا سلام کہہ دینا اور یہ کہہ دینا کہ میرے دونوں بیٹے فلاں وقت خروج کریں گے عقبہ لوٹ کے منصور کے پاس آیا کل حالات عرض کیے منصور نے بقصد حج کوچ کر دیا۔ مکہ پہنچا بنو حسن ملنے کو آئے عبداللہ بھی ان کے ساتھ تھے منصور نے عبداللہ سے خطاب کر کے کہا کیوں صاحب آپ نے تو اقرار کیا تھا کہ ہم کبھی مخالفت نہ کریں گے نہ تمہاری حکومت میں خلل اندازی کریں گے عبداللہ بولے میں اس وقت تک اسی اقرار پر ہوں منصور نے عقبہ سے مقابلہ کرایا عقبہ نے عبداللہ کے سامنے ایک ایک بات بیان کی منصور نے یہ باتیں سن کے

Marfat.com

عبداللہ کے قید کا حکم دے دیا پھر ۱۴۰ ہجری میں منصور حج کرنے کو آیا اور عبداللہ کو ان کے دونوں بیٹوں محمد و ابراہیم کے حاضر کرنے پر مجبور کیا زعاد عامل مدینہ نے ضمانت کی تو غریب کی جان بچی ۱۴۴ ہجری میں ریاح بن عثمان بن حیان مزنی کو مدینہ منورہ پر مقرر کر کے روانہ کیا اس نے مدینہ میں پہنچ کے عبداللہ کو لڑکوں کے نہ حاضر کرنے پر دھمکی دی عتاب شاہی سے ڈرایا عبداللہ نے کہا واللہ تو آج ایسا قسی القلب ہو رہا ہے جیسا کہ قصاب بکری کے ذبح کرنے کے وقت ہو جاتا ہے بعد اس کے ریاح نے بنو حسن کو گرفتار کرا کے قید کر دیا جن کے یہ اسما تھے۔ عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن سبط بن امیر المومنین علی حسن و ابراہیم جعفر پسران حسن مثنیٰ۔ سلیمان وعبداللہ پسران داؤد ان لوگوں میں علی بن حسن بن حسن بن علی العابد نہ تھے اگلے دن ریاح کے پاس گئے فرمایا میں تیرے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ تو مجھ کو بھی میری قوم کے ساتھ قید کر دے ریاح نے ان کو بھی انہیں لوگوں کے ساتھ قید کر دیا منصور کو اس کی اطلاع دی گئی تو اس نے لکھا کہ انہیں لوگوں کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان معروف بہ دیباج کو بھی قید کر دو یہ عبداللہ محض کے اخیافی بھائی تھے کیونکہ ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت الحسین ہیں ریاح نے اس فرمان کے مطابق محمد بن عبداللہ کو پکڑوا کے قید کر دیا انہیں ایام میں گورنر مصر نے علی بن محمد بن عبداللہ محض کو گرفتار کر کے منصور کے پاس بھیج دیا تھا ان کو ان کے والد نے دعوت دینے کی غرض سے مصر بھیجا تھا بعض کا بیان ہے کہ پہلے عبداللہ محض قید کیے گئے تھے اور ایک مدت تک قید میں رہے بعد یہ چندے منصور کے مشیروں نے بقیہ اولاد حسن مثنیٰ بن حسن سبط کے قید کر دینے کی رائے دی چنانچہ سب کے سب گرفتار ہو کے قید خانہ بھیج دیے گئے اس واقعہ کے بعد ۱۴۴ ہجری میں منصور حج کرنے کو گیا مکہ معظمہ پہنچا عبداللہ محض نے حاضری کی اجازت طلب کی منصور نے کہا واللہ میری آنکھیں اس کو اس وقت تک نہ دیکھیں گی جب تک وہ اپنے دونوں بیٹوں کو میرے پاس حاضر نہ کرے گا عبداللہ محض نہایت محسن مقبول خلائق اور بے حد خلیق تھے جس سے جو کچھ کہتے تھے وہ قبول کر لیتا ادائے حج کے بعد منصور ربذہ کی طرف روانہ ہوا ریاح بھی بنظر مشایعت ساتھ ساتھ آیا منصور نے اولاد حسن کو مع ان لوگوں کے جو ان کے ساتھ تھے عراق بھیج دینے کا حکم دیا چنانچہ ریاح نے ان لوگوں کو قید خانے سے نکال کے ہتھکڑیاں طوق اور بیڑیاں پہنا کے بغیر کجاوے کے اونٹوں پر سوار کرا کے عراق کی جانب روانہ کر دیا جعفر الصادق پردے کی آڑ سے یہ سب معاملات دیکھتے جاتے تھے

Marfat.com

اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے دوران سفر میں محمد وابراہیم بدوؤں کے لباس میں اپنے والد عبداللہ کے پاس اکثر آیا کرتے تھے اور خروج کی اجازت چاہتے تھے عبداللہ محض کہا کرتے تھے میرے نور نظر و عجلت نہ کرو جب تک مناسب موقع ہاتھ نہ آئے اگر ابو منصور تمہاری کریمانہ زندگی کا مخالف ہو تو تم لوگ اس سے باز نہ آنا کہ کریمانہ موت مرور بذہ پہنچا تو منصور کی خدمت میں محمد بن عبداللہ عثمانی پیش کیے گئے منصور سخت کلامی سے پیش آیا گالیاں دیں اس پر بھی صبر نہ آیا تو ایک سو پچاس درے لگوائے بعضوں کا بیان ہے کہ ریاح نے منصور کو اس جبر و تعدی پر آمادہ کیا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا کہ اہل شام ان کے ایسے ہوا خواہ ہیں کہ ان میں سے ایک بھی ان کی مخالفت نہ کرے گا اس واقعہ کے بعد ابو عون گورنر خراسان نے منصور کے پاس ایک عرضداشت بایں مضمون روانہ کی کہ اہل خراسان میں اندرونی سازشیں بہت ہو رہی ہیں اور یہ لوگ محمد بن عبداللہ کے خروج کا انتظار کر رہے ہیں منصور نے اس سے مطلع ہوتے ہی محمد بن عبداللہ عثمانی کو قتل کی غرض سے جلاد کے حوالے کر دیا اور سر اتروا کے خراسان بھیج دیا اس سر کے ساتھ چند آدمی ایسے بھیجے گئے تھے جنہوں نے خراسان پہنچ کے قسم کھائی تھی کہ یہ سر محمد بن عبداللہ محض کا ہے اور ان کی دادی کا نام فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ پھر منصور ربذہ سے روانہ ہو کے کوفہ پہنچا اور بنو حسن کو قصر ابن ہبیرہ میں قید کر دیا بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے ان میں سے محمد بن ابراہیم بن حسن مثنیٰ شہید کیے گئے اس طرح پر کہ زندہ ستون میں چن دیے گئے بعد ازاں عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بعدہ علی بن حسن مثنیٰ نے وفات پائی کہا جاتا ہے کہ منصور کے حکم سے یہ لوگ شہید کیے گئے ان میں بجز سلیمان و عبداللہ پسران داؤد اور اسحاق و اسماعیل پسران ابراہیم بن حسن اور جعفر بن حسن کے اور کوئی جانبر نہ ہوا سب کے سب کمال بے کسی سے منصور کے پنجہ ظلم کے نذر ہو گئے۔

عبداللہ محض کے بعد ان کے بیٹے محمد الملقب بہ مہدی جن کا عرف نفس زکیہ ہے امام ہوئے ریاح حاکم مدینہ ان کی تلاش میں سرگرمی سے کام لینے لگا اور یہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں چھپتے پھرتے تھے اس روپوشی اور اختفا کی نوبت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ ایک دفعہ کنوئیں میں ڈول کی طرح لٹک کے جان بچائی اسی تگ و دو میں ایک پہاڑ پر سے ان کی بیوی گر پڑیں جس کے صدمے سے حمل ساقط ہو گیا غرض ریاح ہر وقت محمد کی جستجو و تلاش میں رہتا تھا اور یہ چھپتے پھرتے تھے جب بھاگنے اور چھپنے سے تنگ آ گئے تو

Marfat.com

بصلاح دشورائے اپنے ہمراہیوں کے خروج کا ارادہ کردیا اور مذار مقام سے ایک سو پچاس آدمیوں کی جمعیت سے ۱۴۵ ہجری میں خروج کردیا ان کے ساتھی تکبیریں کہتے جاتے تھے قید خانے کی طرف آئے قیدیوں کو رہا کیا دارالامارت پر پہنچے اپنے ہمراہیوں کو آواز کرتے جاتے تھے کہ کسی کو قتل نہ کرنا کسی کو قتل نہ کرنا وہاں داخل ہو کے ریاح اور اس کے بھائی عباس محمد ابن مسلم بن عقبہ کو قید کردیا بعد ازاں مسجد کی طرف آئے ممبر پر چڑھ کے خطبہ دیا جس میں منصور کی ان عادات خسیسہ و خصائل رذیلہ کا ذکر کیا جس کا وہ خوگر ہوگیا تھا اور لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف کے برتاؤ کرنے کا وعدہ کیا اور ان سے امداد کے خواستگار ہوئے۔ مدینہ منورہ کے انتظام سے فارغ ہو کے مکے کی جانب روانہ ہوئے بوقت خروج اہل مدینہ نے حضرت مالک سے محمد کے ساتھ خروج کرنے کی بابت باظہار اس امر کے استفسار کیا تھا کہ ہماری گردنوں میں منصور کی بیعت کا ہار پڑا ہوا ہے حضرت مالک نے جواب دیا کہ منصور نے تم سے جبراً بیعت خلافت لی ہے اور مجبور پر یمین نہیں ہے اس سے لوگوں کے خیالات بدل گئے اور بہ طیب خاطر محمد کے اعوان و انصار میں شامل ہوگئے منصور اس وجہ سے حضرت مالک سے ناراض ہوگیا مگر حضرت مالک نے اپنا مکان نہ چھوڑا اور حضرت ابوحنیفہ نے بھی مسلمانوں کو فتویٰ دیا کہ ان کے ساتھ خروج کریں۔ محمد مہدی نے اسمٰعیل بن عبداللہ بن جعفر کو بھی بیعت کرنے کے لیے طلب کیا تھا یہ ایک معمر شخص تھے انہوں نے کہلا بھیجا اے بھتیجے واللہ تم مارے جاؤ گے میں تمہاری بیعت کیسے کروں تھوڑے سے آدمی اس جواب کو سن کے پھر گئے اور بنو معاویہ بن جعفر نے محمد مہدی کا ساتھ دینے میں عجلت کی حمادہ بنت معاویہ نے اپنے چچا اسماعیل بن عبداللہ کے پاس حاضر ہو کے اپنے بھائیوں کی شکایت کی کہ اے چچا جان آپ کے اس کلام سے کچھ لوگ محمد سے جدا ہوگئے ہیں اور ہنوز میرے بھائی انہیں کے ہمراہ ہیں مجھے خوف ہے کہ مبادا یہ لوگ بھی مارے نہ جائیں۔ اسماعیل نے حمادہ کو ناکام لوٹا دیا بیان کیا جاتا ہے کہ اس سے حمادہ کو عداوت پیدا ہوگئی چنانچہ موقع پا کے اس نے اسماعیل کو قتل کر ڈالا۔ محمد مہدی کے ظہور کے نویں دن ایک شخص آل اویس بن ابی سرح سے جس کا نام حسین بن صخر تھا طے مسافت کر کے منصور کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان واقعات سے اس کو آگاہ کیا منصور بولا تو نے اس کو دیکھا ہے عرض کیا ہاں میں نے بچشم خود دیکھا ہے ممبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر میں نے ان سے باتیں کی ہیں منصور کو اس کے کہنے کا یقین نہ ہوا اگلے دن سے مہدی کے خروج کی متواتر

Marfat.com

خبریں آنے لگیں تب تو منصور کو خوف و ہراس پیدا ہوا اور کوفہ پہنچ کے قطع حجت کے خیال سے محمد مہدی کے پاس ایک خط مشعر امان لکھ کے روانہ کیا محمد نے اس کے اقوال کو رد کیا اور اپنے شریف النسب ہونے پر فخر کیا اور لکھا کہ ہمارا والد علی وصی اور امام تھا پس تم کیسے ان کی ولایت کے وارث ہو گئے حالانکہ ان کے بیٹے بقید حیات میں اس کا بیٹا ہوں جس کا جنت میں سب سے بڑا درجہ ہوگا (یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم) اور بیٹا ہوں اس کا جس پر دوزخ میں کمتر عذاب ہوگا (مراد اس سے ابوطالب ہے) منصور نے ان کے خط کا جواب ویسا ہی ترکی بترکی دیا جیسا کہ انہوں نے لکھا تھا جس کے بعض فقرات کا ترجمہ یہ ہے تمہارے فخر کا دارومدار عورتوں کی قرابت پر ہے جس سے جہال اور بازاری دھوکا کھا سکتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو چچاؤں۔ باپوں۔ عصبہ اور ولیوں کی طرح نہیں بنایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے چچا کو والد کا قائم مقام بنایا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ عورتوں کی قرابت کا لحاظ و پاس کرتا تو آمنہ (مادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ان میں سے نہایت قریب اور عزیز اور بڑی حق والی ہوتیں اور جنت میں داخل ہونے والوں سے اولیٰ ہوتیں اور تم نے جو فاطمہ ام ابوطالب اور اس سے پیدا ہونے کا ذکر کیا ہے تو اس کی حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے کسی لڑکے اور کسی لڑکی کو اسلام نصیب نہیں کیا اور اگر اللہ تعالیٰ مردوں میں سے کسی کو بوجہ قرابت دائرہ اسلام میں دخل کرتا تو عبداللہ کو کرتا اور وہ بے شک ہر طرح سے دنیا و آخرت میں بہتر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور اس وقت آپ کے چار چچا تھے پس اللہ عزوجل نے آیہ کریمہ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ. (سورۃ شعراء ۲۶۔ آیت ۲۱۴) یعنی ڈرا تو اپنے قریب ترین عزیزوں کو) نازل فرمائی چنانچہ آپ نے ان لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرایا دین حق کی طرف بلایا ان میں سے دو نے اس دین کو قبول کرلیا از اں جملہ ایک میرا والد تھا یعنی عباس اور دوسرے حمزہ اور دو نے دین حق قبول کرنے سے انکار کیا ان میں سے ایک تمہارا والد تھا یعنی ابو طالب اور دوسرا ابولہب اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کا سلسلہ ولایت آپ سے منقطع کر دیا اور آپ میں اور ان دونوں میں کوئی ذمہ و میراث نہ قائم کی اور یہ کہنا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لڑکے ہو سو اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب میں یوں ارشاد فرماتا ہے۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ. (سورۃ احزاب ۳۳۔ آیت ۴۰) محمد تم لوگوں میں سے کسی کے والد نہیں۔ لیکن تم لوگ ان کی بیٹی کے بیٹے اور یہ بے شک قرابت قریبہ ہے مگر اس کو میراث نہیں پہنچ سکتی اور نہ یہ ولایت کی

Marfat.com

وارث ہوسکتی ہے اور نہ اس کو امامت جائز ہے پس کیونکر اس قرابت کے ذریعہ سے تم وارث ہوسکتے ہو اور تمہارے والد نے ہر طرح اس کی خواہش کی تھی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو دن میں نکالا اور در پردہ ان کو بیمار کیا اور رات کے وقت دفن کیا باوجود اس کے لوگوں نے سوائے شیخین (ابوبکرؓ وعمرؓ) کے کسی کو منظور نہ کیا اور جو تم نے علیؓ اور ان کے سابق الاسلام ہونے کی وجہ سے فخر کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت وفات دوسرے کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا بعد ازاں لوگ ایک کے بعد دوسرے کو امام بناتے گئے اور ان کو منتخب نہ کیا حالانکہ یہ بھی ان بزرگوں میں تھے لیکن سبھوں نے ان کو اس امر کے قابل نہ سمجھ کے چھوڑ دیا اور ان لوگوں نے اس میں ان کو حقدار نہ خیال کیا اور عبدالرحمٰن نے تو ان پر عثمان کو مقدم کر دیا اور وہ اس معاملے میں متہم بھی ہیں اور طلحہ و زبیر ان سے لڑے اور سعد نے ان کی بیعت سے انکار کیا دروازہ بند کر لیا بعد ازاں معاویہ کی بیعت کی بعد اس کے تمہارے والد نے خلافت کی پھر تمنا کی اور لڑے اور ان سے ان کے مصاحبین علیحدہ ہوگئے اور قبل حکم مقرر کرنے کے ان کے ہوا خواہ ان کے مستحق ہونے کی بابت مشکوک ہوئے پھر انہوں نے دو شخصوں کو برضامندی حکم مقرر کیا اور ان کو اللہ کا عہد و میثاق دیا ان دونوں شخصوں نے ان کی معزولی پر اتفاق کر لیا پھر حسن خلیفہ ہوئے انہوں نے حکومت و خلافت کو معاویہ کے ہاتھ کپڑوں اور دراہم کے بدلے فروخت کر ڈالا اور حجاز چلے آئے اور اپنے ہوا خواہوں کو معاویہ کے سپرد کر دیا اور حکومت کو نااہل کے حوالے کر دیا پس اگر تمہارا کچھ حق بھی تھا تو اس کو تم نے فروخت کر ڈالا اور قیمت وصول کر لی شاید تم نے یہ گمان کیا ہے کہ تمہارے والد کو حمزہ و عباس اور جعفر پر مقدم ہونے کی وجہ سے ہم ذکر کیا کرتے ہیں حالانکہ یہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تمہارا گمان ہے البتہ یہ لوگ دنیا سے ایسے صاف گئے ہیں کہ سب لوگ ان کے مطیع اور ان کے افضل ہونے کے قائل تھے اور تمہارا والد جدال وقتال میں مبتلا گیا بنوامیہ ان پر لعنت ویسا ہی کرتے تھے جیسا کہ کفار پر نماز فرائض میں کی جاتی ہے پس ہم نے جھگڑا کیا ان کے فضائل بیان کئے بنوامیہ پر سختی کی اور بوجہ حرکات ناشائستہ کے ان کی ہم نے گوشمالی کی۔ محمد بن عبداللہ کو دعویٰ تھا کہ وہ مہدی موعود ہیں اور اپنے دعوے پر وہ اس حدیث کو سند سمجھتے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ان المھدی من ولدی اسمہ اسمی و اسم ابیہ ابی ۔ یعنی مہدی میری اولاد میں سے ہوگا جس کا اپنا نام میرے نام کے مطابق ہوگا اور اس کے والد کا نام

Marfat.com

میرے والد کے نام کے موافق اور نفس زکیہ ان کو اس لیے کہتے ہیں کہ جب وہ فتح سے مایوس ہوئے تو وہ رجسٹر جس میں ان سے بیعت کرنے والوں کے نام تھے جلوادیا تا کہ کوئی انہیں جان نہ لے پس وہ اس حدیث رسول اللہ کا مصداق ہوگئے۔ یُقْتَلُ باحجار الزیت من ولدی نَفْس" زکیۃ۔ یعنی میرے فرزندوں میں سے نفس زکیہ احجار زیت میں مقتول ہوگا اور وہ قتل بھی اسی مقام پر ہوئے تھے کہتے تھے کہ نفس زکیہ حضرت جعفر صادق کے موافق نہ تھے منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس کو محمد سے جنگ کرنے کے لیے مدینے کو روانہ کیا روانگی کے وقت منصور نے یہ ہدایت کی تھی کہ اگر تم کو ان پر کامیابی حاصل ہوجائے تو اپنی تلوار کو میان میں کرلینا امان دے دینا اگر محمد روپوش ہوجائیں تو اہل مدینہ کو گرفتار کرلینا یہ ان کے حالات کو جانتے ہیں اور آل ابوطالب میں سے جو شخص تم سے ملاقات کرے اس کا نام میرے پاس لکھ بھیجنا اور جو شخص نہ ملے اس کا مال واسباب ضبط کرلینا چنانچہ جعفر صادق منجملہ ان لوگوں کے تھے جو روپوش ہوگئے تھے پس عیسیٰ بن موسیٰ نے ان کے مال واسباب کو ضبط کرلیا الغرض عیسیٰ نے مدینے کے قریب پہنچ کے چند لوگوں کو طلبی کے خطوط روانہ کیے پس عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب مع اپنے بھائی ابوعمر اور ابوعقیل محمد بن عبداللہ بن محمد عقیل کے مدینے سے نکل آئے مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ کے آنے کی خبر لگی تو مدینے میں قیام کرکے خندق کھودنے کا حکم دیا اور اسی خندق کو کھدوایا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احزاب میں کھدوایا تھا۔ پھر عیسیٰ نے مدینے سے چار میل کے فاصلے پر پہنچ کر پڑاؤ کیا اور فوج کا ایک دستہ مکے کے راستے کی طرف بھیج دیا تا کہ بوقت شکست محمد کو مکہ جانے سے مانع ہو اور مہدی کے پاس کہلا بھیجا کہ خلیفہ منصور تم کو امان دیتے ہیں اور کتاب وسنت کی طرف تم کو بلاتے ہیں اور انجام کار بغاوت سے ڈراتے ہیں مہدی نے جواب دیا میں ایک ایسا شخص ہوں جس نے قتل کے خوف سے فرار کیا ہے عیسیٰ یہ سن کے خاموش ہو رہا سولھویں رمضان ۱۴۵ ہجری کو عیسیٰ نے بقصد جنگ اطراف مدینہ میں اپنے سپہ سالاروں کو پھیلا دیا محمد مہدی بھی مع اپنے ہمراہیوں کے میدان جنگ میں آئے پھریرہ عثمان بن محمد بن خالد بن زبیر کے ساتھ تھا اور ان کا شعار احد احد تھا محمد مہدی نے اس معرکہ میں بہت بڑی مردانگی سے کام لیا بڑے بڑے زغوں میں مبتلا ہوئے ستر آدمی ان کے ہاتھ سے مارے گئے عیسیٰ کے حکم سے حمید بن قحطبہ ایک سو پیادوں کے ساتھ لڑ بھڑ کر خندق کو طے کرکے محمد کے ہمراہیوں سے لڑنے لگا

Marfat.com

عصر کے وقت تک برابر لڑتا رہا ہنوز جنگ کا بازار گرم ہی تھا کہ عیسیٰ کی رکاب کی فوج بڑھی خندق اسباب سے پاٹ کر راستے بنا دیے سواران لشکر عبور کر کے محمد مہدی کے لشکر میں جا بھڑے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی محمد نے میدان جنگ سے واپس آ کر غسل کیا خوشبو لگائی پھر میدان جنگ کی طرف لوٹے عبداللہ بن جعفر بولے آپ نے بڑی غلطی کی اس عظیم الشان لشکر کا مقابلہ کرنا آپ کی طاقت سے باہر ہے کاش کے چلے گئے ہوتے جواب دیا میں اہل مدینہ کو اس حالت میں نہیں چھوڑ سکتا واللہ میں یہ فعل نہ کروں گا اس سے زیادہ نہیں کہ مارا جاؤں گا اور تم کو بہ نسبت میرے آسانی ہے۔ جہاں چاہیے چلے جاؤ عبداللہ بن جعفر تھوڑی دور تک ساتھ رہے پھر لوٹ آئے اسی طرح تقریباً کل ہمراہی منتشر و متفرق ہو گئے صرف تین سو آدمی باقی رہ گئے ہمراہیوں میں سے کسی نے کہا آج ہم لوگوں کی وہی تعداد ہے جو اہل بدر کی تعداد تھی عیسیٰ بن حضیر مہدی کے ہمراہیوں میں سے بصرہ یا اور کسی شہر کی طرف چلے جانے کو بار بار کہتا تھا اور مہدی یہی جواب دیتے تھے واللہ تم لوگ میرے ساتھ مبتلائے بلا نہ ہو جس طرف تمہارا جی چاہے چلے جاؤ بعد اس کے مہدی نے ظہر بن ادا کی عیسیٰ بن حضیر دیوان کی طرف چلا گیا اور اس رجسٹر کو جلا دیا جس میں بیعت کرنے والوں کے نام تھے۔ محمد بطن سلع کی طرف بڑھے ان کی رکاب میں بنو شجاع کی جماعت تھی ان لوگوں نے اپنی سواریوں کے پاؤں کاٹ ڈالے اور تلواروں کے میان توڑ کے مرجانے پر عہد و پیمان کر کے بھڑ گئے عیسیٰ کی فوج کو دو یا تین بار شکست دی کچھ لوگ اس کے ہمراہیوں میں سے پہاڑ پر چڑھ گئے اور دوسری جانب سے اتر کے مدینے میں آئے اور ایک عباسی عورت کی سیاہ اوڑھنی لے کے منارہ مسجد پر پھریرے کی طرح سے اڑا دیا محمد کے ہمراہیوں کے جو اس وقت تک کمال مردانگی سے لڑ رہے تھے اس واقعہ کو دیکھنے سے چھکے چھوٹ گئے اور یہ سمجھ گئے کہ عیسیٰ کے لشکر نے مدینے پر قبضہ کر لیا بھاگ کھڑے ہوئے طرہ اس پر یہ ہوا کہ بنو غفار نے بھی عیسیٰ کے ہمراہیوں کو اپنی جانب سے راستہ دے دیا عیسیٰ کے لشکری مدینہ ہو کے محمد کے لشکریوں کے سامنے سے آ پہنچے محمد نے حمید بن قحطبہ کو للکارا حمید نے مقابلے پر آنے سے انکار کیا اور عیسیٰ بن حضیر کو پکار کے بولا تم جنگ نہ کرو میں تم کو امان دیتا ہوں عیسیٰ ابن حضیر اس پر ملتفت نہ ہوا برابر لڑتا رہا یہاں تک کے لڑتے لڑتے زخموں سے چور ہو کے گر پڑا محمد اس کے لاشے پر لڑ رہے تھے عیسیٰ کے لشکری چاروں طرف سے ان پر حملہ کر رہے تھے اور محمد کمال استقلال سے للکار للکار کے ان حملوں کا جواب دیتے جاتے

Marfat.com

تھے ایک شخص نے لپک کے پیٹھ پر نیزہ مارا صدمہ زخم سے جوں ہی جھکے حمید بن قحطبہ نے بڑھ کر سینے پر ایک برچھا رسید کیا تیورا کے گر پڑے حمید ابن قحطبہ نے گھوڑے سے اتر کے سر اتار لیا اس وقت محمد کی عمر ۴۵ سال کی تھی عیسٰی نے محمد کے سر کو منصور کے پاس بھیج دیا اور نامہ بشارت فتح قاسم بن حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب لے کے گئے اس واقعہ میں محمد مہدی کے قبضے میں ذوالفقار علی تھی جس کو انہوں نے بعوض ایک مطالبے کے جوان پر واجب الادا تھا ایک تاجر کو دے دیا تھا پس جب جعفر بن سلیمان والی مدینہ منورہ ہو کے آیا تو اس نے اس مطالبے کو ادا کر کے ذوالفقار علی تاجر سے لے لی خلیفہ مہدی کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے جعفر بن سلیمان سے لے لی چونکہ اس کی پیٹھ پر مہروں کی قطار بنی ہوئی تھی اس لیے ذوالفقار کہتے تھے یہ مہرے ابھرے ہوئے نہ تھے اور تعداد میں اٹھارہ تھے اور اس زمانے میں جو ذوالفقار کی نقل دو زبان والی شمشیر کی اتارتے ہیں تحقیق کے خلاف ہے بعض متاخرین نے اپنے تخیلات سے یہ بات پیدا کر لی ہے محمد مہدی کے ساتھ اس جنگ میں مشاہیر بنی ہاشم سے محمد کا بھائی موسیٰ بن عبداللہ حمزہ بن عبداللہ محمد بن علی بن حسین۔ اور حسین وعلی پسران زید بن علی بن حسین تھے منصور حسین وعلی کے نام پر کہا کرتا تھا کہ میں نے تو انہیں دونوں کے والد کا بدلہ لیا ہے پھر انہوں نے کیوں محمد کی اعانت کی علی وزید پسران حسن بن زید بن حسن تو محمد کے ساتھ تھے اور ان دونوں کے والد حسن بن زید منصور کے ہمراہ تھے اور حسن و یزید و صالح پسران معاویہ بن عبداللہ بن جعفر۔ قاسم بن اسحاق بن عبداللہ بن جعفر اور علی بن جعفر بن اسحاق بن علی بن عبداللہ بن جعفر محمد کے معین و مددگار تھے اور ان کا والد منصور کے لشکر میں تھا۔ محمد نفس زکیہ کے ظہور کے بعد ان کے بھائی ابراہیم نے جن کا عرف امیر المومنین تھا علم امامت بلند کیا ان کی جستجو پانچ برس سے برابر ہو رہی تھی اور ابراہیم ہمیشہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہوتے رہتے تھے گاہے فارس گاہے کرمان گاہے جبل گاہے حجاز گاہے یمن اور کبھی شام میں بھی جا پہنچتے تھے ایک بار موصل میں منصور کے دستر خوان پر حاضر ہوئے تھے دوبارہ بغداد میں منصور کو اس کی خبر لگ گئی فوراً آدمیوں کو ان کی گرفتاری پر مامور کر دیا ابراہیم لوگوں میں ایسے چھپ رہے کہ وہ لوگ بے نیل مراد واپس گئے یحییٰ بن زیاد بن حیان بنطی نے ان کو بصرہ میں بلایا اور اپنے مکان میں ٹھہرایا اور لوگوں کو ان کے بھائی کی بیعت کی طرف بلانے لگا لوگوں میں ان کی دعوت پھیل گئی ایک جماعت کثیر قضاۃ و اہل علم کی مجتمع ہوگئی چار ہزار آدمیوں نے بیعت کر لی بصرے

Marfat.com

کے گلی کوچے میں ابراہیم کے کام کی شہرت ہوگئی ان دنوں منصور کوفے کے باہر پڑا ہوا تھا اور چند سپہ سالاروں کو سفیان کے پاس بھیج دیا تھا اور یہ ہدایت کردی تھی کہ بروقت ظہور ابراہیم سفیان کی مدد کرنا پہلی رمضان ۱۴۵ ہجری کو ابراہیم نے بقصد خروج ظہور کیا جامع مسجد میں آئے نماز صبح ادا کی پھر مسجد سے نکل کے دارالامارت میں داخل ہوئے سفیان کو مع ان سپہ سالاروں کے جن کو منصور نے اس کی کمک پر بھیجا تھا قید کردیا جعفر و محمد پسران سلیمان بن علی یہ خبر پاکے چھ سو آدمیوں کی جمعیت سے دوڑ پڑے ابراہیم نے معین بن قاسم جزری کو پچاس آدمیوں کے ساتھ مامور کیا اس نے ان دونوں کو بھگا دیا جعفر و محمد کی شکست اور دارالامارت پر قبضہ کرنے کے بعد ابراہیم نے امان کا اعلان کرادیا اور بیت المال سے بیس لاکھ درہم برآمد کر کے پچاس پچاس ہمراہیوں میں تقسیم کردیے بعد اس کے ہواز اور فارس اور واسط کی طرف فوجیں بھیجیں اہواز اور فارس پر قبضہ حاصل ہوگیا اور واسط پر پوری پوری کامیابی کا پھریرا نہیں اڑ سکا اس کے بعد ہی محمد مہدی کے مارے جانے کی خبر ابراہیم کے پاس قبل عیدالفطر پہنچی لوگوں کے ساتھ نماز ادا کی اور ان لوگوں کو اس حادثہ جان کاہ سے مطلع کیا لشکریوں اور عوام الناس کو منصور سے اور زیادہ نفرت بڑھ گئی ابراہیم چونکہ شجاعت اور دلیری کے ساتھ بڑے عالم اور مقتدائے عام تھے ان کی دعوت خلافت پر ہر طرف سے لبیک کی صدائیں بلند ہوئیں خاص کوفے میں کم وبیش لاکھ آدمی ان کے ساتھ جان دینے کو تیار ہوگئے اور پیشوایان مذہب کے ساتھ حضرت ابوحنیفہ نے بھی ان کی تائید کی اور حضرت ابوحنیفہ علانیہ ابراہیم کے طرفدار اور بجز اس کے کہ خود شریک جنگ نہ ہوسکے اور ہر طرح ان کی مدد کی اور ان کی بیعت کی اور مسلمانوں کو ان کی شرکت کے لئے فتویٰ دیا حضرت ابو حنیفہ نے ابرہیم کو خط میں الفاظ لکھا تھا۔ اما بعد فانی قد ارسلت الیک اربعة الا ف درھم لم یکن عندی غیر ھادلو لا امانات للناس عندی للحقت بک فاذالقیت القوم و ظفرت فافعل کمافعل ابوک فی اھل صفین اُقْتُلْ مُدْ بَرِ ھم فَاَجِھِزْ علیے جَرِیْحِھِمْ و لا تفعل کما فعل ابوک فی اھل الجمل فان القول لھم فیہ۔ یعنی چار ہزار درہم حاضر تھے وہ تمہارے واسطے بھیجتا ہوں اس وقت اس سے زیادہ پاس نہ تھا اگر میرے پاس لوگوں کی امانتیں نہ ہوتیں تو خود بھی تمہارے لشکر میں پہنچتا اور جب کہ تم سپاہ دشمن کو دیکھو اور اس پر فتح پالو تو ان کے ساتھ وہ کام کرنا جو تمہارے والد حضرت علیؓ نے اہل صفین کے ساتھ کیا تھا مدبر کو مار ڈالنا اور زخمی کو بھی زندہ نہ چھوڑنا اور ایسا

Marfat.com

مت کرنا کہ تمہارے والد نے جنگ جمل میں کیا تھا کہ انہوں نے اپنے لشکر کو حکم دے دیا تھا کہ زخمیوں کو تکلیف نہ دیں اور مقتولین کی عیال کو قید نہ کریں اور ان کا مال نہ لوٹیں اس لیے کہ یہ قوم لائق ایسے ہی معاملے کے ہے کہتے ہیں کہ یہ خط منصور کے ہاتھ لگ گیا اور اس کو حضرت ابوحنیفہ کی طرف سے بے حد عداوت پیدا ہوگئی۔

نامہ دانشوران میں ابراہیم کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ اصول عقائد میں معتزلہ کے آئین پر تھے اور جلد پنجم ناسخ التواریخ حالات حضرت حسن میں بھی یہی لکھا ہے کوفیوں کے اصرار سے ابراہیم نے کوفے پر چڑھائی کی منصور نے ان کے مقابلے کے واسطے عیسیٰ بن موسیٰ کو عجلت کے ساتھ بلالیا اور کئی سپہ سالاروں کو ابراہیم کی طرف بڑھنے کو تحریر کیا منصور نے نہایت حزم و احتیاط سے ہر سمت کی حفاظت پر فوجیں روانہ کیں اور ہر فساد کے دروازے کو نہایت ہوشیاری سے بند کیا پچاس دن تک مصلے پر بیٹھا رہا اور اس اضطراب میں دو مہینے تک کپڑے نہیں بدلے سرہانے سے تکیہ اٹھالیتا تھا اور کہتا تھا کہ میں نہیں جانتا یہ تکیہ میرا ہے یا ابراہیم کا جب کسی ضرورت سے باہر آتا تھا تو شاہی سیاہ کپڑے پہن لیتا تھا اور جس وقت اندر پہنچتا تھا اتار ڈالتا تھا انہیں دنوں مدینہ منورہ سے دو عورتیں فاطمہ بنت محمد بن عیسی بن طلحہ عبیداللہ اور امۃ الکریم بنت عبداللہ (خالد بن ولید کی نسل سے) تحفتہ بھیجی گئی تھیں مگر منصور نے ان کے ساتھ خلوت نہ کی اور یہ کہا کہ ایام عورتوں کے ساتھ لہو ولعب کرنے کے نہیں ہیں جب تک میں ابراہیم کا سر اپنے روبرو نہ دیکھ لوں یا ابراہیم کے سامنے میرا سر نہ دیکھا جائے جوں ہی عیسیٰ بن موسیٰ دارالخلافت میں حاضر ہوا پندرہ ہزار فوج کے ساتھ ابراہیم کی جنگ پر بھیج دیا اس کے مقدمتہ الجیش پر حمید بن قحطبہ تین ہزار کی جمعیت سے تھا ابراہیم بصرے سے ایک لاکھ فوج لے کے آئے ہوئے تھے اور عیسیٰ بن موسیٰ کے مقابلے پر کوفے سے ۴۸ میل کے فاصلے پر پڑاؤ کیے ہوئے تھے مسلم بن قتیبہ نے کہلا بھیجا کہ اپنے اردگرد خندق کھودلو ابراہیم کے ہمراہیوں نے نہ مانا اور کہا ہم غالب ہیں اور ابو جعفر گویا ہمارے قبضے میں ہے اگلے دن بہ قصد جنگ صف آرائی شروع کی لڑائی تیزی کے ساتھ شروع ہوگئی حمید بن قحطبہ مع اپنی رکاب کی فوج کے بھاگ کھڑا ہوا اس کے ساتھ اکثر لشکری بھاگ گئے عیسیٰ کے پاس ایک جماعت قلیل باقی رہ گئی مگر یہ سب نہایت استقلال کے ساتھ مرنے پر تیار ہو کے لڑ رہے تھے کہ اس اثنا میں جعفر ومحمد پسران سلیمان بن علی ایک لشکر لیے ہوئے ابراہیم کے لشکر کے پیچھے سے آپہنچے ابراہیم کے ہمراہی اس اچانک حملے

Marfat.com

سے گھبرا کے ان کی جنگ و مقاومت کی طرف متوجہ ہوئے تو عیسیٰ کے لشکریوں نے ان کا تعاقب کیا منہزم میں یہ رنگ دیکھ کے سب کے سب لوٹ پڑے درمیان میں ابراہیم کا لشکر تھا۔ نہ تو آگے بڑھ سکتا تھا اور نہ چاروں طرف سے گھر جانے کی وجہ سے جی کھول کے مقابلہ کرسکتا تھا مجبور ہو کے بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے صرف یہ سوچا چار یا چھ سو فوج باقی رہ گئی۔ حمید برابر حملے پر حملہ کررہا تھا اتفاق سے ایک تیر ابراہیم کے گلے میں آکے پیوست ہوگیا ہمراہیوں نے گھوڑے سے اتار لیا اور چاروں طرف سے حلقہ کر کے اپنے حریف کے حملوں کا جواب دینے لگے حمید نے اپنی رکاب کی فوج کو مجموعی جوش سے حملہ کرنے کا حکم دیا ان لوگوں کا حملہ کرنا تھا کہ ابراہیم کے ہمراہی بدحواس ہو کے منتشر ہوگئے حمید کے لشکریوں نے ابراہیم کا سر اتار کے عیسیٰ کے روبرو لا کے رکھ دیا عیسیٰ نے سجدہ شکر ادا کر کے منصور کے پاس بھیج دیا یہ واقعہ پچیسویں ذیقعد ۱۴۵ ہجری کا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ذی الحجہ میں مارے گئے ۴۸ برس کی عمر تھی اور یہ فرقہ حسنیہ کے چھٹے امام تھے امام اول حضرت علی، امام دوم حسن، امام سوم حسن مثنیٰ، امام چہارم عبداللہ محض، امام پنجم محمد نفس زکیہ اور امام ششم ابراہیم۔

منصور نے بعد اس کے یہ ارادہ کرلیا کہ جہاں تک ہوسکے علویوں کو ذلیل کرو اور جو کوئی جان دار اور جیالا نظر آئے اس کو مار ہی ڈالو ایسا نہ ہو کہ میری سلطنت میں مزاحمت کرے منصور کے بعد جتنے خلفا ہوئے ان سب نے یہی رسم جاری رکھی کہ جہاں تک ہوسکے سیدوں کو قتل کرو جب منتصر کی خلافت کا زمانہ آیا تو اس نے اپنے گورنر مصر کو لکھ بھیجا کہ خبردار کوئی سید علوی کسی کا ہدیہ نہ قبول کرنے پائے نہ کبھی گھوڑے پر سوار ہو نہ اپنے خیمے سے کسی طرف سفر کرنے نکلے ایک غلام سے زیادہ غلام نہ خریدے اگر کسی قسم کا جھگڑا سید اور غیر سید میں پڑے تو غیر سید کو ترجیح دی جائے اور جو کوئی رسول کے نواسوں کا نام لے کر فریاد کرے اسے سخت سزا دو اور بہت بری طرح اس کو مارو۔

نفسیہ

یہ فرقہ بھی حسنیہ میں سے ہے مگر اس بات میں اس سے جدا ہے کہ اس کا اعتقاد یہ ہے کہ نفس زکیہ مارے نہیں گئے بلکہ غائب اور مخفی ہیں اور عرصے کے بعد ظہور کریں گے اسی لیے ان لوگوں کا نام نفسیہ مشہور ہے۔

Marfat.com

محمدیہ

اس فرقے کا عقیدہ یہ ہے کہ امام قائم محمد معروف بہ نفس زکیہ بن عبداللہ بن حسن ثنیٰ بن حضرت حسن بن علی بن ابی طالب ہیں اور انہوں نے ابومنصور کی طرف امامت کی وصیت کی تھی نہ بنی ہاشم کی طرف جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے الیسع بن شفط کے لیے وصیت کی تھی اور اپنے بیٹے اور بھتیجے کے لیے وصیت نہ کی۔

حسینیہ

یہ فرقہ کہتا ہے کہ نفس زکیہ کی وصیت سے ابومنصور کو امامت پہنچی اور ابومنصور نے اپنے بیٹے حسین کے لیے امامت کی وصیت کی تھی اس لیے ابومنصور کے بعد وہ امام ہوئے۔

قائدہ جلیلہ محمد نفس زکیہ اور ان کے بھائی ابراہیم فرقہ بزیدیہ کے آئمہ میں بھی شمار پاتے ہیں اس لیے کہ زیدیہ کے ایک گروہ کا اعتقاد یہ ہے کہ یحییٰ بن زید نے جو زیدیہ کے چھٹے امام ہیں اپنے بعد نفس زکیہ کی امامت کے لیے وصیت کی تھی اور نفس زکیہ نے ابراہیم کی امامت کے لیے وصیت کر دی تھی۔

فرقے جو حضرت حسن مجتبیٰ کے بعد حضرت حسینؓ شہید کربلا اور ان کی اولاد میں امامت مانتے ہیں

وہ امامیہ جو حضرت علی کے بعد حضرت حسنؓ کو اور ان کے بعد حضرت حسینؓ کو اور ان کے بعد ان کی اولاد کو امام مانتے ہیں ان سب کا طریقہ، امامت ہیں حضرت محمد باقر تک اتفاق ہے ان کے اختلاف کرتے ہیں ان میں سے بعض فرقے حضرت جعفر صادق تک کو نہیں پہنچاتے ہیں باقی سب فرقے جعفر صادق تک امامت کے معاملے میں مشترک ہیں۔

Marfat.com

وہ فرقے جو محمد باقر کے بعد جعفر صادق کو امام نہیں مانتے

باقریہ

ان کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت حسنؓ کے بعد حضرت حسینؓ کو امامت پہنچی ان کے بعد علی زین العابدینؓ کو ان کے بعد محمد باقرؒ کو اور محمد باقرؒ مرے نہیں زندہ ہیں اور مہدی منتظر ہیں۔

حاصریہ

ان کا عقیدہ یہ ہے کہ محمد باقرؒ کے بعد ان کے بیٹے زکریا امام ہیں اور حاصر میں چھپے ہوئے ہیں جب ان کو اللہ حکم دے گا تو نکلیں گے۔

فرقے جو جعفر صادقؒ تک امامت کے معاملے میں مشترک ہیں اور جو ان کے بعد امام میں اختلاف کرتے ہیں

میثمیہ

یہ فرقہ علی بن اسماعیل میثم تمار کی طرف منسوب ہے جو حضرت علیؓ کے اصحاب سے تھا جیسا کہ مجمع البحرین کی جلد دوم میں لکھا ہے کہ کتاب خرائج الجرائح میں ہے کہ میثم تمار ایک عورت کا اہل کوفہ میں سے غلام تھا حضرت علیؓ نے اسے خرید کر آزاد کر دیا اور علیؓ نے اسے کتاب خلاصہ میں متقد میں ذکر کیا ہے اور مختار کشی میں مذکور ہے کہ اس کا خاندان بیت التمارین کے نام سے مشہور تھا اس فرقے کا قول یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو امامت پہنچی پھر حضرت حسینؓ کو پھر علی بن حسینؓ کو پھر محمد باقرؒ کو پھر جعفر صادقؒ بن محمد کو پھر ان کے بیٹے موسیٰ کاظم کو اور اس کے بعد میثم تمار کا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم ہے اور اس کے لیے اعضا ہیں۔

Marfat.com

حکمیہ (ہشامیہ)

ہشام بن حکم کندی شیبانی کوفی کے اصحاب ہیں ان کو ہشامیہ بھی کہتے ہیں ہشام کا قول ہے کہ صانع اور مصنوعات کے درمیان کوئی مشابہت ضروری ہے ورنہ مصنوعات صانع پر دلالت نہیں کر سکتے اور اس کا قول یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ محدود ہے اور چاندی کے ٹکڑے کی طرح سفید اور صاف ستھرا ہے اور ہر طرف سے چمکتا اور روشن ہے اور انسان کی صورت پر طویل و عریض و عمیق ہے طول اس کا مثل عرض کے اور عرض اس کا مثل عمق کے ہے اور اپنے بالشت سے سات بالشت ہے رنگ اور مزہ اور بو رکھتا ہے اور یہ تمام صفات اس کی ذات کے مغائر نہیں ہیں اور وہ کھڑا ہوتا اور بیٹھتا اور ہلتا اور ٹھہرتا اور چلتا پھرتا بھی ہے اور ماتحت الثریٰ کو بذریعہ شعاع نوری کے جانتا ہے جو اس کے جسم سے نکل کر اس طرف پڑتی ہے اور عرش پر رہتا ہے جب اس سے لوگوں نے پوچھا تیرا اللہ بڑا ہے یا کوہ احد تو کہا کوہ احد حکمیہ مقاتل بن سلیمان پر طعن کرتے ہیں کہ وہ اس بات کا قائل گوشت و خون رکھتا ہے اور ہشام کہتا ہے ارادہ الٰہی ایک حرکت ہے جو نہ اس کی عین ہے اور نہ غیر ہے اور اللہ تعالیٰ کو اشیا کا علم ان کے پیدا ہو جانے کے بعد حاصل ہوتا ہے قبل ان کے وجود کے وہ انہیں نہیں جان سکتا اور اس کا علم نہ قدیم ہے اور نہ حادث ہے اور کلام اس کی صفت ہے جو نہ مخلوق ہے اور نہ غیر مخلوق اور اللہ تعالیٰ اعراض دلالت نہیں کر سکتے بلکہ اجسام اس پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ اجسام کے ساتھ اس کو مشابہت ہے اور یہ شخص اللہ تعالیٰ پر بداء بھی تجویز کرتا تھا اور اس کے زعم میں امام پر معصیت جائز نہیں ہے اور انبیاء پر جائز ہے اور کہتا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فدیہ لینے میں اسیران بدر سے عصیان اللہ کا کیا تھا مختار کشی میں ہشام کے چچا عمر بن یزید سے منقول ہے کہ وہ اوائل میں جہم بن صفوان کے مذہب پر تھا پھر حضرت جعفر صادق کی ہدایت سے شیعہ جعفریہ میں داخل ہو گیا۔ (مجالس المومنین)

ہشام کی تالیفات سے بہت سی کتابیں ہیں مختلف بیانوں میں جیسے توحید اور حدوث اجسام اور جبر و قدر اور امامت اور ابطال امامت مفضول اور رد معتزلہ اور روز مفارقہ اور رد طلحہ و زبیر اور استطاعت وغیرہ میں اور اس نے ایک کتاب اللہ تعالیٰ کی جسمیت کے بیان میں لکھی ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

ہشام کا قول یہ بھی ہے کہ اہل جنت و دوزخ کی یہ نوبت پہنچے گی کہ وہ اپنی حالت

Marfat.com

سے مدہوش اور بے ہوش ہو جائیں گے اپنی جانوں پر ان کا قابو نہ رہے گا جیسے کسی کو نشہ ہوتا ہے ایسے متوالے ہو جائیں گے۔ (میسر)

فرقہ حکمیہ کا ظہور ۱۹۰ ہجری میں ہوا تھا ابن حزم وغیرہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے اول دین اسلام میں یہ بات کہی کہ اللہ جسم ہے وہ یہی ہشام بن حکم ہے۔ (منہاج السنہ جلد اول)

جوالقیہ

ہشام بن سالم جوالقی جوزجانی کوفی کی طرف منسوب ہیں جو بشر بن مروان بن حکم کا غلام تھا اس کا قول یہ تھا کہ اللہ انسان کی صورت پر ہے نصف اس کا مجوف ہے یعنی خالی اور نصف اسفل مصمت ہے یعنی ٹھوس اللہ کے سر کے بال کالے ہیں وہ گوشت اور خون نہیں رکھتا ہے بلکہ ایک چمکتا نور ہے اس کے حواس خمسہ مثل حواس انسان کے ہیں اور حواس اس کے باہم متغائر ہیں اس طرح کہ جس حس سے مثلاً سنتا ہے وہ وہ نہیں ہے جس سے دیکھتا ہے۔ (منہاج السنہ جلد اول)

ہاتھ پاؤں منہ آنکھ کان سب کچھ رکھتا ہے مگر شرمگاہ اور داڑھی نہیں ہے۔ اس فرقے کا ظہور ۱۱۴ ہجری میں ہوا خلاصہ میں مذکور ہے کہ وہ حضرت جعفر صادق اور موسیٰ کاظم کے اصحاب سے تھا۔ اور اس فرقے کو سالمیہ بھی کہتے ہیں اور کبھی ہشامیہ بھی ان کو بولتے ہیں۔ (مجالس المومنین)

زراریہ

زرارہ بن اعین شیبانی کوفی کے تبع ہیں یہ کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات حادث ہیں اور قبل حدوث صفات کے اللہ نہ عالم تھا اور نہ سمیع اور نہ بصیر اور نہ قادر اور نہ حی یہاں تک کہ اس نے اپنے لیے یہ سب کچھ اکتساب کیا اس فرقے کا ظہور ۱۴۵ ہجری میں ہوا زرارہ مسئلہ امامت میں عمائیہ کے قدم بہ قدم ہے جنہیں فطحیہ بھی کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس نے یہ رائے ترک کر دی تھی اس نے عبداللہ بن جعفر صادق سے مسائل دریافت کیے جب نہ بتائے تو موسیٰ بن جعفر کے پاس چلا گیا یہ مشبہ بھی تھا کتاب ابن داؤد میں مرقوم

Marfat.com

ہے کہ زرارہ حضرت محمد باقر و حضرت جعفر صادق و حضرت موسیٰ کاظم کے راویوں میں سے ہے ۱۵۰ ہجری میں انتقال کیا اس نے ایک کتاب استطاعت اور جبر کی میں لکھی ہے۔ (مجالس المومنین)

میزان ذہبی میں مذکور ہے کہ ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ زرارہ نے حضرت محمد باقر سے روایت کی ہے اور سفیان ثوری کہتے ہیں کہ اس نے باقر کو نہیں دیکھا تھا۔

یونسیہ

یونس بن عبدالرحمٰن قمی کے پیرو ہیں اس کا اعتقاد تھا کہ اللہ عرش پر ہے جس کو ملائکہ اٹھائے ہوئے ہیں اور اس کی قوت ملائکہ کی قوت سے زیادہ ہے منتہی المقال میں لکھا ہے کہ یونس حضرت جعفر سے کوہ صفا و مروہ میں ملا تھا مگر ان سے روایت نہیں کی ہے ابوالحسن موسیٰ کاظم اور ان کے بیٹے علی رضا سے روایت کی ہے اور حضرت رضا کا وکیل اور مخلص دوست تھا اور کتاب خلاصہ میں مذکور ہے کہ حضرت رضا اسے اہل علم و فتویٰ سے شمار کرتے تھے فرقہ واقفیہ نے اس کو بہت کچھ مال واسباب دینا چاہا کہ ان سے اس بات میں اتفاق کرلے کہ حضرت موسیٰ کاظم پر امامت منتہی ہوگئی مگر اس نے قبول نہ کیا اور مختار میں مذکور ہے کہ فضل بن شاذان کہتا ہے کہ یہ جو مشہور ہے کہ یونس آل یقطین کا غلام ہے یہ غلط ہے اس لیے کہ یونس ہشام بن عبدالملک کے آخر عہد میں پیدا ہوا تھا اور آل یقطین اس عہد میں نہ تھے بلکہ بنی عباس کے زمانے میں گزرے ہیں۔ ۲۰۸ ہجری میں یونس فوت ہوا۔ حلت متعہ کے بیان میں یونس نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اور یہ بڑا بھاری مشبہ تھا اور بدء کا قائل تھا بدء کے بیان میں اس کی ایک کتاب ہے اور ایک کتاب غلاۃ کے رد میں ہے۔

مفوضہ یا تفویضیہ

اس فرقہ کا ظہور ۱۴۵ ہجری میں ہوا تھا ان کا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کر کے خلق عالم و تدبیر عالم کو ان کے سپرد کردیا ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے ان کے لیے جائز کردیا ہے پس تمام عالم انہی کا پیدا کیا ہوا ہے اور ان میں سے بعض نے یہ کہا ہے کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب کے سپرد فرمایا ہے اور ایک فرقہ ان میں سے یہ کہتا ہے کہ دونوں کے سپرد کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سب آئمہ کے سپرد کیا ہے مفوضہ جب بادلوں کو

Marfat.com

دیکھتے ہیں تو اسے سلام کرتے ہیں۔ اس گمان سے کہ اس میں علی کرم اللہ وجہ ہیں دمع الہتون ترجمہ، اردو جلاء العیون میں لکھا ہے کہ حضرت جعفر صادق نے فرمایا کہ اللہ غالیوں پر لعنت کرے کہ ہم اہل بیت کے حق میں غلو کرتے ہیں اور حد سے گزر جاتے ہیں اور اللہ مفوضہ پر لعنت کرے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے تمام عالم کو آئمہ کے مفوض کیا ہے واضح ہو کہ مفوضہ نے معصیت اللہ کو صغیر جانا اور اپنے اللہ سے کافر ہو گئے اور شریک اللہ کے لیے قرار دیا ہے اور گمراہ ہو گئے ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا ہے۔ فرائض اللہ پر اقامت نہ کریں اور حقوق اللہ اور خلق اللہ ادا نہ کریں اور ابوہاشم جعفری کہتا ہے کہ امام رضا نے غالیوں کو کافر اور مفوضہ کو مشرک کہا ہے اور ارشادیہ میں بیان کیا ہے کہ مفوضہ عبیداللہ بن عبداللہ بن سبا کے متبع ہیں جو سب سے پہلے تفویض کا قائل ہوا تھا یعنی کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سب کام پیغمبر اللہ اور حضرت علیؓ کے سپرد کر دیے ہیں اور آپ معطل ہو گیا ہے یہی حضرات پیدا کرتے ہیں اور یہی مارتے ہیں اور یہی رزق بانٹتے ہیں غرض جو کام کہ اللہ کے ہیں وہ سب عبیداللہ اور اس کے تابعوں کے نزدیک پیغمبر اللہ اور حضرت علیؓ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کچھ نہیں کرتا درحقیقت یہ فرقہ غلات میں داخل ہے اسی سبب سے صاحب ملل ونحل نے مفوضہ کو غلات میں شمار کیا ہے مگر چونکہ غالیوں اور مفوضہ میں اتنا فرق ہے کہ غالی حضرت علیؓ کی الوہیت کے قائل ہیں اور ان کو اللہ جانتے ہیں اور مفوضہ ان کی الوہیت کے قائل نہیں مگر تفویض کے قائل ہیں اور اسی سبب سے بعض روایات میں ذکر مفوضہ کا مقابل غلات کے آیا ہے پس اس وجہ سے تسیم یعنی مقابل غلات کے ہوں گے بہرحال یہ دونوں فرقے حد شرح سے تجاوز کرنے والے ہیں اور معنی غلو کے کسی کام کے کرنے میں حد سے گزر جانے کے ہیں مفوضہ اور غلات کہتے ہیں علمائے قم نے حضرت علیؓ کی محبت میں بہت کمی کی ہے۔

نعمانیہ

یہ محمد بن علی بن نعمان کوفی صیرفی کی طرف منسوب ہیں جس کو اہل سنت شیطان الطاق اور شیعہ مومن الطاق کہتے ہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ کوفے میں ایک مقام طاق کے نام سے مشہور ہے وہاں اس کی دوکان تھی جس میں بیٹھا ہوا درہم و دینار پرکھا کرتا تھا اور اہل سنت کی کتب میں یہ فرقہ شیطانیہ کے نام سے زیادہ مشہور ہے مگر شہرستانی وغیرہ نے نعمانیہ کے نام سے لکھا ہے کنیت اس کی ابوجعفر اور لقب احول ہے اسی لیے ابوجعفر احول

Marfat.com

کہلاتا ہے اس کی تالیف سے کئی کتابیں ہیں ایک حضرت علیؓ کی امامت کے بیان میں احتجاج نامی کتاب ہے اور دوسری خوارج کے رو میں ۔ یہ شخص معتزلہ و شیعہ دونوں کے مذاہب میں ملا جلا رہا کرتا تھا اس کا مذہب یہ تھا کہ اللہ کو اشیا پیدا کرنے سے قبل اس کا علم نہیں ہوتا اگر اللہ بندوں کے افعال کا عالم ہوتا تو یہ بات مستحیل ہوتی کہ بندوں کا امتحان اختیار کرتا اور اس کا زعم تھا کہ اللہ تعالیٰ ایک نور ہے غیر جسمانی اور باوجود اس کے اس بات کا قائل تھا کہ اللہ تعالیٰ انسان کی سی صورت رکھتا ہے اور یہ شخص رجعت کا قائل تھا اس فرقے کا ظہور ۱۱۳ ہجری میں ہوا ہے۔

بدائیہ

یہ لوگ اس کے قائل ہیں کہ اللہ پر جائز ہے یعنی جائز ہے یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کسی شے کا ارادہ کرے اور پھر اس سے پشیمان ہو جائے اس لیے کہ اس پر وہ چیز ظاہر ہو جو اس پر پہلے سے اس پر ظاہر نہ تھی جس طرح کہ آدمی میں تبدیل رائے ہوتی ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ خلافت خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی بھی اسی طرح پر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ انہیں خلیفہ بنا کر پشیمان ہوا اور ان کی تعریف میں جس قدر آیات نازل کیں وہ سب آخر کار اس کے واسطے موجب ندامت کا ہوئیں صواعق محرقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ظہور ۱۴۵ ہجری میں ہوا اور یہ قول مسامحت سے خالی نہیں اس لیے کہ اس سے قبل شیعہ کے بعض فرقے بدء کے قائل ہو چکے تھے چنانچہ کیسانیہ کا یہ عقیدہ ہے حالانکہ اس فرقے کا ظہور ۶۴ ہجری میں ہوا تھا اور فرقہ جوالیقیہ میں بھی جس کا دوسرا نام سالیہ ہے اس امر کا اعتقاد تھا اس فرقے کا ظہور ۱۱۳ ہجری میں ہوا صواعق محرقہ میں ان فرقوں کے سن ہائے ظہور کی نسبت بہت کچھ تسامح ہوا ہے چنانچہ لکھا ہے۔ **ثم ظهرت الزرارية و اليونسية والمفوضة والكيسانية والبدائية والنعمامية منهم و بدو ظهور هم فى حدود سنة خمس واربعين وماة .** حالانکہ ان کے ابتدائے ظہور کے سنین میں بڑا تفاوت ہے حلم اور زراریہ اور دوسرے امامیہ جیسے مالک جہنی و دارم بن حکم وریان بن صلت بھی اللہ تعالیٰ پر بدء کے قائل ہیں۔ امامیہ اپنے اوپر سے اعتراض اٹھانے کے لیے یلیں کے معنے میں تاویلیں کرنے لگے ہیں اور کہتے ہیں جو کچھ اہل سنت نے سمجھا ہے بدء کے امامیہ کے نزدیک وہ معنے نہیں بلکہ اس کے اور معنے ہیں جو لائق انکار نہیں ابوالفتوح نے کنز الفوائد میں اس کی تحقیق و تفصیل کی ہے۔ امامیہ

Marfat.com

کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رائے اور تجویز میں کبھی خطا اور غلطی واقع نہیں ہوتی کیونکہ وہ
عواقب امور اور مصالح امور سے بخوبی آگاہ ہے اور کوئی شے اس پر مجہول نہیں سب حال
اس پر ظاہر اور ہویدا ہے جو وہ کرتا ہے سمجھ کر کرتا ہے نہ خطا سے کہ پشیمان ہو کر رائے اول
سے رائے دوسری کی طرف عدول کرے بدء بایں معنی شیعوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ پر محال
ہے بلکہ شیعہ کی اصلاح میں بدء عبارت ہے تغیر و تبدل سے احکامات میں بسبب اختلاف
مصالح اور اوقات کے یعنی ایک وقت میں باعتبار ایک مصلحت کے ایک حکم دیا دوسرے
وقت میں باعتبار دوسری مصلحت کے اس حکم کو بدل ڈالا اس کو نسخ تشریعی کہتے ہیں اور تغیر
عالم کون میں یعنی وہ تغیرات جو دنیا میں ہوتے ہیں جیسے موجود کرنا اور معدوم کرنا اور زندہ
کرنا اور مردہ کرنا اس کو نسخ تکوینی کہتے ہیں پس بدء بایں معنی فرقہ شیعہ کے نزدیک اس کو
اللہ تعالیٰ پر جائز ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت ایک شان میں ہے جو مصلحت دیکھتا ہے
وہ کرتا ہے اور جس میں مصلحت نہیں دیکھتا اس کو نہیں کرتا کبھی مارتا ہے کبھی جلاتا ہے کبھی بیمار
ڈالتا ہے کبھی صحت دیتا ہے غرض ہر وقت موافق مصلحت کے کام کرتا ہے کیونکہ وہ اپنے
بندوں کی مصلحتوں سے آگاہ ہے پس یہ معنی صحیح ہیں کہ ان میں کسی طرح کا فساد نہیں اور بدء
اس معنے میں آیات اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہے اور یہ آیات اور اخبار اس پر دلالت
کرتے ہیں کہ اللہ نے دو لوحیں پیدا کی ہیں اور ان میں جمیع کائنات اور حوادثات کو لکھا ہے
ایک کا نام لوح محفوظ ہے پس اس لوح میں جو کچھ اللہ کے حکم سے لکھا جاتا ہے اس میں کسی
طرح کا تغیر واقع نہیں ہوتا اور مطابق علم الٰہی کے ہوتا ہے اور دوسری لوح کا نام لوح
محو و اثبات ہے کہ اس میں موافق مصلحت کے اللہ کے حکم سے بعض چیزیں لکھی جاتی ہیں اور
بعض محو کی جاتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ
اُمُّ الْكِتٰبِ (سورۃ رعد ۱۳۔ آیت ۳۹) توضیح اس کی یہ ہے کہ پہلے مثلاً اس لوح میں لکھا کہ
اس کی عمر پچاس برس کی ہے یعنی مقتضائے حکمت یہ ہے کہ عمر اس کی اس قدر ہو جب تک
کہ کوئی سبب زیادتی اور نقصان کا اس سے عمل میں نہ آئے پس جس وقت کہ اس سے کوئی
عمل نیک مثل صلہ رحم یا صلہ عترت طاہرہ اور ذریت اخیار رسول مختار یا تصدق مساکین
مومنین ابرار پر عمل میں آیا اور ان چیزوں میں سے کسی کو بجا لایا تو پچاس سال کی عمر اس کی
محو ہو جاتی ہے اور اس کی عمر ساٹھ سال کی لکھی جاتی ہے اور اگر اس سے خلاف ان امور کے
کوئی عمل بد مثل قطع رحم یا ترک صلہ سادات مومنین کے ظہور میں آیا تو اس کی عمر پچاس برس

Marfat.com

کی جگہ پر چالیس برس کی لکھی جاتی ہے اور دس برس کم ہو جاتے ہیں اور لوح محفوظ میں اول امر سے لکھا جاتا ہے کہ زید صلہ رحم بجالائے گا اور عمر اس کی اس وجہ سے ساٹھ برس کی اللہ کی طرف سے متعین ہوئی ہے یا اس کی عمر اس وجہ سے کہ وہ قطع رحم یا اسی طرح کا کوئی اور برا کام کرے گا چالیس برس کی مقرر ہوئی ہے جیسا کہ طبیب حاذق کو کسی شخص کے مزاج کا حال معلوم ہو جائے تو وہ حکم کر سکتا ہے کہ عمر اس کی ساٹھ کی ہوگی پس اگر اس نے زہر کھالیا یا کسی نے اس کو قتل کر دیا اور عمر اس کی ساٹھ برس سے کم ہوگئی یا مثلاً اس نے کوئی دوائے مقوی کھائی اور اس کی عمر ساٹھ برس سے بڑھ گئی تو یہ نہ کہیں گے کہ طبیب نے غلطی کی پس بدء عبارت ہے تغیر تقدیر سے لوح محو و اثبات میں اور غرض لوح محو و اثبات سے یہ ہے کہ بندے بسبب خبر دینے انبیا اور اوصیا کے اس لوح سے یہ جان لیں کہ اعمال حسنہ ان کے کاموں کی اصلاح میں تاثیر رکھتے ہیں تاکہ اعمال نیک کی طرف راغب ہوں اور اعمال بد سے باز رہیں۔

کتاب توحید اور عیون اخبار الرضا میں روایت ہے کی ہے کہ حضرت رضا نے فرمایا کہ اے سلیمان تو کیوں بدء کا انکار کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَوَلَا یَذْکُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ یَکُ شَیْئًا (سورۃ مریم ۱۹۔ آیت ۶۷) آیا نہیں دیکھتا انسان کے ہم نے پیدا کیا اس کو پہلے سے اور وہ کوئی چیز نہ تھا غرض کہ بدء شیعہ کے نزدیک محو و اثبات ہے نہ بدلنا رائے کا دوسری رائے کی طرف پشیمان ہو کر امامیہ کہتے ہیں کہ یہ امر محال ہے کہ اللہ تعالیٰ اول کسی امر کو نہ جانے اور پھر اس پر ظاہر ہو جائے یا اپنے ارادے سے پشیمان ہو۔ حضرت جعفر صادق فرماتے ہیں کہ جو کوئی ایسا اعتقاد کرے کہ اللہ تعالیٰ نے کل ایک کام کیا اور کل اس کی برائی کو نہ جانا اور آج اس کی برائی کو جانا کہ یہ کام جو میں نے کیا تھا برا تھا اور اس کام کے کرنے سے آج پشیمان ہوا تو ہم ایسے شخص سے بیزار ہیں اور اس قسم کے اعتقاد کرنے والے کو آپ نے کافر فرمایا ہے۔

رسالہ اعتقادیہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت جعفر صادقؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو کبھی ایسا بدء نہیں ہوا کہ میرے بیٹے اسماعیل کے باب میں اس کو بدء ہوا آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی امر کسی شے میں ایسا ظاہر نہیں ہوا جیسا کہ میرے بیٹے اسماعیل کے باب میں ظاہر ہوا کہ ان کو مجھ سے پہلے مارا تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ میرے بعد امام نہیں ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ بدء امور تکوینی میں مثل نسخ کے ہے احکام شرعی میں اور نسخ یہ ہے کہ

Marfat.com

شارع کا ایک حکم پہنچا اور ہم نے گمان کیا کہ وہ ہمیشہ رہے گا اور بعد اس کے وہ حکم منسوخ ہوگیا اور دوسرا حکم مقرر ہوا اور یہی حال امور تکوینی میں ہے مثلاً ایک کام علل اور اسباب اور قرائن حال کی وجہ سے ایسا معلوم ہوا کہ ہمیشہ رہے گا اور بعد اس کے وہ امر جاتا رہا اور دوسری طرح پر ہوا اس کو بدء کہتے ہیں جیسے اسماعیل کو حضرت جعفر صادقؑ کے بڑے بیٹے تھے اور آدمیوں کو بہ ظاہر حال یہ گمان تھا کہ امام موصوف کے بعد وہی امام ہوں گے پھر جب کہ انہوں نے وفات پائی تو آدمیوں نے جانا کہ امامت ان کو جو گمان کی گئی تھی برطرف ہوئی اور امامت موسیٰ کاظم کے لیے ثابت ہوئی اور کہتے ہیں کہ اس کو بدء اس لیے کہتے ہیں کہ ان پر وہ امر ظاہر ہو کہ پہلے اس سے ظاہر نہ تھا۔

نور اللہ شوستری نے جو اس باب میں مجالس المومنین میں لکھا ہے ان کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ ظاہر میں لفظ بدء سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم دینے کے بعد اس کے وقت مقررہ پر واقع ہونے سے قبل ممانعت کردے اور اس سے جہل و پشیمانی اللہ پر لازم نہیں آتی اور نہ اس کی خطا ثابت ہوتی ہے اس لیے کہ مطلب اس قول سے یہ ہے کہ کبھی آقا کو اپنے نوکر کی اطاعت و تابعداری دوسروں پر ظاہر کرنی ہوتی ہے تو ایک مشکل کام کا حکم فرماتا ہے اور جب یہ شخص وہ کام شروع کرتا ہے تو منع کر دیتا ہے مصداق اس کا حضرت ابراہیمؑ کا قصہ ہے کہ ان کو اپنے بیٹے اسماعیلؑ کے ذبح کرنے کا حکم دیا اور جب وہ تعمیل کو آمادہ ہوئے اور دونوں نے حکم الٰہی پر صبر و رضا مندی رکھی تو منع کر دیا اور اجر ان کا المضاعف کر دیا۔

ناؤسیہ

یہ عبداللہ بن ناؤس بصری کے متبع ہیں یہ چھ شخصوں کی امامت کا قائل ہے حضرت علیؓ سے جعفر صادقؒ تک اس کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت جعفر صادقؒ زندہ ہیں اور غائب ہوگئے ہیں اور وہی مہدی موعود ہیں اور بعض ناؤسیہ کہتے ہیں کہ بعض شیعہ صادق کبھی کبھی خلوت میں ان کو دیکھ بھی لیتے ہیں ان کا ظہور ۱۴۵ ہجری میں ہوا۔ یہ لوگ بغداد میں تھے خاص کر ۵۰۰ ہجری میں پھر تاتاریوں کی یورش کی وجہ سے تباہ ہوگئے۔ ناؤسیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جو اپنے نفس کو غیر پر فضیلت دے وہ کافر ہے۔

Marfat.com

عماریہ

عماریہ کو عمار کے متبع ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت جعفر صادقؒ نے وفات پائی ان کے بیٹے محمد نامی امام ہوئے بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ عماریہ میں سے ایک گروہ کا یہ عقیدہ ہے کہ امامت بعد محمد بن جعفر کے ان کی اولاد میں رہی اس گروہ کو شمیطیہ کہتے ہیں۔

عمائیہ

یہ لوگ عبداللہ بن عماء کے یار ہیں اور سات شخصوں کی امامت کے مقرب ہیں۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب سے جعفر صادقؒ تک اور بعد ان کے عبداللہ بن جعفر صادق کو امام جانتے ہیں ان عبداللہ کا لقب افطح تھا الف کے فتحہ اور فا کے سکون اور طائے مہملہ کے فتحہ اور حائے حطی کے سکون سے ان کو افطح اس لیے کہتے تھے کہ ان کے دونوں پاؤں چوڑے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ سر چوڑا تھا اور یہ افطح اسماعیل بن جعفر کے حقیقی بھائی تھے عمائیہ کہتے ہیں کہ افطح چونکہ لاولد مرے ہیں اور امامت کا سلسلہ ان کی نسل میں جاری نہیں رہا ہے اس لیے پھر دنیا میں آئیں گے اور صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ افطحیہ جنہیں عمائیہ بھی کہتے ہیں عبدالرحمٰن بن عمر کے اصحاب ہیں۔ حبیب السیر میں بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن جعفر سب بھائیوں میں بڑے تھے باپ کی وفات کے بعد امامت کے مدعی ہوئے بہت سے شیعہ نے ان کی متابعت کی لیکن بالآخر ان میں سے بہت سے منحرف ہو کر حضرت موسیٰ کاظم کی امامت کے قائل ہوگئے اور جو لوگ عبداللہ کی امامت کے معتقد رہے وہ افطحیہ مشہور ہوگئے اس لیے کہ ان کا داعی عبداللہ بن افطح تھا اور بعض کہتے ہیں کہ خود عبداللہ بن جعفر کا عرف افطح تھا اور منتہی المقال سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ افطح کی امامت کے جو لوگ قائل ہیں وہ فطحیہ کہلاتے ہیں اور یہ فطحیہ آئمہ اثنا عشر کی امامت کے مقر ہیں اور ساتھ ان کے عبداللہ افطح کو بھی امام مانتے ہیں کہ ان کو صادق اور کاظم کے درمیان میں داخل کرتے ہیں اور شہید سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ افطح کی امامت کے حضرت موسیٰ کاظم اور حضرت علی رضا کے درمیان میں قائل ہیں۔

توضیح المقال میں لکھا ہے کہ بعض کی رائے یہ ہے کہ یہ فرقہ فطحیہ اس لیے کہلاتا ہے کہ سرگروہ اس کا عبداللہ فطیح کوفی تھا اسی کی طرف یہ منسوب ہیں نامہ دانشوران میں ابن قبہ

Marfat.com

کے حالات میں ہے کہ زید علوی کا قول ہے کہ اب فرقہ فطحیہ کو اسماعلیہ کہتے ہیں اس لیے کہ ان لوگوں میں سے جو عبداللہ افطح کی امامت کے معتقد تھے کوئی باقی نہیں رہا یہ عبداللہ بن جعفر کم علم تھے کتاب جمہرۃ النسب میں مذکور ہے کہ زرارہ بن اعین کوفی بھی اول اول عبداللہ افطح کی امامت کا معتقد تھا جب مدینے کو گیا تو عبداللہ افطح کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے مسائل فقہیہ کا سوال کیا عبداللہ نے جو جواب دیے ان سے نہایت جہل ثابت ہوا۔

بعض کتب میں لکھا ہوا ہے کہ سائل نے عبداللہ سے دریافت کیا کہ دو سو درہم پر کس قدر زکوۃ واجب ہے بولے پانچ درہم پھر سائل نے کہا سو درہم پر کس قدر ہے قیاس لگا کر کہا اڑھائی درہم اور یہ امامیہ کے مذہب کے خلاف ہے اس لیے کہ سو درہم پر زکوۃ نہیں چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے اس سے کم پر زکوۃ نہیں الغرض زرارہ افطح کی امامت سے پھر گیا اور جب کوفے کو واپس آیا تو اس کے دوست ملنے کو آئے اور امام کا حال دریافت کیا اس وقت زرارہ کے پاس قرآن رکھا ہوا تھا اس نے قرآن کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میرا تو یہ امام ہے اس کے سوا میرا کوئی امام نہیں پس شیعہ افطحیہ اپنے امام سے پھر گئے۔

اسحاقیہ

یہ کہتے ہیں کہ اسحاق بن جعفر اپنے والد کے بعد امام ہیں اور یہ اسحاق نہایت متقی اور اعلیٰ درجے کے عالم تھے ثقات محدثین نے ان سے روایات نقل کی ہیں جیسے سفیان بن عینیہ وغیرہ۔

یعفوریہ

صواعق محرقہ میں اسحاقیہ اور مفضلیہ کے درمیان میں اس فرقے کو لکھا ہے یہ ابن ابی یعفور کے اصحاب ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیا سے گناہوں کا صدور جائز ہے۔

مفضلیہ

یہ اصحاب ابوالمفضل بن عمرو کے ہیں کہتے ہیں کہ جعفر صادقؒ کے بعد موسیٰ کاظم امام

Marfat.com

ہوئے کیونکہ جعفر نے ان کے واسطے نام لے کر نص کر دی تھی اس طرح کہ ساتواں تمہارا کہ قائم و امام تمہارا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یوں کہا تھا کہ صاحب تمہارا کہ قائم تمہارا ہے آگاہ ہو کہ وہ ہم نام صاحب توریت ہے اور یہ لوگ ان کی وفات کے قائل ہیں ان کو قطعیہ بھی کہتے ہیں اس لیے کہ ان کی موت کو قطعی بھی جانتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ مفضلیہ وہ فرقہ ہے جس کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کاظم مر گئے اور امامت ان کے بیٹے محمد کی طرف منتقل ہو گئی اور قطعیہ ایک جداگانہ فرقہ ہے جس کا اعتقاد یہ ہے کہ موسیٰ کاظم کے بعد امامت علی رضا کو پہنچی پھر ان پر امامت کو قطع کر دیا ان کے بیٹے کی امامت کو بیان نہ کیا اس لیے ان کا نام قطعیہ قرار پایا۔ اور قطعیہ کے رئیس کا نام یونس بن عبدالرحمٰن ہے۔

موسویہ

ان کو امام موسیٰ کاظم کی موت و حیات میں شک ہے اسی واسطے امامت کو انہیں پر منحصر سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے بعد سلسلہ امامت بند ہو گیا اور کہتے ہیں کہ اگر امامت غیر موسیٰ کاظم کے لیے صحیح ہو تو وہ نافذ ہے۔

ممطوریہ

یہ لوگ موسیٰ کاظم کی حیات کے قائل ہیں کہتے ہیں کہ وہ نہیں مرے انہی کو مہدی موعود امام منتظر جانتے ہیں بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ممطوریہ امام موسیٰ کاظم کی موت میں توقف ہے ان کو ممطوریہ اس لیے کہتے ہیں کہ ایک بار قطعیہ کے ساتھ انہوں نے مناظرہ کیا تھا قطعیہ کے رئیس نے جس کا نام یوسف بن عبدالرحمٰن ہے ان کو کہا انتم اھون عندنا من الکلاب الممطورۃ یعنی تم ہمارے نزدیک بارش کے بھیگے ہوئے کتوں سے بھی زیادہ حقیر ہو اس وقت سے یہ لوگ ممطوریہ مشہور ہو گئے۔

راجعیہ کاظمیہ

راجعیہ ان کو کاظمیہ بھی کہتے ہیں ان کا قول یہ ہے کہ موسیٰ کاظم کا انتقال ہو گیا لیکن وہ پھر دنیا میں لوٹ کر آئیں گے اور چونکہ یہ تینوں فرقے امامت کو موسیٰ کاظم پر موقوف رکھتے

Marfat.com

ہیں اور ان کو حی لا یموت سمجھتے ہیں اس لیے واقفیہ بھی کہلاتے ہیں۔

نامہ دانشوران میں ابن قبہ کے حالات میں بیان کیا ہے کہ واقفیہ بھی مختلف طور پر بعضے حضرت ابوعبداللہ جعفر صادق پر توقف کرتے ہیں اور تھوڑے سے ابومحمد باقر پر توقف کرتے ہیں اور ایک گروہ موسیٰ بن جعفر پر توقف کرتا ہے علمائے رجال ومحدثین امامیہ کی اصطلاح میں غالباً واقفیہ کو پچھلی قسم پر اطلاق کرتے ہیں توضیح المقال میں اختیار سے سلسلہ دار ابوالقاسم حسین محمد بن عمر بن یزید کے چچا تک روایت کی ہے کہ واقفیہ کی ابتدا کی یہ صورت ہے کہ اشاعثہ کے پاس تیس ہزار دینار بابت زکوٰۃ وغیرہ کے جو کچھ ان پر واجب تھا جمع ہو گئے انہوں نے وہ دینار حضرت موسیٰ کاظم کے وکلاء کے پاس بھیج دیئے جو کوفے میں موجود تھے اور یہ دو شخص تھے جن میں سے ایک کا نام حیان سراج ہے اور موسیٰ کاظم اس زمانہ میں ہارون الرشید کے حکم سے بغداد میں محبوس تھے ان وکیلوں نے ان دیناروں سے مکانات اور غلہ وغیرہ اشیا خرید لیں جب موسیٰ کاظم کا ۱۸۳ ہجری میں انتقال ہو گیا تو یہ وکلاء ان کی موت کے منکر ہو گئے اور واسطے دبا لینے اس اموال کے شیعوں میں یہ بات مشہور کردی کہ وہ نہیں مریں گے فرماتے تھے کہ میں حی لا یموت ہوں کیونکہ وہی مہدی ہیں پس بہت سے شیعہ کا اسی پر عقیدہ جم گیا کہ حضرت موسی کاظم زندہ ہیں اور وہ مال دونوں وکیلوں کے پاس دم آخر تک رہا پھر انتقال کے وقت انہوں نے وصیت کردی کہ حضرت موسی کاظم کے ورثا کو دے دیا جائے تب شیعہ واقف ہوئے کہ انہوں نے مال کی حرص سے یہ فقرہ گانٹھا تھا اور کتاب فوائد میں یہ ہے کہ واقضیہ کا اطلاق ان لوگوں پر کرتے ہیں جنہوں نے موسیٰ کاظم کے غیر کی امامت پر توقف کیا اور ان کے بعد پھر کسی کو امام نہ مانا اور جب مطلق واقفیہ استعمال کرتے ہیں تو یہی فرقہ مراد ہوتا ہے جو موسیٰ کاظم پر امامت کو موقف رکھتا ہے اور جب کہیں واقفیہ اور معنے میں آتا ہے تو وہ کسی قرینے کے ساتھ ہوتا ہے جن میں سے یہ ایک قرینہ ہے کہ جس نے موسیٰ کاظم کو نہ پایا اور ان سے قبل یا ان کے زمانے میں مرگیا تو یہ واقفی اس وجہ سے ہے کہ حضرت موسیٰ کاظم کی امامت کا مقر نہیں ہوا جیسے سماعہ بن مہران اور علی بن حناف اور یحییٰ بن القسم اور تحقیق یہ ہے کہ واقفیہ دو قسم کے ہیں ایک وہ جو امامت کو موسی کاظم پر موقوف رکھتے ہیں دوسرے وہ ہیں جنہوں نے خود موسیٰ کاظم کی امامت میں انہیں کے وقت میں کسی شبہہ کی وجہ سے توقف کیا انہیں امام تسلیم نہ کیا۔

Marfat.com

احمدیہ

یہ لوگ کہتے ہیں کہ موسیٰ کاظم کے بعد ان کے بیٹے احمد امام ہوئے۔

جعفریہ

یہ لوگ کہتے ہیں کہ جعفر صادق کے بعد موسیٰ کاظم بن جعفر امام ہیں پھر علی رضا بن موسیٰ پھر محمد تقی بن علی رضا پھر علی نقی بن محمد تقی پھر حسن عسکری بن علی نقی اور حسن عسکری لاولد فوت ہوئے کوئی اولاد نہیں چھوڑی اور نہ ان کے کوئی بیٹا محمد نامی پیدا ہوا پس یہ محمد مہدی کی ولادت کے منکر ہیں۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جعفریہ ان کا نام اس لیے ہے کہ ان کے نزدیک حسن عسکری کے بعد ان کے بھائی جعفر امام ہیں بعضوں نے توقف کیا ہے اور محمد تقی کے حال میں شک کرتے ہیں۔

اثنا عشریہ

جب لفظ امامیہ مطلقاً بلا قید بولتے ہیں تو یہی فرقہ مراد ہوتا ہے ابن اثیر نے شرح کتاب جامع الاصول کی بحث نبوت میں کہا ہے کہ مذاہب مشہورہ اسلام میں جن پر تمام عالم کے مسلمانوں کا مدار ہے مذہب شافعی اور ابوحنیفہ اور مالک احمد رحمت اللہ علیہم کا اور مذہب امامیہ ہے اور اس بات کی تعین کی ہے کہ مذہب امامیہ کے مجدد دوسری صدی ہجری کے اوائل میں حضرت علی رضا بن موسیٰ کاظم تھے اس لیے کہ گمان اس کا یہ ہے کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے آغاز میں ایک ایسا شخص بھیجتا ہے جو امت مذکورہ کے لئے دین کی تجدید کرتا ہے یعنی دین کو روشن اور زندہ کرتا ہے۔ پس ایسا مجدد کسی ایک مذہب سے خصوصیت نہیں رکھتا ہے بلکہ ہر ایک مذہب کا ہر صدی کے اول میں ایک مجدد ہوتا ہے کہتے ہیں کہ اثنا عشریہ کا ظہور ۲۵۶ ہجری میں ہوا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ جب حضرت حسن عسکری بن علی نقی نے وفات پائی تو پانچ برس کا ایک لڑکا محمد نامی سوسن یا نرجس کنیز کے شکم سے چھوڑا جو جمعہ ۱۵ شعبان ۲۵۵ ہجری میں رات کے وقت جیسا کہ عبدالوہاب شعرانی نے کتاب یواقیت و جواہر میں بیان کیا ہے پیدا ہوا تھا مہدی موعود اور خاتم الآئمہ یہی ہیں

Marfat.com

خلیفہ معتمد علی اللہ عباسی کے عہد میں بقول ابن وردی نو برس کی عمر میں تہ خانہ سامرہ میں جو ایک بڑا شہر ہے تکریت اور بغداد کے درمیان میں شرقی دجلہ پر آباد کیا ہوا معتصم کا چھپ گئے اور وقت مخفی ہونے کا ۱۵ شعبان ۲۶۶ ہجری ہے اور یافعی کے نزدیک ۲۶۵ ہجری ہے شیخ عبدالحق نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اول اصح ہے ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامے میں ذکر کیا ہے کہ میں نے اس تہ خانے کے دروازے پر سواروں اور سواری کو کھڑے دیکھا ہے۔ ابن بطوطہ کا سفر ۲ رجب ۷۲۵ ہجری سے شروع ہو کر ۳ ذیقعدہ ۷۵۶ ہجری کو ختم ہوا۔

اور تحفہ احمدیہ میں لکھا ہے کہ اول امامت میں کہ سن شریف محمد بن حسن کا پانچ یا چار سال کا تھا خوف سے حکام وقت کے غائب ہوئے وہ غیبت صغریٰ تھی سفیر اور نائب حضرت کا ظاہر رہتا تھا پہلے عثمان بن سعید تھے بعد ان کے بیٹے ان کے محمد ہوئے پھر حسین بن روح ہوئے پھر علی بن محمد سیمری ان کے بعد غیبت کبریٰ ہوئی کہ نائب ظاہر کوئی نہ رہا مدت غیبت صغریٰ کی چوہتر برس تقریباً رہی۔ محمد بن حسن عسکری کے ماننے والے کہتے ہیں کہ امام بارہ ہیں اس لیے ان کا لقب اثنا عشری ہو گیا ہے ان کے نزدیک ایمان لانا رجعت پر واجب ہے یعنی حضرت محمد مہدی صاحب الامر ظہور اور خروج فرمائیں گے اس وقت مومن خاص اور کافر و منافق مخصوص سب عالم کو پر از عدل وداد کریں گے ہر ایک اپنی داد و انصاف کو پہنچے گا اور ظالم سزا پائیں گے یاد رکھو کہ چہار دہ معصوم میں ترتیب اس طرح مشہور ہے۔ محمدؐ۔ علیؓ۔ فاطمہؓ۔ حسنؓ۔ حسینؓ۔ علیؒ زین العابدین۔ محمد باقرؒ۔ جعفر صادقؒ۔ موسیٰ کاظمؒ۔ علی رضاؒ۔ محمد تقیؒ۔ علی نقیؒ۔ حسن عسکریؒ۔ محمد مہدیؒ۔ ناسخ التواریخ کی کتاب دوم کی جلد پنجم میں جہاں چہاردہ معصومین کے کفن و دفن میں ملائکہ کے مدد دینے کا ذکر کیا ہے اس بیان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ چہار دہ معصومین انہیں سے مراد ہے اور تحفتہ العوام میں لکھا ہے کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب سے حضرت محمد مہدی تک یہ بارہ امام معصومین ہیں اور حضرت رسالت مآب اور حضرت فاطمہ زہراء دو معصوم ہیں انہیں کو چہار معصومین کہتے ہیں لیکن مولوی قدرت اللہ نے جام جہان نما میں لکھا ہے کہ عوام کے نزدیک چہاردہ معصومین بارہ اماموں اور حضرت رسول اللہ ﷺ اور حضرت فاطمہ زہرا سے عبارت ہے اور یہ غلط ہے صحیح یہ ہے کہ چہاردہ معصومین یہ ہیں۔

(۱) محسن بن علی کرم اللہ وجہہ جو حضرت فاطمہؓ سے ہیں انؓ کی قبر جنت بقیع میں ہے مرآت آفتاب نما میں لکھا ہے کہ محسن ایام حمل میں شکم سے ساقط ہو گئے تھے

Marfat.com

رسالت پناہ نے ساقط ہونے سے قبل ان کا نام محسن رکھا تھا۔

(۲) عبداللہ بن حضرت حسن یہ سات برس کی عمر میں طلحہ بن عامر کے ہاتھ سے شہید ہوئے ان کی قبر جنت بقیع میں ہے۔

(۳) جعفر بن حضرت حسین یہ تین برس کی عمر میں تشنگی سے جان بحق تسلیم ہوئے ان کی قبر کربلا میں ہے۔

(۴) قاسم بن حضرت حسن ان کی قبر کربلا میں ہے۔

(۵) حسین بن حضرت زین العابدین یہ تین برس کی عمر میں حجاج کے ہاتھ سے شہید ہوئے ان کی قبر رے (تہران) میں ہے۔

(۶) صالح بن حضرت محمد باقر اور بعض کے نزدیک قاسم بن حضرت زین العابدین یہ تین برس کی عمر میں حجاج کے ہاتھ سے شہید ہوئے ان کی قبر بھی رے (تہران) میں ہے۔

(۷) علی اقطر بن حضرت محمد باقر آٹھ برس کی عمر میں احمد بن منصور کے ہاتھ سے شہید ہوئے ان کی قبر شام میں ہے۔

(۸) عبداللہ بن حضرت جعفر صادق یہ دو برس کی عمر میں خلیفہ بغداد کے سامنے عبداللہ بن محمود کوفی کے ہاتھ سے شہید ہوئے ان کی قبر بغداد میں ہے۔

(۹) یحییٰ بن حضرت جعفر صادق تین برس کی عمر میں باسطان کے درمیان شہید ہوئے ان کی قبر باسطان میں ہے۔

(۱۰) صالح بن حضرت موسیٰ کاظم تین برس کی عمر میں یوسف بن ابراہیم بن احمد دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر ان کی رے (تہران) میں ہے۔

(۱۱) طیب بن حضرت موسیٰ کاظم سات برس کی عمر میں یمن دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر ان کی شیراز میں ہے۔

(۱۲) جعفر بن حضرت محمد تقی چار برس کی عمر میں یوسف بن ابراہیم دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے ان کی قبر کوفہ میں ہے۔

(۱۳) جعفر بن حضرت حسن عسکری یہ بھی یوسف بن ابراہیم دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے ان کی قبر بھی رے (تہران) میں ہے۔

(۱۴) قاسم بن محمد مہدی تین برس کی عمر میں منصور بن ناصر بن ابراہیم کے ہاتھ

Marfat.com

سے شہید ہوئے ان کی قبر شیراز میں ہے۔

مرات آفتاب نما میں بھی چہاردہ معصومین کی تفصیل اسی طرح لکھی ہے لیکن بعض باتوں میں اختلاف کیا ہے جس کی صورت یہ ہے۔

(۳) عبداللہ بن حضرت حسین یہ دو برس کی عمر میں عبید بن زیاد ازرق دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر کربلا میں ہے۔

(۴) قاسم بن حضرت حسن تین سال کی عمر میں تشنگی سے مرے قبر کربلا میں ہے مگر یہ صحیح نہیں وہ عمرو بن سعد بن نفیل کے ہاتھ سے میدان کربلا میں شہید ہوئے اور عمران کی اس وقت نو سال کی تھی ناسخ التواریخ کی چھٹی جلد میں تذکرہ الآئمہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

(۵) حسن بن حضرت زین العابدین یہ چھ برس کی عمر میں منصور بن احمد کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر کوفہ میں ہے۔

(۶) قاسم بن حضرت زین العابدین یہ دو سال کی عمر میں عدوان بن یزید کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر بصرہ میں ہے۔

(۷) علی بن حضرت محمد بن باقر چھ سال کی عمر میں منصور دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر ساوہ میں ہے۔

(۸) عبداللہ بن حضرت جعفر صادق یہ پانچ سال کی عمر میں دامغان و بسطام کے درمیان شہید ہوئے قبر بسطام میں ہے۔

(۹) یحیٰی بن ہادی بن جعفر صادق دو سال کی عمر میں عبداللہ بن محمود کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر بغداد میں ہے۔

(۱۱) طیب بن موسی کاظم عثمان بن محمود کے ہاتھ سے شیراز میں شہید ہوئے تھے۔

(۱۲) جعفر بن تقی کی قبر قم میں ہے۔

(۱۳) جعفر بن حضرت حسن عسکری ایک سال کی عمر میں منصور بن ناصر بن ابراہیم دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر رے (تہران) میں ہے۔

(۱۴) قاسم بن محمد بن حسن عسکری یہ بھی منصور بن ابراہیم دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر خراسان میں اور بعض کے نزدیک ہرات میں ہے۔

Marfat.com

آئمہ کی ترتیب

شیعہ اثنا عشری کہتے ہیں کہ انبیا کی طرح سے امام بھی منصوص من اللہ ہیں یعنی اللہ کی جانب سے مقرر ہوتے ہیں اور ان کے ہاں آئمہ کی ترتیب اس طرح ہے۔

امام اول: حضرت علیؓ بن ابی طالب ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے جمعہ کے روز ۱۳۔ رجب کو اور بنا برروایت جعفر صادق کے ساتویں شعبان کو ہجرت سے ۲۳ سال قبل بیت الحرم میں فاطمہ بنت اسد سے پیدا ہوئے۔

اسعاف الراغبین اور ابوالفدا وغیرہ میں ہے کہ ۱۷ رمضان سنہ چالیس ہجری میں جمعہ کی صبح کو عبدالرحمٰن بن ملجم کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اتوار کی رات کو ۶۳ سال کی عمر میں انتقال فرمایا روضۃ الصفائے ناصری میں لکھا ہے کہ ارباب اخبار کی ایک جماعت کہتی ہے کہ ۲۰ رمضان کو انتقال فرمایا اور ایک گروہ کہتا ہے کہ ۱۷ رمضان کو فوت ہوئے اور ایک گروہ بیان کرتا ہے کہ ۲۱ ماہ مذکور کو رہگرائے عالم بقا ہوئے مشہور یہی ہے۔ تین کپڑوں کے اندر مقام عمر تحری یعنی نجف میں یا مسجد کوفہ میں قبلہ رو یا قصر امارۃ کوفہ میں دفن ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت حسنؓ نے ان کو مدینہ میں لے جا کر بقیع میں حضرت فاطمہؓ کی قبر کے پاس دفن کیا۔ قبران کی خوارج کے کھودنے کے خوف سے مخفی رکھی گئی۔ ناسخ التواریخ کی کتاب دوم کی جلد سوم کے صفحہ ۴۸۷ میں مذکور ہے کہ جب حضرت حسنؓ نے ان کے دفن کرنے کے لئے زمین کھودی تو وہاں قبر اور لحد اور چند اینٹیں ملیں اور ایک تختی بھی تھی جس میں بخط سریانی دو سطریں لکھی ہوئی تھیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ وہ قبر ہے جس کو نوحؑ نے علیؓ وصی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے طوفان سے سات سو برس قبل کھودا ہے بہرصورت ہارون کے زمانے تک ان کی قبر کا حال سوائے آئمہ اہل بیت کے دوسرا شخص نہیں جانتا تھا۔ آپ کی مہر پر کندہ تھا۔ الملک للہ الواحد القھار.

امام دوم: حضرت حسنؓ بن علیؓ ہیں منگل ۱۵ ماہ رمضان ۲ یا ۳ ہجری میں پیدا ہوئے تھے ان کی کنیت ابو محمد ہے اور لقب تقی اور زکی اور سبط اور ولی ہے اور ان میں اشہر تقی ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سید لقب عطا کیا تھا اور ان کی عمر حضرت علیؓ کی وفات کے وقت ۳۷ سال کی تھی صاحب کشف الغمہ فی معرفۃ الآئمہ نے لکھا ہے کہ ۶ ماہ اور تین دن تک کار خلافت میں دخل دیا اور ۴۱ ہجری میں ۱۵ جمادی الاول کو معاویہ کو کار خلافت سپرد

Marfat.com

کر کے صلح کر لی اور ایک لاکھ درہم سالانہ معاویہ نے ان کے مقرر کر دیئے۔ شیعہ کو اس سے برہمی پیدا ہوئی خفیہ طور سے استحقاق اہل بیت اور ان کی امداد کے مشورے کرنے لگے اور حضرت حسنؓ سے بھی اسی وجہ سے ناراض ہو گئے حضرت حسینؓ کو طلبی کا خط لکھا آپ نے سردست آنے سے انکار کر دیا مگر یہ وعدہ کر لیا کہ معاویہ کے مرنے کے بعد میں اس اقرار کو پورا کروں گا۔ اعلام الوریٰ میں طبری نے لکھا ہے کہ وہ صلح کے بعد مدینے میں دس سال تک زندہ رہے پھر ان کی زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی نے معاویہ کے کہنے سے اور بقولے مروان کی ترغیب سے زہر دے دیا جس سے پانچویں یا ساتویں ربیع الاول ۵۰ ہجری یا ربیع الاول ۴۹ ہجری یا ۲۸ صفر ۵۰ ہجری یا صفر ۴۹ ہجری میں ۴۶ برس چند ماہ کی عمر میں انتقال فرمایا معاویہ نے یہ خبر سنی تو سجدے میں گر گئے اور بعض کہتے ہیں یزید کے بہکانے سے کہ میں تجھ سے حضرت حسنؓ کے نکاح کر لوں گا زہر دیا مگر یزید نے بھی اس سے نکاح نہ کیا حضرت حسنؓ بقیع میں مدفون ہوئے یہاں امامت حقیت میں ۹ سال ہیں خضاب سیاہ کرتے تھے۔ سلسلہ حسنیہ انہیں سے مخصوص ہے اور بعض اور سلسلے بھی حسن مثنیٰ کے ذریعہ سے ان سے ملتے ہیں اور آپ کی مہر پر کندہ تھا العزۃ للّٰہ۔

امام سوم: حضرت حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب ہیں جو جمعرات اور بقولے منگل تیسری یا چوتھی یا پانچویں شعبان اور بقولے آخر ماہ ربیع الاول اور بقولے تیرہویں ماہ رمضان ۴ ہجری اور بقولے ۳ ہجری میں پیدا ہوئے ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور القاب رشید وطیب وزکی دوفی وسید ومبارک وتابع المرضاۃ اللہ وسبط ہیں اور ان میں بہت مشہور زکی ہے ان کی عمر حضرت علیؓ کی وفات کے وقت ۳۶ سال کی تھی اور حضرت حسنؓ کے انتقال کے وقت ۴۶ سال کی عمر تھی کربلا میں پیر یا جمعہ یا ہفتہ دس محرم ۶۱ ہجری کو ۵۸ سال کی عمر میں شہید ہوئے سنار بن انس نخعی خاص ان کا قاتل ہے ان کی مہر پر کندہ تھا لکل اجل کتاب و بروایتے ان اللہ بالغ امرہ نقش نگین تھا بھائی کے بعد کچھ کم دس سال تک امامت کی ناسخ التواریخ کی جلد حالات حسینؓ صفحہ ۱۵ سطر ۲ مطبوعہ ایران میں ذکر ..ل حسینؓ ومحبت رسول اللہ با حضرت محمدؐ میں لکھا ہے کہ علیؓ نے فرمایا ان النبی کشف عن ارنبۃ الحسین فقبل زبو و قام فصلی من غیر ان یتوضا یعنی رسول اللہ تا فرو دناف تا زانوے حسینؓ راز جامہ باز کردو زبہ (سر ذکر) اور ابو سید و برخاست و نماز گزاشت بے آنکہ وضو سازد۔ ان کے سر کے باب میں تین قول ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ

Marfat.com

یزید نے حکم دیا کہ اس کو تمام ملکوں میں پھرانا چاہیے اس کے حکم کی تعمیل ہوئی اور جب عسقلان میں پہنچا تو وہیں دفن کرادیا گیا پھر خلفائے فاطمین کے ایک وزیر نے جس کا نام صالح ہے اسے عسقلان سے مصر میں منگا کر دفن کرایا قاہرہ میں خان خلیلی کے پاس وہ مقام ہے جہاں یہ سر مدفون ہے۔

(۲) بقیع میں حضرت حسنؓ کی قبر کے پاس مدفون ہے۔

(۳) امامیہ کہتے ہیں کہ شہادت سے چالیس دن کے بعد کربلا میں اسے جسم مبارک کے ساتھ دفن کیا تھا۔ بحاالانوار کی دسویں جلد میں علل الشیرائع سے نقل کیا ہے کہ حضرت جعفر صادق نے عبداللہ بن فضل ہاشمی سے فرمایا کہ ایک بار جماعت کا بیان ہے کہ وہ ہمارے محب کہلاتے ہیں اور وہ ہماری امامت پر اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت حسینؓ شہید نہیں ہوئے بلکہ نظر مردم میں ایسا معلوم ہوا کہ وہ شہید ہوئے جس طرح کہ عیسیٰ بن مریم مردم میں قتل ہوتے دکھائی دئے اور فی الواقع قتل نہیں ہوئے پس اس قول کے بموجب چاہیے کہ کچھ عتاب و ملامت و عذاب بنی امیہ نہ ہوا ے چچا زاد بھائی جو کوئی دعویٰ کرے کہ حضرت حسینؓ شہید نہیں ہوئے پس اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان آئمہ کی تکذیب کی ہے جنہوں نے حضرت حسینؓ کے شہید ہونے کی خبریں دی ہیں اور جو کوئی رسول اللہ اور آئمہ کی تکذیب کرے وہ کافر ہے جو کوئی جس شخص سے ایسا سنے اس کو اس کا خون جائز ہے پھر عبداللہ بن فضل نے کہا یا ابن رسول اللہ آپ شیعوں کی اس جماعت کے باب میں کیا فرماتے ہیں جن کو یہ اعتقاد ہے۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا وہ ہمارے شیعہ نہیں ہیں میں ان سے بیزار ہوں۔ دمع الھون میں لکھا ہے کہ ابن بابویہ نے بہ سند معتبر روایت کی ہے کہ ابوالصلت ہروی نے حضرت رضا کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک جماعت کوفہ میں ہے وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت حسینؓ شہید نہیں ہوئے اور اللہ نے مشابہ ان کے حنظلہ بن اسعد شامی کو دکھایا اور حضرت حسینؓ کو آسمان پر لے گیا جس طرح عیسیٰؑ کو آسمان پر لے گیا۔

امام چہارم: علیؓ بن حسینؓ شہید ہیں جن کا لقب زکی وامیں وسجاد وزین العابدین اور کنیت ابوالحسن وابو محمد ہے اور علی اصغر نام ہے ناسخ التواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نام علی اوسط ہے اور علی اصغر معرکہ کربلا میں زخم تیر سے شہید ہوئے تھے صحیح یہ ہے کہ حضرت حسین کے تین بیٹوں کے نام علی ہیں اول علی اکبر شہید جو برہ دختر بن مسعود ثقفی سے پیدا

Marfat.com

ہوئے تھے دوسرے علی امام اور علی اوسط تیسرے علی اصغران دونوں کی ماں کا نام شہر بانو اور لقب شاہ زنان ہے یزد جرد شاہ ایران کی بیٹی تھیں اسیر ہو کر آئی تھیں۔ ان کے نام میں اختلاف ہے کسی نے شہر بانو کسی نے شہربان اور کسی نے شاہ زنان کسی نے سلامہ اور کسی نے سلامبہ اور کسی نے غزالہ اور کسی نے خولہ لکھا ہے بہر صورت شاہ زنان ان کا نام حضرت حسینؓ نے رکھا تھا۔ اس لئے بعض نے انہیں ام ولد کہا ہے اور کنیزوں میں شمار کیا ہے اور یہ شایان نہ تھا لواقح الانوار فی طبقات الاخیار میں حضرت حسینؓ کے حالات میں لکھا ہے کہ ان کے تین فرزند تھے علی اکبر علی اصغر جن کی نسل سے یہ سارے سادات کے خاندان ہیں تیسرے جعفر اور دو بیٹیاں فاطمہ اور سکینہ اور اسعاف الراغبین میں لکھا ہے کہ ان کے چھ بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ (۱) علی اکبر (۲) علی اوسط (۳) علی اصغر (۴) عبداللہ (۵) محمد (۶) جعفر۔ بیٹیاں۔ (۱) زینب (۲) فاطمہ (۳) سکینہ۔ کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ میں بھی بیٹوں کے یہی چھ نام گنوائے ہیں ان میں سے علی اصغر وعبداللہ معرکہ کربلا میں والد کی گود میں زخم تیر سے شہید ہوئے اور علی اکبر بھی اسی معرکے میں شہادت کو پہنچے علی اوسط زین العابدین کے لقب سے ملقب ہوئے اور پھر یہی علی اکبر کے نام سے مشہور ہو گئے ناسخ التواریخ کی کتاب دوم کی چھٹی جلد میں لکھا ہے کہ نہایت تحقیق کے بعد ثابت ہوا کہ ان کے چار بیٹے تھے علی اکبر علی اوسط جو زین العابدین کے لقب سے مشہور ہوئے اور علی اصغر اور عبداللہ اور دو بیٹیاں تھیں فاطمہ وسکینہ چونکہ علی اکبر و علی اصغر و عبداللہ کربلا میں شہید ہو گئے اس لیے حضرت حسینؓ کی نسل حضرت زین العابدین سے باقی ہے یہ ہفتہ اور بقولے جمعہ اور بروایتے جمعرات پانچویں شعبان اور بقولے پندرہوں جمادی الثانی اور بقولے پندرہویں جمادی الاول ۳۸ ہجری میں رات کے وقت پیدا ہوئے تھے اور بعض نے سال ولادت ۳۷ ہجری اور بعض نے ۳۶ ہجری اور بعض نے ۳۳ ہجری لکھا ہے اور واقعہ کربلا میں ۲۲ سال کی عمر رکھتے تھے جیسا کہ مجمع البحرین میں مذکور ہے اور حبیب السیر میں ۳۳ سال کی عمر لکھی ہے مریض ہونے کی وجہ قتل ہونے سے بچ گئے اس حادثے کے بعد ۳۴ سال اور زندہ رہے ایک بار محمد بن حنفیہ نے ان سے کہا کہ میں حضرت علیؓ کا صلبی بیٹا ہوں اس لئے بہ نسبت تمہارے امامت کا میں زیادہ مستحق ہوں پس حضرت محمد رسول کریمؐ کے ہتھیار میرے پاس رہنا چاہئیں زین العابدین نے فرمایا اے چچا اللہ سے ڈرو اور جو چیز آپ کا حق نہیں اسے طلب نہ کرو محمد بن حنفیہ نے اصرار کیا زین العابدین نے

Marfat.com

فرمایا کہ آؤ حجر اسود کے پاس چلیں اور اس سے دریافت کریں کہ امام زمان کون ہے محمد اس پر راضی ہوئے اور دونوں حجر اسود کے پاس گئے زین العابدین کے کہنے سے محمد بن حنفیہ نے اس سے پہلے سوال کیا اور اللہ سے استدعا کی تاکہ حجر اسود ان کی امامت پر شہادت دے لیکن اس سے جواب نہ ملا پھر زین العابدین نے کہا اے حجر اللہ کے واسطے تو ہم کو عربی میں خبر دے کہ وصی و امام حسین کے کون ہے حجر ہلا اور نہایت فصیح عربی میں جواب دیا کہ حضرت حسینؑ کے بعد امامت اور وصیت علی بن حسین کا حق ہے اور امام زمان وہی ہیں محمد نے یہ دیکھ کر ان کی امامت تسلیم کرلی بقول ابن صباغ مالکی صاحب فصول مہمہ ولید بن عبدالملک کے زہر دلوانے سے یوم ہفتہ بائیسویں محرم اور بقولے بارہویں یا اٹھارہوں یا پچیسویں ماہ مذکور ۹۴ ہجری یا ۹۵ ہجری کو ۵۷ سال کی عمر میں فوت ہو کر اپنے چچا حسن سبط کی قبر کے پاس مدفون ہوئے ۳۴ سال امامت کی مروان اور عبدالملک اور اس کا بیٹا ولید ان کے ہم عصر تھے ان کی مہر پر یہ کندہ تھا وما توفیقی الا باللہ اور بعض نے نقش نگین یہ لکھا ہے حسبی اللہ لکل ھم۔

امام پنجم: محمد بن علی ہیں یہ ایسے ہاشمی ہیں کہ دو ہاشمی سے پیدا ہوئے اور ایسے علوی ہیں کہ دو علوی سے پیدا ہوئے کیونکہ والد حضرت زین العابدین بن حضرت حسین ہیں اور ماں فاطمہ بن حضرت حسن ہیں مدینے میں منگل یا جمعہ یا پیر پہلی ماہ رجب یا ۳ صفر ۵۷ ہجری میں پیدا ہوئے اور بعض نے لکھا ہے کہ غرہ رجب سنہ ہجری مذکور میں پیدا ہوئے لقب ان کے باقر و شاکر و ہادی ہیں اور کنیت ابوجعفر ہے والد کی وفات کے وقت ۳۸ سال کی عمر تھی روز پیر تاریخ ساتویں ذی الحجہ اور بقولے ربیع الاول ۱۱۴ ہجری میں انتقال فرمایا۔ اس روایت کے بموجب کہ نہایت صحیح ہے ۵۷ سال کی عمر پائی اور ۱۹ برس امامت کی اور بقول مولف نور الابصار تریسٹھ سال یا ۵۸ سال کی عمر میں ۱۱۷ ہجری میں فوت ہوئے درد الاصداف میں ہے کہ ان کو زہر دیا گیا تھا تاریخ گزیدہ میں مسطور ہے کہ ہشام بن عبدالملک بن مروان نے زہر دلوایا تھا اور رسالہ اعتقادیہ میں ہے کہ ابراہیم بن ولید نے زہر دلوایا تھا مگر یہ قول تحقیق کے خلاف معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ بیسویں ذی الحجہ ۱۲۶ ہجری کو یزید بن ولید نے انتقال کیا تو اس کا بھائی ابراہیم بن ولید خلیفہ مقرر ہوا تھا جس نے چار مہینے اور بعض کے نزدیک ستر دن تک خلافت غیر مستقل کی اور ۱۲۷ ہجری میں مروان بن محمد کے ہاتھ سے معزول ہوا البتہ ہشام بن عبدالملک ان کی وفات کے وقت سریر خلافت پر

Marfat.com

متمکن تھا جو ۱۰۵ ہجری میں یزید بن عبدالملک کے بعد مسند نشین ہو کر ۶ ربیع الاول ۱۲۵ ہجری میں فوت ہوا ہے۔ بقیع میں قبۃ العباس کے اندر دفن ہوئے ان کی مہر پر رب لاتذرنی فرداً کندہ تھا۔

امام ششم: جعفر بن محمد ہیں جن کے لقب صادق و فاضل و طاہر ہیں اور کنیت ابو عبداللہ ہے اکثر علما نے کہا ہے کہ مدینے میں پیر ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور بعض نے لکھا ہے کہ جمعہ کے دن پہلی رجب کو پیدا ہوئے تھے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ ۱۷ ربیع الاول ۸۳ ہجری میں امام فروہ دختر قاسم بن محمد بن حضرت ابو بکر صدیق سے پیدا ہوئے اور قاسم کی ماں عبدالرحمٰن بن ابو بکر کی بیٹی ہیں اسی لئے کہا کرتے تھے۔ ولد فی صدیق مرتین اور بعض نے کہا ہے کہ یوں فرمایا کرتے تھے۔ ولد فی ابوبکر مرتین علم حدیث اپنے والد اور قاسم بن محمد بن ابی بکر اور عروہ اور عطا اور نافع اور زہری سے حاصل کیا اور ان سے سفیان بن عبید اور سفیان ثوری اور مالک اور یحیٰ بن سعید انصاری اور شعبی اور یحیٰ بن سعید القطان اور عتبیہ نے سیکھا روایت اول کے بموجب اپنے والد کی وفات کے وقت ان کی عمر ۳۴ سال کی تھی اور دوسری روایت کے بموجب ۳۱ سال کی ان کی مہر پر کندہ تھا۔ ماشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ اور بعض نے بیان کیا ہے ان کی مہر پر اللہ خالق کل شیئی اور بعض نے کہا ہے انت الثقیٔ فقنی شر خلقک کندہ تھا ابو جعفر منصور ان کا معاصر تھا بقول نور الابصار شوال میں اور بقول بعض ۱۵ رجب روز پیر کو ۱۴۸ ہجری میں منصور کے عہد میں وفات پائی اور اپنے باپ دادا کے مقبرے میں مدفون ہوئے ۳۴ سال امامت کی پہلی روایت کے بموجب اڑسٹھ سال کی عمر پائی اور دوسری روایت کے بموجب ۶۵ سال کی تاریخ گزیدہ میں مذکور ہے کہ علمائے شیعہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ان کو منصور دوانقی نے زہر دلوایا تھا۔

امام ہفتم: موسیٰ بن جعفر ہیں جن کا لقب صابر و صالح و امین ہے اور زیادہ مشہور کاظم ہے اور کنیت ابوالحسن اور ابو ابراہیم ہے ان کے معاصر منصور دوانقی اور مہدی اور ہادی اور ہارون الرشید تھے اہل عراق انہیں باب قضاء الحوائج کہتے تھے اس لیے کہ ان سے کام بہت نکلتے تھے مسماۃ حمیدہ بربریہ سے مقام ابوا میں کہ مکے اور مدینے کے درمیان میں ہے اتوار ساتویں اور بقولے سترہویں صفر ۱۲۸ ہجری میں پیدا ہوئے اور بعض نے سال ولادت ۱۲۹ ہجری لکھا ہے جعفر صادق کی وفات کے وقت بیس سال کی عمر رکھتے تھے ہارون جس

Marfat.com

سال حج کو گیا تو مدینے کو بھی گیا اور ان کو قید کر کے بصرے کو بھیج دیا عیسیٰ بن جعفر بن منصور وہاں کا حاکم تھا اس کے پاس ایک سال تک محبوس رہے پھر ہارون ان کو بغداد کو لے گیا اور سندی بن شاہک یا یحییٰ بن خالد نے ہارون کے حکم سے ان کو کھجوروں میں زہر دے دیا اور تاریخ گزیدہ میں مذکور ہے کہ گرم سیسہ ان کے حلق میں پلایا ۲۵ رجب یا ۵ یا ۶ یا ۲۳ یا ۲۴ ماہ مذکور ۱۸۳ ہجری یا ۱۸۱ ہجری یا ۱۸۶ ہجری میں ۵۵ سال اور چند ماہ کی عمر پا کر وفات پائی بغداد میں باب التبن کے اندر دفن ہوئے ۳۵ سال امامت کی ان کی مہر پر یہ کندہ تھا الملک للہ وحدہ۔

امام ہشتم: علی بن موسیٰ ہیں اکثر علما کے نزدیک ۱۱ ذی الحجہ ۱۵۳ ہجری کو مدینے میں پیدا ہوئے اور بعض نے لکھا ہے کہ ۱۱ یا ۲۱ ذی قعد اور بقولے ۱۱ ربیع الاول روز جمعرات یا جمعہ ۱۵۳ ہجری یا ۱۴۸ ہجری میں پیدا ہوئے ان کی ماں کے نام میں اختلاف ہے شواہد النبوۃ میں ہے کہ ان کے بہت سے نام ہیں اروی اور نجمہ اور سمانہ اور ام البنین اور کشف الغمہ فی معرفۃ الآئمہ میں ہے کہ سکینہ نوبیہ نام تھا اور بعض کے نزدیک خیزران مربسہ اور بعض نے کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ تکتم نام تھا اور شعری لقب ہے اور مشہور یہ ہے ان کا نام تھا اور ام البنین کہا کرتے تھے یہ ازدی ام ولد تھیں اول روایت کے بموجب موسیٰ کاظم اس کی وفات کے وقت تیس سال کی عمر رکھتے تھے رضا و صابر و ولی و مرتضیٰ و وفی ان کے لقب ہیں مگر رضا زیادہ مشہور ہے اور کنیت ابوالحسن ہے ان کا رنگ سیاہ مگر اعتدال کے ساتھ اس لئے کہ ان کی ماں سیاہ فام تھیں۔ ان کی مہر پر حسبی اللہ اور بروایتے ماشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ کندہ تھا امین اور مامون ان کے معاصر تھے ۲۰۱ ہجری میں جب ان کی عمر ۴۸ سال کی تھی ان کو مامون نے اپنا ولی عہد بنایا اور اپنی بیٹی ام الفضل کا نکاح ان کے بیٹے محمد تقی کے ساتھ کر دیا مگر غلات شیعہ عباسیہ کو جن کا بغداد میں نہایت غلبہ تھا یہ بات ناگوار گزری اور انہوں نے اس ولی عہدی کی خبر سن کر ماموں کو برا کہنا شروع کیا کہنے لگے کہ اگر وہ رشید کا فرزند ہوتا تو اس کی اولاد کو خلافت سے کیوں محروم کرتا۔ کئی سال کے بعد مامون نے علی رضا کو مروا ڈالا وجہ اس کی یہ ہوئی کہ یہ ہمیشہ مامون کو نصیحت کرتے رہتے تھے جو اس کو ناگوار ہوتی تھی آخر کار اس کا دل ان سے مکدر ہو گیا اور یہ کدورت یہاں تک بڑھی کہ منگل یا جمعہ ۱۳ ذیقعد یا ۱ یا ۷ یا ۲۱ رمضان یا سترہ صفر ۲۰۳ ہجری میں اور بقولے ۲۰۲ ہجری میں اور بروایتے ۲۰۱ ہجری میں موضع سنا باد علاقہ طوس ملک خراسان میں مامون نے ان کو زہر دلوا دیا وہیں انتقال فرمایا

Marfat.com

صحیح یہ ہے کہ پچاس سال کی عمر پائی بیس سال امامت کی موضوع سناباد میں قبر ہارون الرشید کے پاس دفن ہوئے۔

امام نہم: محمد بن علی رضا ہیں جن کا لقب تقی (تائے فوقانی سے) جواد وقانع مرتضٰی ہے اور کنیت ابو جعفر ہے اور ان کو ابو جعفر ثانی بھی کہتے ہیں۔ اکثر فضلا کی روایت کے موافق مدینے میں جمعہ کے دن ۱۷ رمضان کو ۱۹۵ ہجری میں سکینہ مریصیہ سے جو ام ولد تھیں پیدا ہوئے اور بعض نے تاریخ ولادت ۱۵ رمضان اور بعض نے ۱۹ رمضان اور بعض نے ۱۰ رجب سنہ مذکور لکھی ہے بعض نے ان کی ماں کا نام خیزران اور بعض نے ریحانہ اور بعض نے سبیکہ بھی لکھا ہے اپنے والد کی وفات کے وقت سات برس اور چند ماہ کی عمر رکھتے تھے نعم القادر اللہ اور بروایتے المھیمن عضدی ان کی مہر پر کندہ تھا مامون و معتصم ان کے معاصر تھے بغداد میں دس رجب اور بقولے ۱۱ ذیقعدہ اور بروایتے ۶ یا ۸ ذی الحجہ ۲۲۰ ہجری میں انتقال فرمایا بنی ہاشم کے مقبرے میں موسیٰ کاظم کی قبر کے پاس دفن ہوئے اس مقام کو اب کاظمین کہتے ہیں ۲۵ سال کی عمر پائی ۱۷ سال امامت کی بعض علمائے شیعہ اور اہل سنت کہتے ہیں کہ معتصم خلیفہ بغداد نے زہر دلوایا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اپنی اجل طبعی سے مرے اور جن لوگوں نے یہ کہا ہے ان کی زوجہ ام الفضل بنت مامون نے اپنے باپ کے اشارے سے زہر دیا تھا ان کی غلطی ہے اس لئے کہ مامون ۲۱۸ ہجری میں اٹھارہویں رجب کو فوت ہوا۔

امام دہم: علی بن محمد ہیں جن کے لقب ہادی وطیب ہیں اور ابوالحسن کنیت ہے اور عرف نقی (نون سے) ہے اور عسکری بھی کہلاتے ہیں جمعہ یا منگل ۲ یا ۱۳ رجب یا ۱۵ یا ۲۷ ذی الحجہ ۲۱۴ ہجری میں مدینے کے اندر سمانہ مغربیہ یا ام الفضل بنت مامون سے پیدا ہوئے سمانہ مغربیہ ام ولد تھیں اور بعض کے نزدیک ۲۱۲ ہجری میں پیدا ہوئے تھے باپ کی وفات کے وقت چھ سال کے تھے متوکل نے اپنی حکومت کے زمانے میں یحیٰی بن ہرثمہ بن اعین کو بھیج کر انہیں مدینے سے بلالیا اور سرمن رائے میں کہ اب سامرہ کے نام سے مشہور ہے لکھا ان کی مہر پر اللہ ربی وھو عصمنی من خلقه اور بقولے من اخلاق المعبود حفظ المھود منقوش تھا سامرہ میں دس برس رہ کر روز ہفتہ یا پیر ۳ رجب اور بروایتے یا ۲۷ جمادی الثانی ۲۵۴ ہجری میں وفات پائی ۴۰ سال کی عمر پائی ۳۳ سال اور چند ماہ امامت کی اور اپنے مکان ہی میں دفن ہوئے اہل سنت کہتے ہیں کہ وہ اپنی اجل طبعی سے مرے ہیں

Marfat.com

اور شیعہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ان کو زہر دلوایا گیا تھا جس نے زہر دلوایا اس کے نام میں اختلاف کرتے ہیں اعتقاد یہ میں لکھا ہے کہ متوکل عباسی نے زہر دلوایا تھا اور اعمال الصالحین میں بیان کیا ہے کہ زہر دلوانے والا معتز تھا ان میں سے مولف اعتقاد کے قول کے غلط ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں اس لئے کہ جب حضرت علی نقی نے انتقال فرمایا تو متوکل زندہ نہ تھا کیونکہ وہ ۲۶ رمضان اور بقولے ۴ شوال ۲۴۷ ہجری کو مار ڈالا گیا تھا البتہ معتز باللہ اس وقت برسر حکومت تھا جو ۴ محرم ۲۵۲ ہجری کو مسند نشین ہو کر ۲۷ رجب ۲۵۵ ہجری کو معزول کیا گیا تھا جیسا کہ تاریخ ابوالفدا ۔ حبیب السیر ۔ جنات الفردوس اور مفتاح التواریخ وغیرہ میں مذکور ہے پس اگر زہر دلوایا ہے تو اسی نے دلوایا ہے۔

امام یازدہم: حسن بن علی ہیں جن کا لقب خالص وزکی وسراج وکنیت ابو محمد اور عرف عسکری ہے مدینے میں جمعہ یا پیر یا منگل ۴ یا ۸ یا ۱۰ ربیع الثانی ۲۳۲ ہجری یا ۲۳۱ ہجری میں پیدا ہوئے تھے ماں ان کی ام ولد تھیں حدیث یا سوسن یا عفان یا حرسنہ نام تھا والد کی وفات کے وقت ۲۳ یا ۲۲ سال کے تھے اور معتمد خلیفہ بغداد کے عہد میں مقام سامرہ میں جمعہ اور بقولے پیر اور بروایتے ہفتہ ۸ ربیع الاول ۲۶۰ ہجری کو انتقال فرمایا بعض علما کے نزدیک ماہ ربیع الثانی سنہ مذکور میں اور بعض کے نزدیک ۲۳ رمضان سن ۔۔۔ مذکور میں انتقال فرمایا والد کی قبر کے پاس مدفون ہوئے ۲۹ یا ۲۸ برس کی عمر پائی ۶ یا ۷ سال امامت کی سبحان من له مقالید السموات والارض اور بروایتے انا اللہ شہید ان کی خاتم پر کندہ تھا معتز اور مہتدی اور معتمد ان کے معاصر تھے طبری نے کہا ہے کہ ہمارے اکثر اصحاب کہتے ہیں کہ ان کو زہر دیا گیا تھا رسالہ اعتقادیہ میں ہے کہ ان کو معتمد نے زہر دلوایا تھا۔

امام دوازدہم: محمد بن حسن خالص ہیں جن کی کنیت ابوالقاسم ہے اور القاب مہدی ومنتظر وخلف الصدق وصاحب الزمان وحجت وقائم ہیں اور مشہور زیادہ مہدی اور یہی امام منتظر ہیں ان کو پچھلی اور اگلی باتوں کا علم بخوبی حاصل ہے ان کو زندہ غیر مردہ بتاتے ہیں کہتے ہیں کہ خوف اعدا سے غائب ہو گئے ہیں ظاہر ہو کر زمین کو عدل سے بھر دیں گے جس طرح کے جور سے بھر گئی ہے مگر ان کی غیبت کے وقت اور سنہ وسال میں بہت اختلاف کر کے چند فرقے بن گئے ہیں بلکہ بعض کہتے ہیں کہ وہ مر گئے ہیں پھر لوٹ کر دنیا میں آئیں گے کہتے ہیں ان کی مہر پر کندہ تھا انا حجة الله وخاصیه۔

Marfat.com

باب

حضرت محمد مہدی کی غیبت صغریٰ کے بعد دعاۃ کا سلسلہ بند ہوگیا ہاں بعض یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم امام غائب اور امامیہ کے درمیان سفارت کرتے ہیں اور پھر یہ سفیر اپنی وفات کے وقت جانشین کر دیتے اور یہ سلسلہ ۲۶۶ ہجری سے شروع ہوا وکیل اول عثمان بن سعید عمری اسدی تھے ان کے بعد ان کے بیٹے ابوجعفر محمد وکیل ہوئے یہ قریب پچاس سال کے وکیل رہے ان کے بعد ابوالقاسم حسین بن روح وکیل ہوئے انہوں نے اپنے بعد علی بن محمد سمیری کے لئے وصیت کی یہ علی بن محمد ۳۱۶ ہجری میں سفیر ہوئے۔ اور ۳۲۸ ہجری میں فوت ہوئے ان کے بعد سے سفارت کا سلسلہ بند ہوگیا اور وہ خاتم السفر سمجھے جاتے ہیں اور ان کے بعد امام کی جانب سے کوئی سفیر نہیں آیا اور امام نے غیبت کبریٰ اختیار کرلی۔ شریف مرتضیٰ کہتے ہیں کہ ابتدائے زمانہ غیبت میں صاحب الزمان اپنے دوستوں پر ظاہر ہوتے اور دشمنوں سے مخفی رہتے تھے جب انہوں نے دیکھا کہ میری تلاش میں مخالفین و معاندین نہایت مصروف ہیں تو دوستوں کی نظروں سے بھی غائب ہوگئے اس لئے کہ نادان دوست ان کی خبر کو مشہور کر دیتے اور دشمن اس شہرت سے ورغلا کر زیادہ درپے ہوجاتے تھے۔ صاحب الزمان حضرت عیسیٰؑ کے نزول تک زندہ رہیں گے اور تمام عالم کے مالک بنیں گے اور نماز میں حضرت عیسیٰؑ کی امامت کریں گے اور آدمیوں کو اللہ کی عبادت پر طوعاً و کرہاً لائیں گے اور انتقام واجبی اور اپنے اسلاف کے دشمنوں سے لیں گے بعد اس کے خود بخود مر جائیں گے۔ اثنا عشریہ کہتے ہیں کہ آئمہ کا لوگوں سے مخفی ہونا اپنی جانوں کے خوف سے تھا کہ لوگوں نے ان کو اتنا ڈرایا دھمکایا کہ وہ چھپ رہے اور اظہار امامت سے جان چرائی رفتہ رفتہ امام وقت محمد ابوالقاسم مہدی منتظر نے ۳۲۸ ہجری سے بالکل غیبت اختیار کرلی پس غیبت کبریٰ کی ابتدا ۳۲۸ ہجری سے ہے جب تک ان کے پاس سے سفیر آتے رہے وہ غیبت صغریٰ کہلاتی ہے جس کی مدت ۷۴ سال ہے جیسا کہ صاحب کشف الغمہ فی معرفتہ الآئمہ نے تصریح کی ہے حبیب السیر میں لکھا ہے کہ غیبت قصری یعنی صغریٰ محمد بن حسن کی ولادت کے زمانے سے ان کی سفارت کے انقطاع تک ہے اور غیبت طولی یعنی کبریٰ سفارت کے انقطاع کے زمانے سے اس وقت تک ہے جب تک اللہ نے ان کے ظاہر ہونے کو مقدر کیا ہے امامیہ صفیر کو ان کے باب کہتے ہیں۔ بہت سے لوگوں نے کذب و افترا کے طور پر بھی بابیت اور سفارت کا دعویٰ کیا تھا جن کی تکذیب کے باب میں

Marfat.com

امام مخفی کی طرف سے فرمان کتب امامیہ میں مندرج استر آبادی نے رجال کبیر میں ایسے سفیروں کی ایک مفصل فہرست لکھی ہے ان میں سے یہ ہیں ابو محمد حسن شریعی اور محمد بن نصیر نمیری اور ابن ابی العزاقر اور احمد بن ہلال اور ابو طاہر بن ہلال وغیرہ۔ مجالس المومنین میں لکھا ہے کہ اگلے زمانے میں ایک دیندار شیعہ جزیرہ اخضر میں کہ دریائے اندلس میں واقع ہے اور صاحب الزمان مع اولاد واصحاب کے وہاں رہتے ہیں یہاں پہنچ کر ان سے ملا تھا۔

فرقہ اثنا عشریہ کے ترقی کرنے کی کیفیت

ابتدا میں شیعہ اثنا عشری متفرق طور پر ملک عراق میں رہتے تھے اور اپنے آپ کو اہل سنت میں ملائے ہوئے تھے اور تقیہ کی حالت میں دور دور جاتے تھے جب خلفائے عباسیہ کے زوال اقبال کے آغاز سے قریب قریب تمام سنہ ایک ہزار ہجری میں عراقیوں اور خراسان میں سلاطین اثنا عشریہ کا زور ہوگیا تھا تو اثنا عشریہ نے تقیہ چھوڑ دیا اور ظاہر ہوگئے چنانچہ ایک شخص بویہ نامی جس کی کنیت ابوشجاع ہے اورنسب اس کا یزدجرد آخری بادشاہ شاہان بویہ جنہیں دیالمہ بھی کہتے ہیں۔ ملک فارس تک اور وہاں سے نسل درنسل بہرام گور تک پہنچتا ہے ویلمان گیلان میں بحالت افلاس رہا کرتا تھا کہ ملک فارس کے انقلاب کے بعد اس کا خاندان گیلان میں چلا آیا تھا بویہ کے تین بیٹے تھے علی، احمد اور حسن کہ پہلے کا خطاب عماد الدولہ دوسرے کا رکن الدولہ اور تیسرے کا معز الدولہ ہوا یہ بڑے پکے شیعہ اثنا عشری تھے انہوں نے آل نہ یار کے پاس رہ کر جو مازندران میں خلفائے عباسی کی طرف سے حکمران تھے امارت حاصل کی اور قاہر باللہ بن معتضد عباسی کے عہد سے جو ۳۲۰ ہجری میں بعد قتل مقتدر کے خلیفہ ہوا ان کی دولت کا ظہور شروع ہوا اور انہوں نے مذہب اثنا عشری کا اظہار کیا تو شیعہ اثنا عشری کو بڑی قوت ہاتھ آئی اور عماد الدولہ نے ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں ارجان اور اصفہان پر فتح پائی پھر برابر سلسلہ فتوحات کا ان کے ہاتھ میں جاری رہا یہاں تک کہ راضی باللہ کے عہد میں ۳۲۴ ہجری تک سارا فارس عماد الدولہ بن بویہ کے ہاتھ میں آگیا اور رے (تہران) وغیرہ میں رکن الدولہ نے اپنا قدم جمایا اور یہ تینوں یکے احد دیگرے صاحب سلطنت ہوئے اور یہاں تک زور باندھا کہ خلفائے بغداد پر غالب آگئے اور خلفا کا عزل ونصب ان کے اختیار میں ہوگیا اور تمام آزربائیجان و خراسان وجرجان ومازندران وجیلان ودیلم واصفہان ورے اور وشیراز وغیرہ پر انہیں کا

Marfat.com

قبضہ رہا اور ۱۲۷ برس ان کی سلطنت قائم رہی اس لئے کہ آخری بادشاہ ان کا ملک الرحیم خسرو فیروز ہے رکن الدولہ بن بویہ کی اولاد میں سے جس کو سلطان طغرل بیگ نے ۴۴۰ ہجری میں گرفتار کیا تھا یہ لوگ غلاۃ اثنا عشری سے تھے غلو کا ان کے یہ حال تھا کہ ۳۵۱ ہجری میں جب رکن الدولہ بن بویہ نے طبرستان و جرجان فتح کیا تو حکم دیا کہ تمام شیعہ اثنا عشری مساجد پر یہ لکھ دیں لعن اللہ معاویۃ بن ابی سفیان و لعن من غصب فاطمۃ فدکا و من منع ان یوفن الحسن عند قبر جدہ و من نفی اباذر الغفاری و من اخرج العباس عن الشوریٰ. یعنی اللہ لعنت کرے معاویہ پر اور اس شخص پر لعنت کرے جس نے حضرت فاطمہؓ سے ظلم کے ساتھ فدک کو چھین لیا اور اس پر جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس حضرت حسنؓ کو مدفون ہونے سے روکا اور اس پر جس نے ابو ذر غفاری کو شہر بدر کرایا اور اس پر جس نے حضرت عباسؓ کو شورے میں شریک کرنے سے چھوڑ دیا اور جلد اول نزہت اثنا عشریہ میں من غصب فاطمۃ فدکا کی جگہ من اغضب فاطمہ رضی اللہ عنہا واقع ہے اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے اللہ اس شخص پر لعنت کرے جس نے حضرت فاطمہؓ کو غصہ دلایا سو اس کلام میں لعن طعن حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت ام المومنین عائشہؓ اور حضرت عمرؓ پر بھی آ گیا اس واسطے کہ حضرت محمدؐ کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فاطمہؓ کو باغ فدک میراث میں نہ دیا اور یہ کہا کہ حضرت محمد ﷺ کا مال میراث نہیں ہوسکتا اس لئے کہ وہ فرما چکے تھے لانورث ماترکناہ صدقۃ متفق علیہ یعنی نہیں چھوڑتے ہم یعنی گروہ انبیا میراث ہم چھوڑتے ہیں صدقہ ہیں اور جب کہ حضرت فاطمہؓ نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ باغ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر ہبہ کر چکے ہیں تو ان سے گواہ طلب کئے ان کی طرف سے حضرت علیؓ ام ایمنؓ دو شاہد پیش ہوئے تو ان کی شہادت کو اس لئے قبول نہ کیا کہ ایک مرد ایک عورت کی شہادت کافی نہیں بلکہ ایک اور عورت کی ضرورت تھی اس کاروائی کے بعد حضرت فاطمہؓ حضرت ابوبکرؓ سے ناخوش ہو گئیں اور ان سے بولنا چالنا ترک کر دیا حالانکہ مسور بن مخرمہ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ فَاطِمَۃٌ بِضْعَۃٌ مِّنِّیْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ یعنی فاطمہ میرا جز ہے جس نے ان کو غصہ دلایا اس نے مجھ کو غصہ دلایا اور حضرت حسنؓ نے وفات کے قریب وصیت کی تھی کہ مجھ کو میرے نانا کی قبر کے پاس دفن کرنا جب انتقال ہوا تو بنی ہاشم نے چاہا کہ حضرت محمد ﷺ کی قبر کے پاس دفن کریں

Marfat.com

معاویہؓ کی طرف سے مروان بن حکم مدینے کا حاکم تھا اس نے منع کیا قریب تھا کہ بنی امیہ و بنی ہاشم میں تلوار چلے حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یہ مکان میرا ہے میں اجازت نہیں دیتی اس لئے بقیع میں مدفون ہوئے اور شیعہ کا قول یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے ابو ذرؓ کو مدینے سے ربذہ کو نکلوادیا تھا اور جب کہ حضرت عمرؓ کی موت کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے ان چھ شخصوں کو مشورہ خلافت اور کار خلافت کے لئے منتخب کیا تھا۔ حضرت عثمانؓ، علیؓ، زبیرؓ، طلحہؓ، سعدؓ اور عبدالرحمٰنؓ اور حضرت عباسؓ کو چھوڑ دیا تھا من اخرج العباس عن الشوریٰ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے رات کو بعض لوگوں نے اس تحریر کو مٹا دیا تب وزیر مہلبی کے اشارے اور معزالدولہ کے اذن سے یوں لکھا گیا۔ لعن الله الظالمین لآل رسول الله صلی الله علیه وسلم اور حکم دیا کہ لعن میں سوائے معاویہؓ کے دوسرے کا ذکر نہ کیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا اس معزالدولہ کو تشیع سے اتنی دلچسپی تھی کہ ۳۴۱ ہجری میں مہلبی نے ایک قوم تناسخیہ کی گرفتاری کی جس میں ایک نوجوان تھا کہ اس کو اس طاقت کا زعم تھا کہ حضرت علیؓ کی روح نے مجھ میں حلول کیا ہے اور اس قوم میں ایک عورت تھی کہ وہ کہتی تھی کہ مجھ میں حضرت فاطمہؓ کی روح نے انتقال کیا ہے اور ایک شخص یہ کہتا تھا کہ مجھ میں جبریلؑ نے انتقال کیا ہے جب ان لوگوں کے یہ کلمات سن کر پٹوایا تو کہنے لگے کہ ہم محبان اہل بیت ہیں معزالدولہ نے بوجہ اس کے کہ خود بھی شیعہ تھا ان کو رہا کرا دیا۔ (نجوم الزاہرہ جلد دوم)

اثنا عشریہ کو آل بویہ کے عہد میں جنہیں دیالمہ بھی کہا کرتے ہیں بڑی قوت ہاتھ آئی بڑے بڑے علما جمع ہوئے تصانیف سے مذہب کی تائید کی اور بغداد میں ۴۴۱ ہجری میں شیعہ سنی کے فتنے برپا ہوئے شیعہ نے اذان میں الصلوۃ خیر من النوم کی جگہ کھل کھلا حیی علی خیر العمل شروع کیا کرخ میں اس کا رواج ہو گیا۔

چنگیز خانی

پھر چنگیز خان تاتاری کی اولاد میں سے سلطان غازان بن ارغون بن القابن ہلاکو بن تولی بن چنگیز خان شیخ صدر الدین ابراہیم خلف شیخ سعد الدین حموی کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر سلطان محمود کے نام سے مشہور ہوا اور اس بادشاہ کے ساتھ ایک لاکھ فوج بھی مسلمان ہوگئی اور اس نے ایک اثنا عشری عالم مسمّی تاج الدین کے سمجھانے سے یہ مذہب قبول کیا پھر تمام ملک میں یہ مذہب پھیل گیا بڑے بڑے علما جمع ہوئے چنانچہ ابن مطہر علی بھی ان

Marfat.com

میں تھے اور اس سلطان کی حیات تک اس فرقے کا غلو بہت ہی بڑھتا رہا ابن مطہر نے بڑی بڑی کتابیں تصنیف کیں یہ بادشاہ ۶۷۰ ہجری میں پیدا ہوا تھا اور ۶۹۴ ہجری میں مسند نشین سلطنت ہوا اور اسی سال میں مسلمان ہوا تھا۔ (کتاب وصاف جلد سوم)

ترکمان بادشاہ

پھر سلطنت ترکمانوں کی جنگ اصل فرقہ اثنا عشری سے تھی دیار بکر اور اس کے گرد و نواح میں جو ولایت ایران میں داخل ہے اور فی الحال سلطان روم کے ماتحت ہے ۸۶۰ ہجری میں قائم ہوئی اور اس فرقے کو از سر نو رونق ہوگئی اور پچاس برس تک اس ریاست میں برادغول کا غلبہ رہا اور علمائے اثنا عشری آ کر جمع ہو گئے۔ ترکمانوں کی سلطنت کے زوال کے بعد۔

سلاطین صفویہ

سلاطین حیدریہ نے جنہوں نے اپنا لقب صفویہ رکھا فتوحات اسلامیہ میں کہا ہے کہ ان کو شیخ صفی الدین ادو بیلی کی اولاد میں ہونے کی وجہ سے صفویہ کہتے ہیں جو سنی المذہب اور مشائخ اہل سلوک میں سے تھے ان کے سلسلے کا طریق احمد غزالی بھائی حضرت محمد غزالی تک پہنچتا ہے۔ سلطنت ایران پر قبضہ کرلیا ان کی سلطنت کا بانی شاہ اسماعیل صفوی ہے جس کی شہرت اور ظہور ۹۰۵ ہجری اور ۹۱۶ ہجری تک سب عراق عجم اور کرمان اور مازندران اور آذربیجان وخراسان وتبریز مفتوح ہوگیا یہ شخص محض پیری اور مریدی کی برکت سے اس شوکت و دولت کو پہنچا تھا سلاطین صفویہ کو یہاں تک غلو تھا کہ شاہ اسماعیل صفوی مروج طریقہ اثنا عشری نے ایک ٹوپی سرخ رنگ ایجاد کی جس کے بارہ گوشے ہوتے تھے اور ہر ایک گوشے میں ایک امام کا آئمہ اثنا عشریہ میں سے نام لکھا جاتا تھا اور یہ ٹوپی خاص شیعہ اثنا عشری کے اوڑھنے کے واسطے بنوائی گئی تھی تاکہ شیعہ اور غیر شیعہ میں فرق وتمیز رہے اور چونکہ سرخ رنگ کو ترکی زبان میں قزل کہا کرتے تھے اس لئے اس کے اوڑھنے والے قزلباش مشہور ہوگئے پھر فرقہ اثنا عشریہ کا زور وشور ایران میں یہاں تک بڑھ گیا کہ ان میں سے ایک بادشاہ کو علمائے اثنا عشری نے صاحب الزمان کا نائب قرار دے کر اس کے لئے رسم سجدہ جاری کرائی اور اس بادشاہ نے زبردستی مخلوق کو اس مذہب میں ڈالا جس نے انکار

Marfat.com

کیا قتل کرایا اہل سنت کے جمعہ و جماعات روک دیے اور خطبوں میں ممبروں پر حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ اور بڑے بڑے صحابہ کی علانیہ مذمب بیان کرانا شروع کی بلکہ کوچہ و بازار میں ان پر لعنت کرائی ہزار ہا علمائے اہل سنت کو قتل کرایا ان کی مساجد خراب کرادیں اور ان میں سے بڑے بڑے علما کی قبریں اکھڑوا کر ہڈیاں جلوادیں جیسے عین القضاۃ ہمدانی اور قاضی ناصر الدین بیضاوی وغیرہ اور ہزاروں اہل سنت خانہ بدوش وتباہ برباد ہوکر توران میں بارشاہان ماوراء النہر کے پاس پناہ گزیں ہوئے زوال دولت صفویہ کے بعد تک وہاں مقیم رہیں۔

سلاطین زندیہ

سلاطین زندیہ بھی اسی مذہب پر ہوئے اور زندیہ سے سلاطین قاچاریہ نے یہ سلطنت چھین لی کہ فتح علیخان قاچار طہماسپ ثانی کا سپہ سالار تھا نادر شاہ نے اسے قتل کرادیا اس کے دو بیٹے تھے محمد حسین خان، محمد حسن خان محمد حسن خان کے بیٹے آقا محمد خان نے لطف علی خان رند پر کہ سلاطین زندیہ کا آخری بادشاہ ہے غلبہ پاکر سلطنت ایران حاصل کی۔

سلاطین قاچاریہ

۱۲۱۰ ہجری میں مستقل طور پر سلطنت مذکور کا تخت نشین ہوکر آقا محمد شاہ کے نام سے مشہور ہوا اور ۲۱ ذی الحجہ ۱۲۱۲ ہجری میں اس کے مقتول ہونے کے بعد اس کا بھائی فتح علی شاہ حکمران ہوا اور ۱۹ جمادی الاول ۱۲۵۰ ہجری کو اس نے انتقال کیا تو محمد شاہ والی سلطنت ہوا اور اس نے جب ۶ شوال ۱۲۶۴ ہجری کو وفات پائی تو اس کا بیٹا ناصر الدین شاہ فرمان روا ہو اب اس کی اولاد میں سے احمد شاہ مالک سلطنت ایران ہے اور ان تمام سلاطین قاچاریہ کا مذہب اثنا عشری ہے ان کے غلو کا یہ حال ہے کہ ناسخ التواریخ میں جہاں جہاں خلفائے ثلاثہ اور حضرت عائشہؓ کے تاریخی حالات تمام کیئے ہیں وہاں ان پر مطاعن بھی ضرور لکھ دیئے ہیں اور جوابوں کو چھوڑ دیا ہے بلکہ کسی جلیل القدر صحابی کو جو ان کے چند واجب التعظیم صحابہ سے باہر ہے طعن و تشنیع سے معاف نہیں رکھا ہے کہیں رمز و کنائے کے طور پر اور کہیں صاف لفظوں میں ہر ایک کو برا کہا ہے اور عیب نکالا ہے سرجان مالکم کی تاریخ میں لکھا ہے کہ مذہب شیعہ کا رواج ایران میں وہاں کے رہنے والوں میں اتفاق پیدا ہوجانے کے

Marfat.com

سبب واقع ہوا ہے اور بقدر حب وطن کے دلوں میں راسخ ہوگیا ہے اس زمانے میں ایرانیوں کو وہ تعصب مذہبی باقی نہیں رہا جو پہلے تھا اور اس کا سبب یہ نہیں ہے کہ ان میں ترقی و تربیت آگئی ہے بلکہ جوش دھیما ہوگیا ہے اہل سنت و جماعت کو کافر نہیں قرار دیتے کہتے ہیں یہ لوگ مسلمان ہیں مگر مومن نہیں اس لئے کہ انہوں نے ان لوگوں کی خلافت کو قبول کرلیا ہے جنہوں نے آل رسول کا حق مارلیا اور جور کے ساتھ خلافت چلائی پس یہ لوگ اس وجہ سے خطا میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

شاہان بہمنیہ

سنہ ایک ہزار ہجری میں دکن ملک ہندوستان میں سلاطین بہمنیہ اور عادل شاہیہ سلطنت کرتے تھے اور ان سب لوگوں کا مذہب اثنا عشری تھا اور تشیع میں بہت غلو رکھتے تھے خاندان بہمنیہ کا بانی اول شاہ علاء الدین حسن گنگو بہمنی ہے کہ چوتھی ربیع الاول ۷۴۸ ہجری میں ملک دکن کا فرمان روا ہوا اور اس خاندان کا آخری شاہ کلیم اللہ بہمنی بن محمد شاہ بہمنی ہے جو اپنے ملک سے بیدخل ہوکر ۹۳۴ ہجری میں برہان نظام شاہ کے پاس جاکر وہیں راہی ملک بقا ہوا اس خاندان نے ملک دکن میں ایک سو بیاسی برس تک سلطنت کی ان کا دارالسلطنت احمد آباد بیدر تھا۔

شاہان عادل شاہیہ

یوسف عادل شاہ جو ۸۹۵ ہجری یا ۸۹۶ ہجری میں بیجاپور واقع ملک دکن کا بادشاہ ہوا تھا اس کی طبیعت میں بھی ایران کے رہنے سہنے اور شیخ مغی کے خاص خاص معتقدوں کے ملنے جلنے سے تشیع کی گرم جوشی بیٹھ گئی تھی اس نے اس مذہب کو اپنی سلطنت کا طریقہ ٹھہرایا یعنی اسی مذہب کی تائید وحمایت کرتا تھا ان عادل شاہیوں سے بادشاہ ابراہیم عادل شاہ ۹۴۲ میں تخت نشین ہوا تو اس نے اپنے اسلاف کے مذہب کو ترک کردیا اور خطبے میں سے آئمہ اثنا عشر کے نام نکلوادیے اور مذہب حنفیہ کو رواج دیا اور اس کی سرخ ٹوپی کا اوڑھنا موقوف کرادیا جو کلاہ دوازدہ ترک کہلاتی تھی اور سپاہ شیعہ کی علامت سمجھی جاتی تھی ۹۶۵ ہجری میں ابراہیم عادل شاہ کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا علی عادل شاہ مذہب اثنا عشری پر ہوا اس کا مذہب باپ کے سامنے ہی سے یہ تھا اس نے اپنے اجداد کا مذہب اجالا

Marfat.com

کیا اور غالی شیعوں کا طریقہ اختیار کیا اور خطبے میں آئمہ اثنا عشر کا نام داخل کرادیا اور لفظ علی ولی اللہ کلمات اذان میں داخل کرادیا اور ابراہیم عادل شاہ کے عہد میں جو شیعہ تقیہ کرنے لگے تھے ان کو حکم دے دیا کہ علی الاعلان کوچہ و بازار میں اپنے کام میں مشغول رہیں (تاریخ فرشتہ) یہی حال ان فرمانرواؤں کی حکومت میں رہا یہاں تک کہ سکندر شاہ کے ہاتھ سے ۱۰۹۷ ہجری میں قلعہ بیجاپور نکل گیا اور اس کو قلعہ دولت آباد میں عالمگیر شہنشاہ ہندوستان نے قید کردیا پس عادل شاہیوں کا سلسلہ منقطع ہوگیا اس خاندان میں دس آدمی دو سو برس تک فرمان روا رہے۔

نظام شاہیہ

نظام شاہیہ خاندان میں جس کی بنیاد احمد شاہ نو مسلم نے ڈالی تھی اس کا بیٹا برہان نظام شاہ تخت احمد نگر پر بیٹھا تو اس نے ۹۴۴ ہجری میں شاہ طاہر کی ہدایت سے مذہب اثناعشری کو رواج دیا آئمہ اثنا عشر کے نام سکے اور خطبے میں ڈلوائے اور باقی صحابہ کے نام خارج کر دیے ۹۹۷ ہجری میں میران حسین پانچویں بادشاہ کے مارے جانے سے مذہب کا تبدل ہوا اور سنی غالب آئے۔

قطب شاہیہ

ملک ملنگ واقع دکن میں قطب شاہی بھی اثناعشری تھے پہلا شخص جس نے یہ خودمختار حکومت قائم کی سلطان قلی ہے جو سلطان محمود بہمنی کے عہد میں مرتبہ امارت کو پہنچا اور قطب الملک خطاب پایا اور ۹۱۸ ہجری میں امارت و سپہ سالاری سے نکل کر بادشاہت قائم کی اور اپنا نام قطب شاہ رکھا اس نے اپنی سپہ سالاری اور امارت کے زمانے ہی سے آئمہ اثناعشر کے نام خطبوں میں ڈالو دیے تھے اور جب بادشاہ بنا اور اس کو یہ خبر پہنچی کہ شاہ اسماعیل صفوی ایران کے تخت پر بیٹھا تو اس کی تقلید سے کیونکہ اسے اپنا مرشد زادہ جانتا تھا اصحاب ثلاثہ کے نام خطبوں میں سے نکلوا ڈالے جب کہ برہان نظام شاہ نے شاہ طاہر کی ہدایت سے احمد نگر میں بطور شیعوں کے خطبہ پڑھا تو قطب شاہ نے بھی اس کی حمایت کے بھروسے پر مذہب تشیع کے مراسم و احکام برملا جاری کرائے اور اب شیعہ اصحاب ثلاثہ کو علانیہ بے ادبی کے ساتھ یاد کرنے لگے اور قطب شاہ کی اولاد کے عہد میں یہ بات جاری رہی۔

Marfat.com

ریاست حیدر آباد میں جو نعل صاحب کی درگاہ مشہور ہے اور عشرہ محرم میں وہاں مجمع کثیر رہا کرتا ہے اور ہر قسم کی نذر و نیاز اور چڑھاوے لوگ کیا کرتے ہیں وہ ایک گھوڑے کا نعل ہے جس کی نسبت مشہور ہے کہ حضرت حسینؓ کے گھوڑے کا نعل ہے یہ نعل قطب شاہیوں کے زمانے میں اس وقت کے بادشاہ نے ایک سوداگر سے تبرک سمجھ کر خریدا تھا اس نعل کو ایک لکڑی پر علم کی صورت نصب کر کے ایک خاص مکان میں رکھا گیا تھا جسے نعل صاحب کی درگاہ کہتے ہیں نعل صاحب پر اس قدر اعتقاد ہے کہ شاید اتنا کسی دوسرے پر نہ ہوگا نعل صاحب کے گروہ معتقدان میں سب سے بڑا نمبر تمام شہر کے سائیسوں کا ہے حیدر آباد کے سنی شیعہ شریف رذیل امیر غریب غرض ہر جماعت اور طبقے کے لوگ اور خاندان کے ممبر اس پر اعتقاد رکھتے ہیں اس کے نام سے فقیر بنتے ہیں اور اس اس قسم کے معتقدوں اور عموماً نذر و نیاز چڑھانے والوں میں مسلمانوں سے ہندو اور مردوں سے زیادہ عورتوں کی تعداد ہوتی ہے عشرہ محرم میں نویں تاریخ کی رات کو نعل صاحب کی سواری نکلتی ہے جب سب تعزیے نکل جاتے ہیں تو نعل صاحب کی سواری کا شور و غل ہوتا ہے اور بڑی دھوم سے نکلتی ہے شہر کے تمام سائیس سواری کی جلو میں ہوتے ہیں اور ہر سائیس ایک بڑی سے مشعل ہاتھ میں لئے ہوتا ہے اور گھماتا جاتا ہے اور ان سب کے ہاتھ میں لکڑیاں اور ڈنڈے اور لاٹھیاں رہتی ہیں یہ جماعت کی جماعت مختلف فقرے چلاتی جاتی ہے جن کا نمونہ یہ ہے (۱) دولہ دولہ (۲) دولہ یا علی (۳) نعل صاحب پتھر گھٹی (اس لحاظ سے کہ نعل صاحب کی درگاہ محلہ پتھر گھٹی میں واقع ہے) (۴) کیا خوب چلی دستی (۵) جم جم کے لگا تیغہ۔ اس طور پر اور بھی مہمل فقرے ہیں جن کا نہ سر معلوم ہوتا ہے نہ پیر۔ نعل صاحب کی سواری کے ساتھ سائیسوں کی مشعلوں کے علاوہ خاص ریاست کے صرف سے ہزار کے قریب مشعلیں روشن رہتی ہیں سرکاری مشعلیں معمولی نہیں ہوتیں بلکہ بڑے صرفے سے تیار ہوتی ہیں ان کا ہینڈل بہت بڑا ہوتا ہے اور اس پر ابرک کے پھول پتے لگے رہتے ہیں نعل صاحب کے مختلف جگہوں پر ڈھٹی بندھتی ہے دوسرے الفاظ میں ایک نہایت بیش قیمت کپڑا ان کی نذر ہوتا ہے وہ جگہیں یہ ہیں (۱) نظام حیدر آباد (۲) وزیر اعظم (۳) ڈیوڑھی سر سالار جنگ۔ نعل صاحب کا چکر صبح آٹھ بجے کے قریب ختم ہوتا ہے۔ نعل صاحب کا حال بطور جملہ معترضہ کے آگیا ہے اب میں پھر مطلب اصلی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

Marfat.com

شاہان مغلیہ دہلی

ہمایوں بن بابر شہنشاہ ہندوستان شیعہ ترکمانوں کی بہت خاطر اور دلجوئی کرتا تھا اور ہمایوں کے بیٹے اکبر کے عہد میں عبدالرحیم خان خانخاناں وغیرہ امرا کا مذہب تشیع تھا بلکہ اکبر خود بھی برملا تشیع کا اظہار کرنے لگا تھا اور اس کے بیٹے جہانگیر کے عہد میں اس کی بیگم نور جہاں اور بیگم کے رشتہ دار جن کا یہی مذہب تھا سلطنت پر حاوی ہو گئے تھے اور ان کے پاس عراق اور ایران کے تمام شیعہ اثنا عشری بھرے پڑے تھے۔

والیان اودھ

تمام ملک اودھ میں شیعوں کی حکومت رہی ابتدا والیان اودھ کی برہان الملک عرف میر محمد امین نیشا پوری سے ہوئی جو موسیٰ کاظم کی اولاد سے تھا اور محمد شاہ شہنشاہ ہندوستان نے اسے صوبہ دار اودھ کا کیا تھا اور جب اس کے جانشین مرزا مقیم المخاطب بہ نواب ابوالمنصور خان صفدر جنگ نے احمد شاہ بن محمد شاہ سے ۱۱۶۶ ہجری میں بمقام دہلی بغاوت کی تو فریقین کے قضیے اختلاف مذہب کے غیض غضب سے چوگنے ہو گئے چنانچہ سنی شیعوں کے لڑنے والوں کا لقب اور مابہ الامتیاز ان کی ایک آواز تھی یعنی سنی دم چار یار اور شیعہ دم پنجتن کہتے تھے اور صفدر جنگ کے جانشین نواب شجاع الدولہ نے ۱۱۸۷ ہجری میں قصبہ جلالی ضلع علی گڑھ میں جو کہ شیعوں کی بستی ہے نواب مظفر جنگ ابن نواب احمد خان بنگش والی فرخ آباد کو شیعہ کیا اور شجاع الدولہ کے جانشین آصف الدولہ کی ہدایت سے ۱۲۰۸ ہجری میں نواب سید محمد علی خان ابن نواب سید فیض اللہ خان والی رام پور نے ملت اثنا عشری اختیار کر لی تھی۔ فقیر بیگ نام ایک شخص نواب آصف الدولہ کے عہد میں لکھنو میں تھا اس نے ایک علم دریائے گومتی کے کنارے پوشیدہ دفن کر دیا اور شہر کے لوگوں سے یہ بات کہی کہ مجھ کو خواب میں یہ الہام ہوا ہے کہ حضرت عباس کے ہاتھ میں جو علم معرکہ کربلا میں تھا وہ فلاں مقام پر دفن ہے تو اس کو نکال لے اور اپنے طریق کے چند رفیق جمع کر کے اس مقام پر گیا اور جگہ کو کھود کر وہ علم نکالا اور اپنے گھر میں کہ محلہ رستم نگر میں واقع تھا نہایت تعظیم کے ساتھ رکھا اس حکایت نے شہرت پائی نواب آصف الدولہ کہ ہزار جان و دل سے شہدائے کربلا کے جان نثار تھے اس علم کی زیارت کے لئے فقیر بیگ کے گھر پر گئے اور علم کی

Marfat.com

زیارت کی اب اہل شہر بھی جو اس طریق کے تھے جوق در جوق آنے لگے شیر ینیاں اور نیازیں حاجتمندوں نے حاضر کرنی شروع کیں جب فقیر بیگ نے قضا کی تو اس کے بیٹے نے بھی جمعرات کے دن وہ طریقہ بدستور جاری رکھا اور اس کی آمدنی سے اوقات بسر کرتا تھا عشرہ محرم میں زیادہ رونق ہوتی تھی پہلے وہ مکان خام تھا چھت کی عوض کھپریل تھی عمارت عالی نواب سعادت علی خان کے عہد میں تعمیر ہوئی جیسا کہ مفتاح التواریخ میں لکھا ہے اس مکان کا نام درگاہ حضرت عباس ہے اس کی آمدنی کچھ خادموں کے حصے میں آتی تھی اور کچھ سرکار میں داخل ہوتی تھی۔ رفتہ رفتہ وہاں کی آمدنی لاکھوں روپیہ سالانہ کو پہنچی ہر جمعرات کو خصوصا نوچندی جمعرات کے دن درگاہ میں بڑا جلسہ منعقد ہوتا تھا زیارت کرنے والوں کے سوا ہزاروں تماشائی اور شہر کی پری پیکر طوائفیں بن ٹھن کر جمع ہوتی تھیں سلطنت کے قیام تک یہ جلسہ بڑی دھوم دھام سے رہا ارباب شہراب تک لکیر پیٹتے ہیں اب نہ وہ آمدنی ہے نہ وہ آرائش و زینت۔ ریاست اودھ جب تک قائم رہی علانیہ تشیّع میں بڑا غلو رہا اس کا ادنیٰ نمونہ یہ ہے کہ میر حیدر بخش نائب آفرین علی خان نے صحابہ کے نام لکھ کر فرش کے تلے بچھوائے تھے تا کہ پامال ہوں لکھنو کی کربلائے تال کٹورہ میں اب تک یہ بات موجود ہے معتمد الدولہ وزیر اعظم غازی الدین حیدر کے ہاتھ سے میر حیدر بخش بہت خراب ہوا۔ وقائع دلپذیر میں مذکور ہے کہ بادشاہ بیگم زوجہ غازی الدین حیدر والی اودھ نے اپنی طبیعت سے ایک چھٹی صاحب الزمان کے واسطے ایجاد کی چھٹی یہ ہے کہ عورت زچہ جننے سے چھ دن کے بعد مع بچہ پہن کر غسل کرتی ہے اور عمدہ لباس پہن کر جلسہ کرتی ہے بادشاہ بیگم اس رسم کو اس امام عالی مقام کی طرف منسوب کر کے ہر سال ماہ شعبان میں ادا کرتیں اور بہت سا روپیہ خرچ کرتی تھیں اور اشرافوں کی دوشیزہ اور خوبصورت لڑکیاں روپیہ خرچ کر کے یا کسی دوسری تدبیر سے بہم پہنچا کر آئمہ اثنا عشر کی ان کو ازواج بناتیں اور ان آئمہ کی ازدواج کا نام سن کر وہی نام ان لڑکیوں کے رکھتیں اور ان لڑکیوں کا لقب اچھوتی مقرر کیا تھا اچھوتی اس چیز کو کہتے ہیں جو چھونے کے قابل نہ ہو تا کہ آلودہ و نجس نہ ہو جائے مگر حضرت فاطمہؓ زہرا کی پاسداری کی وجہ سے حضرت علیؓ کے لئے کوئی عورت تجویز نہیں کرتی تھیں اگر ان میں سے کوئی جوان ہو جاتی اور دل اس کا مناکحت کو چاہتا تو مانع آتیں اور کہتیں کہ بعد زوجیت آئمہ اطہار کے دوسرے کے ساتھ ترویج اور عقد کرنا اور اس سے ہم بستر ہونا ملت پاس داداب اور رعایت قانون اسلام میں حرام ہے غازی الدین حیدر کے بعد جب نصیر

Marfat.com

ر ین حیدر مسند نشین ہوئے تو انہوں نے بھی گیارہ ازواج آئمہ احدی عشر کے لئے جمع یں اور دوسرے آئمہ کے واسطے بھی اچھوتیاں جمع کیں جیسے حضرت قاسم اور حضرت عباس یرہ کے لئے اور جب کسی امام کی ولادت کا دن آتا تو بادشاہ اپنے آپ کو حاملہ عورتوں کی رح بہ تصنع دردزہ اور نفاس وغیرہ میں مبتلا کرتے اور بچے کی جگہ ایک مرصع گڑیا بادشاہ کے امنے رکھ دی جاتی اور بادشاہ خود ہی زچہ خانے میں رہتے اور ویسے ہی کھانے کھاتے جیسے چہ کھاتی ہے اور چھٹا روز ہوتا تو بادشاہ زچہ کی طرح غسل کرتے اور اس مصنوعی بچے کو گود ں لے کر لنگڑاتے ہوئے صحن مکان میں نکلتے تا کہ آسمان کے تاروں کو دیکھیں اس طرح بتی ہوتی آئمہ احدی عشر میں سے ہر ایک امام کی زوجہ کی سونے کی مورت بچے کی دی گئی ی اور دوسرے آئمہ کی زوجات کو چاندی کی مورت دی گئی تھی اور جب کہ سوائے آئمہ حدی عشر کے دوسرے کسی امام کی ولادت کا دن آتا تو اس کی زوجہ خود بطرز معمولی زچہ انے میں جاتی اور وہی مراسم ادا کئے جاتے جو بادشاہ کے ساتھ کئے جاتے تھے اور صطلاح میں اس رسم کو اچھوتہ کہتے تھے۔ امجد علی شاہ ثریا جاہ کو مذہب اثنا عشری میں نہایت لو تھا ان کے عہد میں مذہب شیعہ نے خوب رونق پائی تھی سنت و جماعت کا حساب و شمار ہنود میں تھا۔ (طلسم ہند)

اودھ کے پچھلے بادشاہ واجد علی شاہ سے فروری ۱۸۵۶ء مطابق جمادی الثانی ۱۲۷۲ ہجری میں انگریزوں نے ملک سے نکال لیا شاہ معزول نے اپنی ایک تالیف کے صفحہ ۲۰۴ میں جس کا نام مجموعہ واجد یہ ہے لکھا ہے اسامی ملعونان و ملعونات کہ تا قیامت برآنہا لعنت باید کرو اور اس کے بعد تین صفحے اصحاب کبار وغیرہ کے ناموں سے بھر دئے ہیں جن میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عائشہؓ وغیرہ داخل ہیں۔

نوابان رام پور

رام پور کے جو بعض رئیس اثنا عشری ہوئے یہ بھی اہل لکھنو ہی کی ہدایت و تربیت کا اثر تھا چنانچہ نواب سید فیض اللہ خان کے پوتے نواب سید محمد سعید خاں ابن نواب سید غلام محمد خان اور ان کے جانشین نواب سید یوسف علی خان یہی مذہب رکھتے تھے مگر ان کے وقت میں بالکل غلو کو دخل نہ تھا اور کسی کی مجال نہ تھی کہ اہل سنت کے سامنے صحابہ کو برا کہہ سکے نواب سید حامد علی خان صاحب بہادر رئیس حال بھی یہی مذہب رکھتے ہیں۔

Marfat.com

عقائد اثنا عشریہ کی تفصیل

اصول دین پانچ ہیں ۔ (۱) توحید۔ اسی میں صفات ثبوتیہ و سلبیہ داخل ہیں (۲) عدل ۔ (۳) نبوت ۔ (۴) امامت ۔ (۵) معاد بیان توحید۔ معرفت اللہ تعالیٰ واجب ہے ہر مکلف پر کیونکہ وہ منعم ہے تاکہ ہم اس کا شکر کریں۔ اللہ تعالیٰ موجود ہے واجب الوجود لذاتہ ہے یعنی اپنے وجود میں غیر کا محتاج نہیں اور اس پر عدم جائز نہیں۔

بیان صفات ثبوتیہ

اللہ تعالیٰ قدیم ازلی ہے یعنی اس کے وجود پر عدم سابق نہیں باقی ہے ہمیشہ رہے یعنی اس کے وجود کو عدم لاحق نہیں ہوتا مختار ہے یعنی اگر چاہے کرے اور عالم ہے یعنی چیزیں اس کے نزدیک ظاہر اور حاضر ہیں زندہ ہیں یعنی صحیح ہے اس سے کہ قادر ہوئے جانے اور ہر مقدر پر قادر ہے اور ہر معلوم کا عالم ہے اور متکلم ہے بغیر زبان کے اور اللہ متکلم ہونے سے یہ مطلب ہے کہ کسی جرم سماوی یا جسم ارضی میں کلام ایجاد کیا تاکہ اپنی غ کو خلق کی طرف پہنچائے پس اس قسم کے کلام کو اس کا اپنی ذات کی طرف نسبت دینا اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ سمیع اور بصیر ہے بغیر کان اور آنکھ کے مطلب یہ کہ مبصرات اور مسموعات کو جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ بغیر اعضا کے مدرک ہے یعنی اس چ جانتا ہے جس کا ادراک حواس سے ہوتا ہے اور صاحب ارادہ ہے یعنی ترجیح دیتا ہے فعل جس وقت جانتا ہے اس کی مصلحت کو اور اللہ تعالیٰ صادق ہے حق بات کہتا ہے کذب منزہ ہے اور کارہ ہے یعنی ترجیح دیتا ہے ترک فعل کی جس وقت مفسدہ فعل کے ہونے

Marfat.com

جانتا ہے اور واحد ہے اس کا کوئی شریک الوہیت میں نہیں۔

بیان صفات سلبیہ

اللہ تعالیٰ نہ جسم ہے نہ عرض ہے اور نہ جوہر ہے اور نہ کسی جہت میں ہے اور نہ کسی مکان میں ہے اور وہ نظر کے ساتھ نہیں دیکھ سکتا دنیا میں نہ آخرت میں کیونکہ وہ مجرد ہے اور رویت کے لئے جسم و جہت شرط ہے اور وہ خود بھی کہتا ہے۔ لَن تَرَانِیْ (سورۃ انعام ۶۔ آیت ۱۰۳) یعنی ہرگز نہیں دیکھے گا تو مجھے اور لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ (سورۃ اعراف ۷۔ آیت ۱۴۳) نہیں پاسکتیں اس کو آنکھیں اور اللہ کے لیے نہ ولد ہے نہ زوجہ اور متحد اپنے غیر سے نہیں ہوسکتا اور مرکب کسی شے سے نہیں ہے اور نہ حلول کے ساتھ متصف ہے اور نہ کسی ایسی صفت کے ساتھ جو اس کی ذات مقدس پر زائد ہو متصف ہے کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو ذات الٰہی کا حدوث لازم آئے گا اس لئے کہ محل حوادث ہوگی اگر وہ صفت قدیم نہ ہو تو قدما کا تعدد لازم آئے گا اور یہ باطل ہے پس صفات ثبوتیہ اس کے عین ذات ہوئے اور اللہ تعالیٰ عالم بالعلم اور قادر بالقدرۃ نہیں ہے بلکہ علم اور قدرت عین اس کی ہیں اور تعدد صفات سے تعدد معنی کا نہیں ہوتا اگر عالم بالعلم اور قادر بالقدرت ہو تو محتاجی اس کی صفات کی جانب لازم آئے اور یہ محال ہے پس ثابت ہوا اللہ تعالیٰ قادر و عالم بالذات واحدی المعنی ہے اس میں مجال تعدد نہیں ہے۔

بیان عدل

اللہ تعالیٰ عادل اور حکیم ہے نہ برائی کرتا ہے نہ واجب میں خلل ڈالتا ہے کیونکہ قبیح کا فعل قبیح ہے اور واجب میں خلل ڈالنا اللہ تعالیٰ کا نقصان ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے اور غیر سے غنی ہے رضا بہ قضا و قدر واجب ہے اور ہر چیز کہ ہے اور ہو وہ قضا و قدر سے ہے اور ان دونوں سے جبر و ظلم لازم نہیں آتا اس لئے کہ قضا و قدر علم اور بیان کے معنے میں ہے یعنی ہر شے کو جانتا ہے جس حالت پر کہ وہ ہے اور اس کو ملائکہ سے بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مکلفین کو جن چیزوں کے ساتھ تکلیف دی ہے ان کا بدلہ ثواب ابدی کے ساتھ تکلیف کے مقابلے میں دیتا ہے اور ان آلام کا بھی عوض دیتا ہے جو مکلفین کی ذاتوں پر زائد ہیں اگر ایسا نہ کرے تو ظلم لازم آئے اور اللہ تعالیٰ عادل ہے پس عوض پہنچانا واجب

Marfat.com

ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے وہ اصلح ہے ورنہ عبث لازم آئے گا اور اللہ تعالیٰ عبث سے بری ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے لطف ضروری ہے کیونکہ خلق کو پیدا کیا اور اس میں خواہش رکھی پھر اگر لطف فرماتا تو قبیح کام پر آمادہ کرنا لازم آتا جو قبیح ہے اور لطف سے مراد یہ ہے۔ اولہ کا نصب کرنا اور عقل کامل کا دینا۔ اور رسولوں کا بھیجنا ان کے زمانے میں۔ اور انقطاع رسل کے بعد امام کا باقی رکھنا تاکہ غرض فوت ہو جائے۔

بیان نبوت

نبی ہمارے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدامناف ہیں وہ رسول ازروئے حق وصدق کے ہیں ان کا سب سے بڑا معجزہ قرآن ہے کہ حق و باطل میں فارق ہے اور باقی ہے قیامت تک اور حجت ہے خلق پر اور وہ اعجاز بوجہ زیادتی فصاحت و بلاغت کے ہے اس طرح پر کہ جب سے آپ نے تحدی فرمائی اس امر پر کہ اگر میں پیغمبر نہیں ہوں اور یہ کلام الٰہی نہیں تو اس کی ادنیٰ سی سورت کے مثل لاؤ کسی سے اس کا جواب آج تک ممکن نہ ہوا اور آپ بعثت کے قبل اپنے نفس پر نبی تھے اور بعد اس کے آپ کافہ خلق کی طرف رسول ہوئے اور تمام انبیاء اپنے افعال واقوال میں معصوم ہیں تمام عیوب اور گناہ اور سہو ونسیان سے اول عمر سے آخر عمر تک پس جہاں کلام مجید میں معصیت اور سہو کا ذکر ہے وہ واجب التاویل ہے اور انبیا کا اپنے اہل زمانہ سے افضل ہونا واجب ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ ہو اور وہ تمام انبیاء مرسلین سے افضل واشرف ہیں ان کی معراج جسم عنصری کے ساتھ علانیہ بیداری میں حق ہے اخبار صریح متواتر سے ثابت ہے منکر اس کا دائرہ اسلام سے خارج ہے آپ درواز ہائے آسمان سے تشریف لے گئے اس میں حاجت خرق والتیام افلاک کی باقی نہ رہی ان کا ادیان سابقہ کا ناسخ ہے۔

بیان امامت

امام کا ہونا لطف الٰہی ہے جس طرح نبی کا ہونا لطف ہے پس نبی کے بعد امام کا وجود اللہ کی جانب سے اس کے حکم سے واجب ہے ورنہ قبح لازم آئے گا جو محال ہے اور امام بعد جناب رسالت مآب کے بلافصل بن ابی طالب ہیں اور ان کے بعد گیارہ امام ان کی اولاد میں سے ہیں یعنی حسنؓ، پھر حسینؓ، پھر علی زین العابدینؓ بن حسینؓ پھر محمد باقر بن علی پھر

Marfat.com

جعفر صادق بن محمد باقر پھر موسیٰ کاظم بن جعفر پھر علی رضا بن موسیٰ کاظم پھر تقی بن علی رضا پھر علی نقی بن محمد تقی پھر حسن عسکری بن علی نقی پھر محمد صاحب الزمان بن حسن عسکری یہ سب ازروئے حق کے آئمہ آدمیوں کے ہیں ایک بعد دوسرے کے۔ ہر امام ان میں سے ایک بعد ایک کے ازروے نصوص ان کا دائرہ خلافت کے منصوص ہے اور ان کا اپنے افعال و اقوال میں معصوم و مطہر ہونا واجب ہے تمام گناہ اور سہو سے خواہ صغیرہ ہوں خواہ کبیرہ عمداً اور سہواً اور آئمہ کا علم اور افضل ہونا بھی واجب ہے اور مہدی منتظر امام محمد بن حسن عسکری ہیں کہ اپنے والد کے زمانے میں پیدا ہوئے اور غائب ہیں اور زندہ ہیں اور باقی ہیں جب تک دنیا باقی ہے اور غیبت ان کی اپنی خواہش طبعی سے نہیں کیونکہ وہ معصوم ہیں پھر کیسے واجب میں کمی اور خلل کرتے اور نہ پروردگار کی جانب سے ہے کیونکہ وہ ان عادل اور حکیم ہے پھر قبیح کام کیسے کرتا اور نظروں اور افادات سے اخفا قبیح ہے بلکہ ان کی غیبت کافروں کی کثرت اور دوستوں کی قلت کی وجہ سے ہے اور ان کا ظاہر ہونا ضرور ہے اور امام کی غیبت میں خلق کو اس طرح فائدہ پہنچتا ہے جس طرح آفتاب سے فائدہ پہنچتا ہے جب کہ وہ بادل کی آڑ میں ہوتا ہے۔

بیان معاذ

اللہ تعالٰی اجسام فانی کا اعادہ کرے گا جیسے کہ دنیا میں تھے تا کہ مستحقین کو اس کا حق پہنچے انبیا نے اس کی خبر دی ہے پس اعتقاد معاد جسمانی پر واجب ہے اور آئمہ معصومین زمانہ مہدیؒ میں جماعت امم سابقہ اور لاحقہ کے ساتھ رجوع کریں گے تا کہ اپنی دولت اور حق کا اظہار کریں اللہ نے جو قرآن میں فرمایا ہے۔ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا (سورة نمل ۲۷ آیت ۸۳) یعنی وہ روز جس میں ہم ہر امت میں سے ایک گروہ اٹھائیں گے اسی امر کی طرف اشارہ ہے۔ امامت حضرت علی اور ان کی اولاد میں سے نہیں نکلتی ہے اگر نکلی بھی تو غیروں کے ظلم سے اور یا حضرت علیؓ کے یا ان کی اولاد کے تقیہ کرنے سے اور جن جن باتوں کی نبیؐ نے خبر دی ہے اور بتواتر ہم تک پہنچی ہیں جیسے انبیائے سابقہ کی نبوت اور ارسال رسل اور کتب منزلہ اور وجود ملائکہ اور احول قبر اور ثواب قبر اور عذاب قبر اور سوال منکر و نکیر اور زندہ ہونا قبر میں اور احوال قیامت اور حساب اور سوال اور میزان اور صراط اور بولنا اعضا کا اور اڑنا نامہ اعمال کا اور جنت کا ساتھ نعیم اور حور و قصور اور غلمان کے اور دوزخ

Marfat.com

کا ساتھ عذاب سخت کے فی الحال موجود ہونا اور مظلوم کا ظالم سے انصاف کرنا اور قصر ہائے جہنم اور حوض کوثر جس کے ساقی حضرت علیؓ ہیں کہ اس سے پیاسوں کو قیامت میں سیراب کریں گے اور نبی اور آئمہ معصومین کی شفاعت ان لوگوں کے حق میں جو گناہان کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اور فرقہ شیعہ میں سے ہیں ار اللہ تعالیٰ کا اہل قبور کو اٹھانا اور قیامت کے مواقف ان سب کا اعتقاد واجب ہے ان میں سے کسی بات میں شک نہیں کیونکہ معصومین نے ان کی خبر دی ہے اور کتاب اللہ میں بھی ان کا ذکر آیا ہے۔ منکر ان کا ملحد یا منافق ہے۔ (کتاب عربی شیخ ابو جعفر طوسی)

اثنا عشریہ قرآن میں کمی بیشی کے قائل نہیں اور یہ جو مشہور ہے کہ شیعہ اثنا عشریہ کہتے ہیں کہ صحابہ نے دس پارے قرآن مجید کے کم کر دئیے اور بعض شیعہ سورہ حسنین اور سورہ فاطمہؓ اور سورہ علیؓ پڑھا کرتے ہیں یہ جہلا کی گپ ہے آج تک سلف سے لے کر خلف تک کوئی محقق اثنا عشری یہ عقیدہ نہیں رکھتا چنانچہ علمائے اثنا عشری اس خیال کی براءت اپنی کتابوں میں بڑے شد و مد سے کرتے ہیں شیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ اپنی کتاب عقائد میں کہتے ہیں کہ جو قرآن اللہ نے حضرت محمدؐ کو دیا تھا وہی ہے کہ جواب لوگوں کے پاس موجود ہے نہ اس میں کچھ کم ہوا ہے نہ زیادہ تفسیر مجمع البیان میں کہ جو اثنا عشریوں کے نزدیک معتبر تفسیر ہے سید مرتضیٰ کہتے ہیں کہ جو قرآن عہد پیغمبرؐ میں تھا وہی اب بھی ہے بالا تفادت قاضی نور اللہ شوستری اپنی کتاب مصائب النواصب میں کہتے ہیں کہ یہ بات جو شیعہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے کہ وہ قرآن میں تغیر و تبدل کے قائل ہیں سو یہ غلطی ہے محققین شیعہ میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں اور جو کوئی کہے تو اس کا کیا اعتبار ہے ملا صادق شرح کافی کلینی میں لکھتے ہیں کہ یہ قرآن اسی طرح حضرت مہدی تک سالم رہے گا محمد بن الحسن آملی کہتے ہیں کہ جو روایات پر ذرا بھی نظر کرے گا یقینی طور پر جان جائے گا کہ قرآن میں بچند وجوہات کمی زیادتی ناممکن ہے اور اثنا عشریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت محمدؐ کے آبائے کرام آدم سے تابہ عبداللہ والد حضرت محمدؐ صاحب ایمان تھے نبی یا وصی کا ماں باپ مومن نہ ہوگا وہ نبی اور وصی نہ ہوگا جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کے والد تارخ تھے آزر بت تراش نہ تھے اور حضرت علیؓ کے باپ ابو طالب بھی مسلمان تھے ہاں وہ حضرت تقیہ کرتے تھے جیسا کہ کلینی نے کافی میں لکھا ہے کہ حضرت جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ ابو طالب اصحاب کہف کی طرح تھے کہ اپنے ایمان کو چھپایا اور شرک ظاہر کیا بس اللہ نے ان کو

Marfat.com

چند اجر عطا کیا اور ان کے ایمان کے چھپانے کا سبب یہ تھا کہ اس پردے میں امداد اور
قالت حضرت محمد ؐ کی خوب ترین وجہ پر ممکن ہو جائے جیسا کہ فاضل کاشانی نے صافی
ں لکھا ہے۔ اثنا عشریہ کہتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ اور علی ایک نور تھے جب حضرت
دمؑ پیدا ہوئے تو اس نور کو ان کی پیٹھ میں جگہ دی پھر ہمیشہ اللہ تعالیٰ اس نور کو ایک صلب
ل سے دوسرے صلب پاک کی طرف منتقل کرتا رہا پھر اس نور کے دو حصے کئے ایک حصے کو
بداللہ کی صلب پاک سے باہر لایا اور دوسرے کو صلب ابو طالب سے اسی وجہ سے حضرت محمدؐ
نے فرمایا تھا کہ علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا
ون میرا خون ہے۔ اور ان کے نزدیک آئمہ کی موت ان کے قبضہ اختیار میں ہوتی ہے
چنانچہ اس قاعدے کو کہ آئمہ اپنے اختیار سے مرتے ہیں کلینی نے اصول کافی میں بہت سی
روایتوں سے ثابت کیا ہے اور اس کے واسطے علیحدہ باب باندھا ہے اور ان کے نزدیک متعہ
کی حلیت کا اعتقاد و لازم ہے۔ اور تراویح رمضان اور روزوں پر مسح کرنے کے منکر ہیں۔
مولوی عصمت اللہ نے فقہ اکبر کی شرح میں کہا ہے چونکہ شیعہ تراویح رمضان کے منکر ہیں
اور مسح موزوں پر نہیں کرتے بلکہ پاؤں پر مسح بلا موزے کے کرتے ہیں اس لئے امام نے
ان کی رد کی نیت سے کہا ہے کہ مسح موزوں پر اور تراویح رمضان میں سنت ہے۔ اور کہتے
ہیں کہ نماز پیچھے ہر مسلمان کے جائز نہیں۔ (موید الافاضل)

فروع میں اثنا عشریہ کی دو قسمیں ہیں اصولیہ اور اخباریہ۔

بحر المذاہب۔ تذکرۃ المذاہب۔ موئد الافاضل۔ خطط مقریزی اور ملل ونحل شہرستانی
میں شیعہ کے فرقوں کے یہ نام اور لکھے ہیں۔

شریکیہ

ان اعتقاد یہ ہے کہ حضرت علیؓ شریک ہیں حضرت محمد ﷺ کے نبوت میں۔

تناسخیہ یا متناسخیہ

ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ارواح کو تناسخ ہوا کرتا ہے اور بعض متناسخیہ یہ کہتے ہیں کہ جب
روح دنیا میں آتی ہے بعد اس کے کہ وہ موت اول کے ساتھ دنیا سے جا چکی تھی تو بکری کے
بچے میں داخل ہوتی ہے پھر اس سے بھی کسی حقیر چیز میں انتقال کرتی ہے اسی طرح نقل

Marfat.com

کرتے کرتے گندگی اور غلاظت کے کیڑوں میں نقل کرتی ہے اور یہ آخری جسم ہوتا ہے کہ اس کو ملتا ہے بلکہ یہاں تک ہوتا ہے کہ روح لوہے مٹی اور کچے برتنوں میں نقل کر جاتی ہے اور آگ میں پکنے اور پامال ہونے اور گلائے جانے اور کٹنے پٹنے اور خوار وخراب رکھے جانے سے عذاب پاتی ہے جس قدر گناہ روح کے ہوتے ہیں اسی قدر اس کو عذاب ہوتا ہے۔

خطیہ

ان کا اعتقاد یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام بھول گئے۔

خلفیہ

ان کا قول یہ ہے کہ نماز غیر امام کے پیچھے جائز نہیں۔

رجیہ یا راجعیہ

ان کا قول یہ ہے کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب عنقریب رجوع کرنے والے ہیں اپنے اعدا سے انتقال لیں گے (دیکھو خطط) اور بعض کہتے ہیں کہ راجیہ کی یہ رائے ہے کہ حضرت علیؓ بادل میں ہیں اور دنیا میں قیامت سے قبل رجوع کریں گے اور رعد ان کے گھوڑے کی ڈپٹ کی آواز ہے اور برق اس گھوڑے کی نعل کی آگ ہے (دیکھو بحر)

متربصیہ

تربص یعنی انتظار خروج امام کا کرتے ہیں۔

ابدیہ

کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نبوت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک ہیں۔

Marfat.com

لاعنیہ

یہ طلحہؓ اور زبیرؓ اور معاویہؓ اور حضرت عائشہؓ پر لعنت کرتے ہیں۔

متراضیہ

ان کا قول یہ ہے کہ سلطان مسلم پر خروج جائز ہے۔

حزنیہ

عبداللہ بن عمرو خزنی کے تبع ہیں اور آمریہ اور جبیہ اور جلالیہ اور کشاف اصطلاحات الفنون میں کہا ہے کہ امامیہ میں سے ایک گروہ کا نام سلفیہ ہے اور قاضی عیاض نے شفا کے تیسرے باب میں کہا ہے کہ شیعہ کے ایک فرقہ کا نام عنبریہ ہے یہ لوگ عبیداللہ بن حسن عنبری کی طرف منسوب ہیں یہ بصرے کا قاضی تھا اس نے عقائد اور عقلیات میں تقلید کو جائز کیا تھا کہتا تھا کہ انبیا کا جھوٹ بولنا ان باتوں میں جو اللہ کی طرف سے لائے ہیں کسی مصلحت کی وجہ سے جائز ہے۔ بعض نسخوں میں عبیداللہ کی جگہ عبداللہ ہے اور عنبری قبیلہ بنی عنبرہ کی طرف منسوب ہے۔

کیالیہ

ملل ونحل میں شہرستانی نے لکھا ہے کہ یہ فرقہ احمد بن کیال کی طرف منسوب ہے یہ ایک شخص کا اہل بیت میں سے داعی تھا جو بعد جعفر صادقؒ کے مخفی رہتا تھا اس نے آپ کو ظاہر نہ کیا احمد نے مسائل علیہ پر واقفیت حاصل کر کے اپنی رائے کے ساتھ ملا دیا اور ہر ایک علمی مسئلے میں ایک نئی تحقیق پیدا کر لی جو نہ سمعیات کے مطابق تھی نہ عقلیات کے بلکہ بعض قول اس کے جس کے بھی مخالف تھے جب کہ اس کی بدعت پر آئمہ کو اطلاع ہوئی تو اس سے نفرت کرنے لگے اور اس کو برا کہنے لگے جب کیال کو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے دعویٰ کیا کہ میں امام ہوں اور دوبارہ یہ دعویٰ کیا کہ میں قائم ہوں اور منتظر ہوں اس کے معتقدوں نے اس کے ان دعووں کو تسلیم کیا۔ احمد کے مذہب کی بنیاد اس بات پر تھی کہ جو

Marfat.com

کوئی آفاق کونفوس کے ساتھ موافق کر سکے اور ان عالم علوی اور سفلی کے راستے بتا سکے اور جس کی ذات میں تمام علوم جمع ہوں اور اس بات پر قدرت رکھتا ہو کہ ہر کلی کو اس کے شخص معین جزئی میں بیان کر سکے وہی قائم ہے اور کہتا تھا کہ دنیا میں کوئی شخص اس صفت کے ساتھ سوا میرے پیدا نہیں ہوا اور زبان عربی و عجمی میں بہت سی کتابیں ان مطالب کے بیان میں احمد نے لکھ ڈالیں اس نے عالم آفاق کو عالم علوی اور عالم نفوس کو عالم سفلی قرار دیا تھا۔ کہتا تھا کہ تین عالم ہیں۔ عالم اعلیٰ عالم اوئی عالم انسانی عالم اعلیٰ میں پانچ مکان تجویز کئے تھے ایک مکان الاماکن جس میں کوئی چیز موجود نہیں اور وہ سب کو محیط ہے اور شرع میں جو عرش اوپر ہے اس سے یہی مکان الاماکن مراد ہے اس کے تلے مکان نفس اعلیٰ کا ہے اس کے تلے مکان نفس حلقہ کا اس کے تلے مکان نفس حیوانی کا اس کے تلے مکان نفس انسانی کا نفس انسانی عالم نفس اعلیٰ پر چڑھ گیا تھا اور مکان نفس ناطقہ اور نفس حیوانی کے پھٹ گئے تھے نفس انسانی وہاں جا کر گونگا متحیر حیرت زدہ محبوس ہو کر رہ گیا اور سڑ گیا اور اس کے اجزا مستحیل ہو گئے اس لئے عالم سفلی میں گر گیا اور اسی عفونت کی حالت میں مدتوں تک رہا پھر نفس اعلیٰ نے اپنے انوار اس پر ڈالے پس اس عالم میں تراکیب پیدا ہوئیں اور زمین و آسمان اور مرکبات یعنی معدنیات و نباتات و حیوانات اور انسان بنے اور اس ترکیب سے انسان بلاؤں میں پھنس گیا کبھی سرور کبھی غم کبھی آرام کبھی اندوہ و محنت اس کو پہنچنے لگی یہاں تک کہ قائم ظاہر ہو کر اس کو حالت کمال کو پہنچائے اور ترکیب دفع ہو جائے اور متضادات باطل ہو جائیں اور روحانی جسمانی پر ظاہر ہو جائے اور وہ قائم احمد ہے پھر احمد نے اپنے قائم ہونے پر اس طرح استدلال کیا تھا کہ کہتا اس نام میں چار حروف جمع ہیں جو چاروں عالم کے مقابل ہیں الف نفس اعلیٰ کے مقابل ہے اور حا نفس ناطقہ کے اور میم نفس حوانیہ کے اور دال نفس انسانیہ کے اور عوالم علوی کے مقابلے میں عوالم سفلی جسمانی ثابت کرتا تھا کہتا تھا کہ آسمان خالی ہے اور وہ مقابل میں مکان الاماکن کے ہے اور آسمان کے تلے آگ ہے اور آگ کے تلے ہوا اور ہوا کے تلے زمین اور زمین کے تلے پانی یہ چاروں ان عوالم علوی کے مقابل ہیں پھر کہتا تھا کہ انسان آگ کے مقابلے میں اور پرند ہوا کے مقابلے میں اور حیوان زمین کے مقابلے میں اور مچھلی پانی کے مقابلے میں اور پانی کے مرکز کو اسفل المراکز قرار دیا تھا اور مچھلی کو اخس المرکبات بتایا تھا اور انسان کا مقابلہ عالم روحانی و جسمانی سے اس طرح کیا تھا کہ کہتا تھا انسان میں جو پانچ حواس ہیں ان میں سمع مکان الاماکن

Marfat.com

اور آسمان کے مقابل ہے اور بصر نفس اعلیٰ اور آگ کے مقابل ہے اور قوت شامہ نفس ناطقہ اور ہوا کے مقابل ہے اور قوت ذائقہ نفس حیوانی اور زمین کے مقابل ہے اور قوت لامسہ نفس انسانی اور پانی کے مقابل ہے اور کہتا تھا کہ میرے نام کے حرفوں میں سے الف انسان پر دلالت کرتا ہے اور حا حیوان پر اور میم پرندوں پر اور دال مچھلی پر اور کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی شکل اسم احمد کے حروف کے مطابق بنائی ہے قد مثل الف کے کیا ہے دونوں ہاتھ حا کی طرح اور شکم مانند میم کے اور دونوں پاؤں مثل دال کے اور کہتا تھا کہ انبیا اہل تقلید کے رہبر ہیں اور اہل تقلید اندھے ہیں اور قائم اہل بصیرت کا رہبر ہے اور اہل بصیرت اولوالالباب ہیں اور بصیرت عالم علوی وسفلی کے مقابلہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے میزان اہل علم سے مراد بتاتا تھا اور صراط اپنے نفس کو جانتا تھا اور کہتا تھا کہ جنت بصیرت حاصل کر لینے کا نام ہے اور دوزخ اس کے خلاف پر پہنچ جانے سے مراد ہے۔

فرقہ خوارج

سب سے پہلے جو علی کرم اللہ وجہہ پر خروج کر کے ان سے جدا ہو گئے اور تبرا کیا یہی فرقہ ہے جب ۳۷ ہجری میں معاویہ اور حضرت علیؓ کے لشکروں میں بمقام صفین ماہ صفر سے جنگ شروع ہوئی اور معاویہ کی فوج کے دل حضرت علیؓ کی تلوار سے چھوٹ گئے اس وقت معاویہ نے کلام مجید نیزوں پر رکھوا کر باآواز بلند کہلایا کہ یہ کلام اللہ ہمارے تمہارے درمیان اس وقت مسعر بن تمیم فدکی تمیمی اور زید بن حصین طائی بیس ہزار شمشیرزنوں کے ساتھ حضرت علیؓ کی خدمت میں ان کی پیشانیوں پر سجدے کی نمایاں نشانیاں تھیں اور ایک جماعت قاریان قرآن کی بھی کہ جو بعد اس کے خوارج کہلائے ان کے ساتھ تھی اور عرض کیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم نے حضرت عثمانؓ کو اس لئے قتل کیا تھا کہ وہ کلام اللہ کے مطابق کام نہیں کرتے تھے جب اہل شام آپ سے یہ استدعا کرتے ہیں کہ مطابق کتاب اللہ کے تصفیہ کر لیا جائے تو ان کی رائے کو ماننا چاہئے ورنہ ہم آپ کو مثل انہیں کے قتل کر ڈالیں گے یا ہم آپ کو مخالفین کے سپرد کر دیں گے حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ تم اپنے حق وصدق پر دشمنوں سے لڑے جاؤ یہ کام انہوں نے تمہارے فریب دینے کے لئے کیا ہے میں ان سے زیادہ مستحق ہوں۔ اس بات کا کہ کتاب اللہ کے موافق احکام جاری کروں معاویہ اور عمرو بن عاص اور ابن ابی معیط اور حبیب بن مسلم اور ابن ابی سرح اور ضحک بن

Marfat.com

قیس ایسے دیندار اور فرمان بردار قرآن کے نہیں۔ میں ان کو خوب جانتا ہوں یہ شعبدہ انہوں نے اس لئے کھڑا کیا ہے کہ ہمارے ہاتھ سے خلاصی حاصل کرلیں مگر ان لوگوں نے حضرت علیؓ کے ارشاد کو نہ مانا اشعث بن قیس نے حضرت علیؓ سے کہا کہ تمام لشکر کا قرآن پر رغبت رکھتا ہے اور جو امر معاویہ نے تجویز کیا ہے اس سے بدل راضی ہے مجھے حکم ہو کہ معاویہ کے پاس جا کر ان کا مافی الضمیر دریافت کروں آپ نے اس کو کہہ دیا کہ تیری خوشی وہ معاویہ کے پاس گیا تم نے کس لئے قرآن اٹھائے ہیں کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک میری طرف سے اور ایک حضرت علیؓ کی طرف سے حکم (ثالث) مقرر ہو اور جو کچھ کتاب اللہ کی رو سے فیصلہ کردیں اس پر فریقین عمل کریں پھر شامیوں نے کہا کہ ہم اپنی طرف سے عمرو بن عاص کو ثالث کرتے ہیں اور اشعث بن قیس اور قاریان قرآن نے کہا کہ حضرت علیؓ کی طرف سے ابو موسیٰ شعری ثالث مقرر ہوں حضرت علیؓ نے کہا کہ میں ابو موسی سے راضی نہیں۔ (ناسخ التواریخ، تذکرہ الخواص)۔

انہیں اس کام کے لائق نہیں جانتا اس لئے کہ وہ کئی مہینے تک مجھ سے منحرف رہے تھے اور لوگوں کو میری متابعت سے روکتے تھے یہاں تک کہ میں نے ان کو امن دیا اور اپنے پاس بلایا اگر ثالث کا ہونا ضروری ہے تو عبداللہ بن عباس کو میری طرف سے ثالث مقرر کرنا چاہئے عراقیوں نے کہا کہ وہ آپ کے عزیز وقریب ہیں کوئی غیر شخص ہو حضرت علیؓ نے کہا کہ اچھا مالک اشتر کو مقرر کرو اشعث نے کہا کہ یہ سارا فتنہ انہیں کا تو پیدا کیا ہوا ہے وہ گھوڑا دوڑانا جنگ کرنا جانتے ہیں قرآن کے موافق حکم کرنا کیا جانیں اور حضرت علیؓ کو اس بات پر مجبور کیا کہ انہوں نے ابو موسیٰ اشعری کے لئے ثالث مقرر ہونے کی اجازت دے دی اور عمرو بن عاص معاویہ کی طرف سے پنچ قرار پائے اور اقرار نامہ جانبین سے ۱۳ صفر ۳۷ ہجری کو قلمبند ہوا ناسخ التواریخ میں حساب لگا کر بتایا ہے کہ ۳۷ ہجری کاتبوں کی غلطی سے مشہور ہو گئے ہیں یہ اقرار نامہ ۳۸ ہجری میں لکھا گیا تھا۔

اشعث نے اس خیال سے کہ تمام لشکر عراق و شام کو اس صلح کی خبر ہو جائے بعد اس کے کوئی شرائط صلح کے خلاف کام نہ کرے اول اقرار نامے کو لے جا کر لشکر شام کی صفوں میں سنایا انہوں نے اسے تسلیم کیا اور خوش ہو گئے پھر لشکر عراق کی صفوں میں سنانے کو آیا لشکر حضرت علیؓ میں جہاں چار ہزار آدمی جماعت بنی عزہ کے کھڑے تھے ان کے پاس جا کر سنایا تو سعدان اور جعدان دو بھائی اس کاغذ کا مضمون سن کر نہایت غضبناک ہو گئے اور کہنے

Marfat.com

لگے لاحکم الا للہ یعنی حکم وحکومت خاص اللہ کے لئے ہے یہ کہہ کر تلواریں میان سے نکا ل کر لشکر شام میں گھس گئے اور کشت وخون کے بعد مارے گئے یہ کلمہ اول انہیں دونوں بھائیوں کے منہ سے نکلا پھر اشعث قبیلہ مراد کے پاس آیا اور وہ کاغذ سنایا تو اس قبیلے کے سردار کو بہت ناپسند ہوا اور کہنے لگا لاحکم الا للہ ولو کرہ المشرکون پھر اشعث قبیلہ بنی راسب میں آیا تو انہوں نے اقرار نامہ سن کر کہا لاحکم الا للہ لا نرضی ولا بحکم الرجال فی دین للہ یعنی حکم سوا اللہ کے نہیں اور ہم کسی کو اجازت نہیں دیتے کہ دین الٰہی میں حکومت کرے پھر قبیلہ بنی ربیعہ یا قبیلہ بنی یشکر بن وائل میں سے ایک جوان نے اشعث سے مضمون کا کاغذ کا سن کر انکار کیا اور اول لشکر شام میں گھس پڑا وہاں لڑ بھڑ کر لشکر عراق میں آیا اور یہاں لڑا اور پھر پکار پکار کر کہتا جاتا کہ اے لوگوں جس طرح میں معاویہ سے بیزار ہوں اسی طرح حضرت علیؓ سے بیزار ہوں اور مارا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ اول جس نے لاحکم الا للہ کہا اور خارجی ہوا وہ حجاج بن عبداللہ معروف بہ برک ہے جو قبیلہ بنی سعد بن زید بن مناۃ بن مرہ بن صریم سے تھا پھر اشعث قبیلہ بنی تمیم میں آیا انہوں نے بھی مضمون کا غذ سن کر کہا لاحکم الا للہ یقضی بالحق وھو خیر الفاصلین یعنی حکم خاص اللہ کے لئے جو حق کے ساتھ حکم دیتا ہے اور حق کو باطل سے جدا کرتا ہے عروہ بن ادیہ برادر مرداس تمیمی نے کہا اتحکمون الرجال فی امر اللہ لاحکم الا للہ یعنی کیا آدمی اللہ کے حکم میں مداخلت کرتے ہیں حالانکہ حکم سوا اللہ کے کسی کے لئے نہیں اس کے اشعث حضرت علیؓ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ عہد نامہ سن کر سارے لشکر عراق نے سر تسلیم خم کیا مگر تھوڑے سے بنی راسب کے آدمی اور کچھ اور قبیلوں کے آدمی اس کو ناپسند کر کے کہنے لگے لاحکم الا للہ اور ہم شام وعراق دونوں کے آدمیوں سے بیزار ہیں اور سب سے جنگ کریں گے حضرت علیؓ نے کہا ان کو ان کے حال پر چھوڑ دینا چاہئے یہ باتیں بھی ہورہی تھیں کہ چاروں طرف سے لوگ جمع ہوگئے اور یہ وہ ہیں کو خوارج کہلائے حضرت علیؓ سے چلا چلا کے کہتے تھے لاحکم الا للہ الحکم للہ یا علی. اے علی حکم اللہ کے لیے ہے نہ تمہارے لئے ہم نہیں چاہتے کہ آدمی اپنے اجتہاد سے دین الٰہی میں حکومت کریں ہم اللہ کے حکم کے موافق معاویہ سے جنگ کررہے تھے تاکہ وہ اس بات کو تسلیم کرلے جسے ہم نے اختیار کیا ہے اور ہم نے جو پہلے پنچ مقرر کرنے کے لئے رائے دی تھی یہ ہم سے گناہ ہوا اب ہم اس گناہ سے توبہ کرتے ہیں تم بھی اے علی توبہ کرو اور پھر بدستور

Marfat.com

معاویہ سے جنگ شروع کردو حضرت علیؓ نے ان کو سمجھایا مگر خوارج نے آپ کا ارشاد نہ مانا اور یہی کہتے رہے کہ آپ اپنی اس رائے کو بدل دیں اور توبہ کرلیں اور معاویہ سے جو معاہدہ کیا ہے اسے توڑ ڈالیں اور مہلت جنگ کو موقوف کردیں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب کہ ہم نے معاہدہ اپنی مرضی سے کیا اور عہد نامہ لکھا گیا تو اب نقض عہد نہیں کرسکتے خوارج نے جو دیکھا کہ حضرت علیؓ نے ان کی بات کو وقعت نہ کی تو ان سے منحرف ہوگئے اور ان کے ہمراہ کوفے کو نہ گئے۔ موضع حروراء (بفتح حائے حطی وضم رائے مہملہ وسکون واؤ و رائے مہملہ والف ممدودہ) میں کہ کوفہ سے دو میل کے فاصلے پر واقع ہے جا کر ٹھہر گئے۔

حروریہ

حروریہ بھی کہتے ہیں یہ چھ ہزار آدمی تھے انہوں نے اپنا شعار و تدالا الحکم الا اللہ مقرر کر کے اپنا امیر القتال کی شبث بن ربعی کو اور امیر الصلوۃ عبداللہ بن الکوا یشکری کو بنایا اور حضرت علیؓ کا نام خطی رکھ دیا اور کہتے تھے کہ حضرت علیؓ اگر خلیفہ برحق تھے تو تحکیم پر کیوں راضی ہوئے اور اگر خلیفہ برحق نہ تھے تو خلافت کیوں قبول کی اور مسلمانوں اور معاویہ سے کیوں جنگ کی اور کس نے اتنے مسلمانوں کا کشت وخون کیا حضرت علیؓ ان کے پاس گئے اور کمان کو ٹیک کر نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ خطبہ کہا اور ان کو سمجھایا کہ تم کو معلوم ہے کہ میں ثالثی کو سب سے زیادہ مکروہ جانتا ہوں میں نے کراہتہً اسے قبول کیا ہے خوارج نے کہا کہ مقرر ایسا ہی ہوا ہے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم نے پھر کیوں میرا ساتھ چھوڑا بولے ہم سے گناہ ہوگیا تھا کافر ہوگئے تھے پھر پشیمان ہوئے توبہ کرلی آپ بھی پشیمان ہو کر توبہ کرلیں تا کہ ہم آپ کے ساتھ شریک ہو کر آپ کے دشمنوں سے جنگ کریں حضرت علیؓ نے اَسْتَغْفِرُ اللہَ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ خوارج نے سمجھ لیا کہ حضرت علیؓ نے قبول تحکیم سے توبہ کرلی اور وہ سب ان کے ہمراہ کوفے کو چلے گئے اشعث بن قیس نے کہ منافق اور فتنہ انگیز تھا ایک روز حضرت علیؓ سے کہا کہ لوگ یہ بات مشہور کر رہے ہیں کہ آپ تحکیم کو ضلالت جانتے ہیں اور اس سے شرمندہ ہیں اور جو اسے اچھا جانتا ہے اسے کافر سمجھتے ہیں آپ نے لوگوں کے اس گمان کے دفعیہ کی غرض سے مسجد میں خطبے میں یہ کہا کہ کوئی یہ نہ جانے کہ میں تحکیم سے شرمندہ ہوں جس نے یہ خیال کیا اس نے غلطی کی اور جو حکومت کو ضلالت جانتا ہے وہ گمراہ ہے جب خوارج نے آپ کی زبان سے یہ بات سنی تو دوبارہ یہ کہہ کر لا حکم

Marfat.com

الا للہ لشکر میں سے نکل کر موضع حروراء میں چلے گئے اور کہنے لگے ان علیا و معاویۃ قد اشر کافی حکم اللہ یعنی تحقیق حضرت علیؓ اور معاویہ نے دین اللہ میں شرک کیا اور انہوں نے خوارج بصرہ کو بھی لکھا کہ مسلمانوں نے برخلاف کتاب اللہ کے دو آدمیوں کو ثالث مقرر کیا ہے اور سب کافر ہو گئے ہیں انہوں نے جواب بھیجا کہ تمہاری رائے صحیح ہے ہم بھی بہت جلد تم سے آ کر ملتے ہیں جب خوارج حروراء میں جمع ہو گئے تو عبداللہ بن وہب راسبی کے ہاتھ پر کہ ان میں بہت متقی تھا ان سب نے بیعت کی اور یہ عہد باندھ لیا کہ جن لوگوں نے حکم الٰہی کے برخلاف ثالث مقرر کئے ہیں ان سے جنگ کریں گے حروراء میں اول چار ہزار آدمی جمع ہوئے تھے پھر ایک جماعت ان میں اور مل گئی جس سے ساڑھے بارہ ہزار آدمی ہو گئے عبداللہ بن عباس نے حضرت علیؓ کے حکم سے حروراء جا کر ان سے مناظرہ کیا مگر وہ راجع طرف حق کے نہ ہوئے اور نہروان کو چلے گئے جو بغداد اور واسط کے درمیان میں دجلے کی شرقی جانب واقع ہے ان کو راستے میں جو مسلمان ملتا اسے مار ڈالتے اور مال و اسباب لوٹ لیتے نہروان میں حضرت علیؓ کی طرف سے عبداللہ بن خباب صحابی حکمران تھے اتفاقاً خوارج اہل بصرہ اور عبداللہ ابن خباب سے نہروان کے قریب ملاقات ہو گئی خوارج نے ان سے ابوبکرؓ و عمرؓ کی بابت دریافت کیا کہ کیسے تھے عبداللہ بن خباب نے کہا وہ دونوں بہت اچھے تھے پھر اول و آخر زمانہ خلافت عثمانؓ بن عفان کی بابت دریافت کیا جواب دیا از اول تا آخر حق جو حق پسند تھے پھر علیؓ کی بابت قبل و بعد مقرر کرنے حکم کے دریافت کیا جو اب دیا وہ تم لوگوں سے زیادہ اللہ کے حکم سمجھنے اور جاننے والے اور دین حق پر چلنے والے ہیں خوارج نے یہ جواب سن کر کہا تم لوگوں کو ان کے ناموں کی وجہ سے اچھا کہتے ہو اور ان کو ذبح کر ڈالا اور ان کی بیوی کا پیٹ پھاڑ کر مار ڈالا حضرت علیؓ معاویہ سے جنگ کے لئے ملک شام پر چڑھائی کی تیاری کر رہے تھے کہ آپ کو یہ خبر پہنچی کہ خوارج ملک میں فساد کرتے ہیں اور مسلمانوں کو جہاں پاتے ہیں مار ڈالتے ہیں اور ان کا ارادہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ شام چلے جائیں گے تو ہم کوفے کو لوٹ لیں گے اور رعایائے کوفہ کو مار ڈالیں گے آپ نے شام کا ارادہ ملتوی کر کے خوارج کا تعاقب کیا اور نہروان پہنچ کر خوارج کو بہت کچھ سمجھایا تو آٹھ ہزار مان گئے اور توبہ کر کے حضرت علیؓ کی اطاعت قبول کر لی مگر چار ہزار نے نہ مانا ان کے سردار عبداللہ بن وہب راسبی اور حرقوص بن زہیر معروف بہ ذوالثدیہ تھے امیرالمومنین علیؓ نے ان سے مقابلہ کیا اور دو ہزار چھ سو کو تہ تیغ کر ڈالا وہ دونوں سردار بھی

Marfat.com

کام آئے باقی بچ کر نکل گئے اور حضرت علیؓ کی طرف سے کل ستر آدمی مقتول ہوئے۔ (ناسخ التواریخ کتاب دوم جلد سوم)۔

بعدازاں خوارج کی بقیۃ السیف میں سے ایک گروہ انبار کی طرف چلا گیا امیر المومنین علیؓ نے ان کی پامالی کے لئے ایک لشکر بھیج دیا جس نے ان کو بھی صفحہ ہستی سے مٹا دیا ان کے علاوہ ایک چھوٹا سا گروہ ہلال بن علیہ کے ساتھ میدان جنگ سے جان بچا کے بھاگ گیا تھا ان کے استیصال پر آپ نے معقل بن قیس کو مامور فرمایا چنانچہ اس نے ہلال کے کل ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا تیسرے گروہ کے ساتھ بھی یہی برتاؤ برتا گیا چوتھے کے ساتھ مدائن میں جنگ ہوئی پانچویں کے ساتھ شہرزور میں غرض یکے بعد دیگرے جہاں جہاں یہ گئے ان کا وہیں سر پکڑ کے رگڑ دیا گیا معدودے چند جن میں ذرا دم خم باقی تھا ان کا شریح بن ہانی نے خاتمہ کر دیا باقی رہے ضعفا جن کا شمار انگلیوں پر ہوسکتا تھا اور جو پچاس نفر سے زائد نہ تھے انہوں نے امن حاصل کر لی۔ اور مروج الذہب میں لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کے لشکر میں سے نو آدمی مارے گئے اور خوارج تمام کام آگئے صرف دس زندہ بچے اور روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ عبداللہ بن وہب راسبی کے ساتھ ایک ہزار آٹھ سو خوارج رہ گئے تھے جو سب مارے گئے اور تاریخ طبری میں بیان کیا ہے کہ جنگ نہروان میں حضرت علیؓ کی طرف سے سات آدمی مقتول ہوئے تھے اور تاریخ اعثم کوفی میں آیا ہے کہ خوارج کے چار ہزار آدمیوں میں سے صرف نو زندہ بچے کل مارے گئے ان نو میں سے دو خراسان میں جا کر بجستان میں آباد ہوئے اور دو یمن کو چلے گئے اور دو عمان میں جا بسے اور دو دریائے فرات کے کنارے پر مقام شن میں آباد ہوئے اور ایک تل فافان میں آباد ہوا اب سارے خوارج انہیں نو آدمیوں کی نسل سے ہیں خوارج گناہ پر تکفیر کرتے تھے امام پر خروج و قتال روا رکھتے تھے یہ سب کے سب حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی محبت اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کے بغض میں غالی ہیں یہاں تک کہ بعض خوارج نے عبدالرحمٰن ابن ملجم قاتل حضرت علیؓ کی مدح میں قصائد اور ابیات لکھی ہیں اور اہل سنت و جماعت نے ان کا دندان شکن جواب دیا ہے یہ سب کلام استیعاب میں موجود ہے جلد دوم دین خالص صفحہ ۳۶ میں نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے لاحکم الا للہ سے مراد خوارج کی یہ تھی کہ ہم کوئی چیز قبول نہیں کرتے مگر جو قرآن میں ہے اور اس سے غرض ان کی یہ تھی کہ ہم حدیث کا بھی اتباع نہیں کرتے حالانکہ ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک سنت رسول کی اتباع نہ کی جائے جس

Marfat.com

طرح قرآن کی اتباع کی جاتی ہے کیونکہ جس ذات نے ہم کو قرآن پہنچایا ہے اسی کا کلام حدیث ہے قرآن تو ہم نے رسولؐ ہی سے جانا ہے پس جب رسول کے ایک بیان کو نہ مانا تو قرآن سے بھی انکار ٹھہرا نہج البلاغہ میں مرقوم ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیؑ جب عبداللہ بن عباس کو خارجیوں کے پاس مناظرے کے لئے بھیجتے تھے تو فرماتے **لاتُخَاصِمُهُمْ بالقرآن فان القرآن حَمّال" ذُووَجُوهٍ تقول و يقولون ولكن حاجُهم بالسنة فانهم لم يجد و اعنها مَحِيصًا.** یعنی قرآن کے ساتھ ان سے بحث نہ کرنا اس لئے کہ قرآن میں بہت سی وجہیں ہیں تم بھی اس سے استدلال کرو گے اور وہ بھی اس کے ساتھ اپنی دلیل لائیں گے لیکن ان کے ساتھ سنت سے گفتگو کرنا کہ ان کو اس سے چھٹکارا نہ ہو سکے گا اور الزام پا جائیں گے بہرصورت خوارج اہل تحکیم کے شرک پر اس آیت کے ساتھ استدلال کرتے ہیں لَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِهٖ اَحَدًا سورۃ کہف ۱۸ آیت ۲۶۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ (صلح الاخوان ابوداؤد عمرو بن سلیمان)

بعض کی رائے یہ ہے کہ حروریہ اور خوارج میں قدرے فرق ہے حروریہ کے نزدیک کبیرہ کا مرتکب مشرک ہوتا ہے ورنہ عامہ خوارج کا یہ مذہب ہے کہ وہ کافر ہے نہ مشرک اور بعض خوارج کے نزدیک وہ منافق ہے دوزخ کے تلے کے طبقے میں جس کا نام اہایہ ہے رہے گا اور موید الافاضل میں لکھا ہے کہ خوارج کے نزدیک مرتکب صغیرہ و کبیرہ دونوں کافر ہیں اور کہتے ہیں کہ ایمان جملہ طاعات کا نام ہے فرض ہوں یا نفل حروریہ کے نزدیک یہ بات ہے کہ ایک کبیرہ کرنے سے نام مرتکب کا بدل جاتا ہے نہ مومن کہلائے نہ کافر نہ مشرک اور حکم اس کا یہ ہے کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ ان کو مرتکب کبیرہ کے واسطے وعید وخوف کے ثابت کرنے میں اور یہ ماننے میں کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا بڑا غلو ہے اس لئے ان کو وعیدیہ بھی کہتے ہیں ان کا اتفاق ہے اس بات پر کہ ایمان اجتناب کرنا ہے ہر معصیت سے پس یہ قوم ضد ہے مرجیہ کی نفی و اثبات وعدو وعید میں اس سے معلوم ہوا کہ حروریہ ایک قوم ہے خوارج کی جس طرح خوارج کے سات فرقے اور ہیں۔

محکمہ

بحرالمذاہب میں لکھا کہ خوارج کو محکمہ بھی کہتے ہیں اس وجہ سے کہ انہوں نے دونوں حکم یعنی ابوموسیٰ اشعری و عمرو بن العاص سے انکار کیا تھا اور مشہور یہ ہے کہ محکمہ ایک قسم ہے

Marfat.com

خوارج کی زائد ان سات فرقوں پر اور محکمہ ان کو اس لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علیؓ سے یہ بات کہی کہ حکم (ثالث) اس کو مقرر کرنا چاہئے جو حکم کتاب اللہ کے موافق کرے اور جب بوجہ فریب عمرو بن عاص کے ابوموسیٰ اشعری کے ساتھ حضرت علیؓ نے تحکیم (ثالثی) کو نامنظور کیا تو اس وجہ سے وہ لوگ خفا ہو گئے اور حضرت علیؓ کو چھوڑ دیا۔

نواصب

خوارج کو نواصب بھی کہتے ہیں مگر فتاوی عزیزی میں مذکور ہے کہ نواصب فرقہ جدا ہے اور خوارج جدا نواصب مغرب اور شام میں بہت تھے متوکل عباسی اور اس کا وزیر علی بن جہم دونوں ناصبی تھے۔ ۲۳۶ ہجری میں متوکل نے حضرت حسینؓ کی قبر کے گرداگرد کی تمام عمالات توڑ وا ڈالیں اور حکم دیا کہ کوئی زیارت کے واسطے نہ جائے اور ابو یوسف یعقوب بن اسحاق معروف بہ ابن سکیت کو جس کی تالیفات سے اصلاح المنطق لغت میں مشہور کتاب ہے۔ اپنے بیٹوں کے مقابلے میں حضرت حسنؓ و حسینؓ کی تعریف کرنے پر مروا ڈالا اور اس کے مصاحبوں میں سے ایک ہیجڑا عبادہ نامی تھا وہ مخنث اپنے پہننے کے کپڑوں کے نیچے ایک گل تکیہ باندھ کر تو ندیلا کر لیتا تھا اور اپنا سر کھول دیتا تھا کیونکہ اس کی چندیا پر بال نہ تھے اور ناچتا تھا اور کہتا تھا آیا تو ندیلا جس کے سر پر بال نہیں مسلمانوں کا خلیفہ علی اور متوکل بیٹھا ہوا شراب پیتا اور ہنستا کچھ اوپر دس برس حکومت کر کے ۲۴۷ ہجری میں مارا گیا تعجب یہ ہے کہ شیخ محی الدین عربی نے فتوحات مکیہ میں اس کو ان اقطاب میں شمار کیا ہے جنہیں ظاہر میں بھی حکومت اور سلطنت حاصل ہوئی۔ سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ محمد امین خان وزیر محمد شاہ شہنشاہ ہندوستان بھی اہل بیت رسالت کے ساتھ نہایت عداوت رکھتا تھا یہاں تک کہ ایک مینا کی زبان صرف اس وجہ سے کاٹ لی کہ وہ جلی ولی اللہ کہا کرتی تھی جب میر جملہ عظیم آباد کی صوبہ داری پر مقرر ہوا تو امرا اس سے ملاقات اور رخصت کے لئے آنے لگے نعمت اللہ خان خلف روح اللہ خان ایام عاشورہ اور مراسم داری کی وجہ سے ملنے نہ جا سکا تعزیے ختم ہو چکے تو ایک دن یہ میر جملہ کے پاس گیا اتفاقاً محمد امین خان بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا نعمت اللہ خان نے دیر سے آنے کی عذر بیان کی اور کہا ماتم کی وجہ سے اس عرصے تک حاضر نہ ہو سکا دیر سے آنے کی معافی چاہتا ہوں محمد امین خان نے کنائے کے طور پر کہا کیا آپ کے دولت خانے پر کوئی صاحب مر گئے ہیں نعمت اللہ خان نے جواب دیا کہ

Marfat.com

موت تو کوئی واقع نہیں ہوئی سید الشہدا کا ماتم تھا محمد امین خان نے کہا کہ اے صاحب اس کے کیا معنی یزید اور حسین دو صاحبزادے تھے پس ہم کو یہ مناسب کب ہے کہ ایک کا ماتم کریں اور دوسرے کو برا جانیں اور اس کا اور اس کے رفیقوں کا ماتم نہ کریں غرضیکہ فرق ان دونوں میں یہ ہے کہ خوارج ان صحابہ کی جنہوں نے باہم لڑائیاں کیں (جیسے طلحہ۔ زبیر۔ عثمان۔ علی۔ معاویہ۔ اور عمرو بن عاص) تکفیر کرتے ہیں اور نواصب صرف حضرت علیؓ اور ان کی اولاد سے بغض و عداوت رکھتے ہیں۔ متاخرین میں سے عبدالحمید مغربی بھی ناصبی ہے جس نے ایک کتاب تالیف کر کے اس میں حضرت علیؓ کی نسبت دو قسم کے مطاعن لکھے ہیں ایک وہ کہ فقط نواصب ہی نے ان کو بیان کیا ہے شیعہ اور اہل سنت ان کا انکار کرتے ہیں اور اس قسم کا اعتبار نہیں اس لئے کہ وہ محض افترا اور بہتان ہے ایسے مطاعن سے ان حضرت علیؓ پر ذرا الزام عائد نہیں ہوسکتا اور وہ مطاعن یہ ہیں مثلاً شرکت حضرت عثمانؓ کے قتل میں اور شرکت حضرت عائشہؓ کی زنا کی تہمت میں وغیرہ وغیرہ۔ اور دوسری قسم کے مطاعن وہ ہیں جن کی اصلیت کتب شیعہ اور کتب اہل سنت دونوں میں موجود ہے اور دونوں فرقوں کے ہاں سے ان کی صحت ہوسکتی ہے اس قسم کے مطاعن کا جواب اہل حق نے البتہ دیا ہے اور اہل حق کو ان مطاعن کا کوئی افسوس نہ کرنا چاہئے اس لیئے کہ کوئی آدمی دنیا میں ایسا نہیں ہوا جس کے حق میں بدگو اور عیب جویوں نے طعن اور قدح نہ کیا ہو خود بجناب کبریائے الٰہی حرف گیرباں کی جاتی ہیں مصرعہ قیل ان الا الہ ذو ولد حضرت آدم سے لے کر تا حضرت خاتم النبین فرقہ حشویہ نے بہ تقریب انکار عصمت انبیا علیہم السلام کے کیسے کیسے صغائر و کبائر کو حضرت انبیا کی طرف منسوب کیا ہے اور آیات و احادیث سے بزعم خود ثابت کیا ہے یہود نے انکار عصمت ملائکہ میں یہی چال چلی ہے شیعہ نے خلفائے ثلاثہ اور ام المومنین حضرت عائشہؓ پر کتنے لعن کیئے لیکن دانش مند جانتے ہیں یہ باتیں ان کی شان میں کوئی نقصان نہیں پیدا کرسکیں۔

واذا اتتک نقیصتی من ناقص　　　فھی الشھادۃ لی بانی کامل

یعنی جب پہنچے تیرے پاس کوئی برائی میری کسی ناقص بدگو کی طرف سے تو یہی گواہی ہے میرے لئے اس بات کی کہ میں کامل ہوں۔

Marfat.com

شراۃ

خوارج کا نام شراۃ بھی ہے خوارج کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی جانوں کو دین کے واسطے خرید کرلیا ہے اس لیے کہ ہم نے آئمہ ظالم کی رفاقت سے کنارہ کشی کی اس وجہ سے ہم شراۃ ہیں کسی نے کہا یہ نام ان کا اس لیے ہوا کہ وہ مسلمانوں پر نہایت غضبناک تھے۔

مارقہ

خوارج کو مارقہ بھی کہتے ہیں اور وجہ تسمیہ احادیث ذیل سے معلوم ہوگی ابوسعید خدری سے بخاری ومسلم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت کہ حنین سے آیا تھا ہر آدمی کو بقدر حاجت بانٹ رہے تھے کہ آپ کے پاس قبیلہ بنی تمیم میں سے ایک آدمی آیا جسے ذوالخویصرہ کہتے تھے آپ سے کہنے لگا کہ تقسیم میں عدل کرو اور سب کو برابر دو آپ نے فرمایا افسوس تیرے حال پر جب میں نے انصافی کی تو اور کون انصاف کرے گا حضرت عمر فاروقؓ نے آپ سے عرض کیا کہ حضور حکم دیں میں اس کی گردن ماردوں حضرت محمدؐ نے فرمایا کہ ایسا مت کرو اس لیے اس کے ایسے دوست ہوں گے جن کے نماز اور روزوں کے مقابلے میں تم لوگوں کو اپنے نماز اور روزے حقیر معلوم ہوں گے اور قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان میں تاثیر نہ کرے گا دین سے ایسے نکلیں گے جیسے تیر شکار میں سے پیکان سے پر تک نکل جاتا ہے اور تیر میں کچھ اثر نہیں پایا جاتا حالانکہ تیر نجاست اور خون میں ہوکر نکلا ہے اس کے بعض اصحاب کی علامت یہ ہے کہ ایک مرد ہوگا سیاہ رنگ کا اس کے بازو میں افزونی ہوگی پستان عورت کے گوشت کے ٹکڑے کی طرح کہ وہ ہلتی ہوگی بغاوت کریں گے۔ یہ لوگ ان سے جو سب آدمیوں سے بہتر ہوں گے ابوسعید کہتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ نے خوارج سے جنگ کی تو میں ان کے ہمراہ تھا جب فتح یاب ہوئے تو حکم دیا کہ اس شخص کو مقتولین میں سے تلاش کرو جس کی نسبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خبر دی تھی تلاش کیا تو اس کی لاش ملی اور دیکھا تو وہی علامت موجود تھی جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھی اس شخص کو ذوالثدیہ بھی کہتے تھے ثائے مثلثہ کے ضمہ اور دال مہملہ کے فتحہ اور شدید یائے تحتانی سے یہی ان خارجیوں کا سردار تھا اور جنہوں

Marfat.com

نے کہا ہے کہ الخویصرہ سردار خوارج تھا یہ سہو ہے کیونکہ خوارج کا ظہور حضرت علیؓ کے زمانے میں ہوا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ ذوالخویصرہ کی اصل سے خوارج نکلیں گے اور حضرت علیؓ اور ان کے دوستوں سے جو اپنے زمانے کے لوگوں سے بہتر ہیں جنگ کریں گے اور شریک بن شہاب سے نسائی نے روایت کی ہے ابو برزہؓ کہتے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالخویصرہ کے ان گستاخانہ الفاظ کے بعد فرمایا یخرج فی اخر الزمان قوم کان هذا منهم یقرون القران لایجاوز تراقیهم یمرقون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمیة سیما هم التحلیق لا یزالون یخرجون حتی یخرج اخرهم مع المسیح الدجال. آخر زمانے میں ایک قوم نکلے گی گویا کہ یہ شخص انہیں میں سے ہے قرآن پڑھیں گے ان کے گلے کی ہنسلیوں سے نہیں بڑھے گا اسلام سے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے ان کی علامت یہ ہے کہ ان کے سر منڈے ہوں گے وہ ہمیشہ خروج کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ان میں سے پچھلا شخص مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا اور حدیث متفق علیہ میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خوارج کے حق میں بطور پیشین گوئی کے فرمایا تھا۔ یقولون من خیر قول البریّة لا یجاوز ایمانهم حنا جرهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة فاینما لقیتموهم فاقتلوهم فان فی قتلهم اجرالمن قتلهم یوم القیامة یعنی بہترین قول خلق کہیں گے مطلب یہ ہے کہ قرآن بیان کریں گے، ایمان ان کا ان کے گلوں سے تجاوز نہ کرے گا دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے تم ان کو جہاں پاؤ مار ڈالو قیامت کے دن ان کے قاتل کو ثواب ملے گا اور انہیں کے حق میں ابو سعید خدریؓ سے مسلم نے روایت کی ہے۔ یکون امتی فرقتین فیخرج من بینهما مارقة بلی قتلهم اولی هم بالحق. میری امت دو فرقے ہو جائے گی ان میں سے ایک اور جماعت نکلنے والی خروج کریں گی ان مارقہ کو وہ شخص قتل کرے گا جس کو حق سے بہت قربت حاصل ہوگی امت کے دو فریق ہو جانے سے مراد یہ ہے کہ ایک جماعت امیر المومنین علیؓ کی طرفدار ہوگی اور دوسری معاویہ کی جانبداری کی اور ان میں سے جس تیسری جماعت نے خروج کیا وہ مارقہ یعنی خوارج ہیں حضرت علیؓ نے جن کو اس وقت حق کے ساتھ بہ نسبت تمام امت کے زیادہ قربت حاصل تھی ان مارقہ کے ساتھ قتال کیا تھا۔

Marfat.com

خوارج کے مختلف ممالک میں وقتاً فوقتاً خروج کرنے پر ایک سرسری نظر

۴۱ ہجری میں جماعت مسلمین نے متفق ہو کے معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی انہیں دنوں فروہ بن نوفل اشجعی نے حضرت علیؓ سے علیحدگی اختیار کر لی تھی اور پانچ سو کی جمعیت سے شہرزور میں آ ٹھہرا تھا جب معاویہ کی حکومت کی بیعت ہوگئی تو فروہ نے ان پر خروج کیا معاویہ نے یہ خبر پا کے اہل کوفہ کو اس سے جنگ کرنے کا حکم دے دیا اس کے بعد خوارج نے طے سے عبداللہ بن ابوالحریشی کو امیر بنایا اہل کوفہ سے ایک گھمسان کی لڑائی ہوئی بعد ازاں خوارج نے حوثرہ بن وداع اسدی کے پاس اجتماع کیا اور ڈیڑھ سو کی جمعیت سے نخیلہ کی طرف بڑھے اس گروہ میں عبداللہ ابن ابوالحریشی کے باقی ماندہ ہمراہی بھی شریک تھے معاویہ کے حکم سے عبداللہ بن عوف نے ان سے جنگ کی اور اس کے کل ہمراہیوں کو باستثنائے پچاس کے مار ڈالا جو جان بچا کے کوفہ پہنچے اور متفرق و منتشر ہو گئے یہ واقعہ جمادی الثانی ۴۱ ہجری کا ہے معاویہ کوفہ سے شام کو چلے گئے تو فروہ بن نوفل اشجعی نے پھر خروج کر دیا شہرزور میں ابن ربعی کے ہاتھ سے مارا گیا بعد اس کے کوفے کے حاکم مغیرہ بن شعبہ نے شبیب بن ابجری کی طرف ایک شخص کو روانہ کیا جس نے اس کو قتل کر ڈالا یہ شبیب بن ملجم کے دوستوں سے تھا یہی معاویہ کے پاس حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خوشخبری لے کے آیا تھا معاویہ نے اس خیال سے کہ یہ مبادا مجھ پر بھی اپنا ہاتھ صاف نہ کرے شبیب کے قتل کا حکم دے دیا یہ خبر پا کے کوفے کے اطراف و جوانب میں چھپ رہا اور لوگوں کو معاویہ کے برخلاف ابھارنے لگا بعد ازاں مغیرہ کو یہ خبر لگی کہ خوارج میں سے چند لوگ حملے کا ارادہ کر رہے ہیں اور ان کا سردار معن بن عبداللہ محاربی ہے مغیرہ نے ان کو گرفتار کرا کے مار ڈالا بعدہ مغیرہ پر ابومریم نے جو بنی حرث بن کعب کا آزاد غلام تھا خروج کیا اس کے ساتھ عورتیں بھی لڑنے کو نکلی تھیں مغیرہ کے حکم سے چند آدمیوں نے ان کو قتل کر ڈالا پھر ابولیلیٰ نے چند خدام کے ساتھ خروج کر دیا ۴۲ ہجری میں معقل بن قیس ریاحی کے ہاتھ سے مارا گیا ان واقعات کے بعد ابن عامر والی بصرہ پر بصرے میں سہم بن غانم جہنی نے ستر آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ خروج کیا جس میں حطیم یعنی یزید بن مالک الباہلی بھی تھا ابن عامر اور بعض صحابہ نے ان میں سے اکثر آدمیوں کو قتل کر ڈالا جو باقی رہ گئے انہوں نے امان حاصل کر لی۔ جب ۴۵ ہجری میں زیاد وارد بصرہ

Marfat.com

ہوا تو حطیم ایک گروہ مجتمع کر کے بصرہ پر بڑھا بصرے کے قریب پہنچ کے اس کے ہمراہی بخوف جان اس سے علیحدہ ہو گئے زیاد نے حطیم کو گرفتار کرا کے قتل کیا پھر خوارج کا اجتماع کوفہ میں ہوا یہ لوگ جنگ نہروان کے بقیۃ السیف تھے جو کسی قدر زخمی ہو کے مقتولین میں دب دبا کر رہ گئے تھے مستورد بن عقلہ تیمی ان کا اسیر تھا مقام ساباط میں معقل بن قیس کے ہاتھ سے شکست پائی مستورد اور معقل دونوں لڑ کے مارے گئے تھے بقیہ خوارج کا معقل کے جانشین عمر بن محرز بن شہاب تیمی نے کام تمام کر دیا باستثنا پانچ چھ آدمیوں کے ایک شخص بھی جانبر نہ ہوا اب زیاد خوارج کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے لگا اور ان میں سے ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا بعد اس کے ۵۲ ہجری میں ابن خراش عجلی نے تین سو آدمیوں کی جمعیت سے زیادہ پر خروج کیا اور مارا گیا۔ پھر مقام بصرہ میں ۵۵ ہجری میں خوارج کے ستر آدمیوں نے عبدالقیس کے قبیلے سے خروج کیا اور طواف کے ہاتھ پر عبیداللہ بن زیاد کے قتل کرنے کی بیعت کی عبیداللہ ابن زیاد کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے فوج بھیجی سب کے سب لڑ کے مارے گئے اس واقعہ کے بعد عبیداللہ ابن زیاد نے خوارج پر سختی شروع کی ان میں سے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا اور خوارج کی جستجو و گرفتاری و قتل میں بڑی کوشش کی زمان حکومت عبدالملک بن مروان میں کوفے سے ان لوگوں نے خروج کیا ان کا سردار نافع بن ازرق تھا اور ان کی بغاوت کا سیلاب بصرے تک پہنچ گیا پھر نجدہ بن عامر نے جو نافع بن ازرق کے ہمراہیوں سے تھا زور باندھا پھر خوارج نے ۷۱ ہجری میں حجاج بن یوسف ثقفی گورنر بصرہ کوفہ یعنی عراق پر چڑھائی کی اور ۸۰ ہجری تک اس کو اپنی لڑائیوں میں مصروف رکھا ۷۶ ہجری میں صالح بن سرح تیمی نے بنو امرء القیس بن زید مناۃ سے خروج کیا یہ مارا گیا تو خوارج نے شبیب کو اپنا سردار بنایا بعد شبیب ڈوب گیا اور خوارج میں نفاق پیدا ہو گیا ایک گروہ کثیر مارا گیا عہد حکومت عمر بن عبدالعزیز میں سرحدی پر شوذب خارجی نے دو سو آدمیوں کی جمعیت سے سرزمین خوخی میں خروج کیا تھا یہ قبیلہ بنی یشکر سے تھا اور اس کا نام بسطام تھا اور آخر کار لشکر شام کے ہاتھ سے مع اپنے کل ہمراہیوں کے قتل ہوا اس واقعہ کے بعد خوارج نے ایک مدت مدید تک دم نہیں مارا یہاں تک کہ عہد حکومت ہشام بن عبدالملک ۱۲۰ ہجری میں بہلول بن بشر بن شیبان الملقب بہ کثارہ نے خروج کیا اس کے ساتھ ستر آدمیوں سے زیادہ نہ تھے زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ بہلول اور اس کے جانشین اور سب خوارج مار ڈالے گئے اس واقعہ کے دو برس بعد بختری صاحب اشہب نے خالد قسری

Marfat.com

پر خروج کیا اور آخر کار اس کے گروہ میں سے ایک بھی جانبر نہ ہوا اہل کوفہ کے ہاتھ سے سب مارے گئے بعد وزیر سختیانی نے چند نفر کی جمعیت سے خالد پر حیرہ میں خروج کیا لشکر خالد نے سب کو قتل کر ڈالا اس کے بعد صحاری بن شبیب بن یزید نے اطراف جبل میں خروج کیا بالآخر صحاری اور اس کے کل آدمی مارے گئے ان واقعات کے بعد خوارج میں پھر ایک تازہ جوش ان دنوں پیدا ہوا جب کہ عراق و شام میں فتنہ و فساد برپا ہو رہا تھا اور مروان حمار اس بغاوت کے فرد کرنے میں مصروف تھا سرزمین کفر توثا مین سعید بن بہدل شیبانی نے اہل جزیرہ کے دو سو آدمیوں کی جمعیت سے علم بغاوت بلند کیا یہ حروریوں کے خیالات کا پابند تھا انہیں دنوں بسطام بیہسی نے ربیعہ کے اسی قدر آدمیوں کے ساتھ خروج کر دیا اور یہ سعید کے خیالات کا مخالف تھا اس کو سعید نے تباہ کرا دیا اور خود سعید عراق میں جا کے مر گیا ضحاک بن قیس اس کا جانشین ہوا یہ مروان کے مقابلے کام میں آیا اس کے بعد خیبری خوارج کا سردار ہوا اور مارا گیا پھر شیبان بن عبدالعزیز یشکری کو جس کی کنیت ابوالدلف تھی خوارج نے اپنا سردار بنایا اس کو ابومسلم کے ایک افسر نے مار ڈالا پھر ابوحمزہ خارجی و طالب الحق نے خروج کیا اور مروان بن محمد کے لشکر سے شکست پا کر مارے گئے ان حوادث کے بعد خوارج کی ایسی ہوا بگڑی کہ تا زمانِ ظہور دولت عباسیہ کسی نے سر نہ اٹھایا پھر ۱۳۷ ہجری میں ملید شیبانی خارجی نے جزیرہ میں علم بغاوت بلند کیا منصور عباسی کے حکم سے خازم بن خزیمہ اس سے لڑا اور ملید کو مع اس کے ساتھیوں کے مل ڈالا پھر ۱۴۸ ہجری عہد حکومت منصور ہی میں حسان ہمدانی نے اطراف موصل میں خروج کیا اور آخر کار میدان جنگ میں اسیر ہو گیا۔ حسان نے خوارج کے عقائد اپنے ماموں حفص بن اشیم سے سیکھے تھے حفص بن اشیم فقہائے خوارج سے تھا منصور کو اس کے خروج کی خبر پہنچی تو اس نے تعجب سے کہا ہمدان سے خارجی حاضرین نے عرض کیا یہ حفص بن اشیم کا بھانجا ہے منصور بولا تب ہی۔ منصور کو تعجب ہوا اس وجہ سے تھا کہ ہمدانی عام طور سے شیعان علی میں داخل تھے۔ ۱۶۰ ہجری میں مہدی عباسی کے عہد میں یوسف بن ابراہیم نے خراسان میں خروج کیا ایک گروہ کثیر اس کے پاس مجتمع ہو گیا مہدی نے یزید بن مزید شیبانی برادر زادہ معن بن زائدہ کو اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا ایک بہت بڑی خون ریز جنگ کے بعد یزید نے یوسف کو مع اس کے چند ہمراہیوں کے قید کر لیا پھر ۱۶۹ ہجری میں خلیفہ مہدی ہی کے دور حکومت میں حمزہ بن مالک خزاعی نے جزیرہ میں بغاوت بلند کی مگر اس کے بعض ہمراہیوں نے

Marfat.com

سازش کر کے اس کی پرحوصلہ زندگانی کا خاتمہ کر دیا بعد اس کے آخری زمانہ مہدی میں بنو تمیم کے ایک خارجی یاسین نامی نے سرزمین میں خروج کیا جس کے خیالات صالح بن مسرح سے بہت زیادہ ملتے جلتے تھے خلیفہ مہدی کے سپہ سالار کے مقابلے میں مع اپنے چند ہمراہیوں کے مارا گیا اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے خلیفہ رشید کے دور حکومت ۱۷۸ ہجری میں بنو تغلب سے ولید بن ظریف خارجی نے جزیرہ میں سر اٹھایا خلیفہ نے یزید بن مزید بن زائدہ شیبانی کی ماتحتی میں ایک عظیم الشان لشکر مقابلے پر روانہ کیا رمضان ۱۷۹ ہجری میں جنگ ہوئی خوارج نے نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا آخر کار ولید مارا گیا ان واقعات کے بعد خوارج کا دور دورہ عراق و شام سے جاتا رہا اگر کسی نے کہیں پر متفرق طور سے شاذ و نادر سر اٹھایا تو مقامی حکام نے فوراً سر کچل دیا۔

اباضیہ اور صفریہ

باستثنائے خوارج بربر کے جو افریقہ میں تھے کیونکہ دعوت خارجیہ ان میں اس زمانے سے شیوع پذیر ہوئی تھی جب سے کہ ظفری ۱۲۳ ہجری میں افریقہ گیا تھا بعد اس کے اباضیہ صفریہ کی دعوت بربر میں سے ہوازہ اور لمایہ اور نفزہ اور مغیلہ میں اور زناتہ میں سے بنو مغراوہ و بنو یفرن میں پھیل گئی خوارج میں سے بنو رستم کی ایک دولت مغرب وسط میں تھی بعدہ انہی لوگوں میں سے عہد حکومت عبید یین میں ابو یزید بن مخلد مغربی افریقہ چلا گیا تھا اس سے اور خلفائے عبید یین سے اکثر لڑائیاں ہوئیں پھر بعد اس کے یوماً فیوماً خوارج گرتے ہی گئے یہاں تک کہ ان کے قوائے حکومت مضمحل ہو گئے ان کی جماعت منتشر و متفرق ہو گئی اب ان کے آثار ان بربر کے اعقاب میں باقی ہیں جن کا زمانہ دور اول میں گزرا ہے۔

راسبیہ

ابن خلدون کہتا ہے کہ اس وقت تک (یعنی آٹھویں صدی ہجری تک) صحرائے بلاد زناتہ میں ان کا اثر قصور بہ وادیہ اور شعوب زناتہ سے مغراوہ میں باقی ہے جو راسبیہ کے نام سے موسوم اور عبداللہ بن وہب راسبی کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں یہ پہلا شخص ہے

Marfat.com

جس کی عہد خلافت علی بن ابی طالب میں بیعت کی گئی تھی اس زمانے تک بوجہ دوری عقائد اہل سنت و جماعت کے وہ لوگ اپنے انہیں خیالات فاسد میں گرفتار ہیں اور اسی طرح جبال طرابلس وزنانہ میں اس مذہب کا بوجہ مجاورت بربر کے ایک اثر باقی ہے اور لوگ اس مذہب کے پابند ہیں ان بلاد سے اس وقت تک ہمارے پاس رسائل اور بڑی بڑی کتابیں ان کی فقہ وعقائد وفروع کی آتی ہیں جن کا منشا سنت وطریق سنت کے مٹانے کا ہے مگر باوجود اصول فاسد ہونے کے ان کا طریقہ تالیف وترتیب نہایت نفیس ہوتا ہے۔ اطراف بحرین وعمان میں بلاد حجرموت وشرقی یمن اوراطراف موصل میں بھی ان کے آثار ہردولت کے دور میں پائے جاتے تھے یہاں تک کہ علی بن مہدی نے خولان سے یمن میں خروج کیا اوراس مذہب کی علانیہ دعوت دی اتفاق سے اس وقت جولوگ ملوک یمن تھے وہ ان پر غالب آئے اور بنو صلیحی نے ان کو پامال کرڈالا جو دعوت عبیدیین کے بانی تھے اوریمن کے ان ممالک کو جو ان کے قبضے میں تھے چھین لیا زبید اور اطراف زبید پر بھی بنونجاح و عبیداللہ ابن زیاد کے آزاد غلاموں سے قبضہ لے لیا بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت تک بلاد حضرموت (ملک یمن) میں اس گروہ کے کچھ لوگ باقی ہیں۔ زنجبار (ملک افریقہ) کا سلطان فرقہ اباضیہ میں سے ہے۔

خوارج کے فرقوں کی تفصیل یہ ہے

بیہسیہ

یہ لوگ بیہس بن ہیصم بن جابر کی طرف منسوب ہیں جو قبیلہ بنی سعد بن ضبعہ سے تھا شرح مواقف میں اسی طرح ہے اور غنیۃ الطالبین اور ملل ونحل شہرستانی میں ابو بیہس لکھا ہے اور صحیح یہی ہے اس لئے کہ تعریفات سید شریف میں لکھا ہے البیہسیۃ اصحاب ابی بیہس بن الہیصم بن جابر اور نفائس الفنون میں بھی ابی بیہس ہے اور شیخ ابونصر مکی کی تعریفات میں ابو بیہس الہیصم بن جابر مرقوم ہے اور ابن خلدون کی تاریخ میں بھی ابی بیہس ہیصم بیان کیا ہے اس نے زمانہ ولید بن ہشام میں شہرت حاصل کی تھی حجاج نے اس کے گرفتار کرنے کی بہت کوشش کی مگر ہاتھ نہ لگا اور مدینے کو بھاگ گیا وہاں عثمان بن حبان مزنی نے گرفتار کرلیا ولید کو جب اس کی گرفتاری کی خبر پہنچی تو عثمان کو لکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں

Marfat.com

کو کٹوا کر قتل کرا دو عثمان نے حکم کی تعمیل کی ابو بیہس نے ابراہیم اور میمون کی تکفیر کی ہے اس لیے کہ بیعت امامت میں ان کو اختلاف تھا اسی طرح واقفیہ کی بھی تکفیر کی ہے اس کا اعتقاد ہے کہ ایمان عبادت ہے اقرار اور معرفت اللہ اور اس چیز کے علم سے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کی ہے جو کوئی ایسی چیز کا ارتکاب کرے جس کی حلت و حرمت سے واقف نہ ہو وہ کافی ہے اور بعض بیہسیہ کی یہ رائے ہے کہ وہ شخص کافر نہیں ہوتا جب تک امام مطلع ہو کر اس پر حد جاری نہ کرے اور جس چیز پر حد جاری نہیں ہوتی وہ معاف ہے اور جس وقت امام سے کفر صادر ہوگا تو ساری رعیت بھی کافر ہو جائے گی اور اطفال کا حال کفر و ایمان میں ان کے ماں باپ کا سا ہے اگر وہ کافر ہیں تو یہ بھی کافر ہوں گے اور جو ماں باپ ایماندار ہیں تو یہ بھی ایماندار ہوں گے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ شراب کا نشہ حلال ہے اور نشے کی حالت میں آدمی کے قول پر مواخذہ نہیں اور بعضوں کی یہ رائے ہے کہ جب نشے کی حالت میں ارتکاب گناہ کبیرہ کا ہو تو وہ نشہ حرام ہو جاتا ہے اور افعال عباد کو عباد کی طرف منسوب کرتے ہیں اس فرقہ کو میصمیہ بھی کہتے ہیں ابن خلدون کہتا ہے کہ فرق بیہسیہ فرقہ اباضیہ سے ہے۔

مرداسیہ

یہ فرقہ ابو بلال مرداس حنظلی کی طرف منسوب ہے اس کی ماں کا نام ادیہ اور باپ کا نام حدیر تھا اور قبیلہ بنی تمیم سے تھا اور نہایت عابد اور زاہد اور پرہیز گار تھا جنگ نہروان میں حاضر تھا اس کی بیوی بنی یربوع کی عورت تھی اور اپنے زمانے کی عابدہ عورتوں میں سے تھی عبید اللہ ابن زیاد نے اس عورت کو گرفتار کر کے قتل کروا ڈالا اور تمام خوارج کے ساتھ مرداس کو بھی قید کر دیا مگر جیلر نے اس کو عابد و زاہد پا کر اجازت دے دی کہ رات کو اپنے مکان کو چلا جایا کرے ایک دن عبید اللہ ابن زیاد نے تجویز کی کہ کل ان تمام محبوس خوارج کو قتل کر ڈالنا چاہئے ابو بلال کے ایک دوست نے جو عبید اللہ ابن زیاد کا مقرب تھا اس کو امیر کے اس ارادے سے اطلاع دے دی مگر یہ اپنے معمول کے موافق مکان سے مجلس کو چلا گیا داروغہ نے ابو بلال سے کہا کہ امیر کا یہ ارادہ ہے کیا تم کو بھی اس کی خبر ہو چکی ہے ابن مرد اس نے کہا ہاں مجھ کو یہ حال معلوم ہے داروغہ نے کہا کہ پھر تم موت کے منہ میں کیوں چلے آئے ابو بلال نے جواب دیا کہ آپ نے مجھ پر احسان کیا تھا پھر میں کیسے روپوش ہو کر آپ

Marfat.com

کو کشاکش میں ڈالتا جب خوارج کو عبید اللہ ابن زیاد نے قتل کرنا شروع کیا تو جیلر نے یہ سارا قصہ اس سے بیان کر کے سفارش کی اور رہائی دلا دی ابو بلال مرداس خوف جان سے اہواز کی طرف چلا گیا اور عبید اللہ ابن زیاد سے متوحش ہو کر ۶۰ ہجری میں چالیس آدمیوں کے ساتھ ہواز میں خروج کیا جس طرف اس کا گزر ہوتا تھا مسلمانوں کا مال و اسباب چھین کے اپنے ہمراہیوں کو دے دیتا تھا جو کچھ باقی رہ جاتا وہ صاحب مال کو واپس کر دیتا عبید اللہ ابن زیاد نے اس کی روک تھام کرنے کو اسلم بن زرحہ کلابی کو دو ہزار پیادوں کی جمعیت سے روانہ کیا لڑائی ہوئی مگر اس نے اتنی دلیری سے اسلم کی فوج کا مقابلہ کیا کہ اس کو شکست فاش ہوئی تب عبید اللہ ابن زیاد نے عباد بن علقمہ مازنی کو روانہ کیا جس نے ایک مقام مین ان کل خارجیوں کو بحالت نماز کسی کو رکوع میں کسی کو سجدے میں قتل کر ڈالا کسی نے اپنی حالت تک نہ تبدیل کی یہ واقعہ ۶۱ ہجری کا ہے عباد بن علقمہ مرداس کا سر کاٹ کر بصرے کو لے گیا یہ تمام خوارج جو اس کے ساتھ شریک تھے مرداسیہ ہیں خوارج میں اس کو ورع کی وجہ سے بہت عظمت تھی یہ شخص جنگ صفین میں سیدنا علیؓ کے ہمراہ تھا اور بوجہ تحکیم کے ان سے علیحدہ ہو گیا تھا نہروان کی لڑائی میں خوارج کے ساتھ شریک ہو کر حضرت علیؓ سے جنگ کی تھی اس کا مذہب یہ تھا کہ عورتوں کا جہاد میں شریک ہونا حرام ہے اور کہتا تھا جو ہم سے جنگ کرے گا ہم اس سے جنگ کریں گے اور جو ہماری طرف داری کرے گا ہم اس کے دوست ہیں اور کہتا تھا جب تک لڑائی میں دشمن کی طرف سے ابتدا نہ ہو اس سے نہ لڑنا چاہئے ایک بار ابن عامر والی بصرہ کو اس نے قبا پہنے دیکھا تو برا مانا اور کہنے لگا یہ فساق کا لباس ہے ابو بکر نے اس کو جواب دیا کہ سلطان کے حق میں ایسے الفاظ نہ کہنا چاہئے اس لئے کہ جو سلطان سے بغض رکھتا ہے اللہ اس سے بغض رکھتا ہے۔

ازارقہ

یہ ابی راشد نافع بن ازرق بن قیس بن نہار بن انسان بن اسد بن صبرہ بن ذہل بن حنیفہ کی طرف منسوب ہیں جب ابو بلال مرداس مارا گیا اور عبید اللہ ابن زیاد نے اس کے اصحاب کو بہت تنگ کیا تو نافع نے خوارج سے کہا کہ اللہ نے تم پر جہاد فرض کیا ہے حکام ظالم تم پر ظلم کرتے ہیں اس لئے مناسب ہے کہ مکے کو چلو اگر عبداللہ بن زبیر تمہارے مذہب کے موافق نکلیں تو ان کے ساتھ شریک ہو کر حکام ظالم پر جہاد کرو اور اگر وہ تمہاری

Marfat.com

رائے سے مخالف ہوں تو ان کو حرم میں سے نکال دینا چاہئے چنانچہ یہ ان کے پاس گئے اور ان کے شریک ہو کر فوج شام سے لڑے فوج شام بوجہ انتقال یزید کے مکے سے شام کو لوٹ گئی تو انہوں نے عبداللہ بن زبیر کے سامنے حضرت عثمانؓ کے بہت سے مطاعن بیان کیے کہا کہ جو لوگ ان کے قتل میں شریک تھے ہم ان کو اچھا جانتے ہیں اور جو لوگ ان کے دوست ہیں ہم ان سے بےزار ہیں آپ کی رائے ان کے حق میں کیا ہے عبداللہ نے کہا جو حضرت عثمانؓ کو برا جانتا ہے میں اس سے بیزار ہوں اور ان کے دوست کا دوست ہوں ان کی خوبی میں کوئی کلام نہیں تو نافع بن ازرق اور عبداللہ بن صفار سعدی اور عبداللہ بن اباض اور حنظلہ بن بہیس اور بنو ماخور اور بنو سلیط بن یربوع سے عبداللہ وعبیداللہ وزبیر سرداران کے قبیلے سے ابو طالوت اور ابو فدیک عبداللہ بن ثور بن قیس بن ثعلبہ اور عطیہ بن اسد یشکری یمامہ کو چلے گئے جب ابن زیاد پر رعایا نے چاروں طرف سے بغاوت کر رکھی تھی تو نافع بن ازرق نے تین سو خوارج کی جمعیت کے ساتھ بصرے میں خروج کیا اور جیل خانے کو توڑ ڈالا مگر اہل مصر کی آمادگی کے ساتھ ان خوارج کے مقابلے کو کھڑے ہو گئے اس لئے نافع وہاں نہ ٹھہر سکا اور شوال ۶۴ ہجری میں اھواز پہنچا نجدہ بن عامر بھی اس کے ہمراہ تھا بہت سے خوارج نے اس کا ساتھ نہ دیا ان میں سے عبداللہ بن صفار سعدی اور عبداللہ بن اباض ہیں نافع اور اس کے اصحاب ابو بلال کی رائے پر تھے۔ (حالات ازارقہ تاریخ کامل)

اور حضرت علی کو بوجہ ثالثی کے کافر کہتے تھے اور حضرت عثمانؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ اور عبداللہ بن عباسؓ اور ان مسلمانوں سے جو ان کے ہمراہ تھے بیزار تھے ان کو برا کہتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ سارے ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور کہتے تھے کہ ہمارے مخالفین کے شہر دارالکفر ہیں اور جو ان میں سکونت اختیار کرے وہ بھی کافر ہے اور اطفال ہمارے مخالفین کے دوزخ میں جائیں گے اور مخالفین کی اولادوں اور عورتوں کو قتل کرنا حلال جانتے تھے اور کہتے تھے کہ مشرکین کے اطفال اپنے ماں باپ کے ساتھ دوزخ میں جائیں گے اور وہاں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور مسلمانوں کی امانتوں کا جائز سمجھ کے صرف کر ڈالنا ان کے نزدیک روا تھا کیونکہ یہ ان کو کفار میں شمار کرتے تھے اور تقیہ کو قول و فعل دونوں میں حرام بتاتے تھے اور رجم زانی محصن کے کرتے تھے رجم کے معنی سنگسار کرنا اور محصن وہ ہے کہ عاقل اور بالغ مسلمان ہو کہ عورت سے نکاح صحیح کے ساتھ صحبت کی ہو اس لئے کہ قرآن میں مذکور نہیں کہتے تھے کہ جو کوئی محصنہ عورت پر زنا کی تہمت کرے اس کو

Marfat.com

حد مارنا چاہئے اور جو کوئی محسن مرد پر تہمت کرے اس پر حد جاری نہیں ہوگی اور چور کا ہاتھ قلیل و کثیر میں کاٹنا چاہئے اور ان کے زعم میں مرتکب کبیرہ کافر ہے اور وہ ہمیشہ کفار کی طرح دوزخ میں رہے گا اور استدلال اس پر اس سے کرتے تھے کہ شیطان نے جو گناہ کبیرہ کیا تو وہ کافر ہوگیا کیونکہ اس کو اللہ نے حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کر اس نے نافرمانی کی اور سجدہ نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے ورنہ ابلیس اللہ کی وحدانیت کا عارف تھا یہی حال مسلمان کا ہے گو وہ اللہ کی وحدانیت کا عارف ہوتا ہے مگر کبیرہ کرنے سے کافر ہو جاتا ہے۔ (روضہ الشہداء)

اور کہتے ہیں کہ نبیؑ سے صدور گناہ جائز ہے اور ہر گناہ ان کے نزدیک کفر ہے۔ اور ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی نبیؑ مبعوث کرے اور اس کے علم میں یہ بات ہو کہ یہ نبوت کے بعد کافر ہو جائے گا اور عبدالرحمٰن ابن ملجم قتل حضرت علیؑ سے خطاوار نہیں ہوا بلکہ حق پر تھا۔ کتاب الاوائل میں ابو ہلال عسکری نے کہا ہے کہ نافع بن ازرق جس کی طرف ازارقہ منسوب میں اس آیت میں رَّبِ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۔ سورۃ نوح ۔ ۷۱ ۔ آیت ۔ ۲۷ ۔ یعنی اے رب زمین پر کافروں کا ایک گھر بسنے والا نہ چھوڑنا تحقیق اگر تو ان کو چھوڑے گا تو وہ تیرے بندوں کو بہکا دیں گے اور بدکار کفر کرنے والا جنیں گے یوں تاویل کرتا تھا کہ جو لوگ ہم سے مخالف ہیں ان کے بچوں کو قتل کرنا اور ان کی عورتوں کو ہلاک کرنا حلال ہے جب اس سے یہ قول ظاہر ہوا تو اس کے اصحاب میں سے ایک گروہ اس سے پھر گیا پھر رستقا باذ میں نافع مارا گیا انتہیٰ کلامہ ازارقہ کے نزدیک مومنین کے لئے رویائے صالحہ نہیں بلکہ ان کی خوابیں بھی ایک قسم کی وحی ہیں جو حضرت محمدؐ کے انتقال کے بعد سے منقطع ہوگئی۔ تاریخ کامل میں مذکور ہے کہ نافع نے ازارقہ سے کہا کہ جو ہمارے ہم مذہب جہاد میں شریک نہ ہوئے ان کے ساتھ دوستی رکھنا حلال نہیں نہ ان کے ساتھ مناکحت حلال ہے نہ ان کا ذبیحہ کھانا حلال ہے اور نہ ان کی شہادت قبول کرنا چاہیے نہ ان سے علم دین سیکھنا چاہئے نہ ان کو وراثت پہنچ سکتی ہے ان کے اطفال کا قتل کرنا درست ہے ان سے نفرت رکھنا چاہئے اور تمام مسلمان کفار ہیں مثل کفار عرب کے پس ان کے واسطے دو باتیں ہونی چاہیں یا قتل کئے جائیں یا اسلام قبول کریں نافع کے کچھ اصحاب نے اس کی رائے سے اتفاق کیا اور کچھ نے مخالفت کی ان مخالفین میں سے ایک نجدہ بن عامر ہے اور یہ شخص یامہ کو چلا گیا نافع نے ابن اباض اور ابن صفار کو یہ سب اپنی رائے لکھ بھیجی ابن صفار نے نافع کا

Marfat.com

خط پڑھ کر رکھ دیا اور اپنے اصحاب سے اس کا حال نہ بیان کیا اس خیال سے کہ مبادا ان میں تفرقہ اور اختلاف پڑ جائے مگر ابن اباض نے وہ خط لے کر پڑھا اور کہا اللہ نافع کو موت دے یہ رائے اس کی صحیح نہیں اگر قوم مشرک ہوتی اس وقت یہ معاملات اس کے ساتھ کرنے کے قابل تھے مگر وہ شرک سے بری ہیں لیکن وہ کفار نعمت و احکام ہیں ہم کو صرف یہ چاہئے ان کو قتل کریں جب تک ہماری رائے وہ نہ تسلیم کرلیں اور سوا قتل کے کوئی اور معاملہ ان کے ساتھ نہ برتنا چاہئے ابن صفار بولا اللہ تم دونوں سے بیزار ہو اس لئے کہ تو نے نہایت قصر کیا اور ابن ازرق نے غلو کیا اور اسی طرح اور خوارج کہنے لگے اور ان میں بڑا اختلاف پڑ گیا۔ ۶۵ ہجری تک نافع کو بڑی شوکت حاصل ہوگئی اس لئے کہ اس وقت ملک میں سازش و فساد کے جال پھیلے ہوئے تھے اور عبید اللہ بن زیاد سے نافع کا ابھی تدارک نہ ہوسکا تھا کہ بصرہ سے ہشام بھاگ گیا اور عبداللہ بن زبیر کی طرف سے عبداللہ بن حرث بن نوفل بن حرث بن عبدالمطلب بصرے کا حاکم مقرر ہوا تو اس نے پانچ ہزار آدمی مسلم بن عبیس بن کویز بن ربیعہ کی ماتحتی میں مقرر کرکے ازارقہ سے جنگ کے لئے روانہ کئے اہواز کے علاقہ میں ماہ جمادی الاول ۶۵ ہجری میں دونوں لشکروں میں لڑائی ہوئی اثنائے جنگ میں پہلے تو مسلم مارا گیا بعد ازاں نافع بن رزق اہل بصرہ نے حجاج بن باب حمیری کو اپنا امیر بنایا اور ازارقہ نے اپنا سردار عبداللہ بن ماخور کو مقرر کیا تھوڑی دیر کی جنگ کے بعد حجاج اور عبداللہ بھی راہی عالم آخرت ہوئے تب اہل بصرہ نے ربیعہ بن اخدم کو اور ازارقہ نے عبیداللہ بن ماخور کو امارت کی کرسی پر بٹھایا لڑائی جاری رکھی یہاں تک کہ شام ہوگئی اتفاق وقت سے ازارقہ کی کمک پر کچھ لوگ آ گئے جس سے انہوں نے تازہ دم ہو کے اہل بصرہ پر حملہ کردیا اہل بصرہ اس ناگہانی حملے سے گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے ربیعہ بن اخدم مارا گیا اہل بصرہ نے بجائے اس کے حارثہ بن بدر کو امیر بنایا حارثہ نہایت تیزی سے منہز میں کو لوٹا کے پھر میدان جنگ میں لایا اور کمال چستی سے لڑا کے ازارقہ کو پسپا کردیا اور اس خیال سے کہ مبادا ازارقہ پھر یورش نہ کریں اہواز میں ڈیرے ڈال دئے بعد اس کے عبداللہ بن زبیر نے حکومت بصرہ سے عبداللہ بن حرث کو معزول کرکے قباع یعنی حرث بن ربیعہ کو مامور کیا ازارقہ نے فوراً بصرے پر حملہ کردیا احنف بن قیس نے رائے دی کہ ازارقہ کی جنگ پر مہلب بن ابی صفرہ کو متعین کرنا چاہئے وہی کچھ ان کے دانت کھٹے کرے گا اہل بصرہ نے بھی اس کی بابت عبداللہ بن زبیر سے خط و کتابت کی عبداللہ بن زبیر نے اس کو

Marfat.com

منظور فرمالیا چنانچہ مہلب لشکر اسلام سے بارہ ہزار فوج منتخب کر کے ازارقہ کی طرف براہ پل روانہ ہوا اسی اثنا میں حارثہ بن بدر مع ان لوگوں کے جو جنگ ازارقہ میں اس کے ہمراہ تھے آپہنچا حرث بن ربیعہ نے ان کو بھی مہلب کی طرف واپس کردیا اور حارثہ کشتی پر سوار ہو کر بہ قصد بصرہ چلا اتفاق سے کشتی نہر میں ڈوب گئی مہلب کے مقدمتہ الجیش پر اس کا بیٹا مغیرہ تھا اس سے اور ازارقہ کے مقدمے سے لڑائی ہوئی مغیرہ نے ازارقہ کے مقدمے کو سہوق اہواز سے پسپا کر کے مادر تک پیچھے ہٹا دیا اس وقت مہلب سولاف میں ٹھہرا ہوا تھا ازارقہ نے مغیرہ سے شکست کھا کے مہلب کے لشکر پر ایک پرزور حملہ کردیا جس سے مہلب کی رکاب کی فوج تتر بتر ہوگئی لیکن شام ہوجانے کی وجہ سے لڑائی خود بخود رک گئی اور اگلے دن تک بلا کسی تحریک کے لڑائی موقوف رہی اس اثنا میں مہلب فرصت پا کے وجیل کو قطع کر کے عقیل میں اترا بعد وہاں سے کوچ کر کے ازارقہ کے قریب پہنچ کے مورچہ قائم کردیا اور اپنے لشکر کے اردگرد خندق کھدوائی چرول و جاسوس مقرر کردئے ایک روز رات کے وقت ازارقہ کے لشکر سے عبیدہ بن بلال و زبیر بن ماخور لشکر مہلب پر شب خون مارنے کو آئے ہوشیار پا کے واپس چلے گئے مہلب نے بہ قصد جنگ خروج کیا ازد و تمیم اس کے میمنہ میں تھے قبیلہ بکر و عبدالقیس میسرہ میں اور اہل عالیہ قلب میں ازارقہ کے میمنہ میں عبیدہ بن ہلال یشکری اور میسرہ میں زبیر بن ماخور تھا فریقین نے نہایت اطمینان و استقلال سے لڑائی شروع کی بعد ازاں لحظہ بہ لحظہ اس کی سختی بڑھتی گئی آخر الامر مہلب کے لشکر کے قدم استقامت میدان جنگ سے ڈگمگا گئے کمال ابتری سے گھبرا کے بھاگ کھڑے ہوئے منہز میں نے بھاگ کر ریوہ میں دم لیا مہلب نے ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کے اپنے بھاگے ہوئے لشکر کو آواز دی جس سے تقریباً تین ہزار آدمی ٹھہر گئے جو اکثر قبیلہ ازد کے تھے مہلب ان کو تسلی اور جوش مردانگی کی داد دیتا ہوا لشکر ازارقہ پر لوٹ پڑا اور شدت سے لڑائی کا آغاز کردیا ازارقہ جواب تک نہ دیں سکے عبداللہ بن ماخور اور بہت سے سردار مارے گئے باقی جو رہے انہوں نے اطراف اصفہان و کرمان میں جا کے دم لیا اور زبیر بن ماخور کو اپنا امیر بنا کے اصطخر کی طرف چلے آئے معصب ابن زبیر نے جو اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کی طرف سے والی عراق ہو کے وارد بصرہ ہوئے تھے مہلب کو بلاد موصل و جزیرہ اور آرمینیا کی حکومت پر بھیج کر حکومت فارس و جنگ ازارقہ پر عمر بن عبداللہ بن معمر کو مامور کردیا عمر نے حکومت فارس کے زینے پر قدم رکھتے ہی اپنے بیٹے عبداللہ کو ازارقہ کی جنگ پر بھیج دیا

Marfat.com

ازارقہ سے اس کو مار ڈالا بعد ازاں زبیر امیر ازارقہ اور عمر بن عبداللہ والی فارس سے چھڑ گئی عمر بن عبداللہ و ازارقہ کو شکست دے کے ان کے ستر آدمیوں کو مار ڈالا قطری بن فجارۃ و صالح بن مخراق محاصرہ توڑ کے مع ازارقہ نیشاپور کی جانب چلے گئے عمر بن عبداللہ نے نیشاپور میں پہنچ کے لڑائی چھیڑ دی ازارقہ نے نیشاپور سے شکست اٹھا کے اصفہان کا ارادہ کیا۔ اصفہان میں اچھی طرح دم بھی نہ لینے پائے تھے تپ لرزہ نے مزاج پرسی کر لی گھبرا کے عمر بن عبداللہ کے لشکر کی گزرگاہوں سے بچتے ہوئے فارس کی طرف بڑھے ساجور اور ارجان ہوتے ہوئے بقصد عراق وارد رہواز ہوئے چونکہ عمر بن عبداللہ بھی ان کے پیچھے پیچھے نہایت تیزی سے قطع منازل کر رہا تھا اور مصعب کا لشکر پل پر پڑاؤ ڈالے ہوئے پڑا تھا اس وجہ سے زبیر نے مع ازارقہ کے اہواز سے نکل کے سرزمین صرصر کو طے کیا اور مدائن پر متواتر شب خون مارنے لگا اہل مدائن کے لڑکوں اور مردوں کو قتل کر ڈالتا اور حاملہ عورتوں کے پیٹ پھاڑ پھاڑ کے بچے نکال کے مار ڈالتا تھا والی مدائن مقاومت سے عاجز ہو کے بھاگ کھڑا ہوا انہیں ازارقہ کا ایک گروہ قتل و غارت کرتا ہوا کرخ تک پہنچ گیا ابوبکر میں مخف مقابلے پر آیا لڑائی ہوئی میدان جنگ ازارقہ کے ہاتھ رہا ابوبکر بن مخف عین معرکہ میں کام آیا تب والی کوفہ حرث بن ربیعہ قباع نے ازارقہ کی سرکوبی کی غرض سے کوچ کیا ازارقہ خبر پا کے بھاگ کر رے (تہران) پہنچے یزید بن حرث دوم شیبانی والی رے (تہران) میدان جنگ میں شکست پا کے مارا گیا بعد اس کے ازارقہ نے اصفہان کا رخ کیا اصفہان کا امیر عتاب بن ورقاء تھا چند مہینے اصفہان کا محاصرہ کئے ہوئے شہر پناہ کے دروازہ پر روزانہ جنگ کرتے رہے عتاب بن ورقاء طول محاصرہ سے گھبرا کے شہر پناہ کا دروازہ کھول کے باہر نکل آیا اور کھلے میدان میں لڑ کر ازارقہ کو شکست دے دی زبیر امیر ازارقہ مارا گیا عتاب نے ازارقہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا ازارقہ نے قطری بن فجاءۃ مازنی کے ہاتھ پر بیعت کر لی جس کی کنیت ابونعامہ تھی اور اس کے ہمراہ کرمان کی طرف چلے گئے اور پھر وہاں سے مجتمع ہو کے اصفہان کی جانب لوٹے اصفہان میں تو داخل نہ ہو سکے اہواز جا پہنچے اور وہیں قیام کر دیا اسی اثنا میں مصعب نے مہلب کو موصل وجزیرہ وغیرہ کی حکومت سے واپس بلا کے جنگ ازارقہ پر مامور کیا مہلب نے ایک باقاعدہ لشکر مرتب کر کے خوارج کا ارادہ کیا مقام سولاف میں مقابلے کی نوبت آئی آٹھ ماہ تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی مصعب کے مارے جانے کے بعد عبدالملک کے حکم سے حجاج امیر عراقین

Marfat.com

ہو کے آیا تو مہلب نے اس کے حکم سے ازارقہ سے لڑائی چھیڑ دی اور ان کو ایک خفیف جنگ کے بعد گازرون کی طرف پسپا کر دیا اور مہلب نے بہ ارادہ جنگ ازاقہ نیشا پور میں قیام کیا اور تقریباً ایک سال وہیں ٹھہرا ہوا لڑتا رہا کرمان ازارقہ کے قبضے میں تھا اور فارس مہلب کے تصرف میں جب کہ ازارقہ کی رسد فارس سے بند ہو گئی تو مجبور ہو کے میدان جنگ سے کرمان کی طرف لوٹے اور مقام جیرفت میں پہنچ کے مورچہ قائم کیا مہلب نے لڑ کران کو پسپا کر دیا مہلب کا کل فارس پر قبضہ ہو گیا اور وہ برابر اٹھارہ مہینے تک ازارقہ سے جنگ کرتا رہا لیکن کبھی کسی قسم کی کامیابی اس کو حاصل نہ ہوئی بعد اس کے اتفاق وقت سے خود ان لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا بعض نے اس اختلاف کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ مقطر نامی ایک شخص قطری کی جانب سے کرمان کے کسی شہر کا عامل تھا اس نے ازارقہ میں سے ایک شخص کو قتل کر ڈالا ازارقہ نے قطری سے مقطر کے قصاص لینے کو کہا قطری نے جواب دیا کہ مقطر سے غلطی ہو گئی اس غلطی کی تاویل کر دینا چاہئے اور یہ سابقین میں سے بھی ہے میں اس کو قتل نہ کروں گا ازارقہ میں اس جواب سے اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور بعض نے یہ سبب بیان کیا ہے کہ ازارقہ کے لشکر میں ایک شخص تھا جو زہر آلود تیر بناتا تھا جس سے مہلب کے لشکر کو بے حد نقصان پہنچتا تھا مہلب نے ایک خط لکھ کے ایک شخص کے حوالے کیا اور یہ سمجھا دیا کہ اس خط کو ازارقہ کے لشکر میں اس طرح پر چھوڑ آؤ کہ کوئی شخص تم کو نہ دیکھنے پائے اتفاق سے یہ خط سردار لشکر ازارقہ کے ہاتھ پڑ گیا کھولا تو لکھا ہوا تھا تمہارے زہر آلود تیر بھیجے ہوئے ہمارے پاس پہنچے اس کے صلے میں ہم تم کو ایک ہزار درہم بھیجتے ہیں سردار لشکر نے تیر انداز کو بلا کے دریافت کیا تیر ساز نے انکاری جواب دیا سردار لشکر نے اس کے قتل کا حکم دیا عبدربہ الکبیر نے اس تیر ساز کے قتل سے ناراضگی ظاہر کی اور یہی امر ازارقہ میں اختلاف کا باعث ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ مہلب نے ایک عیسائی کو قطری کے پاس بھیجا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ قطری کے روبرو جاتے ہی سجدہ کرنا جوں ہی اس عیسائی نے قطری کو سجدہ کیا ازارقہ نے اس کو قتل کر ڈالا اور اس الزام کی پاداش میں قطری کو معزول کر کے عبدربہ الکبیر کو امارت کی کرسی پر بٹھا دیا ازارقہ کے گروہ کا چوتھا یا پانچواں حصہ قطری کے ہمراہ ہو گیا مہینوں قطری اور عبدربہ الکبیر کے ہوا خواہوں میں لڑائی ہوتی رہی بعد ازاں قطری تو طبرستان لا گیا اور عبدربہ الکبیر کرمان میں ٹھہرا رہا مہلب نے قطری کے چلے جانے کے بعد لڑائی چھیڑ دی اور جیرفت میں اس پر محاصرہ ڈال دیا بالآخر عبدربہ الکبیر طول محاصرہ

Marfat.com

سے گھبرا کے مع اپنے مال وحریم واسباب کے نکل کھڑا ہوا مہلب نے نہایت سختی سے حملہ کیا نامی نامی جنگ آور ازارقہ کے مارے گئے لڑتے لڑتے آلات حرب ٹوٹ گئے ازارقہ کمال بے سروسانی سے بھاگے مہلب مظفر ومنصور جیرفت میں داخل ہوا اور چند گھنٹے آرام کر کے تعاقب کی غرض سے سوار ہوگیا جیرفت سے ۱۲ میل کے فاصلے پر عبدربہ الکبیر کو جا گھیرا صبح سے دوپہر تک کمال شدت سے لڑائی ہوتی رہی یہاں تک کہ لڑنے والے لڑتے لڑتے تھک گئے مہلب نے لڑائی موقوف کردی محاصرہ ڈالے رہا بعدازاں ازارقہ نے مرنے اور مارنے کا باہم عہدو پیمان کر کے دوبارہ لڑائی شروع کردی اور اس مردانگی سے لڑے کہ مہلب اور اس کے ہمراہیوں کے چھکے چھوٹ گئے مگر آخر کار مہلب کو فتیابی ہوئی ازارقہ میدان جنگ چھوڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے تقریباً چار ہزار ازارقہ مارے گئے ازاں حملہ خود عبدربہ الکبیر بھی تھا اس معرکہ خون ریز سے ازارقہ کے گروہ کا کوئی متنفس جانبر نہیں ہوا مگر معدودے چند جن کا شمار انگلیوں پر ہوسکتا تھا۔

جن دنوں ازارقہ میں نزاع پیدا ہوگیا تھا حجاج نے سفیان بن ابر کلبی کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ قطری کی سرکوبی کو طبرستان کی جانب روانہ کردیا تھا اتفاق سے اسحاق بن محمد بن اشعث بھی لشکر کوفہ کو لئے ہوئے اسی دن طبرستان کے قریب پہنچا دونوں نے متفق ہو کے قطری سے طبرستان کے ایک گھاٹی مقابلہ کیا اثنائے جنگ میں قطری کے ہمراہی قطری سے علیحدہ ہوگئے اور قطری خود گھوڑے سے گر کر ایک غار میں جا پڑا اس عرصے میں ایک عجمی اس طرف سے ہو کے گزرا قطری نے پانی کی خواہش ظاہر کی عجمی نے خدمت کا معاوضہ طلب کیا قطری نے اپنے آلات حرب دے دینے کا وعدہ کیا عجمی رخصت ہو کے اس غار کے اوپر چڑھ گیا اور اوپر سے ایک بھاری پتھر گرادیا قطری کا سر زخمی ہوگیا عجمی فرط خوشی سے چلا اٹھا چند لوگ اہل کوفہ کے دوڑ پڑے اور قطری کو مار کر سر کاٹ لیا قطری کے مارے جانے کے بعد سفیان نے بلا جدال وقتال ازارقہ کا محاصرہ کرلیا رسد اور غلے کی آمد بند کردی شدت بھوک اس درجہ بڑھی کہ گھوڑوں کو ذبح کر کے کھا گئے جب گھوڑوں اور چوپایوں نے بھی کفایت نہ کی تو مارنے اور مرجانے کی قسمیں کھا کے محاصرہ توڑ کے لڑتے ہوئے نکلے سفیان نے سبھوں کو پامال کرڈالا بعض علمائے تاریخ کا یہ بیان ہے کہ قطری اور عبدربہ الکبیر کے مارے جان سے جو ازارقہ کے پچھلے رئیس تھے ازارقہ کی حکومت منقرض ہوگئی پہلا رئیس ان کا نافع بن ازرق تھا تقریباً بیس برس تک ان کا زور رہا۔

Marfat.com

نجدات

یہ لوگ نجدہ بن عامر بن عبداللہ بن سامر بن مفرج کے تبع تھے خطط مقریزی وغیرہ میں نجدہ کے باپ کا نام عامر ہی لکھا ہے اور امام رازی نے نہایۃ العقول میں کہا ہے کہ نجدات نجدہ بن عمیر کے تبع تھے اور شرح مقاصد میں نجدہ بن عویمر کے اصحاب بتایا ہے ابن خلدون نے نجدہ کے پردادا کا نام سیار بیان کیا ہے اور تاریخ یافعی میں لکھا ہے کہ نجدہ نون اور جیم اور دال مہملہ کے ساتھ یہ شخص بنی حنیفہ سے تھا کہ ملک یمامہ میں ایک قوم ہے قبیلہ تمیم سے نافع بن ازرق کے ہمراہ رہتا تھا جب اس نے مذہب میں بعض باتیں اپنی طرف سے پیدا کیں تو یہ اس سے علیحدہ ہوگیا اور یمامہ کو چلا گیا اور وہاں ابو طالوت سے بیعت کرلی اور بنو حنیفہ کے شہر حصارم کو جس میں چار ہزار کے قریب رقیق (غلام) تھے لوٹ لیا اور ان سبھوں کو اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا یہ واقعہ ۶۵ ہجری کا ہے بعد اس کے ایک قافلے سے تعرض کیا جو بحرین یا بصرے سے مال وغیرہ لئے ہوئے عبداللہ بن زبیر کے پاس جاتا تھا نجدہ نے اس کو لوٹ لیا اور ابو طالوت کے پاس لے گیا اور کہا کہ مال تو تقسیم کرلو اور ان آدمیوں سے زمین میں محنت ومزدوری کھیتی باڑی کراؤ کہ یہ بات بہتر ہے خوارج نے اس کے قول کو چھوڑ کر نجدہ سے بیعت کرلی ابو طالوت بھی اس بیعت میں شریک ہوگیا یہ واقعہ ۶۶ ہجری کا ہے اور نجدہ کی عمر اس وقت میں تیس سال کی تھی اس کو لوگ امیر المومنین کہتے تھے اس کے اصحاب کو نجدیہ یہ اس لئے نہیں کہتے کہ درمیان ان کے اور نجد کے رہنے والوں کے فرق رہے بیعت لینے کے بعد نجدہ نے بنوکعب بن ربیعہ پر چڑھائی کی اور نہایت سختی کے ساتھ ان کو پسپا کیا بعد میں وہاں سے لوٹ کر یمامہ کی طرف آیا اور تین ہزار آدمیوں کی بھیڑ بھاڑ کے ساتھ ۶۷ ہجری میں بحرین کی طرف کوچ کیا اور عبدالقیس کے قبیلے کو تباہ کر دیا ان کے جس قدر عورت ومرد ہاتھ لگے ان کو لونڈی وغلام بنایا نجدہ آپ عطیف میں ٹھہرا اور اپنے بیٹے مطرح کو خادم عبدالقیس کے مفروروں سے لڑائی کے لیے ثویر کی طرف روانہ کیا مطرح اور بہت سے آدمی یہاں مارے گئے نجدہ کے قدم بحرین میں جم گئے مصعب بن زبیر حاکم بصرہ نے ۶۹ ہجری میں عبداللہ بن عمیر لیثی اعور کی ماتحتی میں چار ہزار آدمیوں کا لشکر نجدہ کی سرکوبی کو روانہ کیا نجدہ نے اس فوج کو شکست دی پھر نجدہ نے عطیہ بن اسود کے ہمراہ ایک جماعت عمان کو بھیجی عطیہ نے اس طرف کے شہر فتح کرلئے اور اپنی

Marfat.com

طرف سے اس مقام کا ابوالقاسم کو افسر کر کے عطیہ چلا گیا اہل عمان نے ابوالقاسم کو مار ڈالا اور عمان سے خوارج کو نکال دیا۔

عطویہ

اس کے بعد عطیہ و نجدہ میں مخالفت پیدا ہوگئی عطیہ نجدہ سے علیحدہ ہو کے عمان کو چلا آیا اہل عمان نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا اور عطیہ اسے تسخیر نہ کر سکا مجبور ہو کے براہ دریا کرمان کی طرف چلا گیا اور یہاں اپنا مقام کر دیا اور ایک ٹکسال درہموں کی جاری کی اور ان دراہم کا نام عطوریہ رکھا اور کرامان میں عطیہ اتنا جما کہ جب مہلب نے اس پر لشکر بھیجا تو یہاں سے سیستان کو بھاگ گیا اور پھر یہاں سے سندھ کی طرف چلا گیا اور پھر مقام قندابیل میں سواران مہلب کے ہاتھ سے مارا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ خوارج کے ہاتھ سے قتل ہوا جیسا کہ علامہ ابن اثیر نے تاریخ کامل میں تصریح کی ہے۔ اور الخطط والآثار میں مذکور ہے کہ نجدہ نے عطیہ بن اسود کو سیستان کی طرف بھیجا تھا اس نے اپنا مذہب مرو میں ظاہر کیا پس اس کے متبع عطویہ مشہور ہو گئے۔

نجدہ نے ابن عمیر کی شکست کے بعد بادیہ نشینوں سے صدقہ وصول کرنا شروع کیا اور کاظمہ میں بہت سے بنی تمیم اس کے آدمیوں کے ہاتھ سے مارے گئے ار پھر اہل صنعا سے بیعت لی پھر نجدہ نے اہل حضر موت پر ابوفدیک کو فوج دے کر بھیجا اس نے ان سے صدقہ وصول کیا اور نجدہ ۶۸ ہجری یا ۶۹ ہجری میں آٹھ سو یا دو ہزار چھ سو آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ مکے کو گیا اور عبداللہ بن زبیر سے ایک معاہدہ قرار پا کر حج کیا پھر نجدہ مدینے کی طرف آیا اہل مدینہ اس سے آمادہ بہ جنگ ہوئے مجبور ہو کے طائف کی طرف چلا گیا اثنائے راہ میں عبداللہ بن عمر بن عثمان کی ایک لڑکی سے ملاقات ہوگئی خوارج نے اس غریب لڑکی کو پکڑ کے نجدہ کے پاس پہنچا دیا اور پھر بنظر امتحان نجدہ سے اس لڑکی کے فروخت کرنے کا سوال کیا نجدہ نے کہا میں نے اس کو آزاد کر دیا اس پر خوارج نے جواب دیا کہ اس سے نکاح کر لو نجدہ بولا یہ اپنے نفس کی مختار ہے اور میں تو اس سے نکاح کرنا پسند نہیں کرتا نجدہ نے عبداللہ ابن عمر بن خطاب کو ایک خط لکھا اس میں کئی چیزوں کے مسئلے دریافت کیے عبداللہ ابن عمر نے جواب دیا کہ عبداللہ ابن عباس سے دریافت کرنا چاہیے چنانچہ اس نے ان سے دریافت کیا جب نجدہ طائف کے پاس آیا تو عاصم بن عروہ بن مسعود ثقفی اس کے

Marfat.com

پاس آئے اور اپنی قوم کی طرف سے اس سے بیعت کی اور اس طرح اہل طائف اس کے شر سے محفوظ رہے یہاں سے نجدہ بحرین کو چلا آیا اور یہ حکم دیا کہ کوئی تاجر یہاں سے اور یمامہ سے غلہ حرمین کی طرف نہ لے جائے عبداللہ ابن عباس نے نجدہ کو ایک خط لکھا کہ جب ثمامہ بن اثال اسلام لایا تو اس نے غلے کی روانگی اپنے ہاں سے اہل مکہ کی طرف بند کردی حالانکہ اہل مکہ اس وقت میں مشرک تھے حضرت سرور عالم نے اس کو لکھا کہ اہل مکہ اہل اللہ ہیں ان سے غلے کی رسد نہ بند کرنا چاہئے اس نے ارشاد کی تعمیل کی باوجودیکہ ہم مسلمان ہیں تو نے ہم سے غلہ روک دیا نجدہ نے پھر یہ تحریر دیکھ کر اپنے اس امتناعی حکم کو منسوخ کردیا بعد اس کے نجدہ کے اصحاب اس کی طرف سے بدظن ہونے لگے اور اس کی مخالفت پر آمادہ ہوئے تو اس کے نائبوں کو جابجا رعایا نے اپنے ہاں سے نکالنا شروع کیا اور وجہ اختلاف کی یہ بتائی کہ ابوسنان حی بن وائل نے نجدہ سے کہا کہ جو شخص تم سے بیعت تقیہ کی راہ سے کرے اسے قتل کر ڈالنا چاہئے نجدہ نے ابوسنان کو بہت سخت وست کہا اور کہا کسی کو اللہ نے علم غیب نہیں دیا ہے اس لئے ہم کو چاہئے کہ ظاہر پر حکم کریں اور عطیہ بن اسود بھی نجدہ کی مخالفت پر آمادہ ہوگیا تھا اور سبب اس کا یہ تھا کہ نجدہ نے ایک چھوٹا سا لشکر بحری مقامات کو بھیجا اور ایک لشکر بری مقامات کو روانہ کیا اور لشکر بحری کو لشکر بری سے زیادہ دیا تو اس بات پر عطیہ نے نجدہ سے نزاع کیا اور ناراض ہوا نجدہ نے عطیہ کو ڈانٹا اور لوگوں کو اشارہ کردیا کہ اسے قتل کر ڈالیں عطیہ نے اپنے غصے کو ضبط کر کے نجدہ کے سرداروں میں سے ایک شخص پر شراب نوشی کی حد جاری کرنے کی درخواست کی کہ وہ شراب پیا کرتا تھا نجدہ اس کی نسبت کہنے لگا کہ اگرچہ وہ شراب پیتا ہے مگر دشمنوں کے حق میں بلائے بے درمان ہے اور تحقیق سرور عالم نے مشرکین سے مدد چاہی تھی نجدہ کے اصحاب اس کی اس بات سے ناخوش ہوئے اور ان کی ناخوشی کا ایک اور سبب بھی پیدا ہوگیا اور وہ یہ ہے کہ عبدالملک نے نجدہ کو تحریر کیا کہ جو کچھ تم نے آج تک مخلوق کی خونریزی کی ہے اور مال چھینے ہیں وہ تم کو معاف کئے جاتے ہیں اور تم کو یمامہ کا مالک کیا جاتا ہے بشرطیکہ تم ہماری اطاعت کرلو خوارج کو اس خط کا ذریعہ سے پتہ لگ گیا عطیہ نے کہا کہ یہ تحریر عبدالملک کی ضرور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس نے نجدہ کے دین میں کوئی خرابی اور کمزوری پائی ہوگی اور عطیہ اسے چھوڑ کر عمان کو چلا گیا اسی طرح بہت سی باتیں جمع ہوگئیں۔

Marfat.com

فدیکیہ

نجدات نے ابو فدیک عبداللہ بن ثور کو اپنا رئیس مقرر کرلیا جو بنی قیس بن ثعلبہ کے قبیلے سے تھا اور اب نجدات فدیکیہ کہلانے لگے نجدہ علاقہ ہجر کے ایک گاؤں میں چھپ گیا ابو فدیک نے اس کی تلاش کے لئے آدمی متعین کئے فدیکیہ نے اس سے کہہ دیا تھا کہ اگر تم نجدہ کو تلاش کر کے قتل نہ کرو گے تو ہم سب تم کو چھوڑ دیں گے۔ فدیکیہ نے ۷۶ ہجری میں نجدہ کو تلاش کر کے قتل کر ڈالا۔ نجدہ نہایت بہادر اور سخی تھا نجدہ کے مارے جانے سے کچھ فدیکیہ قاتلوں سے ناراض بھی ہوئے اور ابو فدیک کو چھوڑ دیا بلکہ مسلم ابن جیر نے ابو فدیک پر چھری سے حملہ کیا اور بارہ زخم پہنچائے مسلم کو فدیکیہ نے قتل کر ڈالا اور ابو فدیک کو اس کے مکان میں اٹھا کر لے گئے اور علاج کے بعد اسے آرام ہوگیا ابو فدیک نے بحرین پر قبضہ کرلیا اور خالد بن عبداللہ کو جو عبدالملک کی طرف سے بصرے کا حاکم تھا اور بہ تعمیل حکم عبدالملک کے خوارج کی لڑائی پر مامور تھا شکست دے دی عبدالملک نے عمر بن عبیداللہ بن معمر کے نام ایک فرمان بایں مضمون بھیجا کہ اہل کوفہ و بصرہ کو جنگ ابو فدیک پر آمادہ کر کے ایک لشکر مرتب کرلو چنانچہ عمر بن عبیداللہ کی تحریک سے دس ہزار آدمی مجتمع ہوگئے عمر بن عبیداللہ نے ان کو آلات حرب سے مسلح کر کے ۷۳ ہجری میں ابو فدیک کی طرف کوچ کر دیا اہل کوفہ میمنہ میں تھے اور اہل بصرہ میسرہ میں رفتہ رفتہ یہ لشکر بحرین پہنچا اور صف آرائی کر کے ابو فدیک اور اس کے ہمراہیوں پر حملہ کر دیا پہلے ہی حملے میں ابو فدیک کا میسرہ پیچھے ہٹا اور یہ لوگ جوش کامیابی میں بڑھتے چلے گئے مگر مغیرہ بن مہلب اور مجاعہ اور عبدالرحمٰن اور لشکر سواران اہل کوفہ کی طرف آملے اس اثنا میں اہل میسرہ واپس ہوئے اور اہل میمنہ نے خم ٹھونک کے خوارج پر حملہ کر دیا خوارج کے قدم استقامت میدان جنگ سے اکھڑ گئے اہل میمنہ ان کے لشکرگاہ میں گھس پڑے جو کچھ پایا لوٹ لیا اور ابو فدیک کو قتل کر ڈالا اور اس کے ہمراہیوں کو ایک خندق میں گھیر لیا یہاں تک کہ مجبور ہو کے نکلے پس ان لوگوں نے ان میں سے چھ ہزار آدمیوں کو قتل کیا اور آٹھ سو کو گرفتار کیا۔

عاذریہ

میر سید شریف نے شرح مواقف میں لکھا ہے کہ نجدات میں سے ایک فرقے کا نام

Marfat.com

عاذریہ ہے اوران کو عاذریہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ آنجدہ نے ایک بار اپنے بیٹے کو قوم قطیف کی مہم پر بھیجا اس نے وہاں کے لوگوں کو قتل کیا اوران کی عورتوں کو پکڑ لیا اور قبل تقسیم کے ان سے نکاح کر لیا اور تقسیم سے قبل مال غنیمت میں سے خرچ کر ڈالا جب نجدہ کے پاس آئے اور اسے ان معاملات کی خبر ہوئی تو اس نے کہا تم کو یہ مناسب نہ تھا انہوں نے جواب دیا کہ ہم کو یہ معلوم نہ تھا کہ ایسا کرنا ہم کو مناسب نہیں نجدہ نے بوجہ جہل کے ان کے عذر کو مان لیا نجدہ کے اصحاب میں بعد اس کے اختلاف پڑ گیا جن لوگوں نے اس کے اس حکم کو تسلیم کیا ان کا یہ مذہب ٹھہر گیا کہ دین دو باتوں کا نام ہے ایک اللہ اور رسول کی معرفت اور حرام جاننا ان مسلمانوں کے قتل کرنے کو جو اپنے موافق ہیں دوسرے اقرار کرنا ساتھ اس چیز کے جو اللہ کے پاس سے آئی ہے بالا اعمال کر ان باتوں کی عدم واقفیت سے معذور نہیں اس کے سوا جو تحریم اور تحلیل تمام شرائع و فروع ہیں ان میں بسبب جہل کے لوگ معذور رکھے جاتے ہیں اس لئے کہ ان کو عاذریہ بھی کہتے ہیں باقی تمام باتوں میں سارے نجدات سے متفق ہیں اور نجدات کا عقیدہ یہ ہے کہ مجتہد خطا کرنے سے گناہ گار نہیں ہوتا ہے او رجو کوئی برخلاف اس کے مجتہد کو معذب جانتا ہے وہ کافر ہے اور جائے تقیہ میں خون اہل ذمہ کے حلال ہیں اور جس نے نظر حرام کی یا جھوٹ بولا یا کسی صغیرہ پر اصرار کیا اور اس سے توبہ نہ کی تو وہ کافر ہے اور جس نے زنا کیا چوری کی شراب پی بغیر اصرار کے ان افعال پر وہ مومن ہے کافر نہیں اور ان کا زعم یہ ہے کہ آدمیوں کو امام کی حاجت نہیں مگر جب کہ وہ دیکھیں کہ انصاف وعدل کی آپس میں رعایت نہ ہو سکے تو اس وقت امام کا مقرر کرنا جائز ہے اور واجب العمل صرف کتاب اللہ ہے اور نجدات سارے احکام میں ازارقہ سے خلاف رکھتے ہیں ایک تکفیر صحابہ میں ان کے موافق ہیں لیکن غنیۃ الطالبین میں مذکور ہے کہ تمام خوارج حضرت علیؓ کو بوجہ تحکیم کے اور ان لوگوں کو جو گناہ کبیرہ کرتے ہیں کافر قرار دیتے ہیں لیکن نجدات کا یہ مذہب نہیں ہے۔

اصفریہ

زیاد بن اصفر کی طرف منسوب ہیں بعضوں نے لکھا ہے کہ صفریہ بفتح صاد مہملہ نعمان بن صفر کے اصحاب ہیں کسی نے کہا کہ یہ منسوب ہیں طرف عبداللہ بن صفار کے وہ ایک شخص بنی مقاعس میں سے تھا نام اس کا حارث بن عمر بن کعب بن سعد بن مناۃ بن تمیم بن

Marfat.com

او بن طانجہ بن الیاس بن مضر بن نزار ہے کسی نے کہا یہ نام ان کا بسبب صفرت (زردی) مرض کے ہوا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ چونکہ کثرت عبادت کی اس وجہ سے وہ زرد رنگ ہوگئے تھے اس وجہ سے ان کو صفریہ کہنے لگے بعض نے کہا صفر بکسر صاد ہے بہر حال یہ سارے اقوال میں ازارقہ کے موافق ہیں مگر زانی سے رجم ساقط نہیں بتاتے اور نہ اطفال مشرکین کو کافر و دوزخی جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو شخص ہمارے عقیدے میں موافق ہے اور وہ قتال میں شریک نہ ہو تو کافر ہے اور کہتے ہیں تقیہ قول میں ناجائز ہے نہ عمل میں اور ان کا اعتقاد یہ ہے کہ جس گناہ پر حد جاری ہو سکتی ہے مثلاً چوری اور زنا کاری اس کے مرتکب کو کافر نہ کہنا چاہئے اور جس گناہ میں بوجہ اس کی عظمت کے حد نہیں ہے جیسے ترک نماز اور ترک روزہ اس کا مرتکب کافر ہے اور کہتے ہیں کہ جو عورت ہمارے دین میں موافق ہے اس کا نکاح کر دینا اس شخص سے جو اس کے دین میں نہیں اسی جگہ جائز ہے جہاں تقیہ کے سوا چارہ نہ ہو اور جہاں علانیہ رہتے ہوں وہاں ناجائز ہے صفریہ کو زیادیہ بھی کہتے ہیں ایک نام ان کا نکاریہ بھی ہے اس لئے کہ نصف حضرت علیؓ وثلث حضرت عثمانؓ وسدس حضرت عائشہؓ کو ناقص کرتے ہیں۔ خلافت عبدالملک بن مروان کے عہد میں فرقہ صفریہ میں سے صالح بن مسرح تمیمی نے (بنو امرء القیس بن زید مناۃ سے) خروج کیا یہ شخص عقائد کا پابند اور عابد و زاہد تھا سرزمین موصل و جزیرہ میں اکثر قیام پذیر رہتا تھا اس کے تلامذہ بھی تھے جن کو یہ قرآن وفقہ کی تعلیم دیتا تھا کبھی کوفہ میں اپنے احباب اور شاگردوں سے ملنے کو آجاتا تھا وہ لوگ اس کی ضروریات مہیا کر دیتے تھے حجاج کو اس کی خبر لگی گرفتاری پر لوگوں کو مامور کیا صالح کوفہ چھوڑ کے اپنے شاگردوں کے پاس موصل چلا آیا اور ان لوگوں کو خروج پر ابھارنے لگا اس اثنا میں شبیب بن یزید بن نعیم شیبانی آپہنچا جس میں اس نے جنگ کرنے کی ترغیب دی تھی صالح نے جواب دیا میں تمہارے ہی انتظار میں ہوں جس قدر جلد ممکن ہو آجاؤ میں ہمہ تن خروج پر آمادہ ہوں شبیب مع اپنے چند دوستوں کے جس میں اس کا بھائی مصاد اور محلل بن وائل یشکری تھا آپہنچا اور صالح کے اتفاق رائے سے ماہ صفر ۷۶ ہجری میں خروج کر دیا لشکریوں کو قبل جنگ دعا کرنے کی ہدایت کی اور خونریزی اور مال و اسباب کے لوٹنے کا ان کو اختیار دے دیا اتفاق سے جزیرے میں محمد بن مروان کی سواری کے جانور مل گئے جن کو ان لوگوں نے گرفتار کر کے اپنے ہمراہیوں کو سوار کرا دیا محمد بن مروان والی جزیرہ کو خوارج کے خرورج اور ان کی اس بیجا حرکت کی اطلاع ہوئی تو اس

Marfat.com

نے سرکوبی کو ایک ہزار کی جمعیت سے عدی بن عدی کندی کو مامور کیا پس اس نے حران سے نکل کے خوارج کا رخ کیا چونکہ صلح پسندی مزاج میں زیادہ تھی اس وجہ سے جنگ خوارج کو پسند نہ کرتا تھا قبل آغاز جنگ ایک قاصد خوارج کے پاس روانہ کیا ان لوگوں نے قاصد کو قید کر دیا اور خود مسلح ومرتب ہو کے عدی کے سر پر آپہنچے عدی اس وقت نماز چاشت پڑھ رہا تھا جیسے تیسے نماز پوری کر کے بہ ارادہ جنگ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اس کی رکاب کی فوج بھی بے ترتیبی کے ساتھ میدان میں آ گئی خوارج نے عدی کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور آمد تک تعاقب کرتے چلے آئے محمد بن مروان نے یہ خبر پا کے خالد بن حر سلمی اور حرث بن جعونہ عامری کو ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار فوج کے ساتھ دو مختلف راہوں سے روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ تم میں سے جو شخص میدان جنگ میں کامیاب ہوگا وہی اپنے دوسرے ہمراہی کا امیر اور سردار سمجھا جائے صالح کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے شبیب کو حرث کی طرف روانہ کیا اور خود خالد پر حملہ آور ہوا بازار کارزار نہایت سختی سے گرم ہو گیا محمد بن مروان کے لشکر نے پہلے سے خندق کھود لی تھی اور مورچہ قائم کر رکھا تھا خواہ مخواہ خوارج کو پسپا ہونا پڑا سرزمین جزیطرہ وموصل کو وسکرہ تک طے کر گئے حجاج نے اس شکست سے آگاہ ہو کے حرث بن عمیرہ بن ذی الشعار کو تین ہزار فوج کوفہ کی جمعیت سے روانہ کر دیا مابین موصل صر صر کے ملاقات ہوگئی خوارج کے ہمراہ اس وقت صرف نوے آدمی تھے سوید بن سلیم کو شکست ہوئی صالح بن مسرح مارا گیا شبیب زمین پر گر پڑا پھر سنبھل کر اٹھا اور صالح کی لاش پر کھڑے ہو کے اپنے ہمراہیوں کو پکارنے لگا ستر آدمی کے قریب مجتمع ہو گئے شبیب مع ان لوگوں کے ایک قلعہ میں جو اس مقام پر تھا جا کے پناہ گزین ہو گیا حرث نے قلعہ کا محاصرہ کر کے دروازے کو جلا دیا اور اس ارادہ سے کہ صبح ہوتے ہی جنگ چھیڑ دی جائے گی اپنے لشکر گاہ میں لوٹ آیا شبیب نے اپنے ہمراہیوں سے کہا تم اپنے دوستوں میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو اور ہمارے ہمراہ خروج کرو خوارج نے اسی کی بیعت کی اور آگ کو مشتعل ہونے کے خیال سے بجھا کے رات ہی کے وقت خرورج کر دیا کے اس اچانک حملے سے گھبرا حرث اٹھا اور اپنے ہمراہیوں کو تیاری کا حکم دیا ہنوز وہ تیار نہ ہونے پائے تھے کہ لشکر کا ایک حصہ پسپا ہو کے مدائن کی جانب بھاگا اور شبیب ان کے اموال واسباب کو لوٹتا ہوا سرزمین موصل کی جانب چلا گیا اس کا باقی حال فرقہ شبیبیہ میں آئے گا صالح کی قبر وہیں ہے جو خارجی اس کے پاس سے گزرتا وہ ضرور سرمنڈاتا (معارف ابن

Marfat.com

قتیبہ)۔

ابویزید پسر کنداد ساکن شہرنوزر علاقہ قسطیلیہ نے کہ نہایت بدصورت تھا مذہب نکاریہ اختیار کر کے لوگوں کو اس مذہب کی طرف وعظ و نصیحت کرنا شروع کی جب اس کی جماعت بھاری ہوگئی تو ۳۳۳ ہجری میں قسطیلیہ مسخر کیا پھر تبسہ اور سبتہ اور ضلب اور اربس کو فتح کرلیا قائم بامراللہ علوی اسماعیلی والی افریقہ جو آئمہ مہدویہ میں سے ہیں فوج تیار کر کے قیروان اور رقادہ کی حفاظت کو بڑھے ابویزید نے انہیں شکست دی اور ٹونس اور قیروان اور رقادہ بھی فتح کرلیا یہاں تک کہ قائم بھی شکست پا کر مہدویہ میں محصور ہو گئے روضتہ الصفائے ناصری میں ذکر کیا ہے کہ ابویزید نے جب قیروان میں قتل و غارت کا حکم دیا تو مشائخ اور سادات اوراعیان و اشراف شفاعت کے لئے نکلے اور اس سے کہا کہ باشندوں کو قتل و غارت سے معاف رکھا جائے ابویزید نے جواب دیا کہ قیروان بیت المقدس سے زیادہ بزرگ نہیں ہے وہ شہر قتل و غارت سے خراب ہوا اگر قیروان کو خرابی پہنچے تو کیا مضائقہ ہے قائم کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے اسماعیل منصور نے ابویزید پر چڑھائی کی اور ۳۳۵ ہجری میں ابویزید کو پوری شکست دی اور اس کا بربر تک پیچھا کیا اور کئی برس تک یونہی ابویزید سوڈان کے شہروں کی طرف بھاگا پھرا منصور نے بھی پیچھا نہ چھوڑا یہاں تک کہ اس کا قلع قمع کردیا ار ۳۳۶ ہجری میں وہ گرفتار ہوا اور اس کی کھال نکلوا کر بھس بھروایا گیا۔

اباضیہ

یہ عبداللہ بن اباض کے اصحاب ہیں اس کا نام حارث بن عمر بھی لکھا ہے بعض نے عبداللہ بن یحییٰ اباضی لکھا ہے بعض نے کہا ہے یہ فرقہ منسوب ہے طرف اباض (بضم الف) کے اباض ایک کا گاؤں ہے یمامہ کے علاقہ میں مراصدالاطلاع علی اسماء الامکنتہ و ابقاع میں لکھا ہے اباض الف کے ضمے اور بائے موحدہ کی تخفیف اور اس کے بعد الف اور ضاد معجمہ سے ایک گاؤں ہے یمامہ کے علاقہ میں اس مقام پر خالد بن ولید اور مسیلمہ سے جنگ ہوئی تھی اور اتحاف ذوی الباب بشوار دلب الالباب میں رضی الدین نے اباضی الف کے کسرے سے لکھا ہے اور کہا ہے کہ اباضی فرقہ اباضیہ میں کا ایک شخص اور اباضیہ کا پیشوا حارث اباضی ہے یہ منسوب ہے طرف عبداللہ اباض کے اور معارف ابن قتیبہ میں مذکور ہے

Marfat.com

کہ عبداللہ بن اباض قبیلہ بنو مرہ سے ہے جو عبید سے ہے اور وہ تمیم سے کہ احنیف بن قیس کا ایک گروہ ہے اس شخص نے مروان بن محمد کے عہد میں خروج کیا تھا مروان کے حکم سے عبداللہ بن محمد بن عطیہ نے اس سے جنگ کر کے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ تمام معاملات میں اس کا رفیق تھا تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ جب خوارج نے عبداللہ بن زبیر سے مفارقت کی تو یہ بھی اس گروہ کے ہمراہ تھا اور بصرے میں چلا آیا اور نافع بن ازرق کے ساتھ خروج نہ کیا اور جب نافع نے اس مضمون کا خط اس کو لکھا کہ جو شخص اہل قبلہ میں سے ہمارا مخالف ہے وہ کافر ہے اس کے ساتھ مناکحت ناجائز ہے اس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا نادرست ہے اس کو وراثت نہیں پہنچ سکتی اس کے بچوں کو قتل کرنا چاہئے اس سے نفرت کرنا چاہئے تو عبداللہ بن اباض نے اس رائے سے نافع کی اختلاف کر کے کہا کہ جو اہل قبلہ میں سے ہمارا مخالف ہے وہ کافر نعمت والا حکام ہے مشرک نہیں اور اس کا حکم منافق کا ہے اور اس کے ساتھ مناکحت اور اس کی وراثت جائز ہے۔ اور ہتھیار اور گھوڑا مخالفوں کا جنت میں لے لینا جائز ہے اور اس کے علاوہ ناجائز ہے اور کہا ہے ہمارے مخالفین کے شہر دار الاسلام ہیں مگر جو پایہ تخت سلطان کا ہے وہ دارالکفر ہے اور مخالفوں کی گواہی ہم پر مقبول ہے اور اس کے نزدیک ایمان تمام نہیں بغیر عمل صالح کے اور اس کے زعم میں مرتکب کبیرہ موحد ہے مومن نہیں اس لئے کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں اور مرتکب کبیرہ کو کافر نعمت جانتا ہے کافر ملت اور س کے اعتقاد میں استطاعت قبل فعل کے ہے اور بندوں کے افعال کا خالق اللہ ہے اور تمام عالم اصل تکلیف کے فنا ہونے کے ساتھ فنا ہو جائے گا اور اولاد کفار کی تکفیرہ تعذیب میں متوقف ہے اور متوقف ہے اس میں بھی کہ نفاق شرک ہے یا نہیں اور اس بات میں متردد ہے کہ کوئی ایسا رسول ہونا جائز ہے یا نہیں جس کے ساتھ صدق دعویٰ نہ ہو اس پر نبوت پر کوئی معجزہ نہ ہو اور جن احکام کی اس پر وحی آتی ہو ان کی تعمیل کا اس کے امتیوں پر حکم نہ ہو اور امیر المومنین علی اور اکثر صحابہ کو کافر کہتا ہے۔ اور یہ اباضی چار فرقے ہو گئے ہیں۔

(۱) حفصیہ

یہ ابو حفص بن ابی مقدام کے تبع ہیں شرح مواقف اور تعریفات سید شریف میں اسی طرح لکھا ہے اور شہرستانی کی ملل ونحل میں صرف حفص واقع ہے یہ شخص عبداللہ بن اباض کا ایک پیرو تھا اور متفرد تھا ساتھ اس قول کے کہ معرفت الٰہی ایمان و شرک میں متوسط ہے پس

Marfat.com

جس نے اللہ کو پہچانا اور رسول اور جنت ودوزخ وغیرہ کا انکار کیا یا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا وہ کافر ہے مشرک نہیں باقی اباضیہ نے اس کا انکار کیا اور کہا کہ وہ مشرک ہے حفصیہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں کَالَّذِی اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ (سورۃ انعام ۶۔ آیت ۷۱) یعنی مانند اس شخص کے کہ ڈال دیا ہے اس کو شیطان نے زمین میں حیران لفظ حیران سے مراد حضرت علیؓ ہیں۔

(۴) یزیدیہ

یزید بن انیسہ کے اصحاب ہیں یہ اباضی کہتا تھا کہ قریب ہے اللہ ایک رسول عجم سے مبعوث کرے گا اور اس پر ایک دفعہ ہی پوری کتاب اترے گی جس سے شریعت محمدی منسوخ ہوجائے گی اور اس پیغمبر کا دین صابیانی ہوگا جس کا قرآن میں ذکر ہے اور اس کے زعم میں ہر گناہ صغیرہ وکبیرہ شرک ہے اور جن لوگوں نے اپنے اوپر حد جاری ہونے کے کام کیے وہ مشرک ہیں۔

فائدہ: ابو القاسم نے طبقات الامم میں کہا ہے کہ صابئین ہندوستان کے بڑے گروہوں میں سے ہیں مگر یہ قول غلط ہے قرآن شریف میں دو جگہ ان کا ذکر آیا ہے حالانکہ اہل ہند میں سے کسی قوم کا اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ذکر نہیں کیا لفظ صابئین صبا سے مشتق ہے جن میں دوسرا حرف بائے موحدہ ہے اور تیسرا حرف ہمزوصب کہتے ہیں ایک دین سے نکل کر دوسرے دین میں داخل ہونے کو صابی وہ شخص ہے جو ایک دین سے نکل دوسرے دین میں داخل ہوا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کفار عرب صابی کہا کرتے تھے اس لئے کہ آپ نے وہ دین ظاہر کیا تھا جو ان کے دین کے خلاف تھا اور مفسرین کے صابئین کے مذہب کے بیان میں کئی قول ہیں۔

(۱) مجاہد اور حسن کہتے ہیں کہ وہ مجوس میں سے ایک گروہ ہے اور یہود نہ ان کا ذبیحہ کھاتے ہیں نہ ان کے ساتھ نکاح بیاہ کرتے ہیں۔

(۲) قتادہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں اور سورج کی طرف دن میں پانچ بار نماز پڑھتے ہیں۔

(۳) صحیح یہ ہے کہ وہ کواکب پرست ہیں اور دو قسم کا اعتقاد رکھتے ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے عالم کو پیدا کیا اور یہ حکم دیا کہ کواکب کی تعظیم کرنا اور ان کو اپنی نماز اور دعا کا

Marfat.com

قبلہ بنانا چاہئے دوسرا یہ کہ اللہ افلاک وکواکب کا خالق ہے پھر عالم کے تمام معاملات برائی بھلائی صحت مرض کوکواکب نے پیدا کیا ہے اور سب چیزوں کے مدبر یہی ہیں اس لئے بشر کوان کی تعظیم کرنا چاہئے اور یہ کواکب اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ کذافی مفاتیح الغیب.

(۳) حارثیہ

(برائے مہملہ) ابو حارث اباضی کے پیرو ہیں شرح مواقف۔تعریفات سید شریف اور کشاف اصطلاحات الفنون میں اسی طرح لکھا ہے اور ملل ونحل شہرستانی اور اتحاف ذوی الالباب میں ابوالحارث کی جگہ حارث ذکر کیا ہے۔

یہ کہتا تھا کہ بندوں کے افعال مخلوق الٰہی نہیں ہیں بندے خودان کے خالق ہیں اور استطاعت قبل فعل کے ہوتی ہے جیسا کہ مذہب معتزلہ کا ہے۔

(۴) عبادیہ

یہ فرقہ ایک بدعت قبیحہ کے ساتھ متفرد ہوا ان کا مذہب یہ ہے کہ جو عبادت ریا کے ساتھ کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی اس سے مقصود نہ ہو وہ بھی طاعت ہے اباضیہ میں سے ایک شخص جس کا نام مختار بن عوف ازدی تھا اور ابوحمزہ کہلاتا تھا ہر سال موسم حج میں آتا اور برخلاف مردان بن محمد کے لوگوں کو ابھارتا تھا ۱۲۸ ہجری میں عبداللہ بن یحییٰ معروف بہ طالب الحق حضرموت سے آیا ابوحمزہ کے کلام سن کے بولا تم میرے ساتھ چلو میں اپنی قوم کا سردار ہوں چنانچہ ابوحمزہ طالب الحق کے ساتھ حضرموت گیا اور اس کی بیعت کرلی اگلے سال ۱۲۹ ہجری میں طالب الحق نے ابوحمزہ کو مع بلخ بن عقبہ ازدی کے سات سو کی جمعیت سے موسم حج میں مکے کی جانب روانہ کیا موقف میں پہنچ کے ان لوگوں نے اپنے ارادہ کو ظاہر کیا ان دنوں مکہ و مدینہ کا عامل عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک تھا اس نے ابوحمزہ سے انقضائے ایام حج و واپسی حجاج مصالحت رکھنے کی درخواست کی ابوحمزہ و بلخ بن عقبہ اس امر پر راضی ہو گئے عبدالواحد نے مقام منیٰ میں قیام کیا اور ابوحمزہ قرن الثعالب میں خیمہ زن ہوا عبیداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی بن ابی طالب۔ محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق۔ عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم

Marfat.com

بن عمر خطاب اور ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کو مع چند ایسے ہی بزرگوں کے ابوحمزہ کے پاس مصالحت کی مضبوطی کی غرض سے بھیجا ابوحمزہ کا علوی وعثمانی کا نام سنتے ہی چہرہ بگڑ گیا مگر بکری (صدیقی) عمری (فاروقی) کا نام سنتے ہی بشاش ہو کے بولا ہم نے تمہارے ہی دونوں کے باپوں کی سیرت کے پھیلانے اور انہی کی اقتدا کے خیال سے خروج کیا ہے عبداللہ بن حسن نے کہا ہم اس غرض سے تمہارے پاس نہیں آئے کہ تم ہمارے آباؤ اجداد کی باہمی تفصیل بیان کرو بلکہ ہم امیر کی طرف سے مظہر ہو کے آئے ہیں اور یہ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن اس سفارت کو ادا کریں گے غرض ربیعہ اور حمزہ میں مصالحت تا انقضائے میعاد مقرر قائم رکھنے کا باہم عہد و پیمان ہو گیا مگر عبدالرحمٰن پہلے ہی قافلے کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ چلا گیا اور اہل مدینہ کو ابوحمزہ کے آنے سے خبردار کر کے اس کی جنگ پر ابھار دیا روزینہ میں بھی دس دس دراہم کا اضافہ کر دیا پس لشکر کو ابوحمزہ کی جنگ کے لئے مرتب کیا اس پر عبدالعزیز بن عبداللہ وعمر بن عثمان کو مقرر کر کے کوچ کا حکم دے دیا مقام قدید میں جس وقت یہ لشکر پہنچا ابوحمزہ کے سفیر امن حاصل کر کے اہل مدینہ کے لشکر میں آئے اور یہ درخواست پیش کی کہ تم ہم سے جنگ نہ کرو ہم کو اور ہمارے دشمن کو چھوڑ دو ہم اور وہ نبٹ لیں گے اہل مدینہ نے اس کو منظور نہ کیا اس اثنا میں ابوحمزہ بھی مع اپنے ہمراہیوں کے مدینے میں آ اترا یہ لوگ بظاہر آلات حرب سے آراستہ نہ تھے اور نہ ان کی شکل وصورت سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ لوگ لڑیں گے مگر جس وقت اہل مدینہ کے انکار کا حال معلوم ہوا ابو حمزہ کے ہمراہی جھرمٹ باندھ کے نکل پڑے اور نہایت بے رحمی سے قتل کرنا شروع کر دیا تقریباً سات سو آدمی قبیلہ قریش کے مارے گئے اس کی خبر عبدالواحد تک پہنچی تو وہ مدینہ منورہ چھوڑ کر شام چلا گیا اور ابوحمزہ پندرہ ماہ صفر ۱۳۰ ہجری میں داخل مدینہ ہوا لوگوں کو جمع کر کے ممبر پر گیا خطبہ دیا اور علی الاعلان اپنی دعوت کا اظہار کیا وعظ کہا اور ان لوگوں کے اقوال کو رد کیا اور ان کی رائے کی برائی بیان کی جو اس کے معائب بیان کرتے تھے اور ایسے حسن سلوک اور اخلاق سے پیش آیا کہ کل اہل مدینہ نے بطیب خاطر اس کی تقریر سنی کہتا تھا من زنی فھو کافر ومن سرق فھو کافر (جس شخص نے زنا کیا وہ کافر ہے اور جس نے چوری کی وہ کافر ہے) تین ماہ تک مدینے میں ٹھہرا رہا بعد ازاں ان لوگوں سے رخصت ہو کے شام کی طرف روانہ ہوا اس کی روانگی سے پیشتر مروان نے خوارج سے جنگ کرنے کو عبدالملک بن محمد بن عطیہ بن ہوازن کو چار ہزار کی جمعیت سے روانہ کر دیا تھا جو رفتہ رفتہ

Marfat.com

یمن پہنچ گیا وادی القری میں خوارج سے مڈبھیڑ ہوئی خوارج شکست کھا کے بھاگے ابوحمزہ مارا گیا بقیہ السیف نے بھاگ کے مدینے میں جان بچائی ابن عطیہ بھی ان کے تعاقب میں مدینے تک پہنچ گیا ایک ماہ قیام کر کے یمن کی طرف روانہ ہوا عبداللہ طالب الحق کو اس کی روانگی کی خبر لگی اس وقت وہ صنعا میں تھا اس نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے بارادہ جنگ خروج کر دیا طالب الحق اور ابن عطیہ سے لڑائی ہوئی طالب الحق مارا گیا اور ابن عطیہ نے صنعا پر پہنچ کے کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

عجاردہ

یہ عبدالرحمٰن بن عجرد کی طرف منسوب میں شرح مواقف اصطلاحات الفنون وارشاد المسلمین وخطط مقریزی میں اسی طرح لکھا ہے اور ملل ونحل شہرستانی میں عبدالرحمٰن کی جگہ عبدالکریم ہے اور تعریفات سید شریف میں عبداللہ بن عجرد مرقوم ہے اور نفائس الفنون میں عبدالکریم تحریر کیا ہے ان کو عجرویہ بھی کہتے ہیں یہ گروہ نجدات کے موافق ہے مگر دو شے میں منفرد ہے ایک یہ کہ اطفال مشرکین دوزخ میں جائیں گے دوسرے اطفال سے بری رہنا تابلوغ وصفائی اسلام واجب ہے اور جب وہ بالغ ہو جائیں تو ان کو اسلام کی دعوت کی جائے ان کے نزدیک مرد کو اپنی بیٹی نواسی پوتی اور بھائی بہن کی بیٹی نواسی پوتی سے نکاح کرنا جائز ہے اور یہ دس گروہ ہیں۔

(۱) میمونیہ

میمون بن عمران کے اصحاب ہیں شرح مواقف۔ کشاف اصطلاحات الفنون ارشاد المسلمین اور تعریفات سید شریف میں اسی طرح ہے اور ملل ونحل میں میمون بن خالد ہے ان کا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ کرتا ہے گناہ وشر کا ارادہ نہیں کرتا جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے اور مشرکوں کے اطفال جنت میں داخل ہوں گے اور کہتے ہیں کہ استطاعت قبل فعل کے ہوتی ہے اور افعال عباد کا اللہ خالق نہیں ہے اور یہ اپنے مخالفین کے اموال کو حلال نہیں کہتے جب تک کہ مالک مقتول نہ ہو جب مارا جائے گا تو اس کا مال غنیمت ہو جائے گا۔ اور ان کے اعتقاد میں سورۂ یوسف (۱۲) قرآن میں سے نہیں ہے کیونکہ یہ ایک فحش اور عشقیہ قصہ ہے ان کے نزدیک ایمان بالغیب باطل ہے ان کے نزدیک مرد کا اپنی حقیقی

Marfat.com

پوتیوں اور نواسیوں اور حقیقی بھتیجیوں اور بھانجیوں کو نکاح میں لانا جائز ہے۔

(۲) حمزیہ

حمزہ بن ادرک شامی کے متبع ہیں اس نے خراسان میں عہد خلافت ہارون الرشید میں خروج کیا تھا خراسان میں ہارون کی طرف سے علی بن عیسیٰ بن ماہان گورنر تھا حمزہ بوشنج کی طرف بڑھا عمرو یہ بن زید ازدی حاکم ہرات نے چھ ہزار فوج کے ساتھ اس سے جنگ کی اور شکست پائی پھر علی نے دس ہزار فوج اپنے بیٹے حسین کی ماتحتی میں حمزہ سے جنگ کے لئے بھیجی مگر اس پر حمزہ کا ایسا رعب چھایا کہ مقابل نہ ہو سکا علی نے اپنے دوسرے بیٹے عیسیٰ کو اس فوج کا افسر کر کے جنگ کے لیے متعین کیا مگر اس فوج کو بھی شکست ہوئی علی نے حمزہ کے مقابلے کے لئے دوبارہ عیسیٰ کو بھیجا باخرز مین حمزہ کے اصحاب سے لڑائی ہوئی حمزہ نیشا پور میں مقیم تھا تمام حمزیہ مارے گئے صرف چالیس آدمی زندہ بچے حمزہ قہستان کی طرف چلا گیا عیسیٰ نے فوجیوں کو اوق اور جون کی طرف بھیجا اور یہاں جو حمزیہ دستیاب ہوئے قتل کیے گئے اور ان دیہات کو تباہ و برباد کیا اور جلا دیا جو حمزہ کو مدد دیتے تھے حاکم زرنج عبداللہ بن عباس نسفی مال لدوا کر علی کے پاس لئے جاتا تھا حمزہ نے اسفراز میں اسے گھیر لیا۔ عبداللہ نے ایسا جم کر مقابلہ کیا کہ حمزہ پسپا ہوا اور حمزہ کے منہ پر زخم آیا حمزہ مع اپنے اصحاب کے کروم میں چھپ گیا اور تھوڑے عرصے کے بعد طاہر بن حسین حاکم بوشنج پر یورش کی ایک مکتب میں تیس لڑکے پڑھ رہے تھے ان کو مع معلم کے مار ڈالا طاہر نے یہ خبر سن کر حمزیہ کی تادیب کے لئے خود چڑھائی کی اور ایک مقام پر ان کو گھیر کر بڑی سختی سے مروا ڈالا اور تمام مال و اسباب ان کا ضبط کر لیا۔ الخطط والآثار میں لکھا ہے کہ حمزہ کرمان کے ایک جنگل میں غرق ہو گیا حمزیہ تمام باتوں میں میمونیہ کے ساتھ موافق تھے اطفال مشرکین کو دوزخ میں بتاتے تھے اس لئے قدریہ نے ان کی تکفیر کی اور مسئلہ قدر میں قدریہ کے ساتھ موافق تھے۔ اس لئے ازارقہ ان کو کافر کہتے تھے اپنے مخالفین کے غنائم کو حلال نہ جانتے تھے بلکہ حکم کل مال غنیمت کے جلا دینے کا دیتے تھے۔

(۳) شعیبیہ

شعیب بن محمد کے پیرو ہیں یہ گروہ میمونیہ کے ساتھ ان کی ساری باتوں میں موافق

Marfat.com

ہے مگر یہ کہتے ہیں کہ بندوں کے افعال کا خالق اللہ ہے کیونکہ میمونیہ اس بارے میں قدریہ کی طرف مائل ہیں۔ نفائس الفنون میں لکھا ہے کہ شعیب میمون کے ساتھ تھا جب وہ قدر کا قائل ہوا تو اس نے اس سے تبرا کی۔

(۴) حازمیہ

اصحاب حازم بن عاصم۔ شہرستانی کی ملل ونحل میں حازم کے باپ کا نام علی لکھا ہے اور شرح مواقف۔ کشاف اصطلاحات الفنون اور ارشاد المسلمین میں حازم بن عاصم ہے حازمیہ شعیبیہ کے ساتھ موافق ہیں مگر علی کرم اللہ وجہ کے حق میں متوقف ہیں اور تصریح ان کی بریت کی نہیں کرتے جس طرح کہ دوسروں کی بریت کی تصریح کرتے ہیں اور ان کا قول قدر ومشیت میں مثل قول اہل سنت کے ہے ولایت وعداوت میں مخالف خوارج کے ہیں کہ اللہ ہمیشہ محب اپنے اولیا کا اور دشمن اپنے دشمن کا ہے ان کے نزدیک ایمان فرض مجہول ہیں اس کے لئے کوئی دلیل قاطع نہیں ہے۔

(۵) خلفیہ

خلف خارجی کی طرف منسوب ہیں یہ لوگ کرمان ومکران کی طرف رہتے تھے ان کا اعتقاد یہ ہے کہ خیر وشر دونوں اللہ کی طرف سے ہیں اور کہتے ہیں کہ اطفال مشرکین دوزخ میں رہیں گے بلا اس کے کہ انہوں نے کوئی عمل وشرک کیا ہے ان کے نزدیک تارک غزا کا کافر ہے۔

(۶) اطرافیہ

غالب بن شاول بجستانی کے تبع ہیں یہ گروہ حمزیہ کے موافق ہے مگر اس بات میں منفرد ہے کہ اطراف ملک کے رہنے والے جن احکام شرعی سے واقف نہ ہوں گے وہ اس میں معذور ہیں ایسے احکام کی عدم تعمیل سے ان پر مواخذہ نہیں ہوتا اور ان لوگوں کے بہت سے عقائد اہل سنت و جماعت کے بھی موافق ہیں اور مسئلہ قدر بھی قدریہ کے مخالف ہیں اور اہل سنت و جماعت کے موافق اور واجبات عقلی ثابت کرتے ہیں۔

Marfat.com

(۷) معلومیہ

یہ اپنے مقالات میں حازمیہ کے موافق ہیں مگر دو مسئلوں میں باہم متبائن ہیں ایک یہ کہ جس نے اللہ کو مع جمیع اسماء و صفات کے نہ پہچانا وہ کافر ہے مومن نہیں دوسرے قدر و مشیت میں موافق اہل سنت کے ہیں۔

(۸) مجہولیہ

یہ بھی تمام عقائد میں حازمیہ کے موافق ہیں مگر یہ کہتے ہیں کہ اللہ کو بعض اسماء و صفات کے ساتھ جاننا بھی مومن ہونے کے لئے کافی ہے اور یہ مسئلہ قدر و مشیت میں موافق قدریہ کے ہیں۔

(۹) صلتیہ

یہ عثمان بن ابی الصلت کے متبع ہیں (کشاف اصطلاحات الفنون)۔ اور بقول عثمان بن صامت کے اور بقول صلت بن صامت کے (کشاف اصطلاحات الفنون) اور بروایتے صلت بن ابی صامت کے اصحاب ہیں۔

یہ گروہ عقائد میں عجاردہ کے موافق ہے اور اس قول میں منفرد ہے کہ جو اسلام لائے گا ہم اس کے دوست ہیں لیکن اس کے اطفال سے ہم بری ہیں اس لیئے اطفال کے لئے اسلام نہیں ہے جب تک کہ بالغ نہ ہوں بلوغ کے بعد ان کو اسلام کی طرف دعوت کرنا چاہئے اور بعض صلیعہ سے یہ منقول ہے کہ اطفال خواہ مسلمانوں کے ہوں مشرکوں کے ان کے ساتھ عموماً نہ دوستی ہے نہ دشمنی جب تک کہ بالغ نہ ہوں بلوغ کے بعد ان کو دعوت اسلام کرنا چاہئے۔

ثعالبہ یا ثعلبیہ

یہ ثعلبہ بن عامر کی طرف منسوب ہیں یہ عبدالرحمٰن بن عجرد کے موافق تھے مگر اس بات میں مختلف ہو گئے کہ اطفال کے متولی دوست رہنا چاہئے جب تک کہ وہ بلوغ کو پہنچیں پس

Marfat.com

اگر بعد بلوغ کے وہ انکار حق کریں تو ان سے عداوت رکھنا چاہیئے اور ان سے یہ بھی منقول ہے کہ اطفال سے نہ دوستی رکھنے کا حکم ہے نہ دشمنی جب تک کہ بالغ نہ ہوں اور ان کا ایک قول یہ ہے کہ غلام سے مال کی زکوۃ لینا چاہیئے جب اس کے پاس مال نہ ہو تو اس کو زکوۃ دینا بھی چاہیئے۔ ان کا قول ہے کہ ہر کام اللہ کی مشیت سے ہے نہ اس کی قضا و قدر سے اور بوجہ اختلاف باہمی کے ثعالبہ کے پانچ فرقے ہو گئے ہیں ان میں سے ہر ایک فرقے نے دوسرے کی تکفیر کی ہے۔

اخنسیہ

(خائے معجمہ سے) یہ اخنس بن قیس کے متبع ہیں اور عقائد میں ثعالبہ کے موافق ہیں مگر کئی ایک باتوں میں ان سے خلاف کیا ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسے شہر میں رہے جہاں بوجہ خوف کفار کے اپنے دین اسلام کو ظاہر نہ کر سکے تو وہ مومن نہیں بلکہ کفر و ایمان میں متوقف سمجھا جائے گا اور ان کا قول یہ ہے کہ ہم متوقف ہیں ان سب لوگوں میں جو دار تقیہ میں رہتے ہیں مگر جس کو ہم مومن پہچانیں گے اس کو دوست رکھیں گے اور جس سے کفر کو دیکھیں گے اس سے بیزار ہوں گے ہم کو جائز نہیں کہ ہم کسی اپنے مخالف سے ابتدا قتال کریں اور اس کا مال چرائیں اور مومن عورت کا نکاح ان کے ہم قوم مشرک کے ساتھ ان کی رائے میں جائز ہے۔

معبدیہ

یہ معبد بن عبدالرحمن کے اصحاب ہیں ان کے نزدیک مومن عورت کا نکاح ہم قوم مشرک مرد کے ساتھ ناجائز ہے اور کہتے ہیں کہ نہ غلام سے زکوۃ لینا چاہیئے اور نہ اس کو دینا چاہیئے۔

رشیدیہ

رشید طوطوی کے ساتھی ہیں ان کو عشریہ بھی کہتے ہیں اس لیئے کہ ثعالبہ نے کہا کہ جس زراعت کو نہر اور گول وغیرہ سے پانی لگے اس کا حاصل نصف عشر یعنی بیسواں حصہ لینا

Marfat.com

ہے مگر زیاد بن عبدالرحمن نے ان سے کہا نہیں بلکہ اس میں عشرۃ یعنی دسواں حصہ واجب ہے مگر جو شخص یہ کہے کہ بیسواں حصہ لو تو اس سے بھی بیزاری ضرور نہیں تو اس پر رشید نے کہا کہ جب یہ ٹھہرا کہ ایسے شخص سے بیزاری ضرور نہیں تو ہم اسی کے مطابق عمل کریں گے جیسا کہ انہوں نے کہا پس اس کام میں دو فرقے بن گئے۔

شیبانیہ

شرح مواقف میں میر سید شریف نے اور تعریفات میں شیخ ابونصر نے کہا ہے کہ یہ لوگ شیبان بن سلمہ کے تبع ہیں۔ خبیۃ الاکوان اور الخطط والآثار میں لکھا ہے کہ اس نے ایام ابومسلم خراسانی میں خروج کیا تھا ابومسلم لوگوں کو حلقہ اطاعت خلفائے عباسیہ میں لاتا تھا یہ اس کی اور علی بن کرمانی کی مدد اور معاونت بمقابلہ نصر بن سیار کے کرتا اس لئے ثعالبہ اس سے بیزار ہو گئے تھے جب شیبان مارا گیا تو بعض لوگ کہنے لگے کہ اس نے توبہ کر لی تھی ثعالبہ نے جواب دیا کہ اس کی توبہ نامقبول ہے کہ اس نے ہمارے موافقین فی المذہب کو قتل کیا اور ان کا مال واسباب چھین لیا اور توبہ قتل مسلمان کے بعد مقبول نہیں جب تک قصاص جاری نہ ہو اور مال نہ پھیرا جائے یا اس کو بخش دیا جائے سب سے پہلے اسی نے تشبیہ کا قول کیا اور اس کا اعتقاد یہ ہے کہ بندے کو کچھ اختیار نہیں اس کے سارے افعال اللہ تعالیٰ کے مخلوق ہیں۔

یاد رکھو کہ جب ضحاک خارجی کا جانشین ابن خیبری جس کا بیان آگے آتا ہے مارا گیا تھا خوارج نے شیبان حروری کے ہاتھ پر بیعت کر لی ابن خلدون نے لکھا ہے کہ اس کے باپ کا نام عبدالعزیز یشکری تھا ابوالدلف اس کی کنیت تھی مروان کی فوجوں سے اس کی ایک مدت تک لڑائی جاری رہی اکثر خوارج شیبان کی ہمراہی سے علیحدہ ہو کے اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے گئے شیبان بقیہ خوارج کو بایمائے سلیمان بن ہشام موصل کو لے گیا وہاں شکستیں کھا کے خراسان چلا گیا یہ وہ وقت تھا کہ ابومسلم نے اعلانیہ خراسان میں خلافت عباسیہ کا اظہار کر دیا تھا نصر بن سیار اور علی بن جدیع کرمانی بن علی اور حرث بن شریح میں باہم نزاع ہو رہی تھی شیبان نے بھی بن کرمانی سے جنگ نصر پر ساز کر لیا نصر نے شیبان کے پاس کہلا بھیجا کہ آؤ ہم اور تم صلح کر کے ابومسلم سے جنگ کریں۔ اور اگر یہ منظور نہ ہو تو سردست ہم سے جنگ موقوف کر دو یہاں تک کہ ہم اس سے نپٹ لیں بعد ازاں جو جھگڑا

Marfat.com

ہمارے اور تمہارے درمیان پڑا ہے اس کو طے کر لیں گے شیبان خارجی ان امور کو منظور کرنے میں پس و پیش کر ہی رہا تھا کہ ابو مسلم کو اس پیغام کی اطلاع ہوگئی فوراً ایک خفیہ پیغام علی بن کرمانی کے پاس بھیج دیا کہ دیکھو شیبان خارجی کو نصر سے صلح نہ کرنے دینا ہم کو معلوم ہے کہ تم اس کے ساتھ اس کی ہمدردی کی وجہ سے نہیں ہو تم اپنے باپ کا بدلہ لے رہے ہو اگر صلح ہو جائے گی تو یہ مقصود فوت ہو جائے گا ابن کرما اس دم پٹی میں آ کے شیبان خارجی کے پاس گیا اور اس کی ثنا و صفت کر کے نصر سے صلح نہ کرنے پر آمادہ کر دیا جب ابو مسلم نے ہرات پر قبضہ کرالیا یحییٰ بن نعیم بن ہبیرہ شیبانی یہ سن کے ابن کرمانی اور شیبان کے پاس گیا اور ان کو نصر سے مصالحت کرنے کی ہدایت کی اور یہ فقرہ دیا کہ اگر تم نے نصر سے مصالحت کرلی تو یہ یاد رکھو کہ ابو مسلم اس سے بگڑ جائے گا اور تم سے معترض نہ ہوگا کیونکہ خراسان مضر کے قبضہ میں ہے اور اگر تم نے نصر سے مصالحت نہ کی تو ابو مسلم اس سے مصالحت کر کے تم سے صف آرائی کرے گا میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ نصر ہی کو آگے بڑھا دو شیبان خارجی کے ذہن میں یہ باتیں مرتسم ہوگئیں نصر کے پاس صلح کا پیغام بھیج دیا نصر تو اس کا منتظر ہی تھا منظور کر لیا ابو مسلم کو اس سے آگاہی ہوگئی تو اس نے نصر و شیبان میں نفاق پیدا کرنے کی غرض سے کہلا بھیجا کہ تین ماہ کی میعاد بہت ہوتی ہے تم نے نصر سے اتنی بڑی مدت کیوں مقرر کی ہے ابن کرمانی بولا میں نصر سے مصالحت نہیں کی مصالحت کی ہے تو شیبان نے کی ہے میں تو اپنے باپ کا عوض لینا چاہتا ہوں شیبان سے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور ابن کرمانی نے دوبارہ لڑائی کا دروازہ کھول دیا شیبان خارجی نے یہ کہہ کہ میں بدعہدی نہ کروں گا اس کا ساتھ نہ دیا بالآخر نصر کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر نیشاپور کو چلا گیا اور ابو مسلم کی حکومت کو خراسان میں ایک گونہ استقلال حاصل ہو گیا اس وقت اس نے شیبان سے کہلا بھیجا کہ تم خلیفہ سفاح کی خلافت کی بیعت کرلو اگر بیعت کرنا نہیں چاہتے تو یہاں سے کوچ کر جاؤ شیبان نے یہ سن کے ابن کرمانی سے امداد طلب کی اس نے انکار کر دیا تب شیبان سرخس چلا گیا ایک گروہ بکر بن وائل کا مجتمع ہو گیا ابو مسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے شیبان کے پاس کہلا بھیجا کہ تم اس فعل سے باز آؤ شیبان نے قاصدوں کو قید کر لیا ابو مسلم نے بسام بن ابراہیم بنی لیث کے آزاد غلام کو جس کی کنیت ابو وردتھی شیبان خارجی پر حملہ کرنے کو لکھ بھیجا غرض بسام اور شیبان میں لڑائی ہوئی شیبان شہر میں بھاگ آیا بسام نے اس کا تعاقب کیا بکر بن وائل نے ان قاصدوں کو قتل کر دیا جن کو ابو مسلم نے

Marfat.com

شیبان کے پاس پیغام لے کے بھیجا تھا اور بسام نے شیبان کی زندگی کا خاتمہ کر دیا اور بعض کہتے ہیں کہ ابو مسلم نے اپنے پاس سے ایک لشکر جنگ شیبان پر بھیجا تھا۔

مکرمیہ

یہ مکرم بن عبداللہ عجلی کی طرف منسوب ہیں اس کا قول یہ تھا کہ تارک نماز کافر ہے اس کا کفر کچھ ترک نماز کے سبب سے نہیں ہے بلکہ اس لئے کہ وہ اللہ سے جاہل ہے اگر وہ جانتا کہ اللہ میرے پوشیدہ اور علانیہ حالات سے مطلع ہے اور طاعت اس کی بہتر ہے اور نافرمانی بری ہے تو وہ کبھی نماز کو ترک نہ کرتا یہی قول اس کا تمام کبائر میں تھا یعنی مرتکب ان کا اللہ سے جاہل ہونے کی وجہ سے کافر ہے اور اللہ تعالیٰ کی دشمنی اور دوستی اس کے بندوں کے ساتھ وقت موت کے معتبر ہے پس جو شخص مرتے وقت مومن مرا وہ اللہ کا دوست ہے اور جو کافر مرا وہ دشمن ہے اور ان اعمال کا اعتبار نہیں جو موت سے قبل کئے جائیں اس لئے کہ دوامی طور پر ان کا وثوق نہیں کیونکہ کبھی آدمی سے ادا ہوتے ہیں اور کبھی فوت بھی ہو جاتے ہیں میں کہتا تھا یہی حال ہماری دوستی اور دشمنی کا ہے پس جو شخص مرتے وقت مومن دنیا سے گزرا وہ دوست ہے اور جو کافر اٹھا وہ دشمن ہے۔

ضحالیہ

الخطط والآثار میں مقریزی نے اس فرقے کو سب فرقوں سے علیحدہ لکھا ہے مگر اس کے ان عقائد کا حال نہیں لکھا جن کی وجہ سے ان کو علیحدہ مانا ہے بہرصورت یہ فرقہ ضحاک بن قیس خارجی کا پیرو ہے اس نے مروان بن محمد کے زمانے میں کوفے میں خروج کیا تھا اور اپنا لقب امیر المومنین رکھا تھا اور کوفے پر قابض ہو گیا تھا۔ مجالس المومنین میں مذکور ہے کہ جب اس ضحاک نے لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف دعوت دینا شروع کی تو مومن الطاق ایک دن اس کے پاس گئے اور کہا میں ایک شخص ہوں اپنے دین سے بخوبی واقفیت رکھتا ہوں میں نے تمہارے عدل و انصاف کی بہت شہرت سنی ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تمہاری صحبت میں رہا کروں ضحاک اس بات سے خوش ہوا پھر مومن الطاق نے اس سے کہا کہ تم کو حضرت علیؑ سے کیوں بغض ہے اس نے جواب دیا کہ انہوں نے دین میں ثالث کا تقرر قبول کیا اور جو شخص دین الٰہی میں ثالثی جائز رکھے اسے دشمنی رکھنا اور جنگ کرنا

Marfat.com

حلال ہے مومن الطاق نے کہا کہ تم مجھے اپنے دین کے اصول سے آگاہ کرو تاکہ میں تمہارے ساتھ مناظرہ کروں اور تب تمہاری حجت مجھ پر غالب آجائے تو میں تمہاری اتباع اختیار کروں اور مناسب یہ ہے کہ صواب وخطا کے امتیاز کے لئے دونوں طرف سے ایک آدمی ثالث مقرر ہونا چاہئے جو یہ بات بتائے کہ یہ شخص مصیب ہے یہ مخطی ہے ضحاک نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ شخص علم وفضل میں پایہ رکھتا ہے یہ دونوں کے درمیان میں ثالث ہے مومن الطاق نے کہا کہ تم اس شخص کو اس دین میں جس میں تم سے مناظرہ کرنا چاہتا ہوں ثالث مقرر کرتے ہو ضحاک نے کہا ہاں مومن الطاق نے اس کے متبعون سے کہا کہ تمہارے سردار نے دین الٰہی میں ثالث مقرر کیا تم جانو اصحاب ضحاک نے یہ بات سنتے ہی اتنا مارا کہ وہ مرگیا انتہی یہ بیان قاضی نواللہ صاحب کا صحیح نہیں تحقیق یہ ہے کہ ضحاک خارجی حضرت ابوحنیفہ کے پاس آیا اور تلوار دکھا کر کہا کہ تو بہ کرو انہوں نے پوچھا کس بات سے ضحاک نے کہا تمہارا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؓ نے معاویہ کے معاملے میں ثالثی مان لی تھی حالانکہ جب وہ حق پر تھے تو ثالثی ماننے کے کیا معنے حضرت ابوحنیفہ نے کہا کہ اگر میرا قتل مقصود ہے تو اور بات ہے ورنہ اگر تحقیق حق منظور ہے تو مجھ کو تقریر کی اجازت دو ضحاک نے کہا کہ میں بھی مناظرہ ہی چاہتا ہوں حضرت ابوحنیفہ نے کہا کہ اگر بحث آپس میں نہ طے ہو تو کیا علاج ضحاک نے کہا کہ ہم دونوں ایک شخص کو منصف قرار دے دیں چنانچہ ضحاک ہی کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کا انتخاب کیا گیا کہ دونوں فریق کی صحت غلطی کا تصفیہ کرے حضرت ابوحنیفہ نے فرمایا کہ یہی تو حضرت علیؓ نے بھی کیا تھا پھر ان پر کیا الزام ضحاک دم بخود ہو گیا اور چپکا اٹھ کر چلا گیا۔

تاریخ کامل وابن خلدون وغیرہ میں لکھا ہے کہ ۱۲۷ ہجری میں ضحاک بن قیس شیبانی نے کہ بنی بکر بن وائل کے خاندان سے تھا مروان حمار پر خروج کیا اور عراق کی طرف بڑھا سبب اس کا یہ تھا کہ جب ولید بن یزید بن عبدالملک مارا گیا تو مقام حروراء میں ایک خارجی نے خروج کیا جس کا نام سعید بن بہدل شیبانی تھا اور اس نے سنا کہ عراق کی رعایا میں بڑا اختلاف اور شورش ہے تو عراق کی تسخیر کے ارادے سے ادھر چلا اور راستے میں مرگیا اور اس نے ضحاک کو اپنا قائم مقام کر دیا یہ بھی حرورا کا باشندہ تھا تمام شراۃ نے اس سے بیعت کر لی اور ضحاک شہر موصل کو گیا پھر یہاں سے شہرزور میں آیا جو فرقہ صفریہ کے فسادات کا مرکز ہو رہا تھا تو اس نے یہاں فتوحات حاصل کرنے کا ارادہ کیا چار ہزار یا اسے کچھ زیادہ آدمی

Marfat.com

مغربیہ میں سے اس کے پاس مجتمع ہو گئے جب ضحاک نے یہ سنا کہ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نضر بن سعید حریشی میں لڑائی ہو رہی ہے تو عراق کا رخ کیا عبداللہ اور نضر نے خط و کتابت کر کے ضحاک سے مقابلہ کرنے کے لئے سازش کر لی اور دونوں نے متفق ہو کے کوفے میں لشکر مرتب کیا ضحاک نے قریب کوفہ پہنچ کے نخیلہ میں پڑاؤ کیا عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نضر مقابلے پر آئے لڑائی شروع ہوئی صبح سے عصر کے وقت تک شدت سے لڑائی ہوتی رہی قریب مغرب عبداللہ اور نضر کو شکست ہوئی خوارج نے ان کے مورچے تک ان کا تعاقب کیا دوسرے دن صبح ہوتے ہی پھر لڑائی چھڑ گئی اور یہی واقعہ پیش آیا تیسرے دن کی لڑائی میں اکثر سرداران لشکر میدان جنگ سے منہ چھپا کے بھاگ گئے ازاں جملہ نضر بن سعید حریشی منصور بن جمہور اور اسماعیل برادر خالد قسری وغیرہ تھے مجبور ہو کے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بھی واسط چلا آیا اور ضحاک نے کوفے پر قبضہ کر لیا جونہی عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز واسط میں وارد ہوا نضر سے لڑائی چھڑ گئی ضحاک یہ خبر پا کر دوڑ پڑا عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نضر نے گھبرا کے موافقت کر لی منصور بن جمہور اپنے گروہ سے علیحدہ ہو کے ضحاک و خوارج سے آملا اور اس کی بیعت کر لی بعد ازاں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بھی خوارج میں چلا آیا ضحاک کے پیچھے نماز ادا کی اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس کے ساتھ سلیمان بن ہشام بھی تھا یہ مصالحت اس غرض سے کی گئی تھی کہ خوارج اس کو چھوڑ کے مروان سے معروف بہ جنگ ہو جائیں چنانچہ سلیمان نے ضحاک کو جنگ مروان پر ابھارا اور شیبان حروری کی بہن سے نکاح کر لیا یہ وہ زمانہ تھا کہ ضحاک نضر پر محاصرہ ڈالے تھا مصالحت کرنے کے بعد ضحاک کوفے میں واپس آیا اور اہل موصل سے سازش کر کے موصل کی طرف بڑھا ان دنوں موصل میں مروان کی جانب سے قطران بن اکمہ شیبانی والی شہر تھا اہل شہر نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے ضحاک گھس پڑا قطران مع اپنے ہمراہیوں کے مقابلے پر آیا لڑائی ہوئی آدمی قلیل تھے سب کے سب مارے گئے ضحاک نے موصل اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا اس واقعہ کی خبر مروان کو اس وقت پہنچی جب کہ وہ حمص کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اپنے بیٹے عبداللہ کو نصیبین کی جانب روانہ ہونے کو لکھ بھیجا تا کہ ضحاک کو جزیرے کے مابین حائل ہونے سے روک دے چنانچہ عبداللہ آٹھ ہزار سواروں کی جمعیت سے نصیبین کی جانب روانہ ہوا اور ضحاک کے پہنچنے سے پہلے نصیبین میں پہنچ گیا ضحاک نے اس پر محاصرہ ڈال دیا اس وقت اس کے ہمراہ ایک لاکھ قوم تھی مروان

Marfat.com

تک یہ خبر پہنچی تو وہ مصیبین کے بچانے کی غرض سے ضحاک کی طرف روانہ ہوا اطراف کفر تو تا میں ضحاک سے صبح سے شام تک جنگ ہونے کے بعد مغرب کے ضحاک نے چھ ہزار کی جمعیت سے پیادہ پا ہو کے میدان جنگ کا راستہ لیا اور اس بے جگری سے لڑے کہ قریب عشاء سب کے سب مارے گئے ضحاک کی لاش مقتولین میں چھپ گئی تھی بہت تلاش کے بعد دستیاب ہوئی ضحاک کے مارے جانے کے بعد اس کے اصحاب نے ابن خیبری سے جو ضحاک کے لشکر کا ایک سپہ سالار تھا بیعت کر لی اور مروان کے ساتھ میدان جنگ میں مصروف جدال وقتال ہو گئے قریب دوپہر کے مروان شکست کھا کے بھاگ کھڑا ہوا خوارج نے اس کے خیمے تک پہنچ کے خیمے کی طنابیں کاٹ دیں خیبری اس کے فرش پر بیٹھ گیا اس کے بازوؤں پر لشکر بدستور لڑ رہے تھے لشکر مروان نے خیبری کے ساتھ جمعیت کم دیکھ کر مروان کے خیمہ گاہ میں ان کا محاصرہ کر لیا لشکریوں کے غلام اور اہل خدمت خیموں کی چولیں لے کے جٹ گئے ان سبھوں کو بات کی بات میں فرش کر دیا انہیں لوگوں میں ابن خیبری بھی تھا باقی جو رہے وہ بھاگ کھڑے ہوئے مروان اس خوشخبری کو سن کے تقریباً چھ میل سے اپنے خرگاہ میں واپس آیا خوارج نے بھی ڈٹ کے شیبان حروری کے ہاتھ پر بیعت کر لی جس کے فرقہ شیبانیہ کا حال ثعالبہ کے ضمن میں مذکور ہو چکا۔

شبیبیہ

یہ فرقہ منسوب ہے طرف شبیب خارجی بن یزید بن نعیم شیبانی کے یہ شخص صالح بن مسرح کے ہمراہ رہتا تھا جو فرقہ صفریہ کا ایک سرغنہ تھا جب مقام موصل و صرصر کے درمیان صالح مارا گیا تو خوارج نے شبیب کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور بعض کہتے ہیں کہ خود صالح نے وفات کے وقت شبیب کے لئے وصیت کر دی تھی یہ شخص نہایت شجاع تھا عراق میں اس وقت حجاج بن یوسف ثقفی حکمران تھا اس نے حرث بن عمیرہ بن ذی الشعار کو اس سے جنگ کے لئے مقرر کر رکھا تھا جس کے مقابلے میں صالح مارا گیا تھا مگر شبیب حرث کو شکست دے کر اس کا مال و اسباب لوٹتا ہوا موصل کی جانب چلا گیا اور ملک موصل میں پہنچ کے سلامہ بن سنان تمیمی سے ملاقات کی اور اس کو خروج کرنے پر ابھارا اس نے یہ شرط لگائی کہ تیس سواروں کو منتخب کر کے میرے ہمراہ بنو غزہ پر حملہ آور ہو اور ان سے میرے بھائی کے خون کا بدلہ لو شبیب نے یہ شرط منظور کر لی بنو غزہ پر پہنچ گیا اور نہایت سختی و بے رحمی سے

Marfat.com

یکے بعد دیگرے اکثر بنوغزہ کو قتل کیا بعد ازاں ستر آدمیوں کے ساتھ واران پہنچا بنوشیبان کا ایک گروہ جو تعداد آتین ہزار کا تھا بھاگ کھڑا ہوا اور ان کو مطیع کر کے انہی میں سے ایک منتخب گروہ کے ساتھ آذر بائیجان کا ارادہ کیا حجاج کے حکم سے سفیان بن ابی العالیہ شبیب کی جنگ کے لئے آیا مقام خانقین میں مڈبھیڑ ہوگئی اور سفیان شکست پا کر بھاگ گیا شبیب مدائن ہوتا ہوا نہروان پہنچا اور اپنے ہمراہیوں کے حق میں دعائے خیر کر کے قیام کر دیا سورۃ بن الحر نے اس مقام پر شبیب پر شب خون مارا لیکن شبیب کے ہمراہیوں کے ہوشیار رہنے کی وجہ سے اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہوا اور خود شکست اٹھا کر مدائن کی جانب بھاگا شبیب نے تعاقب کیا مگر شبیب مدائن کو فتح نہ کر سکا تکریب کو چلا گیا اس ناکامی کے بعد حجاج نے عثمان بن سعید بن شرجیل کندی ملقب بہ جزل کو چار ہزار فوج کے ساتھ جنگ شبیب پر روانہ کیا شبیب کے دل میں جزل کی جوانمردی جنگ آوری اور مردانگی سے خوف پیدا ہوا ایک مقام سے دوسرے مقام پر بلا ترتیب لشکر بھاگتا پھرتا تھا اس کے ہمراہیوں کی تعداد ایک سو ساٹھ سے زیادہ نہ تھی پھر حجاج نے سعید بن مجالد کو لشکر جزل کا امیر مقرر کر کے روانہ کر دیا سعد نے قطیطیا میں شبیب سے لڑائی کی سعید مارا گیا اور اس کی فوج بھاگ نکلی مگر جزل نے اپنے پرزور حملوں سے شبیب کو پسپا کر دیا شبیب اس شکست کے بعد کرخ چلا گیا اور بقصد بازار بغداد دجلہ میں گیا اور امن حاصل کر کے بازار بغداد میں گیا اور جن جن چیزوں کی ضرورت تھی ان کو خرید کر کوفے کی جانب روانہ ہوگیا حجاج نے یہ سن کے سوید بن عبدالرحمن سعدی کو دو ہزار کی جمعیت سے شبیب کے مقابلے پر مامور کیا شبیب نے کوفے کو چھوڑ کے حیرہ کا راستہ اختیار کر لیا شبیب دوسرے مقامات کو ہو کے پھر کوفے کو لوٹا حجاج بھی دو منزلیاں کرتا ہوا کوفہ پہنچ گیا اور شبیب بھی بازار کوفہ میں داخل ہوگیا اور اسی وقت خوارج نے مسجد اعظم پر حملہ کر دیا چند صالحین کو بحالت نماز قتل کیا اور پھر شور وغل مچاتے ہوئے مسجد بنی ذہل میں پہنچے اور ذہل بن حرث کو نماز پڑھنے کی حالت میں قتل کر کے کوفے سے نکل کھڑے ہوئے اتفاق سے نضر بن قعقاع ذہلی آگیا جب اس نے شبیب کو دیکھا تو بے ساختہ بول اٹھا اسلام علیک یا ایہا الامیر شبیب نے کہا تجھ پر تف ہو امیر المومنین کیوں نہیں کہتا نضر نے کہا بہتر یہی کہوں گا پھر شبیب اس وجہ سے کہ نضر کی ماں ناجیہ ہانی بن قبیصہ شیبانی کی بیٹی تھی اپنے مذہب کی تعلیم دینے کے ارادہ سے مخاطب ہو کے بولا اے نضر لاحکم الا اللہ نضر یہ سمجھ کے یہ خارجی ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (سورۃ

Marfat.com

بقرہ۲۔آیت ۱۵۶) پڑھتا ہوا اٹھا شبیب کے ہمراہی یہ سنتے ہی اس پر ٹوٹ پڑے اور بات کی بات میں قتل کر ڈالا شبیب نے قادسیہ کی راہ اختیار کی حجاج نے یہ خبر پا کر اپنے سربرآوردہ اور چنے ہوئے سواروں سے ایک ہزار آٹھ سو آدمیوں کو منتخب کر کے ذخر بن قیس کی ماتحتی میں شبیب کے تعاقب پر روانہ کیا شبیب نے ایک مقام پر ان کو شکست دی ذخر زخمی ہو کر کوفہ کو چلا گیا ذخر کی شکست کے بعد شبیب نے کوفے کا ارادہ کیا حجاج نے یہ سن کے لشکر کوفہ کو بہ قصد جنگ روانہ کیا شبیب کے ہاتھ سے تمام افسران لشکر کوفہ نے شکست پائی اور موسیٰ بن محمد بن طلحہ مارا گیا شبیب کے ہمراہیوں نے کوفہ پر قبضہ کرنے کی رائے دی لیکن شبیب نے کسی مصلحت سے کوفے کا رخ نہ کیا اور وہاں سے روانہ ہو کر خانیجار میں جا اترا حجاج نے چھ ہزار فوج کوفہ کے ساتھ عثمان بن قطن کو شبیب کی لڑائی پر روانہ کیا عثمان کو ایک طرف سے شبیب نے اور دوسری جانب سے اس کے سردار سوید بن سلیم نے گھیر کر قتل کر ڈالا لشکر بھاگ کھڑا ہو شبیب نے قتل و غارت سے ہاتھ اٹھا کے بیعت کی دعوت دی لشکریوں نے بیعت کر لی اور آٹھ سو آدمیوں کی جمعیت سے مدائن کا ارادہ کیا اہل کوفہ اس کے مقابلے سے جی چراتے تھے اس وجہ سے کہ اس نے ان کے لشکر کو پیہم شکست دی تھی اور ان کے اکثر امرا کو قتل کر ڈالا تھا اب حجاج نے عبدالملک سے بھی مدد مانگی جس نے دو ہزار فوج روانہ کی اور حجاج نے عتاب کو لشکر کی سرداری پر مقرر کر کے شبیب سے جنگ کے لئے روانہ کیا اس وقت عتاب کے ساتھ پچاس ہزار فوج تھی شبیب اس کی آمد کی خبر سن کے ایک ہزار کی جمیعت سے ساباط میں آ گیا نماز ظہر ادا کی بعد ازاں اپنے لشکر کو مرتب کر کے مغرب کے وقت عتاب لشکر گاہ کے قریب آ پہنچا چار سو آدمی اس کے ہمراہیوں میں سے اس سفر میں اس سے علیحدہ ہو کے بیٹھ رہے تھے بقیہ چھ سو کے ساتھ نماز مغرب پڑھ کے لشکر مرتب کیا دو سو آدمیوں کی جمعیت سے سوید بن سلیم کو میسرہ میں رکھا اور اسی قدر فوج کو میمنہ میں محلل بن وائل کی ماتحتی میں متعین کیا اور خود دو سو کی جمعیت سے قلب میں رہا لڑائی ہوئی عتاب مارا گیا اس کے مارے جانے کے بعد اس کے لشکری بھاگنے لگے تھمند گروہ اپنی تلواروں سے ان کی جان و تن کا فیصلہ کر رہا تھا شبیب نے یہ حالت دیکھ کر قتل و غارت کی ممانعت کر دی لوگوں سے بیعت کرنے کو کہا سبھوں نے بیعت کر لی رات آئی تو موقع پا کے بھاگ گئے خاتمہ جنگ کے بعد شبیب کا بھائی مضاد مدائن سے آ گیا دو روز تک میدان معرکہ میں ٹھہرا رہا تیسرے روز کوفہ کی طرف کوچ کر دیا اس اثنا میں سفیان بن ابرد

Marfat.com

کلبی مع لشکر شام کے حجاج سے آملا شبیب نے قریب کوفہ پہنچ کے حمام اعین میں پڑاؤ کیا
حجاج نے حرث بن معاویہ ثقفی کو ایک ہزار جنگی فوج کے ساتھ مقابلے کی غرض سے بھیجا
شبیب نے یہ خبر پا کے نہایت تیزی سے حملہ کر کے حرث کو مار ڈالا پھر حجاج کے دو آزاد غلام
یکے بعد دیگرے مقابلے کو آئے اور مارے گئے حجاج جھلا کر اہل شام کو ساتھ لے کر خود
بقصد جنگ اٹھ کھڑا ہوا اور اہل شام کے استقلال و ثابت قدمی سے شبیب کو شکست ہوئی
اس کی مضاد برادر شبیب اور اس کی بیوی غزالہ ماری گئی حجاج نے حبیب بن عبدالرحمٰن حکمی کو
تین ہزار سواروں کی جمعیت سے شبیب کے تعاقب پر روانہ کیا حبیب حجاج سے رخصت
ہو کے انبار پہنچا تو معلوم ہوا کہ شبیب اسی گرد و نواح میں ہے اس وقت اس کے اکثر ہمراہی
اس سے جدا ہو گئے تھے اس وجہ سے کہ حجاج نے عام طور سے امان دینے کا اعلان کر دیا تھا
اتفاق سے بوقت غروب آفتاب حبیب کے لشکر کے پاس آ پہنچا اور پہنچنے کے ساتھ ہی لڑائی
کا بازار گرم کر دیا یکے بعد دیگرے گروہ سے لڑنے لگا رات کا وقت اور لڑائی کا یہ عالم تھا کہ
جو جہاں تھا وہیں پر پہاڑ کی طرح استقلال کے ساتھ کھڑا لڑ رہا تھا لڑتے لڑتے ہاتھ شل
ہو گئے تھے مجبور ہو کے فریقین نے لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا خود بخود لڑنے والوں کے ہاتھ
لڑنے سے رک گئے تیس آدمی شبیب کے اور ایک سو آدمی لشکر شام کے معرکہ کارزار میں کام
آئے شبیب مع اپنے بقیہ ہمراہیوں کے دجلے کو عبور کر کے سرزمین خوخی کی طرف چلا
پھر دوبارہ دجلے کو واسط کے قریب عبور کر کے اہواز و فارس کا راستہ اختیار کیا تا کہ کرمان
میں پہنچ کے چند جنگ و گردش زمانہ سے آرام حاصل کرے شبیب نے کرمان میں چند ے
آرام کرنے کے بعد بقصد جنگ مراجعت کی اہواز میں سفیان بن ابرد کلبی سے جو
عبدالملک کے حکم سے لشکر شام کے ساتھ حجاج کی مدد کو آیا تھا مڈ بھیڑ ہو گئی شبیب نے پل
کے ذریعہ سے دجلے کو عبور کیا اور اپنے ہمراہیوں کو تین گروہ پر منقسم کر کے پیہم بیس حملے
کیئے لیکن سفیان اور لشکر شام نے اپنی جگہ سے جنبش تک نہ کی نہایت استقلال اور ثابت
قدمی سے مقابلہ کرتے رہے اور موقع پا کے خود بھی حملہ کر دیتے تھے بالآخر خوارج نے گھبرا
کے بہ قصد عبور پل کا رخ کیا شبیب ایک سو کی جمعیت سے میدان جنگ میں ٹھہرا ہوا لڑتا رہا
جب شام ہو گئی اور رات نے اپنے سیاہ دامان سے آفتاب عالمتاب کو چھپا لیا تو شبیب اور
اس کے حریف خود بہ خود جنگ سے دستکش ہو گئے شبیب نے اس موقع کو مغتنمات سے شمار
کر کے مراجعت کی پل کی طرف آیا اس کے ہمراہی آگے آگے تھے اور یہ سب کے پیچھے

Marfat.com

آہستہ آہستہ چلا آرہا تھا گھوڑے پر سوار تھا پل کو عبور کرنے لگا ایک گھوڑی آگے آگے جارہی تھی گھوڑا اس کا اس گھوڑی کی وجہ سے بگڑا یہ اس کی پیٹھ سے علیحدہ ہوکر دریا میں گر پڑا اس وقت اس کے منہ سے یہ کلام نکلا لیقضی اللہ امرا کان مفعولا اور غوطہ کھایا جب پانی کی سطح پر آیا تو کہا ذلک تقدیر العزیز العلیم اور غرق ہو گیا لاش اس کی پانی سے نکال کر سفیان کے پاس لے گئے چاک کرا کر دل نکالا تو مثل سنگ کے نکال سخت نکلا جب اس کی ماں سے بیان کیا گیا کہ شبیب مارا گیا تو اس نے یقین نہ کیا جب کہا کہ وہ ڈوب گیا ہے تو اس بات کا یقین کرلیا کہنے لگی کہ جب وہ پیدا ہوا تھا تو میں نے دیکھا تھا کہ میرے پیٹ سے آگ کا شعلہ نکل رہا ہے سمجھ گئی کہ اسے کوئی چیز نہیں بجھا سکتی سوائے پانی کے یہ واقعہ ۷۷ ہجری کا ہے۔

خطط مقریزی اور حیوۃ الاکوان اور کشف الغمہ عن افتراق الامہ میں لکھا ہے کہ شبیب کا فرقہ انہیں فرقہ ہائے خوارج کے ساتھ عقائد میں موافق ہے لیکن ان سے اس بات میں متفرد ہے کہ عورت کی امامت وخلافت کو جائز بتاتا تھا اس شبیب نے اپنی ماں غزالہ کے نام کو اپنا خلیفہ کیا تھا اس نے کوفے میں داخل ہوکر خطبہ پڑھا اور نماز صبح مسجد جامع میں جاکر ادا کی پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ (۲) دوسری رکعت میں سورۂ آل عمران (۳) پڑھی مگر مجھے ابھی کلام میں نظر ہے اس لئے کہ یہ قول کتب تواریخ کے خلاف ہے صحیح یہ ہے کہ غزالہ شبیب کی بیوی تھی اور اس نے جامع مسجد کوفہ میں دو رکعت نماز پڑھنے کی نذر کی تھی جس میں سورۂ بقرہ وآل عمران پڑھی جب شبیب نے کوفہ کے قریب پہنچ کے حمام اعین میں پڑاؤ کیا اور یہاں حرث بن معاویہ ثقفی کو شکست دے کر حمام اعین سے بھی کوچ کرکے کوفہ کے قریب مقام سنجہ میں چلا آیا تو شبیب رات کے وقت کوفے میں داخل ہوا اور اس کی بیوی نے ایفائے نذر کی۔ بعد ازاں شبیب کا اہل کوفہ سے مجادلہ ہوا۔

فائدہ: صحاری بن شبیب بن یزید نے بھی اطرف جبل میں خروج کیا تھا اور خروج سے قبل یہ شخص خالد قسری کے پاس آیا تھا فریضہ کا سوال کیا خالد نے جواب دیا تم کو اس سے کیا حاصل ہے صحاری یہ جواب پا کے جبل کی طرف چلا گیا خالد کو اپنے اس جواب دینے سے شرمندگی ہوئی تلاش کرایا دستیاب نہ ہوا صحاری نے جبل میں پہنچ کے جہاں پر چند لوگ تیم اللات بن ثعلبہ کے خاندان کے تھے ان کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں نے خالد کے پاس جانے کا یہ حیلہ نکالا تھا تاکہ فلاں شخص جو قعدہ صفریہ سے تھا اس کے بدلے میں اس کو مار ڈالوں خالد نے اس شخص کو ظلماً مار ڈالا تھا تیم اللات کے تیس آدمیوں

Marfat.com

نے اس کے ساتھ خروج کیا اطراف منادر میں مقابلہ ہوا فریقین نے سختی سے ایک دوسرے پر حملہ کیا بالآخر صحاری اور اس کے کل ہمراہی مار ڈالے گئے۔

کوزیہ

اس فرقہ کے خوارج طہارت میں مبالغہ کرتے ہیں کہتے ہیں کہ بدن کی مالش غسل کے وقت فرض ہے (مستفاد از بحر المذاہب و تذکرۃ المذاہب موید الافاضل وغیرہ)۔

کنزیہ

یہ لوگ مال جمع کرتے ہیں زکوۃ کی فرضیت کے منکر ہیں (منقول از تذکرۃ المذاہب ومئوید الافاضل و بحر المذاہب وغیرہ)۔

شمراخیہ

یہ فرقہ عبداللہ بن شمراخ کی طرف منسوب ہے اس کے نزدیک ماں باپ کا مار ڈالنا حلال ہے جب اس نے یہ حکم دیا دار التقیہ میں رہتا تھا اس کے اس حکم سے خوارج بیزار ہوگئے اور اس فرقے کے نزدیک وطی بلا نکاح حلال ہے (منقول از غنیۃ الطالبین و بحر المذاہب و تذکرۃ المذاہب و موید الافاضل) توضیح المذاہب میں لکھا ہے کہ شمراخیہ صوفیان مطلق میں سے بھی ایک گروہ کا نام ہے۔

بدعیہ

یہ فرقہ تمام مقالات میں ازارقہ کے موافق ہے مگر اس بات میں متفرد ہے کہ نماز میں میں صرف دو رکعتیں فجر کو پڑھنا چاہیے اور دو رکعت رات کو اور اس قول پر استدلال اس آیت سے کرتے ہیں اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ (سورۃ ھود۔۱۱ آیت۔۱۱۴) یعنی دن کے دونوں طرف اور رات کی ساعتوں میں نماز پڑھا کر کیونکہ نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں یہ لوگ کہتے ہیں [illegible] نماز کی دو رکعت ہیں اور وقت اس کا دن کے ان ہی دونوں طرفوں میں [illegible]

Marfat.com

کے نزدیک ہیں اور یہ فرقہ ازارقہ کے ساتھ اس بات میں متفق ہے کہ جب کفار پر فتح حاصل ہو تو ان کی عورتوں کو قید کر لینا اور ان کے اطفال کو مار ڈالنا چاہئے اور اپنے اس قول پر استدلال اس آیت سے کرتے ہیں۔ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا (سورۃ نوح۔ ۷۱۔ آیت۔ ۲۶) اے رب زمین پر کافروں کا ایک گھر بسنے والا نہ چھوڑنا۔ الخطط والآثار میں خوارج کے فرقوں کے یہ نام اور لکھے ہیں۔

اصومیہ

اصوم کے تبع ہیں۔

یعقوبیہ

یہ یعقوب بن علی کوفی کے اصحاب ہیں۔

فصلیہ

یہ فضل بن عبداللہ کے پیرو ہیں۔

فرقہ یزیدی

مسٹر سون نے اپنی کتاب میں کردستان کے حالات میں یزیدیوں کا حال بھی لکھا ہے کہ قدیم نینوا کے کھنڈرات سے چل کر جو موصل کے قریب واقع ہیں ایک روز کے فاصلے پر چھوٹی چھوٹی جھاڑیوں کا ایک سلسلہ ہے جس میں کئی چھوٹے چھوٹے گاؤں واقع ہیں جہاں مٹی کے جھونپڑوں میں زمانہ قدیم کی دو قومیں آباد ہیں جن کی تاریخ نہایت دلچسپ ہے یہ خالدی اور یزیدی ہیں اور ان کے قریب کوئی مسلمان آباد نہیں یزیدی شیطان پرست سمجھے جاتے ہیں۔ یزیدی ایک یعنی اعلیٰ ہستی کو تو مانتے ہیں مگر ایسے التزام کے ساتھ اس کی طرف اعتنا کرنے سے پرہیز کرتے ہیں جیسے کہ شیطان کی طرف کہ جس کے نام کے ذکر یا اس کی نسبت سی تلمیح، اشارے سے بھی انہیں سخت مصیبت پیش آتی ہے مگر جب کہ شیطان کا [illegible] ہی کرنا پڑتا ہے تو وہ ملک طاؤس کے نام سے اسے پکارتے ہیں یا ملک الکل

Marfat.com

کہتے ہیں۔ان کا اعتقاد ہے کہ شیطان سب فرشتوں کا سردار ہے جو ہنگامی طور پر سزا بھگت رہا ہے مگر آخر کار اپنے اعلیٰ درجے پر بحال کیا جائے گا شیطان کے بعد طاقتور فرشتے گنے جاتے ہیں جو اس دنیا کے کاروبار پر اثر ڈالتے ہیں۔ طفلس کے یزیدیوں نے ایک متلاشی کو ایک عجیب کیفیت بتلائی وہ یہ ہے کہ شیطان اس قدر رویا کہ اس کی سات ہزار برس کی جلاوطنی میں سات برتن اس کے آنسوؤں سے بھر گئے اور اس سے ساتویں دوزخیں بجھ گئیں۔اب اس کو آسمان پر اپنے سابقہ رتبے پر بحال کر دیا گیا ہے۔یزیدی مختلف مذاہب کی کتب مقدسہ سے کسی کو رد نہیں کرتے مگر بائبل کے عہد قدیم پر پورا اعتماد رکھتے ہیں۔عہد جدید اور قرآن کو بھی قابل عزت و کتب مقدسہ تسلیم کرتے ہیں۔مسیح کو وہ ایک فرشتہ مانتے ہیں اور ان کی تصلیب سے انکار کرتے ہیں اور حضرت محمدؐ اور حضرت ابراہیمؑ اور دیگر قدیم انبیا کو وہ نبی تسلیم کرتے ہیں اس کے علاوہ وہ عیسیٰؑ کا دوبارہ آنا اور امام مہدی کا ظاہر ہونا مانتے ہیں۔

اس فرقے کے نام کی اصلیت کی نسبت بہت شک کیا جاتا ہے بعض محققین کا خیال ہے کہ اللہ کے قدیم فارسی نام یزدان کی طرف یزیدی منسوب ہے مگر شیعہ اصرار کرتے ہیں کہ یزید بن معاویہ نے یہ فرقہ قائم کیا تھا یا وہ اس فرقے کا ایک ممتاز رکن تھا گو حضرت حسینؓ کے قتل کا الزام ان پر ٹھیک نہیں بیٹھتا۔مگر انہیں بدنام کرنے کے لئے یہ بھی لگایا جاتا ہے۔

اس فرقے کی صحیح اصلیت کا کچھ پتا نہیں لگتا خصوصاً ان کے گڈمڈ اور مخلوط عقیدے کی وجہ سے یہ تحقیقات اور بھی مشکل ہو گئی ہے۔زردشتیوں کی مذہبی کتاب استا میں چھٹی صدی قبل مسیح کے قریب بعض شیطان پرستوں کو لعنت ملامت کی گئی ہے اور خود زردشت نے شمالی ایران میں اس قسم کے لوگوں سے جنگ کی تھی اور یزیدیوں کے مذہب میں کچھ ان شیطان پرستوں کے نشان ملتے ہیں جن کا استا میں ذکر کیا گیا ہے یعنی یہ کہ ان کے یہاں نیچر (فطرت) کی پرستش کے آثار موجود ہیں مگر ایسے ہی قدیم بابلیوں اور خالدیوں کی سورج پرستی کی علامات بھی موجود ہیں خصوصاً سورج کی وہ بہت عزت کرتے ہیں اور اسے شیخ شمس کہتے ہیں اور چاند کو شیخ قمر جو قدیم قصص الاصنام کے شمس اور قمر کے مطابق ہے۔

ان لوگوں کے رسوم میں عجیب بے تعصبی نمایاں ہے وہ بپتسمہ دیتے ہیں ختنہ کرتے ہیں چاند اور سورج کی عزت کرتے ہیں اپنی قبروں پر قرآن کی آیات کندہ کراتے ہیں انجیل

Marfat.com

یعنی عہد جدید کی آیات پڑھتے ہیں کثرت ازدواج کا رواج ہے۔ شراب کو حلال کہتے ہیں اور بعض گوشتوں کو حلال کہتے ہیں۔ زردشتی۔ اسوری۔ بابلی۔ اسلامی اور عیسوی عبادت پر ملا جلا کر عمل کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا مرکز اور ابتدائی مقام پیدائش موصل کے قریب ہے اور یہاں کردستان کی پہاڑیوں کے ایک وادی میں یزیدی ولی دفن ہے جسے شیخ عدی کہتے ہیں کہ جسے مختلف بیانات کے مطابق ساتویں یا دسویں صدی عیسوی میں گزرنا بیان کرتے ہیں۔

اس شیخ عدی کی اصلیت کچھ معلوم نہیں ہوسکی البتہ ایک فارسی کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خلفائے بنی مروان سے ایک ہوا ہے مگر مسٹر سون لکھتا ہے کہ بعض دیگر اسلامی کتابوں کے حوالے سے اب ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ شیخ عدی ایک شخص خاندان بنی امیہ سے تھا اور شام کے مقامات بعلبک کا باشندہ تھا۔ مروان کے عہد میں (آٹھویں صدی عیسوی کے شروع میں) وہ موصل چلا گیا اور کردوں کی ایک بڑی قوم میں جا کر سکونت اختیار کی کہ جہاں بوجہ اپنے بڑے تقدس کے اس کے بہت سے لوگ مرید ہو گئے یہیں اس کا انتقال ہوا اور ایک وادی میں اسے دفن کیا گیا بعض کہتے ہیں کہ وہ حلب یا حوران سے آیا تھا جہاں مدت تک مجوسی عقیدہ جاری رہا اور اب دروز ایک ایسا ہی برا عقیدہ رکھتے ہیں اغلباً یہ شخص دروز تھا جو ادھر کسی زیارت کو جاتے ہوئے آنکلا اور اپنے مذہب کی اس شاخ کو یہاں دیکھ کر یہیں رہ گیا۔

یزیدیوں کے پیشواؤں کے چار درجے ہیں۔ پیر۔ شیخ۔ قول (سکر کے وزن پر قائل کی جمع)۔ اور فقیر۔ پیر سب سے اعلیٰ اور فقیر سب سے ادنیٰ ہے قول کے معنی بولنے والے کے ہیں جو جا بجا پھر کر اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں اور فقیر لوگ شیخ عدی کی قبر پر خدمتگار ہیں۔

مگر ایک یورپین محقق نے اس واقعہ پر بہت اضافہ کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ ولایت موصل ایران کے فرقہ مجوس کی ایک عجیب جماعت کا مقام ہے کہ جس کے پیرووں کو آج یزیدی کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ اس لئے شیطان کی پرستش کرتے ہیں کہ اگر ممکن ہو تو دوزخ میں اپنی حالت بہتر بنا سکیں۔ یہ اس لئے برائی کی روح کی تعظیم کرتے ہیں کہ اس سے خائف ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ اچھا اللہ یزداں جو نہایت اعلیٰ ہے کچھ برائی نہیں کرسکتا وہ اس امر کے انکار کی کوئی کوشش نہیں کرتے کہ وہ شیطان کی پرستش کرتے ہیں گو اس کا نام

Marfat.com

لینے کی ان میں ممانعت ہے اور ان میں سے کسی کے سامنے اس کا نام لینا ان کی سخت توہین کرنا ہے اس کے بجائے وہ ملک طاؤس کا نام لیتے ہیں اور شیطان کو طاؤس کی صورت میں پوجتے ہیں۔ ان کے مذہب میں اس کی ابتدائی خوبی کچھ باقی نہیں رہی کیونکہ مسلمان اور عیسائیوں نے انہیں لگاتار اذیت پہنچائی ہے اور ان دونوں مذہبوں سے اور نیز یہودیوں سے انہوں نے بہت سی باتیں اختیار کرلی ہیں یہاں تک کہ ان کا مذہب کہیں کی اینٹ اور کہیں کا روڑا ہوگیا ہے۔ گو شکل پہلے سے باقی رہ گئی ہے۔ مجوسیوں سے انہوں نے اہرمن کو خوش کرنے کا اصول اختیار کیا اور اللہ کے لئے ان کا لفظ یزداں لیا اور ان میں قدیم ظہورات فطرت سورج پانی کے چشموں اور درختوں کی پرستش باقی ہے ملک طاؤس یعنی بڑی بدی کی روح کے علاوہ وہ ملک عیسیٰ مسیح کو مانتے ہیں ار بائبل کو وہ تسلیم کرتے ہیں مگر حضرت عیسیٰؑ کے مصلوب ہونے سے انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کی شکل یا ایک اہم شکل کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور اصلی عیسیٰؑ کو ملک طاؤس نے ہٹالیا تھا اب ان کا مقام سورج میں ہے کہ جسے وہ شمس الدین کہتے ہیں اور جس کے سامنے وہ ہر صبح سجدہ کرتے ہیں۔ اپنے سالانہ عید کے موقع پر وہ ایک بھیڑ تو ملک عیسیٰؑ کے نام پر قربان کرتے ہیں اور سات بھیڑیں ملک طاؤس کے نام پر قربان کرتے ہیں کیونکہ عیسیٰؑ غصے میں ست اور رحم میں وافر ہیں مگر شیطان تند اور حاسد اللہ ہے وہی دنیا کی حکومت کررہا ہے جسے دس ہزار سال کے لئے اس عہدے پر مقرر کیا گیا ہے کہ جس میں سے چار ہزار سال ابھی باقی ہیں اس کے بعد برائی کی طاقت ٹوٹ جائے گی اور ملک عیسیٰؑ دس ہزار سال کے لئے حاکم ہوں گے گو مسلمان لوگ عیسائیوں اور یہودیوں سے بوجہ اہل کتاب ہونے کے بالکل رواداری کا سلوک کرتے ہیں مگر یزیدیوں سے ان کا برتاؤ سخت ہے کیونکہ ان کے پاس کوئی کتاب نہیں یہ فرقہ ہر بدسلوکی کا آماجگاہ ہے کہ جس میں عیسائی اور یہودی بھی مسلمانوں کے شریک ہیں تاہم وہ شیطان پرستوں پر اکیلے حملہ نہیں کرتے اور مسلمان کسی یزیدی کے گھر کے پاس سے رات کے وقت گزرنے میں تامل کرتے ہیں۔ اب معلوم ہوا کہ یزیدیوں کی ایک کتاب بھی ہے مگر ایسی احتیاط سے اسے چھپا رکھا ہے اور ایسی سختی سے اس کے پڑھنے کا حق صرف قبیلے کے حاکم نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے کہ یہ عام یزیدیوں کے لئے کسی کام کی نہیں اس کا نام کتاب الاسود (سیاہ کتاب) ہے اور دسویں صدی عیسوی کی ہے اس میں اس زمانے کے یزیدیوں کے اعتقاد پر بحث ہے اور پھر اس کی تفسیر میں

Marfat.com

تیرہویں صدی تک پر بحث ہے اس تفسیر کا نام کتاب الجلوہ ہے چنانچہ مندرجہ ذیل مسائل ان کتابوں سے اخذ کیے گئے ہیں۔ ابتدا میں سات بڑے فرشتوں نے مخلوقات کی تخلیق کا کام شروع کیا مگر سانپ کے بنانے میں ان کا جھگڑا ہو گیا کہ جسے ملک طاؤس نے خاص کوشش سے بنایا اس جھگڑے میں اسے شکست ہوگئی اور وہ آسمان سے زمین پر اپنے سانپ سمیت پھینک دیا گیا اور باقی فرشتوں نے کہا کہ تم سے یا تمہاری زمین سے ہم کچھ سروکار نہ رکھیں گے بڑے غصے میں اس نے تخلیق کا کام ختم کیا اور یزیدی مذہب خاص اپنا بنایا جو لوگ اس مذہب میں پیدا ہوتے ہیں اس کی پرستش کرتے ہیں اور اسے خوش کرتے ہیں عمر صرف کر دیتے ہیں وہ جنت میں جانے کی امید نہیں رکھتے بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ ان میں سے کوئی جنت میں نہیں جاسکتا جب تک کہ جتنی برائی کرتا ہے اس سے چار مرتبہ زیادہ بھلائی نہ کر لے تاہم ان کا عقیدہ ہے کہ دس ہزار سال پورے ہو جانے کے بعد ملک طاؤس کی آسمان پر پھر عزت بحال ہو جائے گی اور پھر اپنے زمین پر کے وفادار پیروؤں پر نظر عنایت کرے گا۔

خواہ یزیدی کی آخرت کی امید کتنی ہی خراب ہو تاہم کبھی نہیں معلوم ہوا کہ کسی یزیدی نے اپنا مذہب ترک کر لیا ہو خواہ اس پر کسی قدر مصیبت آئی ہو ہر روز وہ دعا مانگتا ہے اے ملک طاؤس تم نے مجھے یزیدی پیدا کیا ہے مجھے ہمیشہ اپنے مذہب پر مستقل اور وفادار رکھنا۔ گو یزیدی موصل کے جنوب مغرب میں بہت ہیں مگر ان کی خاص درگاہ شمال مشرق کی طرف ہے یہ شیطان کی درگاہ کردی پہاڑوں میں چھپی ہوئی ہے وہ خالی کمروں کا ایک سلسلہ ہے کہ جس کے اندر زائر قیام کرتے ہیں اور پھر یزیدی پیر شیخ عدی کی قبر ہے جو اصلی مقام زیارت ہے روکار کے پتھروں پر مخفی مطالب کے اشکال ہیں کہ جن کے معانی کو یا تو چھپایا جاتا ہے یا کسی کو اب معلوم نہیں اور دروازے کے اوپر سانپ کی شکل ابھرواں کھدی ہوئی ہے کہ جو یزیدی عقیدے میں سانپ کے ساتھ لازم و ملزوم ہے اور اسے سیاہ کر کے رکھا جاتا ہے دروازے کے اندر بالکل تاریکی ہے ار پانی کے چلنے کا شور سنا جاتا ہے۔ شیطان کی درگاہ کے اندر صرف ایک صندوق سرخ کپڑے سے ڈھکا ہوا ہے جس کے اندر ملک طاؤس کی اصل مورت ہے جو مقدس مور ہے۔ درگاہ سے دور ایک غار ہے جس میں زور سے پانی بہتا رہتا ہے جسے ایک مقدس چشمہ کہا جاتا ہے اور مکے کے آب زمزم کے اندر سے ملا ہوا ہے یہ چشمہ شیخ عدی کی طرف منسوب ہے جو اس درگاہ کا مقدس بزرگ ہے

Marfat.com

اس کے پاس مکے سے کچھ شیخ آئے جو اسے اپنے مذہب سے پھیر کر اسلام قبول کرنے کی ترغیب دینے آئے تھے ان سے پوچھا کہ تم لوگ کہاں سے آئے ہو اور اپنے پیچھے کیا چیزیں بھول آئے ہو جواب لینا چاہتے ہو ایک نے کہا میرا عصا اور دوسرے نے کہا تسبیح مکے میں رہ گئی ہے اس پر شیخ عدی نے زمین پر اپنی لاٹھی ماری اور فوراً پانی کا چشمہ جاری ہوگیا کہ جس کے ساتھ پہلے تو عصا اور پھر تسبیح نکل آئی دونوں چیزیں سیدھی مکے سے آ گئی تھیں اس پر شیخوں کو یزیدی مذہب قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

لے ارڈر جس نے نینوا کے کھنڈرات کھودے ہیں اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ان لوگوں کی رسوم مذہبی اسورین لوگوں کی رسوم مذہبی سے ملتی ہیں اور بے شک ان کے مذہب کا بہت سا حصہ خالدی اصلیت کا ہے خود یہ لوگ شامی نسل کے ہیں اور آج عربی بولتے ہیں ان کا خاص لباس ہے کہ جس میں سرخ لوسی فر کا خاص رنگ ممتاز ہے وہ نیلے رنگ سے جو خاص مسلمان یا عیسائی پہنتے ہیں نفرت کرتے ہیں نہ اسے گھر میں استعمال کرتے ہیں اور نہ کبھی لباس میں پہنتے ہیں۔

ان کا حاکم ایک شیخ ہے کہ جسے یہ امیر کہتے ہیں اس کے خاندان کی حکومت اس قوم پر کئی نسلوں سے ہے قریب زمانہ تک اس قوم پر ایک مضبوط اور مشہور شخص علی بے کی حکومت تھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ وہ گم ہوا اور اس کا بھتیجا اسمٰعیل بے حاکم مقرر ہوا مگر اس کی بہن نے اس سے حکومتیں چھین کر اسے بھگا دیا جو وہ اپنے بیٹے کے لئے جو کمسن ہے محفوظ رکھنا چاہتی ہے۔ امیر کا حکم ڈیڑھ لاکھ یزیدیوں پر مطلق ہے جو کوہستان کردستان اور متصلہ اضلاع ایران و روس میں پھیلے ہوئے ہیں اس کا حکم قانون ہے اور اسے نہ صرف موت و حیات کا اختیار ہے بلکہ آئندہ زندگی (آخرت) میں ہمیشہ کے لئے مجرم ٹھہرانے کا اختیار ہے اس امیر کی آمدنی سات سنجاقوں یا جھنڈوں سے حاصل ہوتی ہے جو ملک طاؤس کے سات برنجی بت ہیں جن کو یزیدی بوسہ دیتے ہیں اور کچھ رقم نذر کرتے ہیں ہر ایک پر یہ فقرہ کندہ ہے جہاں تم جاؤ گے برکت جائے گی جو تمہیں بوسہ دے گا مجھے بوسہ دے گا جو تمہیں دیکھے گا مجھے دیکھے گا یہ ملک طاؤس کے الفاظ سمجھے جاتے ہیں یہ بت بڑی احتیاط اور حفاظت سے لے جائے جاتے ہیں تا کہ کوئی دشمن انہیں چھین نہ لے جائے اور یزیدی انہیں بوسہ دے کر حسب حیثیت نذرانہ دیتے ہیں۔ کسی گاؤں میں سب سے بڑے یزیدی کے گھر میں یہ بت رہتا ہے اور وہ دوسری رات صرف اس صورت میں رہ سکتا ہے کہ بڑی رقم

Marfat.com

نذرانہ میں دی جائے۔علی بے کے زمانے میں ایک سنجاق کو ٹھیکہ پر دینے کی رقم ایک لاکھ پونڈ مقرر رہوئی تھی۔

خوارج کے بعض عقائد

ایک بار عاصم حبشی (بنو بسطام کے آزاد غلام) سے جو خارجی تھا اور عمر بن عبدالعزیز سے گفتگو ہوئی تھی وہ یہاں لکھی جاتی ہے کہ سننے کے قابل ہے عاصم کے ہمراہ ایک دوسرا خارجی بھی تھا۔

عمر بن عبدالعزیز: تم لوگوں کو کس امر نے خروج اور انتقام پر مجبور کیا ہے۔

عاصم: ہم کو تمہاری سیرت سے کسی قسم کا اشتعال یا خیال انتقام نہیں پیدا ہوا تم بے شک عدل و احسان سے کام لیتے ہو لیکن تم یہ بتاؤ کہ کرسی خلافت پر تم کس طرح متمکن ہوئے لوگوں کے مشورے اور رضامندی سے یا بزور وغلبہ۔

عمر بن عبدالعزیز: نہ تو میں نے اس کی خواہش کی اور نہ میں نے بزور وغلبہ اس کو حاصل کیا مجھ سے پیشتر ایک شخص نے میری ولی عہدی کی لوگوں سے بیعت لی تھی اس بنا پر میں نے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لی اور کسی نے اس سے اختلاف و انکار نہ کیا اور تمہارا مذہب بھی یہی ہے کہ امیر المومنین وہی ہے جو لوگوں کی رضامندی سے امیر بنایا جائے اور عادل ہو اور اگر میں حق کا مخالف ہوں تو میری اطاعت تم پر فرض نہیں ہے۔

عاصم: اور اس کا ہمراہی لیکن ایک بات باقی رہ گئی اور وہ یہ ہے کہ اپنے خاندان والوں کے افعال و حرکات سے مخالفت کی ہے اور اس کو مظالم کے نام سے موسوم کرتے ہو پس اگر تم ہدایت پر اور وہ ضلالت و بے دینی پر رہے ہوں تو ان سے بیزاری ظاہر کرو اور ان پر لعنت بھیجو۔

عمر بن عبدالعزیز: ہم کہہ سکتے ہیں کہ تم لوگوں نے بہ قصد آخرت خروج کیا ہے مگر اس کا افسوس ہے کہ اس کا راستہ بھول گئے ہرگز اللہ جل شانہ نے کسی پر لعن کرنا شروع نہیں کیا ہے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لعان مبعوث کیا ہے۔ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کہا ہے۔ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. (سورۃ ابراہیم۔۱۴۔ آیت۔۳۶) یعنی جو شخص میرا کہنا نہ مانے تو بے شک تو غفور و رحیم

Marfat.com

ہے) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ (سورۃ انعام۔۶۔آیت ۹۰) (یعنی یہی لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے پس انہی کی راہوں کی پیروی کی میں نے ان کے اعمال کو جو مظالم سے تعبیر کیا ہے پس اس قدر اس کی مذمت کافی ہے اور اگر گنہگار دن پر لعن کرنا واجب ہے تو بے شک تم پر یہ واجب ہے کہ فرعون پر لعن کیا کر حالانکہ تم اس پر لعن نہیں کرتے حالانکہ وہ بدترین خلائق تھا پس میں کیسے اپنے خاندان پر لعن کروں جب کہ وہ نمازیں پڑھتے اور روزے رکھتے تھے بے شک ظلم کرنے سے وہ کافر نہیں ہو سکتے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ایمان وشریعت کی طرف بلایا ہے جو اس پر عمل کرے گا اس سے یہ فعل قبول کیا جائے گا اور جو شخص کوئی نیا اور امر نکالیں گا اس پر حد جاری کی جائے گی۔

عاصم اور اس کا ہمراہی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو توحید اور اس چیز کے اقرار کی بھی تو دعوت دی ہے جو ان پر نازل ہوئی ہے۔

عمر بن عبدالعزیز: ان لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جو اس کا انکار کرتا ہو اور یہ کہتا ہو کہ میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل نہ کروں گا کہ ان لوگوں نے جان بوجھ کر اپنے کو ورطہ گمراہی میں ڈال دیا ہے۔

عاصم: تو تم ان سے بیزاری ظاہر کرو اور ان کے احکام کو رد کردو۔

عمر بن عبدالعزیز: تم لوگ جانتے ہو کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اہل ردت سے جس وقت جنگ کی تھی ان کی خونریزی بھی کی تھی اور ان کی عورتوں بچوں کو لونڈی اور غلام بنالیا تھا اور حضرت عمر فاروقؓ نے ان کو فدیہ کے ساتھ واپس کر دیا تھا اور ابوبکرؓ سے بیزاری نہیں ظاہر کی تھی اور تم لوگ بھی ان دونوں میں سے کسی ایک سے بھی بیزاری نہیں ظاہر کرتے ہو اچھا اہل نہروان کی بابت کیا جواب دو گے تم جانتے ہو کہ اہل کوفہ ان لوگوں کے گروہ سے نکل آئے تھے اور پھر وہ نہ لڑے اور نہ ان سے متعرض ہوئے تھے اور جو اہل بصرہ نے خروج کیا تھا تو ان لوگوں نے عبداللہ بن خباب اور ان کی بیوی کو جو حاملہ تھیں مار ڈالا تھا ان گروہوں میں جو نہیں لڑا تھا اس نے قاتلین اور متعرضین سے بیزاری نہیں ظاہر کی اور نہ تم ان میں سے کسی سے بیزاری ظاہر کرتے ہو تم لوگوں کو یہ امر کیوں کر نفع بخش ہوگا جب کہ تم جانتے ہو کہ ان کے

Marfat.com

اعمال میں اختلاف تھا اور مجھے تم مجھے میرے خاندان والوں سے بیزاری ظاہر کرنے پر مجبور کرتے ہو حالانکہ مذہب اور دین ایک ہی ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرو مردود کو مقبول اور مقبول کو مردود نہ کرو بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو امن دی ہے جس نے شہادت اسلام (یعنی لَآ اِلٰہَ اِلا اللّٰہ مُحَمَّد" رَسُوْلُ اللّٰہِ) کی دی ہے اور اس کا مال وخون حرام فرمایا ہے اور تم لوگ اس شخص کو قتل کرتے ہو اور باقی مذہب والوں کو امن دیتے ہو اور ان کے مال وخون کو ناروا سمجھتے ہو۔

خوارج کا مذہب یہ ہے کہ ان چار حالتوں میں اہل قبلہ کا رخ جائز وحلال ہے۔ (۱) جب کبیرہ کا ارتکاب کرے۔ (۲) کوئی بدعت اس سے حادث ہو۔ (۳) سلطان سے بغاوت کرے۔ (۴) فرائض کو ترک کرے۔ اور ترک کو حلال جانے اور یہی مذہب معتزلہ کا بھی ہے مگر اہل سنت کے نزدیک تین حالتوں میں اہل قبلہ کا خون جائز ہے۔ (۱) اسلام کے بعد کافر ہو جائے۔ (۲) شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کرے۔ (۳) کسی کو بغیر حق کے مار ڈالے اور باغی کا قتل کرنا اس وقت تک جائز ہے کہ وہ مقابلہ کرتا رہے اور جب دب جائے لڑائی چھوڑ دے تو اس کا قتل کرنا درست نہیں۔ ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ امت محمدیؐ میں جس نے اول تکفیر کرنا شروع کی وہ معتزلہ اور خوارج ہیں۔ (رسالہ عقائد سلیمان بن عبدالوہاب)

اور اکثر خوارج کا یہ قول ہے کہ امام کا مقرر کرنا کسی حال میں امن کا زمانہ ہو یا فتنہ و فساد کا نہ اللہ پر واجب ہے نہ بندوں پر نہ شرعی طور پر نہ عقلی طور پر پھر اگر اسے مقرر کردیں تو جائز ہے اور اگر نہ مقرر کریں تو بھی جائز ہے۔ (اربعین فی اصول الدین فخر الدین رازی)

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں کہتے ہیں کہ خوارج نے نصب امام کو واجب نہیں بتایا ہے مگر ان میں سے ایک گروہ کہتا ہے کہ حالت فتنہ میں امام کا مقرر کرنا واجب ہے اور ایک گروہ کہتا ہے کہ امن کی حالت میں واجب ہے انتہیٰ شرح مقاصد اور نہایۃ العقول میں یہ دونوں مذہب ہشام بن عمرو غوطی اور ابو بکر اصم کی طرف منسوب کئے ہیں جو معتزلی ہیں بعض کتب میں لکھا ہے کہ خوارج کہتے ہیں کہ معاویہؓ نے حضرت علیؓ سے خلاف کیا تو اس میں معاویہؓ حق پر تھے۔ خوارج قیاس کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ عقل کے لیے ایک نظیر کو دوسری نظیر پر حمل کر سکنے کی سبیل حاصل نہیں نہ احکام شرعیہ میں اور نہ غیر احکام شرعیہ میں از قبیل عقلیات واصول دینیہ کے۔ اور بعض خوارج فرضیت زکوٰۃ کے منکر ہیں اور نماز کو سوا

Marfat.com

اپنے امام کے دوسرے کے پیچھے روانہیں رکھتے اور ان کے نزدیک نماز کا وقت سے تاخیر کر کے پڑھنا اور روزہ رمضان کا ماہ رمضان کا چاند دیکھنے سے قبل رکھنا جائز ہے اور نکاح کرنا ولی کی موجودگی کے بغیر صحیح ہے اور ایک درہم کا دو قرار درہم کو دست بدست بیع کرنا جائز رار دیتے ہیں اور موزہ پہن کر نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں اور ان کے نزدیک موزے پر مسح کرنا درست ہے اور سلطان کی فرمانبرداری ان کے ہاں ضروری نہیں ان کے اعتقاد میں امام کا قرشی اور معصوم ہونا لازم نہیں عادل ہونا کافی ہے اور عادل ہونے سے یہ مراد ہے کہ متقی اور پرہیزگار اور بامروت ہو گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ ہو کہتے ہیں کہ اگر امام ظلم وجور کرے تو اس کا معزول کرنا واجب ہے یا اس کو مار ڈالنا چاہیے اور کہتے ہیں کہ حضرت محمدؐ نے کسی کی امامت کے لئے اپنے بعد نص نہیں کی تھی اور ان کے نزدیک کسی شے کا وجوب عقل کے ذریعہ سے ثابت نہیں ہوتا پس نہ ایمان باللہ کو عقل واجب کرتی ہے اور نہ عقل سے ایمان کی خوبی اور کفر کا قبح دریافت ہو سکتا ہے بلکہ یہ سب باتیں شرع سے جانی جاتی ہیں یہی رائے مشبہ کی ہے۔ خوارج کے مصنفین میں سے عبداللہ بن زید اور محمد بن حرب اور یحییٰ بن کامل اور سعید بن ہارون ہیں خوارج کا زیادہ مجمع عراق اور شام میں تھا۔ خوارج نے اجماع کا انکار کیا ہے منتخب تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ خوارج کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) خوارج کوفہ۔ (۲) خوارج بصرہ۔ خوارج بصرہ کی تعداد خوارج کوفہ سے زیادہ ہے خوارج کوفہ بیس ہزار کے قریب تھے خوارج کوفہ کا رئیس نافع بن ازرق تھا اس لئے ان کو ازارقہ کہا کرتے تھے علی العموم خوارج کا مذہب یہ ہے کہ امام عادل ہو نبیؐ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے مذہب پر پھر خوارج بصرہ و کوفہ نے فروع میں اختلاف کیا ہے خوارج بصرہ کہتے ہیں کہ امام قریش میں سے چاہئے ان میں سے کسی خاندان اور قبیلے کا ہو اور خوارج کوفہ کہتے ہیں کہ ہاشمی ہو خصوصاً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور اہل بیت میں سے اور وہ حضرت علیؓ کی اولاد ہے نہ عباس اور حمزہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کی اولاد (انتہی ترجمۃ کلامہ) مجھے اس کلام میں نظر ہے اس لئے کہ ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کی امامت کو عموماً خوارج مانتے ہیں اور ان کی سیرت اور ان کے زمانہ خلافت کو سب سے اچھا جانتے ہیں اور جب کہ امامت کے ساتھ ہاشمی اور علوی کی قید لگائی جائے گی تو ان خلفا کی امامت باطل ٹھہرے گی کیونکہ یہ نہ ہاشمی ہیں نہ علوی یہ قید تو شیعہ مانتے ہیں۔

Marfat.com

فرقہ مرجیہ

مرجیہ لفظ ارجا سے نکلا ہے جو مشتق ہے رجا بمعنی امید سے اس لئے کہ مرجیہ کو یہ امید ہے کہ اہل معاصی کو اللہ ثواب دے گا اس وجہ سے یوں کہتے ہیں کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی معصیت ضرر نہیں کرتی ہے جس طرح کہ ہمراہ کفر کے کوئی طاعت نفع نہیں دیتی ہے یا یہ لفظ مشتق ہے ارجاء بمعنی تاخیر سے اس لئے کہ انہوں نے حکم اصحاب کبائر کو آخرت تک موخر رکھا ہے پس دنیا میں صاحب کبیرہ پر کوئی حکم نہیں ہو سکتا کہ وہ دوزخی ہے یا جنتی ہے اس صورت میں مرجیہ وعیدیہ کی ضد ٹھہرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ارجاء (بمعنی تاخیر) سے یہ مرجیہ اس لئے بنا ہے کہ وہ حضرت علیؓ کی تاخیر درجہ اول سے درجہ چہارم پر کرتے ہیں اس صورت میں مرجیہ شیعہ کے مقابل ٹھہریں گے اور اہل سنت و جماعت بھی اس میں داخل ہو جائیں گے پہلی صورت میں مرجیہ یائے تحتانی سے ہوگا دوسری صورت میں ہمزہ کے ساتھ مرجیہ اور اس شخص کو جو اس مذہب پر ہو مرجی بغیر ہمزہ اور کبھی مرجی ہمزہ کے ساتھ بروزن مرجعی کہتے ہیں مستفاد از منتہی الارب فی لغات العرب اور لسان العرب کی فصل راحرف ہمزہ میں لکھا ہے کہ ارجاء تاخیر کے معنی میں ہے اور اس کے آخر میں ہمزہ ہے اسی سے مرجیہ فرقے کا نام بنا ہے جو اس مذہب پر ہو عرب میں وہ شخص رجل مرجی بروزن مرجع'' کہلاتا ہے جب یائے نسبت اس کے آخر میں لگاتے ہیں تو کہتے ہیں مرجئ'' بروزن مرجعی اور یہ اس صورت میں ہے کہ اس کے آخر میں ہمزہ رکھی جائے اور جب ہمزہ نہ قرار دی جائے تو کہتے ہیں ہیں رجل مرج بروزن مُعط اور اس صورت میں مرجیہ یائے تحتانی کی تشدید کے ساتھ ہے چنانچہ بعض عرب کہتے ہیں اَرْجَیْتُ وَاَخْطَیْتُ وَتَوَضَّیْتُ پس ہمزہ نہیں دیتے اور ہمزہ نہ دینے کی صورت میں عرب یائے نسبت مرجی کے آخر میں لگا کر مُرْجِیّ'' تشدید آخر کے ساتھ کہتے ہیں اور مرجیہ ایک فرقہ ہے مسلمانوں کا ان کا قول ہے ایمان قول ہے بلا عمل کے یعنی ایمان صرف کلمہ شہادت کے اقرار کا نام ہے گویا انہوں نے کلمہ شہادت کے اقرار کو عمل پر مقدم کیا ہے کیونکہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اگر بندے نہ نماز پڑھیں نہ روزہ رکھیں تب بھی ان کو نجات دے دے گا ابن اثیر نے کہا ہے کہ حدیث میں مرجیہ کا ذکر آیا ہے اور وہ ایک فرقہ ہے جس کا یہ اعتقاد ہے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی معصیت ضرر نہیں پہنچا سکتی ہے جیسا کہ کفر کے ساتھ کوئی طاعت نفع نہیں دے سکتی ہے اور

Marfat.com

وہ مرجیہ اس لئے کہلاتے ہیں کہ اللہ نے ان سے تعذیب معاصی کو موخر کردیا ہے انتہی حقیقت مرجیہ کی یہ ہے کہ ان کو اثبات وعدہ اور نفی وعید وخوف میں مومنین سے غلو ہے اور سارے مرجیہ یہ کہتے ہیں کہ اگر اللہ کسی گنہگار کا کوئی گناہ معاف کردے تو پھر اس پر یہ لازم ہوگا کہ اس قسم کے گناہ سارے گناہگاروں کے معاف کرے اور جس قسم کے گناہگار دوزخ سے نکالے تو پھر اس پر یہ لازم ہے کہ اس قسم کے سارے گناہگاروں کو دوزخ سے نکالے۔ اور مجمع البحرین میں لکھا ہے کہ بعض ماہرین مذاہب نے کہا ہے کہ مرجیہ فرقہ جبریہ ہے جن کا یہ قول ہے کہ بندے کو کسی کام کی قدرت نہیں کسی کام کو اس کی طرف منسوب کرنا اور اس کی قدرت سے سمجھنا بطور مجاز کے ہے حقیقت میں بندے کا کوئی کام نہیں سب کا صانع اللہ ہے اور یہ جو اختیار میں مذکور ہے کہ مرجیہ کا قول ہے کہ کوئی شخص نہ روزہ رکھے نہ نماز پڑھے نہ غسل کرے اور کعبہ کو توڑ ڈالے اور اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرلے پھر بھی وہ جبریلؑ و میکائیل کے ایمان پر ہے اور کبھی کبھی مرجیہ کی تفسیر اشعریہ کے ساتھ کی جاتی ہے انتہی یہ سراسر تعصب ہے مرجیہ ایمان اور عمل دو مختلف چیزیں قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایمان اور تصدیق کامل ہو تو عمل کا نہ ہونا کچھ ضرر نہیں کرتا ایک شخص دل سے اگر توحید اور نبوت کا معترف ہے اور فرائض نہیں ادا کرتا تو وہ مواخذے سے بری ہے اور مرجیہ کی رائے یہ بھی ہے کہ دوزخی جب آگ میں ڈالے جائیں گے تو وہاں بلا عذاب کے رہا کریں گے جس طرح مچھلیاں پانی کے اندر رہتی ہیں اسی طرح اہل نار بھی نار میں رہا کریں گے اور فرق جنتیوں اور دوزخیوں میں اس طرح سے ہے کہ مومن جنت کے اندر کھانے پینے کے ساتھ نفع اٹھایا کریں گے اور کافروں کو دوزخ کے اندر کھانا پینا میسر نہ آئے گا۔ (کتاب تمہید معین نسفی)

اور مرجیہ کہتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نص اس مضمون کی ثابت نہیں ہیں کہ فلاں میرے بعد امام ہو۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ عبدالواحد اسدی معروف بہ ابن برہان کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار کو بھی ہمیشہ دوزخ میں نہ رکھے گا اس لئے کہ ہمیشہ عذاب دینا مخلوقات کی شان سے ہے اور طلب انتقام اس کی علت ہے جو غضبناک کو عارض ہوتا ہے اور دل میں غضب پیدا ہونے کی علت خون کا جوش مارنا ہے اور یہ باتیں اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہیں۔ سب سے پہلے جس نے یہ مذہب نکالا ابو محمد حسن بن محمد معروف بہ محمد ابن حنفیہ بن حضرت علی بن ابی طالب ہیں انہوں نے اس مسئلے میں گفتگو کی لیکن یہ عمل کو

Marfat.com

ایمان سے خارج نہیں کرتے ہیں جس طرح کہ اور مرجیہ نے کیا ہے بلکہ یوں کہتے ہیں کہ صاحب کبیرہ کافر نہیں ہوتا اس لئے کہ ادائے طاعات اور ترک معاصی اصل ایمان سے نہیں ہیں ان کے زوال سے ایمان زائل نہیں ہوتا ہے پھر مرجیہ کی طرح پر ہو گئے۔

قسم اول: مرجیہ خالص یہ قائل صرف ارجا کے ہیں اور یہ یونسیہ اور عبیدیہ وغسانیہ و ثومنیہ و مریسیہ ہیں۔

قسم دوم: مرجیہ قدریہ یہ قسم جامع ہے درمیان مذہب مرجیہ و قدریہ کے ان لوگوں کے سرگروہ محمد بن شبیب اور صالحی اور خالدی اور ابوشمر ہیں۔

قسم سوم: مرجیہ جبریہ یہ قسم جامع ہے درمیان مذہب مرجیہ (جبریہ کے جیسے جہم بن صفوان)۔

قسم چہارم: مرجیہ خوارج یہ خوارج بھی ہیں اور مرجیہ بھی ہیں جیسے ثوبانیہ شہرستانی نے ملل ونحل میں لکھا ہے کہ مرجیہ نے بعض ان مسائل میں خوارج کے ساتھ اتفاق کرلیا ہے جو امامت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ اول موجد ارجا کا بصرے میں ہے۔ حسان بن بلال بن حارث مزنی ہے اور بعض نے یوں ذکر کیا ہے کہ موجد اول ارجا کا ابوسلت سمان ہے اس نے ۱۵۲ ہجری میں وفات پائی ہے۔

مرجیہ خالص کے فرقوں کی تفصیل

یونسیہ

یہ یونس بن عمر نمیری کے متبع ہیں بعض نسخوں میں یونس کے باپ کا نام عمران لکھا ہے اس کا یہ اعتقاد ہے کہ ایمان اللہ کا پہچاننا اور اس کے سامنے عاجزی اور ترک گردن کشی اور اس کی دوستی دل میں رکھنا ہے اور ان میں سے علیحدہ ہر خصلت نہ ایمان ہے نہ ایمان کا حصہ پس جس شخص میں یہ تمام خصلتیں جمع ہوں وہ مومن ہے اور اس کو ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی معصیت ضرر نہیں کرتی نہ کسی گناہ پر اس کو عذاب ہوگا اور نہ کسی طاعت کے ترک کرنے سے سزا پائے گا کیونکہ سوائے معرفت الٰہی کے اور طاعات ایمان کے قبیل سے نہیں ابلیس اللہ کی واحدانیت کو پہچانتا تھا۔ مگر بوجہ تکبر اور سرکشی کے کافر ہو گیا چنانچہ اللہ

Marfat.com

تعالٰی فرماتا ہے۔ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ (سورۃ بقرہ۔۲۔آیت ۳۴) یعنی شیطان نے نہ مانا اور تکبر کیا اور وہ تھا کافروں سے جس کے دل میں اللہ کی محبت اور خوف بیٹھ گیا اور اس کے ساتھ دل سے دوستی رکھی اور عاجزی کی پھر اس نے اللہ کے حکم کی تعمیل نہ کی تو وہ اس سے گناہگار نہیں ہوتا اور اگر اس سے کوئی گناہ سرزد ہو تو اس کے اخلاص و یقین میں فرق نہیں آتا اور محبت و اخلاص کی وجہ سے جنت میں جائے گا نہ طاعت و اعمال کے سبب سے۔

عبیدیہ

یہ عبید المکذب کے اصحاب ہیں شرح مواقف وارشادالمسلمین اور میر سید شریف محمد اکبر کے الہامیہ میں مکذب ہی ہے مگر ملل ونحل میں اس کی جگہ مکتب لکھا ہے ان کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کی ساری صفات اس کی ذات کی غیر ہیں اور وہ ذات مقدس آدمی کی صورت پر ہے اور باقی عقائد میں یونسیہ کے ہم مشرب ہیں۔

غسانیہ

یہ غسان بن ابان کوفی کے تبع ہیں یہ شخص محمد بن حسن شیبانی کا شاگرد تھا اور نبوت حضرت عیسیٰؑ کا منکر تھا اس کا مذہب ایمان میں یہ تھا کہ ایمان زیادہ ہوتا ہے لیکن کم نہیں ہوتا اور یہ کہتا تھا کہ ہر خصلت کا خصال ایمان میں سے بعض ایمان (یعنی حصہ ایمان و جزو ایمان) نام ہے اور اس کا یہ اعتقاد بھی تھا کہ ایمان نام ہے اللہ اور رسولؐ کی معرفت کا اور اجمالاً ان چیزوں کی معرفت کا جو شارع سے پہنچی ہیں اور تفصیل کی ضرورت نہیں اور معرفت اجمالی سے مراد یہ ہے کہ اعتقاد رکھے کہ اللہ نے حج فرض کیا ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ کعبہ کہاں ہے اور ہوسکتا ہے کہ وہ مکے میں نہ ہو اور کسی جگہ ہو اور اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا مگر یہ یقین نہیں کہ جو محمد مدینے میں تھے وہی محمد ہیں یا ان کے سوا کوئی اور ہیں اور سور کا گوشت اللہ نے حرام کیا ہے مگر یہ تحقیق نہیں کہ جس جانور کو عرف میں سور قرار دے کر حرام جانتے ہیں یہ وہی ہے یا غیر واضح رہے کہ اس قول سے مراد غسان کی یہ ہے کہ یہ احکام حقیقت ایمان میں داخل نہیں ہیں اور کچھ یہ نہیں ہے کہ اس کو ان چیزوں کے باب میں شک تھا بلکہ وہ جتاتا ہے کہ اگر مومن یہ سمجھ لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں یا کوئی اور

Marfat.com

ہیں اور کعبہ یہی ہے یا کوئی اور ہے تو اس کے ایمان میں فرق نہیں آسکتا کیونکہ ایمان کی حقیقت میں ان کو دخل نہیں ہے ان میں شک کرنے سے اور ان پر اعتماد نہ رکھنے سے ایمان باطل نہیں ہوتا شرح مواقف میں لکھا ہے کہ غسان اپنے مذہب کے رواج دینے کے لئے لوگوں سے یہ کہا کرتا تھا کہ یہی رائے حضرت ابوحنیفہ کی ہے حالانکہ یہ محض افترا تھا بلکہ معتزلہ نے بھی حضرت ابوحنیفہ اور ان کے تابعین کو مرجیہ کہا ہے اور وجہ شاید اس کی یہ ہوگی کہ جو لوگ مسئلہ قدر میں معتزلہ سے مخالفت کرتے تھے وہ ان کو مرجیہ مشہور کر دیتے تھے یا حضرت ابوحنیفہ نے جو فرمایا ہے کہ ایمان تصدیق کا نام ہے اور تصدیق نہ زیادہ ہوتی ہے نہ کم تو معتزلہ کو اس سے یہ خیال پیدا ہو گیا ہوگا کہ حضرت ابوحنیفہ نے جو عمل کو حقیقت ایمان سے خارج کر دیا ہے تو ان کے نزدیک مغفرت کے لئے ایمان کافی ہے اس کے ہوتے ہوئے کسی عمل مفروضہ کا ترک اور گناہ ضرر نہیں کرتا کیونکہ اعمال ایمان میں داخل نہیں بلکہ زمخشری نے بوجہ تعصب مذہب اعتزال و قدر کے سارے اہل سنت کو کشاف میں مرجیہ و جبریہ کہہ دیا ہے اس لیے کہ وہ عمل کو حقیقت ایمان میں داخل نہیں کرتے اور نہ یہ کہتے ہیں کہ بندہ افعال کا خالق ہے اور یہ صاحب کشاف کی غلطی ہے اس لئے کہ اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ ایمان عبارت ہے تصدیق اور اقرار سے اور سبب ہے کمال ایمان کا نہ یہ کہ ایمان قول ہے بلا عمل پس ان کا مذہب توسط ہے جبر و قدر میں دین خالص میں سید صدیق حسن کہتے ہیں کہ یہ قول بھی صحیح نہیں کہ سارے اہل سنت حقیقت ایمان میں عمل کو داخل نہیں کرتے اس لئے کہ حنابلہ و شافعیہ اس بات کے قائل ہیں کہ ایمان کی حقیقت میں اعمال داخل ہیں اور یہی رائے بعض حنفیہ کی بھی ہے اور یہی قول مالکیہ کا ہے اور اسی کو معتبر جانا ہے جیسا کہ مالا بدمنہ میں مذکور ہے ہاں مشہور یہ ہے کہ حضرت ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ عمل ذاح ایمان میں داخل نہیں مگر یہ ضعیف ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے تفہیمات میں اس کی تاویل یوں کی ہے کہ حضرت ابوحنیفہ مجتہد ہیں اور مجتہد خطا بھی کرتا ہے اور صولب پر بھی ہوتا ہے اور خطا پر اس کے لئے ایک اجر ہے جیسا کہ صواب پر دو اجر ملتے ہیں فقیر مؤلف اس کتاب کا کہتا ہے کہ جمہور معتزلہ و خوارج کا یہ مذہب ہے کہ عمل بھی ایمان کا جز اور رکن ہے اور مشہور یہ ہے کہ تمام محدثین شافعیہ (و مالکیہ و حنبلیہ کا بھی یہی مذہب ہے حالانکہ ان کے اور معتزلہ و خوارج کے مذہب میں بڑا فرق ہے معتزلہ کے نزدیک تارک طاعات مومن نہیں رہتا اس لئے کہ ان کے نزدیک اعمال ماہیت ایمان کا جز

Marfat.com

ہیں گو معتزلہ تارک طاعات کو کافر نہیں بتاتے مگر مومن بھی نہیں جانتے اور خوارج تارک طاعات کو کافر سمجھتے ہیں اور محدثین ان کے تارک کو دائرہ ایمان سے خارج نہیں جانتے کیونکہ ان کے نزدیک عمل ایمان کامل کی شرط ہے مگر بعض آدمیوں نے جو دیکھا کہ بظاہر محدثین ایمان تصدیق اور اقرار اور عمل کو بتاتے ہیں اور احادیث سے اس کا ثبوت دیتے ہیں تو یہ خیال کیا کہ ان کا مذہب جمہور اہل سنت کے خلاف ہے اور فرقہ معتزلہ و خوارج کے موافق ہے حالانکہ یہ خیال سراسر غلط ہے کسی طرح محدثین کے نزیک عمل اصل ایمان کی حقیقت میں داخل نہیں بلکہ ایمان کامل کی شرط ہے اور صاحب تصدیق و اقرار بوجہ ایمان کامل کے اگر مومن ہے لیکن ناقص الایمان ہے اور ایسے شخص کو مومن فاسق کہتے ہیں جمہور اہل سنت یعنی اشاعرہ و ماتریدیہ کے نزدیک اعمال حقیقت ایمان کا نہ جز ہیں نہ رکن ہیں اور نہ شرط ہیں ایمان دوسری چیز ہے عمل دوسری چیز اور بڑی دلیل اعمال کے ایمان میں داخل نہ ہونے پر یہ ہے کہ اللہ نے ایمان کو عمل صالح کے ساتھ ذکر کیا ہے چنانچہ سورۃ کہف ۱۸۔ آیت ۱۰۷ میں ہے۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتۡ لَہُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ یعنی جو لوگ ایمان لائے ہیں اور اچھے کام کیے ہیں ان کے لئے جنات فردوس مہمانیاں اور معاصی کے ساتھ بھی چنانچہ اس آیت میں وَاِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اقۡتَتَلُوۡا (سورۃ حجرات۔۴۹۔آیت ۸) اگر دو فرقے مسلمانوں کے آپس میں لڑ پڑیں اور دوسری جگہ ہے اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَلَمۡ یَلۡبِسُوۡۤا اِیۡمَانَہُمۡ بِظُلۡمٍ (سورۃ انعام ۶۔آیت ۸۲) یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کچھ ظلم نہیں بلائے اور سورۃ انفال میں ہے وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ لَمۡ یُہَاجِرُوۡا (سورۃ انفال۔۸۔آیت ۷۲) یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت نہ کی پہلی آیت میں ایمان کو قتال کے ساتھ اور دوسری میں ظلم کے ساتھ جمع کیا ہے اور تیسری میں عدم ہجرت کے ساتھ حالانکہ شے اپنی ضد یا اپنے جز کی ضد کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایمان فعل اعضا کا نام نہیں ہے اور نہ اعمال نیک اس میں داخل ہیں اور نہ اعمال بد ایمان کے برباد کرنے والے ہیں کیونکہ ایمان ضد اور مقابل کفر کے ہے اور عمل نیک مقابل ہے گناہ کے پس اگر عمل ایمان میں داخل ہو تو چاہیے گناہ کفر ہو جائے حالانکہ یہ بات سب کے نزدیک ہے کہ عبادت اور طاعت نہ کرنے سے بندہ گناہگار ہوتا ہے کافر نہیں ہوتا پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ عمل ایمان میں داخل نہیں ہے۔

Marfat.com

طرفہ یہ ہے کہ غنیۃ الطالبین میں جہاں تہتر فرقوں کا ذکر کیا ہے وہاں مرجیہ کے بارہ فرقے شمار کئے ہیں ان میں حنفیہ کو بھی مرجیہ کہا ہے ان الفاظ کے ساتھ اما المرجئۃ ففرقھا اثنی عشر فرقۃ الجھمیۃ و فلانۃ و فلانۃ و الحنفیۃ و اما الحنفیۃ فھم اصحاب ابی حنیفۃ النعمان ابن ثابت زعموا ان الایمان ھوا المعرفۃ و الاقرار باللّٰہ و رسولہ و بما جاء من عندہ جملۃ الخ مگر اس میں علمائے محققین کو کلام ہے یہاں تک کہ شیخ القطب عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ اس بات کے قائل ہیں کہ اس عبارت کو معاندین نے غنیۃ میں اپنی طرف سے داخل کر دیا ہے بلکہ محققین کو تو اس میں بھی کلام ہے کہ غنیۃ الطالبین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف ہے شیخ عبدالحق دہلوی لکھتے ہیں ہرگز ثابت نہ شدہ کہ ابن از تصنیف آن جناب ست اگر چہ انتساب آن بآن حضرت شہرت دارد نظر بریں کہ شاید دران حرف ازاں جناب بود ترجمہ کردم اور غنیۃ میں بھی غلط کہا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک ایمان معرفت ہے اس لئے کہ حضرت ابو حنیفہ اور تمام حنفیہ نے تصریح کر دی ہے کہ ایمان کی حقیقت تصدیق ہے اور معرفت کا قول کسی سے منقول نہیں اور معرفت کے ابطال پر دلیل یہ ہے کہ یہ ایمان کے لغوی معنے کے مغائر ہے جب یہ معنے لئے جائیں گے تو نقل لازم آئے گی جو اصطلاح میں اسے کہتے ہیں کہ لفظ کے اصل معنے موضوع لہ بالکل متروک الاستعمال ہو کر دوسرے معنوں کے لئے لفظ کا استعمال کیا جائے ایسے استعمال کو نقل اور لفظ کو منقول کہتے ہیں مثلاً کوفتہ کے معنے کوٹے ہوئے کے ہیں اب کوفتہ خاص ان کبابوں کو کہتے ہیں جو گوشت کو کوٹ پیس کر بنالیتے ہیں اور تصدیق اور معرفت میں بڑا فرق ہے اس لئے کہ تصدیق کے لئے دل کا ارادہ اور کسب اور تحصیل شرط ہے اور معرفت کبھی بلا کسب بھی حاصل ہو جاتی ہے مثلاً کسی شخص کی نگاہ بلا ارادہ کسی جسم پر جا پڑے تو اسے اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ یہ جسم دیوار ہے یا دیوار نہیں پتھر ہے یا پتھر بھی نہیں درخت ہے وغیرہ وغیرہ پس اگر کوئی مصدق صدق کو اپنے اختیار سے مخبر کی طرف منسوب کر دے تو اس کا نام تصدق ہوگا اور اگر یہ بات خود بہ خود اس کے دل میں آجائے کہ یہ مخبر صادق ہے اور ارادہ اور اختیار کو کام میں نہ لایا ہو تو یہ معرفت ہوگی نہ تصدیق۔

بہرصورت حضرت ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کو مرجیہ کا ہم اعتقاد خیال کرنا درست نہیں اس لئے کہ ارجاء تو یہ ہے کہ یہ سمجھیں کہ عذاب وعقاب اور مواخذہ کسی طرح نہ ہوگا اور ایمان کے ہوتے کوئی گناہ نقصان نہ پہنچا سکے گا سو یہ عقیدہ حنفیہ کا کب ہے بلکہ وہ تو یہ

Marfat.com

کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ارادے میں ہے جسے چاہے معاف کرے جسے چاہے عذاب دے اور گناہگار کے واسطے عذاب بھی ثابت کرتے ہیں اور اس کے ضرر سے خائف رہتے ہیں ہاں لطف پر ان کی نظر بھی ہے اس لئے جانب معرفت امیدواری کی رعایت رکھتے ہیں ور کہتے ہیں کہ اگر اللہ چاہے تو بغیر توبہ کے گناہ بخش دے اور فاسق کو دوزخ میں نہ ڈالے حضرت ابو حنیفہ کو اس سے کچھ بحث نہ تھی کہ یہ مسئلہ فلاں یا فلاں فرقے کا ہے وہ اصل حقیقت کو دیکھتے تھے اور مغز سخن کو پہنچتے تھے جب یہ بحث ان کے سامنے پیش کی گئی تو انہوں نے علانیہ کہا کہ ایمان اور عمل دو جداگانہ چیزیں ہیں اور دونوں کا حکم مختلف ہے اس پر بہت لوگوں نے ان کو بھی مرجیہ کہا لیکن وہ ایسا مرجیہ ہونا خود پسند کرتے تھے محدثین اور فقہا میں سے جو لوگ حضرت ابو حنیفہ کے ہم زبان تھے ان کو بھی یہی خطاب عنایت ہوا محدث ابن قتیبہ نے اپنی مشہور اور مستند کتاب المعارف میں مرجیہ کے عنوان سے بہت سے فقہا اور محدثین کے نام گنائے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں ابرہیم تیمی اور عمر بن مرہ اور طلق الحبیب اور حماد بن سلیمان اور عبدالعزیز بن ابوداؤد اور خارجہ بن مصعب اور عمر بن قیس الاصر اور بو معاویۃ الضریر اور یحییٰ بن زکریا اور مسعر بن کدام حالانکہ ان میں سے اکثر حدیث و روایت کے امام ہیں اور صحیح بخاری و مسلم میں ان لوگوں کی سیکڑوں روایتیں موجود ہیں نواب صدیق حسن خان وغیرہ جو اس پر غش ہیں کہ حضرت ابو حنیفہ کو حضرت عبدالقادر جیلانی" نے یا بعض محدثین نے مرجیہ کہا ہے ابن قتیبہ کی فہرست دیکھتے تو شاید ان کو ندامت ہوتی اس بحث کے متعلق حضرت ابو حنیفہ کی ایک تحریر موجود ہے جس کے طرز استدلال و استنباط نتائج سے حضرت ابو حنیفہ کی دقت نظر کا اندازہ ہوسکتا ہے اور اصل مسئلے کی حقیقت کھلتی ہے اس لئے اس موقع پر ہم اس کا حوالہ دینا مناسب سمجھتے ہیں یہ تحریر عثمان تبی کے ایک خط کا جواب ہے جو انہوں نے حضرت ابو حنیفہ کو لکھا تھا عثمان اس زمانے کے ایک مشہور محدث تھے عام لوگوں میں جب حضرت ابو حنیفہ کے ان خیالات کے چرچے ہوئے تو انہوں نے حضرت ابو حنیفہ کو ایک دوستانہ خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ لوگ آپ کو مرجیہ کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ آپ مومن کا گمراہ ہونا جائز قرار دیتے ہیں مجھ کو ان باتوں کے سننے سے نہایت رنج ہوتا ہے کیا یہ باتیں صحیح ہیں اس خط کے جواب میں حضرت ابو حنیفہ نے ایک طولانی خط لکھا ہے جس کو قلائد العقیان میں چھٹے باب کے اندر ایک علیحدہ فصل میں پورا نقل کیا ہے اس کے فقرے کہیں کہیں سے ہم انتخاب کرتے ہیں۔ حمد و نعت کے بعد عثمان تبی

Marfat.com

کی دوستانہ نصیحت اور خیر خواہی کا شکریہ ادا کر کے اصل مضمون اس طرح شروع کیا ہے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ رسول اللہؐ کے مبعوث ہونے سے پہلے تمام لوگ مشرک تھے رسول اللہؐ جب مبعوث ہوئے تو لوگوں کو اس بات کی طرف دعوت کی کہ اللہ کو ایک مانیں اور رسول اللہ جو کچھ لائے اس کو تسلیم کریں پس جو شخص اسلام میں داخل ہوتا تھا اور شرک چھوڑ دیتا تھا اس کی جان و مال حرام ہو جاتا تھا پھر خاص ان لوگوں کے لئے جو ایمان لا چکے تھے فرائض کے احکام آئے پس اس کا پابند ہونا عمل ٹھہرا اور اللہ نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (سورۃ حم سجدہ۔۴۱۔آیت۔۸) وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ وَیَعْمَلْ صَالِحاً (سورۃ تغابن۔۶۴۔آیت۔۹) اس قسم کی اور آیتیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عمل کے نہ ہونے سے ایمان جاتا نہیں رہتا البتہ اگر تصدیق و اعتقاد نہ ہو تو مومن کا اطلاق نہیں ہو سکتا عمل و تصدیق کا دو جداگانہ چیز ہونا اس سے بھی ظاہر ہے کہ تصدیق کے لحاظ سے سب مسلمان برابر ہیں لیکن اعمال کے لحاظ سے مراتب میں فرق ہوتا ہے کیونکہ دین و مذہب سب کا ایک ہی ہے کیونکہ اللہ نے خود کہا ہے۔ شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ وَمَا وَصَّیْنَا بِہٖ اِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ (سورۃ شوریٰ۔۴۲۔آیت ۱۳) یعنی تمہارے لئے اس دین کو شروع کیا جس کی وصیت نوحؑ کر گئے تھے اور جو تجھ پر وحی بھیجی اور جس کی وصیت ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ کو کی ہے وہ یہ ہے کہ دین قائم رکھو اور اس میں متفرق نہ ہو آپ کو جاننا چاہئے تصدیق میں ہدایت اور اعمال میں ہدایت یہ دونوں دو چیزیں ہیں آپ ایک شخص کو جو فرائض سے ناواقف ہو مومن کہہ سکتے ہیں پس ایسا شخص فرائض کے لحاظ سے جاہل اور تصدیق کے لحاظ سے مومن ہے خود اللہ نے قرآن میں یہ اطلاقات کئے ہیں آپ اس شخص کو جو اللہ کے اور رسول اللہؐ کے پہچاننے میں گمراہ ہو اس شخص کی برابر قرار دیں گے جو مومن ہو لیکن اعمال سے ناواقف ہو اللہ نے جہاں فرائض بتائے ہیں اس موقع پر ارشاد فرمایا ہے۔ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اَنْ تَضِلُّوْا (سورۃ النساء۔۴ آیت ۱۷۶) یعنی اللہ نے اس لئے بیان کیا کہ تم گمراہ نہ ہو تو دوسری آیت میں۔ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰھُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی (سورۃ بقرہ۔۲۔آیت۔۲۸۲) یعنی ایک گمراہ ہو تو دوسرا یاد دلادے حضرت موسیٰؑ کی زبان سے فرمایا۔ فَعَلْتُھَا اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ (سورۃ شعراء۔ ۲۶ آیت ۲۰) یعنی جب میں نے کام کیا تب میں گمراہ تھا ان آیتوں کے علاوہ اور بھی آیتیں ہیں جو اس

Marfat.com

دعوے کے ثبوت کے لئے دلائل قاطعہ ہیں اور حدیثیں تو اور بھی واضح اور صاف ہیں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ امیر المومنین کے لقب سے پکارے جاتے تھے تو کیا اس کے یہ معنی تھے کہ وہ صرف ان لوگوں کے امیر تھے جو فرائض اور اعمال کے پابند تھے حضرت علیؓ نے شام والوں کو جوان سے لڑتے تھے مومن کہا کیا قتل سے بڑھ کر کوئی گناہ ہے پھر جو لوگ قتل کے مرتکب ہوئے کیا آپ قاتلین اور مقتولین دونوں کو برسر حق قرار دیتے ہیں اگر آپ صرف ایک کو یعنی حضرت علیؓ اور طرفداران حضرت علیؓ کو برسر حق تسلیم کریں گے دوسرے فریق کو کیا کہیں گے اس سے خوب سمجھ لیجئے اور غور کیجئے میرا قول ہے کہ اہل قبلہ سب مومن ہیں اور فرائض کے ترک سے کافر نہیں ہو سکتے جو شخص ایمان کے ساتھ تمام فرائض بجالاتا ہے وہ مومن اور جنتی ہے جو ایمان اور اعمال دونوں کا تارک ہے وہ کافر اور دوزخی ہے جو شخص ایمان رکھتا ہے اور فرائض اس سے ترک ہو جاتے ہیں وہ مسلمان ضرور ہے لیکن گناہگار مسلمان ہے اللہ کو اختیار ہے اس پر عذاب کرے یا معاف کر دے حضرت ابو حنیفہ نے جس خوبی سے اس دعوے کو ثابت کیا ہے انصاف یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا۔

ثومنیہ

یہ لوگ ابو معاذ ثومنی فلسفی کے متبع ہیں اس کا اعتقاد تھا کہ ایمان عبادت ہے تصدیق اور محبت اور اخلاص اور اس چیز کے اقرار سے جس کی پیغمبر اللہ نے تبلیغ کی ہے اور ان سب کے یا بعض کے ترک کرنے سے کافر ہوتا ہے اور کہتا تھا کہ جس معصیت کے کفر ہونے پر اتفاق نہ ہو تو اس کے کرنے والے کو کافر نہ کہنا چاہئے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ گناہگار ہو گیا اور فسق کیا اور ترک کرنا نماز کا حلال جان کر کفر ہے اور قضا کی نیت سے ترک کرنا کفر نہیں فسق ہے اور یہ سارے خصائل جن کو ایمان کہتے ہیں ان میں سے بعض خصلت نہ ایمان ہے نہ ایمان کا حصہ ہے۔ کہتا تھا کہ کوئی نبی کو مار ڈالے اس کے طپانچہ مار دے تو وہ کافر ہوتا ہے لیکن نہ اس لئے کہ اس نے پیغمبر کو قتل کیا یا طپانچہ مارا بلکہ اس لئے کہ اس نے پیغمبر کی تکذیب کی اور ہتک کیا ہے اور اس کو دشمن رکھا ہے۔

Marfat.com

مریسیہ

شذورات الذہب میں ابن اہدل سے نقل کیا ہے کہ مریسیہ مرجیہ کا فرقہ بشر بن غیاث بن عبدالرحمٰن مریسی کی طرف منسوب ہے اور علامہ کفوی نے طبقات حنفیہ میں بشیر بن غیاث بن عبدالرحمٰن مریسی معتزلی لکھا ہے بعض مولفین نے اس کے فرقے کو معتزلہ میں شمار کیا ہے اس کا باپ یہودی تھا اور قوم کا رنگریز تھا کوفہ میں رہتا تھا بشر مریسی نے امام اعظم کی صحبت حاصل کی اور ان سے تھوڑا سا اخذ بھی کیا ہے پھر ابو یوسف تلمیذ امام اعظم کی صحبت اختیار کر کے ان سے فقہ سیکھا اور حدیث کو سنا اور نیز حماد بن سلمہ اور سفیان بن عیینہ وغیرہ سے حدیث سماعت کیا یہاں تک کہ فائق ہو کر حضرت ابو یوسف کے اخص اصحاب سے ہوا کہتا تھا کہ مشائخ صوفیہ کی باتوں میں سے کسی بات نے میرے دل میں قرار نہیں پکڑا جب تک کہ میں نے دو گواہ نہایت عادل کتاب وسنت سے اس پر ناطق نہیں پائے مگر چونکہ یہ شخص آخر میں علم کلام اور فلسفہ میں معروف ہو گیا تھا اس لئے لوگ اس سے پھر گئے اور حضرت یوسف اکثر اس کی مذمت کرتے اور جب سامنے آتا تو منہ پھیر لیتے تھے اس نے حضرت ابو یوسف سے بہت سی روایتیں اور مذہب میں اقوال بیان کئے ہیں جن میں سے غریب قول یہ ہے کہ گدھے کا گوشت کھانا جائز ہے۔ نفی صفات الٰہی اور خلق قرآن کا قائل تھا جیسا کہ عقیدہ معتزلہ کا ہے اس پر اہل سنت نے اس کی تکفیر کی ہے اور اس کا اعتقاد یہ تھا کہ بندوں کا کام مخلوق اللہ میں استطاعت فعل کے ساتھ ہے جیسا کہ عقیدہ اہل سنت کا ہے (حیوۃ الاکوان)۔ اس لئے معتزلہ نے اس کو کافر ٹھہرا دیا دوسرا عقیدہ اس کا یہ تھا کہ ایمان نام سے تصدیق قلبی اور اقرار زبانی دونوں کا اور کفر انکار کا نام ہے اور اس کے نزدیک سجدہ کرنا جائز، سورج اور بت کو کفر نہیں لیکن کفر کی علامت ہے بشر کا ایک قول یہ بھی ہے کہ کسی پیغمبر کو قتل کر ڈالنا یا اس کے تپانچہ مار دینے سے انسان کافر ہو جاتا ہے اور کفر کی وجہ یہ ہے کہ اس نے پیغمبر کی تکذیب کی اس سے بغض رکھا نہ اس وجہ سے کہ اس کو قتل کیا یا تپانچہ مارا اسی طرح اور بہت سے اقوال شنیع اس سے صادر ہوئے جن کے سبب سے عہد خلیفہ رشید میں سزایاب بھی ہوا۔ (الخلط والآثار)

مگر صحیح یہ ہے کہ رشید کو جب یہ خبر پہنچی کہ بشر مریسی کہتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے تو کہنے لگا کہ اگر وہ میرے ہاتھ آیا تو اس سختی سے قتل کراؤں گا کہ آج تک اس طرح کوئی نہ مارا گیا

Marfat.com

ہے بشر چھپ گیا اور عرصہ بیس سال تک کہ رشید زندہ رہا وہ مخفی رہا۔ (حدائق الحنفیہ)
نحو کا علم نہیں جانتا تھا آواز اس کی بہت بڑی تھی امام شافعی سے اکثر مناظرہ رکھتا تھا۔
امام شافعی نے جب اس سے مسئلہ خلق قرآن و نفی صفات الٰہی میں مناظرہ کیا تو اس نے اس سے یہ بات کہی کہ تو آدھا کافر ہے اس لئے کہ قائل خلق قرآن کا ہے اور صفات الٰہی کی نفی کرتا ہے اور آدھا مومن ہے اس لئے کہ قائل قضاو قدر و خلق اکتساب عباد کا ہے بشر مریسی نے کچھ اوپر ستر برس کی عمر پائی اور ۲۱۸ ہجری میں اس کا انتقال ہوا ہے۔ (شذورات الذیب)
اور بعض کہتے ہیں کہ ۲۱۹ ہجری میں فوت ہوا ہے جس کی طرف یہ منسوب ہے فتح رائے مہملہ اور یائے تحتانی اور سین مہملہ کے ساتھ ایک قصبہ ہے جو ملک مصر میں واقع ہے۔ (حدائق الحنفیہ)

مرجیہ غیر خالص

غیلانیہ

یہ لوگ منسوب ہیں طرف مروان بن غیلان یا ابو مروان غیلان دمشقی کے اس گروہ میں تین خصلتیں جمع تھیں ارجا۔ قدر۔ خروج۔ قدریہ ہونے کی وجہ سے کہتے تھے کہ فاعل خیر وشر کا بندہ ہے اور خارجی ہونے کی وجہ سے کہتے تھے کہ امام کا غیر قرشی ہونا بھی جائز ہے جو کوئی کتاب وسنت کے مطابق عمل کرے وہ قابل امامت ہے اور امامت اجماع امت سے ثابت ہوتی ہے ان کے نزدیک ایمان نام ہے معرفت ثانی کا اور وہ اللہ کا پہچاننا اور اس کے ساتھ محبت رکھنا اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں عاجزی اور لاچاری کرنا اور اس بات کا اقرار ہے کہ رسول اللہ کی جانب سے ہے اور جو کچھ اللہ کی جانب سے وہ لایا ہے حق ہے غیلانیہ کی اصطلاح میں اس تفصیل کا نام معرفت ثانی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ معرفت اول فطری ضروری ہے اور وہ جاننا اس بات کا ہے کہ کوئی عالم کا بنانے والا اور میری ذات کا پیدا کرنے والا ہے سو معرفت اول کو ایمان میں دخل نہیں معرفت ثانی کا نام ایمان ہے اور غیلانیہ کے نزدیک سارے اعمال ایمان سے خارج ہے اور ان کا قول ہے کہ حدوث اشیا کا

Marfat.com

علم ضروری ہے یعنی بالبداہت ثابت ہے غور و تامل کا محتاج نہیں۔

شبیبیہ

یہ محمد بن شبیب مرجی قدری کے متبع ہیں اس کے نزدیک ایمان نام ہے معرفت و اقرار اللہ اور اس کے رسولوں کا اور ان چیزوں کا جن کا کرنا عند العقل ناجائز ہے اور جن چیزوں کا کرنا عقل کے نزدیک جائز ہے ان کا اعتقاد و ایمان نہیں اور کہتا تھا اعمال ایمان میں داخل نہیں اور سارے افعال اختیاریہ کا خالق بندے کو جانتا تھا۔

ثوبانیہ

یہ ثوبان کے متبع ہیں یہ پہلے مرجی تھا پھر خارجی معتزلی ہو گیا اس کا قول یہ تھا کہ ایمان عبادت ہے اللہ اور اس کے رسولوں کے پہچاننے سے اور ان کا اقرار کرنے سے اور ان کاموں کے اعتقاد سے جن کا کرنا عقل کے نزدیک ناجائز ہے۔ (خبیۃ اکوان نواب صدیق حسن خان)۔ اور جن کا کرنا عقل کے نزدیک جائز ہے ان کا اعتقاد کرنا ایمان نہیں گویا اس نے ایمان کو واجب بالعقل قبل درود شروع کے ٹھہرایا تھا اس قول میں غسانیہ اور یونسیہ سے علیحدہ تھا اور مومنین کے عذاب دوزخ سے نجات پانے پر اس کو یقین نہ تھا اور اعمال کو ایمان میں داخل نہیں کرتا تھا۔

شمریہ

یہ فرقہ ابو شمر مرجی قدری کی طرف منسوب ہے وہ کہتا تھا کہ ایمان عبادت ہے اللہ تعالیٰ کو پہچاننے اور اس سے محبت رکھنے اور اس کے سامنے عاجزی کرنے اور اس بات کا اقرار کرنے سے کہ وہ یکتا ہے کوئی اس کے مثل نہیں اور ان چیزوں کو ایمان جب کہتے ہیں کہ انبیاء ان پر حجت اور دلیل لائیں اور جب وہ حجت لائیں تو انبیا کا اقرار اور ان کی تصدیق بھی ایمان اور معرفت سے ہے اور اقرار ان احکام کا جو انبیا اللہ کے پاس سے لائے ہیں ایمان میں داخل نہیں اور خصال ایمان میں سے ہر خصلت نہ پورا ایمان ہے نہ ایمان کا حصہ بلکہ جب ساری خصلتیں جمع ہو جاتی ہیں تو وہ مجموعہ ایمان ہوتا ہے اور خصلت ہائے

Marfat.com

یمان کے لئے عدل کی شناخت ضرور ہے اور شناخت عدل سے مراد قدر ہے یعنی اس بات کا اقرار کرنا کہ تمام خیر وشر کا بندہ آپ خالق ہے نہ اللہ تعالیٰ اور یہ شخص اعمال کو ایمان میں داخل نہیں کرتا تھا اور اس کا قول ہے کہ جو شخص گناہ کبیرہ کرے تو اس کو علی الاطلاق فاسق نہ کہنا چاہئے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ یہ فلاں بات میں فاسق ہے۔ غنیۃ الطالبین میں مرجیہ کے ذیل کے تین فرقوں کو بھی لکھا ہے۔

معاذیہ

یہ لوگ منسوب ہیں طرف معاذ کے اس کا قول ہے جس نے طاعت الٰہی کو ترک کیا اس کے حق میں کہنا چاہئے کہ اس نے فسق کیا یوں نہ کہنا چاہئے کہ وہ فاسق ہے کیونکہ ہم اسم فاعل کا صیغہ دوام پر دلالت کرتا ہے اور فاسق اللہ کا نہ دوست ہے نہ دشمن ہے اس لئے کہ دوست مومن ہے اور دشمن کافر اور وہ ان دونوں سے علیحدہ ہے۔

یونانیہ

یہ فرقہ منسوب ہے یونان کی طرف ان کا اعتقاد یہ ہے کہ ایمان صرف اس بات کا نام ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کو پہچان لے اور زبان سے اقرار کرے اور جس کام کا کرنا روا نہیں اسے نہ کرے۔

صالحیہ

اس فرقے کا نام صالحیہ اس لئے مقرر ہوا کہ انہوں نے ابوالحسین صالحی کے مذہب کو اختیار کیا ہے صالحی کہتا ہے کہ ایمان نام ہے معرفت اللہ کا علی الاطلاق یعنی یہ جان لے کہ عالم کا کوئی صانع ہے اور کفر جہل ہے اس معرفت سے اور مثلیث کا قائل ہونا کفر نہیں مگر یہ کافر ہی سے ظاہر ہوتا ہے سوائے ایمان کے اور کوئی چیز عبادت نہیں اور خطط مقریزی میں مرجیہ کے ضمن میں لکھا ہے کہ صالحیہ صالح بن عمرو بن صالح کی طرف منسوب ہیں اور شہرستانی نے ملل ونحل میں فرقہ مرجیہ کے بیان میں کہا ہے کہ صالحیہ صالح بن عمرو صالحی کے متبع ہیں اور جو عقیدہ ان کا غنیۃ میں ذکر ہوا ہے اس کے ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ

Marfat.com

صالح کے نزدیک اللہ کی معرفت عبارت ہی اس کی دوستی رکھنے اور اس کے سامنے خضوع کرنے سے اور اللہ کی معرفت تو ہو اور رسول کا منکر ہو تو یہ بات جائز ہے اور عقل کے نزدیک روا ہے کہ اللہ پر ایمان لائیں اور رسول پر ایمان نہ لائیں اس لئے کہ رسولؐ نے اپنی زبان سے یہ بات کہی ہے کہ جو مجھ پر ایمان نہ لایا وہ کافر ہے اور کہتا تھا کہ نماز اللہ کی عبادت نہیں اس کی عبادت یہی ایمان ہے اور ایمان معرفت الٰہی کا نام ہے اور ایک خصلت ہے نہ بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے اسی طرح کفر بھی ایک خصلت ہے نہ بڑھے نہ گھٹے اور یہ شخص اس بات کا معتقد ہے کہ فاعل خیر وشر کا بندہ ہے اور کہتا ہے کہ امام قریش کے سوا اور شخص بھی ہو سکتا ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ کے موافق عمل کرے وہ امامت کے قابل ہے اور امامت اجماع امت سے ثابت ہوتی ہے شرح مواقف میں لکھا ہے کہ بعض وہ مرجی ہیں جنہوں نے قدر کو ارجا کے ساتھ جمع کیا ہے جیسے صالحی اور ابوشمر اور محمد بن شبیب اور غیلان مگر فرقہ صالحیہ کو جو صالحی کے اصحاب ہیں معتزلہ کے ضمن میں ذکر کیا ہے اور غنیۃ اور ملل ونحل وغیرہ میں کوئی فرقہ صالحیہ معتزلہ میں نہیں بیان کیا۔

تذکرہ المذاہب وموئد الافاضل وغیرہ میں مرجیہ کے اتنے نام اور فرقے اور لکھے ہیں۔ تارکیہ۔ شالیہ۔ راجیہ۔ شاکیہ۔ جہمیہ۔ عملیہ۔ منقوصیہ۔ مستثنیہ۔ اشرابیہ۔ بدعیہ۔ مشبہ۔ حشویہ۔

تارکیہ

تارکیہ کہتے ہیں ایمان صرف فرائض ہیں اور سوا فرائض کے کوئی عبادت فرض نہیں۔

راجیہ

راجیہ کہتے ہیں جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ "رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا تو اسے طاعت نفع پہنچاتی ہے اور معصیت ضرر نہیں دیتی۔

شالیہ

شالیہ کہتے ہیں کہ بندہ جب طاعت بجالاتا ہے تو اس کا نام مطیع ہو جاتا ہے اور جب

Marfat.com

عصیان کرتا ہے تو اس کا نام عاصی ہوتا ہے اور جائز ہے کہ اس کے خلاف بھی ہو یاد رکھو کہ شاملیہ تذکرۃ المذاہب کے مطابق ہے اور موید الافاضل میں اس کی جگہ سانیہ ہے۔

شاکیہ

شاکیہ ان کو ایمان پر یقین نہیں ہوتا شک میں ہیں۔

تہمیہ

تہمیہ کہتے ہیں کہ ایمان کا مبنیٰ عمل پر ہے پس جو امر و نہی کی تعمیل نہیں کرتا وہ کافر ہے

عملیہ

عملیہ کہتے ہیں کہ ایمان عمل اعضا کا نام ہے۔

منقوصیہ

منقوصیہ کہتے ہیں کہ ایمان بڑھتا ہے اور گھٹتا نہیں۔

مستثنیہ

مستثنیہ اس لئے کہلاتے ہیں کہ ان کے نزدیک ایمان میں استثنا کرنا یعنی یہ کہنا کہ میں مومن ہوں انشاء اللہ جائز ہے۔

اشربیہ

اشربیہ کہتے ہیں کہ قیاس باطل ہے دلیل ہونا اس کا صحیح نہیں۔

Marfat.com

بدعیہ

بدعیہ کہتے ہیں کہ سلطان کی اطاعت واجب ہے اگرچہ گناہ پر ہو۔

مشبہ

مشبہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر بنایا ہے۔

حشویہ

حشویہ کہتے ہیں کہ واجب اور سنت اور نفل کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

خطط مقریزی میں مرجیہ کے اتنے فرقوں کے صرف نام اور لکھے ہیں۔ جحدریہ اصحاب جحدر بن تیمی زیادیہ اتباع محمد بن زیاد کوفی اور ناقصیہ اور ہاشمیہ۔

فرقہ نجاریہ

یہ فرقہ حسین بن محمد عبداللہ نجار کی طرف منسوب ہے عبداللہ کا باپ جولاہا تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ ترازو بناتا تھا قم کا رہنے والا تھا اس کے مناظرات نظام کے ساتھ رہتے تھے ایک بار مناظرے میں جب کچھ حجت نہ لاسکا تو نظام نے اس کو دھتکار کر کہا اٹھ جا رسوا کرے تجھ کو اللہ تجھ کو کون عالم اور ذی فہم جانتا ہے وہاں سے تپ میں مبتلا ہو کر اٹھا بیمار پڑ کر مر گیا۔ اس کے تبع اس اعتقاد میں کہ خالق افعال اللہ ہے اور بندہ کاسب ہے اور استطاعت فعل کے ہمراہ ہوتی ہے اور مسئلہ قضا و قدر اور وعدو وعید اور امامت حضرت ابوبکرؓ میں موافق اہل سنت کے ہیں اور نفی صفات الٰہی یعنی علم و قدرت و ارادہ و سمع و بصر و حیات و خلق قرآن یعنی حدوث کلام الٰہی اور انکار رویت حق تعالیٰ میں ساتھ نظر کے موافق معتزلہ کے ہیں نجار کہتا تھا کہ اللہ آخرت میں بندوں کے دلوں میں ایک قوت پیدا کر دے گا جس سے اس کو پہچان لیں گے پھر وہ قوت دونوں آنکھوں کی طرف منتقل ہو جائے گی جس کی وجہ سے آنکھوں کو بھی شناسائی اللہ کی حاصل ہو جائے گی اسی شناسائی کا نام رویت ہے اور اللہ ارادہ کرنے والا خاص اپنے نفس کے ساتھ ہے اور جاننے والا بھی خاص اپنے نفس کے ساتھ ہے ارادہ و علم صفت علیحدہ اس کی ذات سے نہیں اور اللہ نفع و ضرر خیر و شر کا ارادہ کرتا

Marfat.com

ہے اوراس کے صاحب ارادہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ کسی کا مغلوب و مطیع نہیں ہے اس کو مجبور کر کے اپنی خواہش پوری نہیں کرا سکتے اور قدرت حادثہ کے لئے بھی تاثیر ثابت کرتا ہے اوراس کا نام کسب رکھا ہے جیسا کہ اہل سنت کا مذہب ہے اوراس کا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ کی ذات ہر مکان میں موجود ہے اوراس سے یہ مراد نہیں کہ اس کا علم یا قدرت ہر مکاں میں موجود ہے اور کہتا تھا کہ اللہ کا پہچاننا عقلاً واجب ہے کچھ شرع پر موقوف نہیں اور کہتا تھا کہ مرتکب کبیرہ بقدراپنے گناہ کے دوزخ میں عذاب پاکراس سے نکلے گا ہمیشہ دوزخ میں کفار کی طرح رہنا عدل کے خلاف ہے اور سارے نجاریہ اللہ کے لئے ایک ارادۂ ثابت کرتے ہیں جو کچھ پیدا ہوتا ہے ان کے خیر وشر اور ایمان و کفر اور طاعت وعصیان کا اسی کے ذریعہ سے ارادہ کرتا ہے اور عامہ معتزلہ کی رائے اس کے خلاف ہے اور قبر کے عذاب و ثواب اور سوال منکر ونکیر کا منکر تھا اور کہتا تھا ایمان زائد ہوتا ہے کم نہیں ہوتا اور کہتا تھا اعراض مجتمع ہو کر جسم بنا ہے۔ نجاریہ تین فرقے بن گئے ہیں۔

برغوثیہ

یاران محمد بن عیسیٰ الملقب بہ برغوث ان کا اعتقاد یہ ہے کہ کلام الٰہی جس وقت پڑھا جائے تو عرض ہے اور جس وقت کسی شے کے ساتھ لکھا جائے تو وہ جوہر ہے۔

زعفرانیہ

عین مہملہ وفا کے ساتھ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ کلام الٰہی غیر ہے ذات الٰہی سے اور جو چیز ذات الٰہی سے غیر ہے وہ مخلوق ہے پس کلام الٰہی بھی مخلوق ہے اور جو یہ کہے کہ مخلوق نہیں وہ کافر ہے۔

مستدرکہ

ان کا قول یہ ہے کہ کلام الٰہی مخلوق ہے مطلقاً لیکن ہم متابعت سنت و اجماع کی وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ مخلوق نہیں ہے یعنی اس وجہ سے کہ سنت سے ثابت ہوا ہے اور اجماع اس پر ہو چکا ہے کہ کلام الٰہی مخلوق نہیں ہے ہم کو بھی اس کا قائل ہونا پڑا ہے کہ وہ مخلوق نہیں ہے

Marfat.com

مگر رائے ان کی یہ ہے کہ کلام الٰہی کے غیر مخلوق ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کی جو ترتیب اور عبارت ہے حروف اور اصوات مخصوص کے ساتھ یہ مخلوق نہیں ہے جو مخلوق ہے اس کی ترتیب اور عبارت اس کے خلاف ہے جس پر یہ ترتیب خاص دلالت کرتی ہے اور اس محکی عنہ کی یہ حکایت ہے اور اس تاویل کے ساتھ انہوں نے کلام الٰہی کی نسبت مخلوق اور غیر مخلوق ہونے کے تعارض اقوال کو دفع کیا ہے اور ان کا زعم یہ ہے کہ جو کوئی دین میں ہمارا مخالف ہے اس کی ساری باتیں غلط ہیں یہاں تک کہ اس کا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنا بھی کذب ہے۔

فرقہ جبریہ

لفظ جبریہ کو بائے موحدہ کے فتح کے ساتھ قدریہ کی مناسبت سے استعمال کر لیتے ہیں ورنہ دراصل بائے موحدہ کے سکون سے ہے کیونکہ جبر کی طرف منسوب ہے ان کو مجبرہ بھی کہتے ہیں رسالہ جبر واختیار میں ملا باسو جانسی نے لکھا ہے کہ بندہ بعض افعال اختیاریہ کا مجاز ہے اور معنے اس قول کے یہ ہیں کہ افعال اختیاریہ کو اس کی طرف نسبت کرنا ایسا ہے جیسے مرتعش کی طرف حرکت ارتعاشی کا منسوب کرنا کہ جب مرض رعشہ پایا جاتا ہے جو بندہ کے اختیار میں نہیں تو بطریق وجوب کے اس سے حرکت ارتعاشی صادر ہوتی ہے۔ اسی طرح جب وہ امور پائے جاتے ہیں جو بندے کے اختیار میں نہیں ہوتے تو بطریق وجوب کے اس سے حرکت اختیاری سرزد ہوتی ہے جیسے کاغذ میں حروف لکھے ہوتے ہیں تو اس کو ان حرفوں کے حاصل کر لینے کا اختیار نہیں ہوتا بجز اس کے کہ وہ کاغذ ان حرفوں کا محل ہوتا ہے غرض کہ معنے اس قول کے کہ بندے کو بعض فعلوں کا اختیار بھی ہے یہ ہیں کہ جب تین یا چار باتیں پائی جاتی ہیں تو فعل ضرور پایا جاتا ہے۔

(۱) قدرت جس کی وجہ سے فعل کے اقدام پر جرات ہوتی ہے۔

(۲) اس بات کا تصور یا اعتقاد کہ یہ فعل اچھا ہے ہو بھی جائے گا کوئی حارج موجود نہیں ہے۔

(۳) شوق جو اس تصور یا اعتقاد کے بعد پورے طور پر پیدا ہوتا ہے۔

(۴) ارادہ بعض کہتے ہیں کہ شوق موکد کا نام ارادہ ہے اور بعض کے نزدیک دونوں میں فرق ہے پس ایسا اختیار ثابت کرنا ضروری ہے اسی کے اشاعرہ معتقد ہیں بلکہ ماتریدیہ جو اختیار ثابت کرتے ہیں اس کو بھی اس معنے پر حمل کیا جائے جیسا کہ بعض مواضع

Marfat.com

سے سمجھا جاتا ہے تو اس صورت میں اشاعرہ وماتریدیہ کے مطلب میں خلاف نہ رہے گا مگر جبریہ ایسے اختیار کے بھی منکر ہیں ان کے غلاۃ کا قول ہے کہ بندے میں قدرت قبل اور بعد اور ہمراہ فعل کے نہیں اور نہ اسے اپنے کاموں میں کسی طرح اختیار حاصل ہے اور نہ کاموں میں اس کے کسب کو دخل ہے وہ مجبور محض ہے اس کے کاموں کو اس کی ذات کی طرف نسبت کرنا ایسا ہے جیسے جمادات کی طرف کسی کام کی نسبت کی جاتی ہے مثلاً کہتے ہیں چکی چلتی ہے پرنالہ بہتا ہے نہر جاری ہے اس بیان سے جبریہ اور اہل سنت کا فرق ظاہر ہو گیا اہل سنت کا مذہب جبر وتفویض میں متوسط ہے کیونکہ ان کے نزدیک بندوں کے افعال اختیاریہ کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور بندے کاسب ہیں مگر ان کے کسب وعمل کو فعل کے پیدا کرنے میں کوئی اثر نہیں مجمع البحرین میں لکھا ہے کہ آئمہ کے کلام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جبریہ سے مراد اشاعرہ ہیں اور قدریہ سے مراد معتزلہ ہیں اور علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ مجبرہ وہ ہیں جنہوں نے کہا ہے کہ ہمارے لئے کچھ کرنے کی قدرت نہیں ہم مجبور ہیں جب ہم کوئی کام کرتے ہیں تو اللہ اس وقت اس کام کو ہمارے لئے پیدا کر دیتا ہے اور بندوں کی طرف کام بطور مجاز کے منسوب کر دیئے جاتے ہیں نہ حقیقۃً جیسے کہتے ہیں نہر جاری ہے چکی چلتی ہے اور اپنی اس رائے کے اوپر قرآن کے ساتھ استدلال کرتے ہیں حالانکہ اس کے معنی بالکل نہیں سمجھتے ہیں۔ اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ مجبرہ کو مرجیہ بھی کہتے ہیں اس لئے کہ وہ امر الٰہی کو موخر کرتے ہیں اور کبائر کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جبریہ کی دو قسمیں ہیں ایک جبریہ خالص کہ بندے کے لئے فعل کی قدرت بالکل ثابت نہیں کرتے۔

دوسرے جبریہ متوسط کہ بندے کے لئے قدرت غیر موثرہ ثابت کرتے ہیں مگر جو لوگ قدرت حادث کے لئے فعل پیدا کرنے میں اثر ثابت کرتے ہیں اور اس اثر کو کسب و عمل کہتے ہیں وہ جبری نہیں معتزلہ وشیعہ کی یہ زیادتی ہے کہ انہیں بھی جبری قرار دیتے ہیں یوں تو ان معتزلہ پر بھی جو افعال مولدہ کے قائل ہیں جبریہ کا اطلاق صادق آتا ہے شرح مواقف میں لکھا ہے کہ نجاریہ وضراریہ بھی جبریہ متوسط میں سے ہیں اور شہرستانی نے ان کو جبریہ خالص کے ذیل میں لکھا ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ مجبرہ خالص کے کئی گروہ ہیں۔

جہمیہ

یہ لوگ جہم بن صفوان ترمذی کے متبع ہیں جو راسب کا آزاد غلام تھا ابن ابی حاتم کی

Marfat.com

کتاب میں مذکور ہے کہ جہم کوفے کا رہنے والا اور فصیح تھا مگر کم علم تھا اور ابن خزیمہ بھی کہتے ہیں کہ جہم کوفی الاصل تھا اور ترمذ میں گھاٹ پر رہتا تھا مرد فصیح تھا مگر اعلیٰ درجے کا عالم نہ تھا۔

سمنیہ

امام احمد حنبل نے جہمیہ کے رد میں ایک کتاب لکھی ہے اس میں کہتے ہیں کہ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ جہم کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ وہ اکثر اللہ تعالیٰ کی نسبت بات چیت کرتا تھا ایک جماعت کفار کی اس کو ملی جو سمنیہ کہلاتے تھے یہ لوگ سومنا کی طرف منسوب ہیں کہ یمن میں ایک بت تھا سمنیہ نے جہم سے کہا کہ ہم تم سے گفتگو کرتے ہیں اگر تمہاری حجت غالب آئے تو ہم تمہارا دین اختیار کر لیں گے اور اگر ہماری حجت تم پر غالب آئے تو ہم ہمارے دین میں آجانا پھر ان میں اس طرح گفتگو ہونے لگی۔

سمنیہ: تم کو اس بات کا یقین ہے کہ ہمارا اللہ ہے۔

جہم: ہاں مجھ کو اس کا یقین ہے۔

سمنیہ: تم نے اللہ کو کبھی اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔

جہم: میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

سمنیہ: تم نے کبھی اللہ کی زبان سے کلام سنا ہے۔

جہم: میں نے کبھی اللہ کی زبان سے کلام نہیں سنا۔

سمنیہ: کبھی تم نے اس کی بو سونگھی ہے۔

جہم: جی نہیں۔

سمنیہ: کبھی تم نے اس کو چھوا ہے۔

جہم: کبھی نہیں۔

سمنیہ: پھر تم نے کیسے جانا کہ وہ ہمارا اللہ ہے۔

جہم یہ بات سن کر متحیر ہو کر رہ گیا اور چالیس دن تک اس فکر میں مبتلا رہا کہ کس کی عبادت کروں اور چالیس دن بوجہ شک کے نماز نہ پڑھی پھر اس نے ایک دلیل مثل عیسائی کے پیدا کی عیسائی کا زعم یہ ہے کہ جو روح حضرت عیسیٰؑ میں ہے یہی اللہ کی روح ہے اور اللہ میں سے ہے پس جب اللہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ کوئی چیز پیدا کرے تو وہ اپنی بعض مخلوق میں داخل ہوتا ہے اور اس کی زبان سے کلام کرتا ہے اور جس بات کو چاہتا ہے اس کا حکم دیتا

Marfat.com

ہے جس کو نہیں چاہتا اس کی ممانعت کرتا ہے اور وہ نظروں سے غائب ہے جہم نے بھی اسی طرح ایک حجت پیدا کی اور سمنی سے یوں ہم کلام ہوا۔

جہم: کیا تم کو یہ نہیں معلوم کہ اللہ کی روح تم میں ہے۔

سمنیہ: ہاں یہ ضرور معلوم ہے کہ اللہ کی روح مجھ میں داخل ہے۔

جہم: تم نے وہ روح کبھی اپنی آنکھ سے دیکھی ہے۔

سمنیہ: نہیں دیکھی۔

جہم: تم نے کبھی اس کا کلام اپنے کانوں سے سنا ہے۔

سمنیہ: نہیں۔

جہم: تم نے کبھی اس کو یا اس نے تم کو کبھی چھوا ہے۔

سمنیہ: جی کبھی نہیں۔

جہم۔ یہی حال اللہ تعالیٰ کا ہے کہ نہ وہ ان آنکھوں سے دکھتا ہے نہ اس کی آواز سنی جاتی ہے نہ اس کی بو سونگھی جاتی ہے اور وہ نظروں سے غائب ہے اور نہ وہ کسی خاص مکان میں رہتا ہے اور جہم نے اپنے اس کلام کی بنا ان آیات پر قائم کی جو متشابہات ہیں جیسے لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ" (سورۃ شوریٰ۔۴۲۔آیت ۱۱) یعنی اللہ کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ (سورۃ انعام۔۶۔آیت ۱۰۳) یعنی اللہ آسمان اور زمین میں ہے اور لَا تُدۡرِكُهُ الۡاَبۡصَارُ وَهُوَ يُدۡرِكُ الۡاَبۡصَارَ (سورۃ انعام۔۶۔آیت ۱۰۳) یعنی اس کو نہیں دیکھ سکتیں آنکھیں اور وہ دیکھتا ہے آنکھوں کو۔ اس حکایت کو ابن ابی حاتم نے بھی کتاب الرد علی الجہمیہ میں خلف بن سلیمان بلخی سے اور ابن خزیمہ نے بھی توحید میں قدامہ سے روایت کیا ہے جہم نے اپنے مذہب کا اظہار ترمذ میں کیا تھا وہ کہتا تھا اللہ کے سوا کوئی فاعل نہیں ہے۔ مجازاً بندے کو فاعل کہہ دیتے ہیں بندے کو نہ قدرت موثرہ حاصل ہے نہ کاسبہ یعنی نہ وہ فعل ایجاد کرسکتا ہے نہ فعل کا کسب کرسکتا ہے بلکہ وہ جمادات کی طرح ہے جو کچھ اس سے صادر ہوتا ہے جیسے جمادات سے اور نہ اس بات کو مانتا تھا کہ ایک شے دو قادروں کی قدرت کا مقدر واقع ہوتی ہے۔ (ایثار الحق)

معطلہ

جہم کو جبر میں اس قدر تشدد ہے کہ ثواب وعقاب کو بھی جبر کہتا ہے اور تکلیف کو بھی جبر

Marfat.com

خیال کرتا ہے اس نے اہل اسلام پر بہت سے شکوک ڈالے جس کا اثر ملت اسلامیہ بہت برا ظاہر ہوا اور بہت سے آدمیوں نے اس کی متابعت کی فلاسفہ یونان کی طرح اس کے قول کا انجام بھی تعطیل تھا سارے صفات الٰہی کا س کر معتزلہ بھی اس نفی صفات میں جہم کے موافق ہیں اور یہ سب معطلہ کہلاتے ہیں اور جہم کہتا تھا کہ اللہ کا اس چیز کے ساتھ وصف کرنا جس کے ساتھ مخلوق موصوف ہوتی ہے جائز نہیں پس اللہ کے لئے کوئی صفت مثلاً عالم یا حی یا مرید وغیرہ ہونے کی اس کے نزدیک ثابت نہ تھی اسمائے حسنیٰ کی حقیقتوں کا منکر تھا کہتا تھا کہ اللہ کا نام ان کے ساتھ مجازاً رکھا گیا ہے یا مقصود ان سے کچھ اور ہے مغائران کے یا ان کے معنے نہیں معلوم ہوسکتے اور اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ (سورۃ اعراف۔۷۔ آیت ۵۴) کا منکر تھا کہتا تھا کہ اللہ ہر مکان میں ہے۔ ابوشکور سالمی نے تمہید میں لکھا ہے کہ اس نے ایک بار حضرت مالک سے سوال کیا کہ جو قرآن میں ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی (سورۃ طٰہٰ۔۲۰۔ آیت ۵) تو اللہ تعالیٰ عرش پر کیوں کر قائم ہے انہوں نے جواب دیا۔ الاستواء غیر مجھول والکیف غیر معقول والایمان به واجب والسوال عنه بدعة اور اس کے بعد یہ کہا کہ تو مجھے گمراہ معلوم ہوتا ہے دیدار الٰہی کا بھی قائل نہ تھا اور قبر کے عذاب کو ثواب اور سوال منکر ونکیر اور پل صراط اور حوض کوثر اور ملک الموت کا انکار کرتا تھا اور یہ بھی مثل شیعہ اور معتزلہ کے کرامات اولیا کو باطل کرتا تھا اور معجزات انبیا کو ثابت وصحیح مانتا تھا کہتا تھا اگر کرامات کی تصدیق کی جائے گی تو معجزات کا ابطال لازم آئے گا اور انبیا اور اولیا میں مابہ الامتیاز کچھ نہ رہے گا اور قرآن کو مخلوق بتاتا تھا اور کہتا تھا جنت دوزخ جنتی اور دوزخیوں کے ان میں داخل ہونے اور ان کے جنت و دوزخ سے متلذذ ومتالم ہوجانے کے بعد فنا ہوجائیں گی اور سوائے ذات باری کے کچھ باقی نہ رہے گا قرآن میں جہاں خلود کا وعدہ کیا گیا ہے وہ حقیقت پر محمول نہیں ہے بلکہ مبالغہ وتاکید پر محمول ہے اس کا مذہب یہ ہے کہ ایمان قلب کے ساتھ ہے نہ زبان کے ساتھ اور جس نے اللہ کو پہچان لیا اور زبان سے ایمان کا اقرار نہ کیا تو وہ کافر نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ علم خاموشی سے زوال نہیں پاتا ہے اور کہتا تھا کہ جہاں ایمان ہوتا ہے وہاں کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچا سکتا مرد مومن گناہوں کی سزا سے ایمن ہے اور جو شخص دل سے ایمان لایا وہ کافر نہ ہوگا بلکہ مومن ہی نہ ہوا اس لئے کہ علم ومعرفت انکار سے زائل نہیں ہوتے معتزلہ نے استطاعت کی نفی کرنے کی وجہ سے اس کی تکفیر کی ہے اور اہل سنت نے صفات الٰہی کی

Marfat.com

فی کرنے اور قرآن کو مخلوق ماننے اور دیدار الٰہی کا انکار کرنے کی وجہ سے اس کی تکفیر کی ہے
ہم اس بات میں متفرد تھا کہ سلطان ظالم پر خروج کرنا جائز ہے اور اس کے نزدیک سب
علوم خواہ تصوری ہوں یا تصدیقی نظری ہیں یعنی عقل سے غور اور فکر کے ساتھ حاصل ہوتے
ہیں اور اس کا قول ہے کہ ایمان نام ہے اللہ کی معرفت کا اور بعض جہمیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
کی اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پاس سے لائے ہیں ان دونوں باتوں کی
معرفت کا نام ایمان ہے جہم کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا علم حادث ہے لیکن نہ ایسی صفت سے
جس کے ساتھ غیر اللہ موصوف ہوتا ہے اسی طرح کہتا تھا کہ کلام الٰہی بھی حادث ہے اور
اللہ کو اس کا متکلم نہ سمجھنا چاہئے اور کہتا تھا کہ یہ بات جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی شے کو قبل
اس کے پیدا ہونے کے جانے اس لئے کہ اگر اس کو پہلے سے علم تھا پھر اس نے پیدا کیا تو
اس کا علم بدستور باقی رہا یا نہ باقی رہا اگر باقی رہا تو وہ جاہل ٹھہرا اس لئے کہ علم اس امر کا یہ
چیز عنقریب پیدا ہوگی مغائر ہے اس علم کے کہ یہ چیز پیدا ہو چکی اور اگر باقی نہ رہا تو یہ متغیر
ہو گیا اور متغیر مخلوق ہے قدیم نہیں ہے اور جب حدوث علم کا ثابت ہوا تو پھر اس بات سے
خالی نہیں کہ اس کی ذات میں حادث ہوگا جس سے ذات محل حوادث ہو جائے گی یا ذات
باری میں تو نہیں بلکہ کسی محل میں حادث ہوگا اس صورت میں محل اس کے ساتھ موصوف ہوا
نہ باری تعالیٰ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ علم کے لئے محل نہیں ہے کتاب الاوائل میں
ابو ہلال عسکری نے لکھا ہے کہ جس نے اول یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی کلام نہیں کیا وہ جہم
ہے اور یہ قول اس کے خصوصیات میں سے ہے انتہی مگر تحقیق یہ ہے کہ جس نے دین اسلام
میں اول یہ کہا کہ اللہ نے کلام نہیں کیا جعد بن درہم ہے اور اسی نے اول یہ بھی کہا تھا کہ
قرآن مخلوق ہے جعد کا قول تھا کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے خود کلام نہیں کیا تھا بلکہ کلام
اور آواز کو درخت میں پیدا کر دیا تھا موسیٰ علیہ السلام نے اسی درخت سے وہ کلام سنا تھا اسی
طرح جعد یہ بھی کہتا تھا کہ جبریلؑ نے اللہ تعالیٰ سے قرآن نہیں سنا تھا بلکہ جبریلؑ نے لوح
محفوظ میں سے پڑھ لیا تھا جب خالد بن عبداللہ قسری گورنر عراق نے اس کی یہ بات چیت
سنی تو پکڑ لیا اور عید الاضحیٰ کے دن خاص اسی بات کی سزا میں ذبح کر ڈالا اول خالد نے ممبر
پر چڑھ کر مسلمانوں سے خطبے میں بیان کیا کہ تم قربانی کرو اللہ اسے قبول کرے گا اور میں
آج جعد بن درہم کو قربان کرتا ہوں اس لئے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو
خلیل نہیں بنایا اور نہ حضرت موسیٰ ؑ کے ساتھ کلام کیا خلاف یہ کہہ کر ممبر پر سے اترے اور

Marfat.com

جعد کو ذبح کر ڈالا۔ یہ واقعہ تابعین کے زمانے کا ہے ابن تیمیہ نے کتاب العقل والنقل
لکھا ہے کہ جہمیہ اور معتزلہ کہتے ہیں کہ قرآن اللہ تعالیٰ سے صبائن ہے یہی حال اس
سارے کلاموں کا ہے اور اللہ تعالیٰ نے درخت میں کلام پیدا کر دیا تھا اسی کو حضرت مو
ؑ نے سنا تھا اور ہوا میں کلام پیدا کیا تھا تو اسے جبریلؑ نے سنا تھا اور اللہ کا کوئی ایسا کلام نہیں
جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہو۔

تفسیر جامع البیان مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے آخر میں ایک عربی کتاب لگی ہوئی
ہے اس میں بیان کیا ہے کہ جہمیہ اور معتزلہ کے مذاہب میں فرق یہ ہے کہ معتزلہ کہتے ہیں
اللہ نے حضرت موسیٰؑ سے حقیقت میں کلام کیا اور بولا تھا مگر یہ کلام اس طرح کا تھا کہ اس
نے کسی غیر چیز میں پیدا کر دیا تھا اس سے حضرت موسیٰؑ نے سن لیا اور وہ غیر چیز یا تو کو
درخت تھا یا ہوا یا اور دوسری چیز۔ اللہ کی ذات کے ساتھ کلام قائم نہیں ہو سکتا اسی طرح
کوئی دوسری صفت جیسے قدرت مشیت رحمت حیات وغیرہ اس کی ذات کے ساتھ قا
ہو سکتی ہے اور جہمیہ کبھی تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے کسی طرح کلام نہیں
کیا اور کبھی یہ بات صاف طور پر تو منہ سے نہیں نکالتے کیونکہ اس میں صریح دین اسلام ا
دین عیسائی اور یہود سے خلاف لازم آتا ہے بلکہ بظاہر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ا
تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا مگر ساتھ ہی اتنی تاویل کر دیتے ہیں کہ اللہ نے ا
کلام کو غیر چیز میں پیدا کر دیا تھا اور دلیل اپنے مطلب پر یہ بیان کرتے ہیں کہ کلام
حقیقت حروف و آواز ہیں اور یہ دونوں محدث ہیں اور حروف و آواز اسی چیز کے ساتھ قا
ہوتے ہیں جو متحیز ہو اور اللہ تعالیٰ متحیز نہیں پس اللہ کے ساتھ کلام قائم نہیں ہو سکتا۔

اسی کتاب عربی میں ذکر کیا ہے کہ جہمیہ کو اس بات کا جو جواب دیا ہے اس کی تی
قسمیں ہیں۔ یہ جواب تین گروہوں نے دیئے ہیں۔

(۱) کلابیہ اور اشاعرہ اور ماتریدیہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی حقیقت
حروف و آواز نہیں بلکہ وہ تو ایک معنی اور مفہوم ہے جو متکلم کی ذات کے ساتھ قائم ہوتا ہے
حروف اور آواز تو اس معنی کے بیان کرنے کے لئے ہیں اور وہ معنی مامور کے اعتبار سے ام
ہے اور یہ نسبت منہی عنہ کے نہی ہے اور مخبر بہ کے اعتبار سے خبر ہے جب کہ اس معنی کو عر
الفاظ میں ادا کیا تو قرآن کہلایا اور عبرانی میں ادا کیا تو توریت نام پایا اور سریانی میں ادا ک
تو انجیل نام ہوا پس کلام ایک ایسی چیز ہے جو اپنی دونوں قسموں میں حقیقتاً مشترک ہے یا ایس

Marfat.com

ہو کہ کلام خالق پر کلام کا اطلاق مجازی طور پر ہے اور کلام مخلوق پر اس کا اطلاق حقیقۃً ہے یہ رائے متاخرین اصحاب مالک اور شافعی اور احمد اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ کی ہے۔

(۲) اگر چہ کلام کی حقیقت حروف اور آواز ہی ہیں لیکن یہ دونوں چیزیں محدث نہیں یہ مذہب سالیہ کا ہے جو ابوالحسن بن سالم کے اصحاب ہیں ان کی رائے یہ ہے کہ قرآن مع حروف و آواز کے قدیم ہے اور اللہ اسی کے ساتھ متکلم ہے پہلا گروہ جس طرح کلام نفسی کو قدیم مانتا ہے یہ دوسرا گروہ برخلاف اس کے کلام لفظی کو قدیم کہتا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ بغیر حروف و آواز کے کلام کا ہونا عقلاً ممنوع ہے کوئی معنی امر و نہی اور خبر نہیں ہوسکتا جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ توریت اور انجیل اور قرآن ایک ہی معنی ہے اختلاف صرف عبارات میں ہے جو اس معنی پر دلالت کرتی ہیں یہ اس کی غلطی ہے اس تقدیر پر آیت کرسی (سورۃ بقرہ ـ۲ـ آیت ۲۵۵) اور (سورۃ اخلاص ۱۱۲) اور (سورۃ لہب ۱۱۱) اور توریت اور انجیل ایک ہی چیز قرار پاجائیں گے اس گروہ نے ابن کلاب کے قول کو تسلیم نہیں کیا ہے یہ گروہ قرآن لفظی کو قدیم بتلاتا ہے اور اس صورت میں حروف اور آواز کی ذاتوں کا قدیم ہونا لازم آتا ہے کہ یہ دونوں اللہ کی ذات کو لازم ہیں اور باوشین و میم وغیرہ ہمیشہ سے موجود ہیں اور موجود رہیں گے کوئی شے ان سے سابق نہیں یہ سب اللہ کی ذات کے ساتھ ازل سے قائم ہیں یہ دوسرا مذہب بعض اصحاب حضرت مالک اور حضرت شافعی اور حضرت احمد اور حضرت ابو حنیفہ کا بتایا ہے۔

(۳) تیسرا گروہ وہ کہتا ہے کہ ہم نے مانا کہ کلام کی حقیقت حروف اور آواز ہیں اور حروف و آواز محدث بھی ہیں مگر ان کے محدث ہونے سے اگر یہ مراد ہے کہ ان کا مخلوق ہونا اور اللہ سے منفصل ہونا واجب ہے تو یہ بات ممنوع ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ وہ قدیم نہیں ہیں تو یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں مگر ہم ایسے کلام کو جو قدیم نہ ہو محدث بھی نہیں قرار دیتے یہ گروہ اس بات کا قائل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے جو کلام کیا نہ وہ قدیم تھا نہ محدث اس فرقے کی یہ رائے ہے کہ اللہ کی شان یہ ہے کہ جب چاہتا ہے کلام کرتا ہے اور جب چاہتا ہے نہیں کرتا یہ بات بھی اسی قبیل سے ہے جس طرح اس نے اپنے کلام میں فرمایا ہے۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ (سورۃ اعراف ـ۷ـ آیت ـ۵۴) یعنی اللہ نے آسمان و زمین چھ دن میں بنائے پھر عرش پر قرار پکڑا اور ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ وَهِیَ دُخَانٌ" (سورۃ حم ـ۴۱ـ آیت ـ۱۱) پھر چڑھا

Marfat.com

آسمان کی طرف اور وہ دھواں تھا اور اَنْ یَّاْتِیَهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِکَةُ (سورۃ بقرہ۔۲۔آیت ۲۱۰) یعنی ان کے پاس اللہ اور فرشتے ابر کے سائبانوں میں آئیں ایسی باتیں قرآن میں بہت ہیں اور حدیث میں اکثر مقامات پر آیا ہے کہ اللہ جب چاہتا ہے اپنے افعال اور کلام کو جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہیں واقع کرتا ہے پس جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے وہ اسی کا کلام ہے نہ کسی غیر کا اور مخلوق خالق کے ساتھ قائم ہو نہیں سکتا اور نہ رب مخلوق کا محل سکتا ہے اللہ کی ذات پاک کے ساتھ وہی کلمات اور افعال قائم ہوتے ہیں جن کو وہ چاہتا ہے اور یہ چیزیں مخلوق نہیں ہوتیں مخلوق وہ ہے جو مبائن ہو اور اللہ کا کلام اس سے مبائن نہیں وہ اسی سے موجود ہے اسی کے ساتھ قائم ہے یہ مذہب محدثین اور صوفیہ اور فقہا کا ہے۔

حافظ نے فتح میں کہا ہے کہ جہمیہ کی جو مذمت اہل سنت نے کی ہے تو وہ صرف مذہب جبر ہی کی وجہ سے نہیں بلکہ سلف نے ان کی مذمت پر اس وجہ سے بھی اتفاق کیا ہے کہ صفات الٰہی کے منکر ہیں یہاں تک کہ کہتے ہیں قرآن اللہ کا کلام نہیں اور وہ مخلوق ہے۔

استاد ابوالمنصور رابوالقاہر بن طاہر تمیمی نے کتاب الفرق بین الفرق میں کہا ہے کہ مبتدعہ کے رئیس چار ہیں ان میں سے ایک جہم ہے جو اللہ کے اوصاف کا منکر تھا اور بندے کو مجبور محض بتاتا تھا اور کہتا تھا کہ اللہ کا علم حادث ہے اور اللہ کو متکلم نہ کہنا چاہئے اور وہ اپنے بندوں سے کلام نہیں کرتا حضرت ابوحنیفہ سے منقول ہے کہ جہم نے نفی تشبیہ میں یہاں تک مبالغہ کیا کہ کہنے لگا اللہ تعالیٰ کچھ چیز نہیں بخاری نے عبدالعزیز بن ابی سلمہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ جہم کا کلام ایک صفت بے معنی ہے اور ایسا مکان ہے جس کی بنیاد نہیں ابن ابی حاتم نے معتمر بن سلمان کے ذریعہ سے حلاد طفادی سے روایت کی ہے کہ سلم بن احور مازنی کو جو خراسان میں تھا خبر پہنچی کہ جہم اس بات کا منکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا تو اسے قتل کر ڈالا اور یہ واقعہ ۱۳۰ ہجری کا ہے اور ابوالقاسم لالکائی کا قول کتاب السنۃ میں یہ ہے کہ جہم ۱۳۲ ہجری میں مارا گیا اور ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں کہا ہے کہ جس وقت مروان بن محمد کے قبضے میں زمام حکومت آگئی اور اس نے اپنی جانب سے عراق کی گورنری پر یزید بن عمر بن ہبیرہ کو مور کیا تو ابن ہبیرہ نے خراسان کی نیابت پر نصر بن سیار کو بحال رکھا نصر نے مروان کی بیعت کی حرث بن شریح کو اس سے خطرہ پیدا ہوا کہ مجھے یزید بن ولید نے امان دی تھی نہ کہ مروان نے ذہن میں یہ آنا تھا کہ نکل کھڑا ہوا

Marfat.com

اور اپنے ہواخواہوں کو مجتمع کر کے ایک لشکر مرتب کر لیا نصر سے تحریک کی کہ شریک جماعت رہو جو کام کیا جائے شورے سے کیا جائے نصر نے منظور نہ کیا تب حرث کے کہنے سے جہم بن صفوان نے کھڑے ہو کر نصر کے عادات و خصائل بیان کر کے لوگوں پر اس امر کو جس کی اس کو دعوت دی گئی ظاہر کر دیا (اور وہ یہ ہے کہ قرآن و حدیث پر عمل کرو) اس سے عوام الناس پر بہت بڑا اثر پڑا یوما فیوما جماعت بڑھتی گئی نصر نے حرث کو کہلا بھیجا میں تم کو ماوراء النہر کی حکومت دیے دیتا ہوں ساتھ ہی اس کے تین لاکھ درہم بھی دوں گا حرث نے اس سے انکار کیا ان واقعات کے بعد نصر و حرث نے متفق ہو کے جہم بن صفوان و مقاتل بن حیان کو حکم مقرر کیا ان دونوں نے باتفاق رائے یہ فیصلہ کیا کہ نصر معزول کر دیا جائے اور حکومت خراسان کی بابت شوریٰ ہونا چاہئے اور اہل خراسان جس سے راضی ہوں وہی ان کا امیر مقرر ہو کہ ان میں حکم عدل کے ساتھ کرے مگر نصر نے اس تجویز کو نامنظور کیا حرث نے اس انکار سے مخالفت کی اور اعلان جنگ کر کے لڑائی کی تیاری کر دی مگر شہر مرو پر سالم بن الحور مازنی کے ہاتھ سے شکست پا کر بھاگا یہ سالم نصر کا ایک سردار تھا بعد ازاں نصر نے جدیع بن علی کرمانی کو بلا بھیجا یہ اس وقت آزد و ربیعہ میں موجود اور حرث کا بہی خواہ تھا کرمانی بن علی امن حاصل کر کے نصر کے پاس آیا باتوں باتوں میں نصر کے مصاحبین نے کرمانی سے سخت کلامی کی جس سے اس کو نصر کی طرف سے بدظنی پیدا ہوئی اٹھ کر چل دیا لیکن اس کے ہمراہیوں میں سے جہم بن صفوان کو گرفتار کر کے ان لوگوں نے مار ڈالا اور طبری نے واقعات ۱۲۷ ہجری میں ذکر کیا ہے کہ ہشام بن عبدالملک کی طرف سے نصر بن سیار خراسان کا گورنر تھا حرث بن شریح نے اس پر خروج کیا اور جہم اس وقت حرث کا میر منشی تھا اور جب نصر نے جہم اور مقاتل کے فیصلے کو نامنظور کیا تو حرث اور نصر میں مدت تک لڑائی رہی یہاں تک کہ حرث ۱۲۸ ہجری میں مارا گیا جہم کی نسبت بعض کا قول یہ ہے کہ وہ بھی میدان جنگ میں کام آیا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ پکڑا گیا اور نصر نے سالم بن احور کو حکم دیا کہ اس کی گردن مار دے جہم نے معافی چاہی مگر سالم نے قتل کئے بغیر نہ چھوڑا اور وہ مقام مرو میں قتل کیا گیا اور ابن ابی حاتم نے سعید بن رحمہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ جہم ۱۳۰ ہجری میں مارا گیا اور ممکن ہے کہ حرث سے دو برس کے بعد جہم کا قتل واقع ہوا ہو پس کرمانی نے جو یہ کہا ہے کہ ہشام بن عبدالملک کے ایام خلافت میں جہم مارا گیا یہ صحیح نہیں شاید اس کو سہو ہو گیا ہے کہ اس کا ذہن جعد بن درم سے جہم کی طرف منتقل ہو گیا جو ہشام

Marfat.com

کے عہد میں خالد قسری امیر عراق کے حکم سے مارا گیا جو یہ کہتا تھا کہ اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو خلیل نہیں بنایا اور نہ حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا یہ مقالہ خاص جعد نے ہی اول منہ سے نکالا ہے جہم نے اس کی تقلید کی ہے اس لئے اس کا نام مقالہ جہمیہ مقرر ہو گیا۔

اور بخاری نے کتاب خلق الافعال میں لکھا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جہم جعد بن درہم کا شاگرد تھا اور جہم کا واقعہ قتل جعد کے واقعہ سے بہت بعد ظہور میں آیا ہے کہ وہ عہد ہشام بن عبدالملک کا نہ تھا شاید کرمانی کو یہ دھوکا اس روایت سے ہوا ہے جو ابن ابی حاتم نے صالح بن احمد بن حنبل کے طریق سے روایت کی ہے انہوں نے کہا ہے میں نے ہشام بن عبدالملک کے دفتر میں نصر بن سیار حاکم خراسان کے نام اس مضمون کا حکم دیکھا ہے کہ ایک آدمی نے جس کا نام جہم ہے تجھ پر شورش کر رکھی ہے اگر تو اس پر فتح یاب ہو تو اس کو قتل کر ڈالنا کرمانی نے اس سے یہ خیال کر لیا ہو گا کہ ہشام کے عہد میں جہم مارا گیا ہے حالانکہ اس حکم سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ہشام کے وقت میں مارا گیا ہو اس لئے کہ جہم نصر سے لڑتا رہا ہو اور ہشام کے عہد میں نصر اس پر کامیاب نہ ہوا ہو بعد انتقال ہشام کے جہم کو شکست دے کر اس کو قتل کیا ہو۔

تذکرۃ المذاہب وغیرہ میں جہمیہ کے اتنے نام اور فرقے لکھے ہیں۔ معطلیہ۔ مرابضیہ۔ مترافیہ۔ واردیہ۔ حرقیہ۔ مخلوقیہ۔ نمیریہ۔ فانیہ۔ زنادقیہ۔ قبریہ۔ واقفیہ۔ لفظیہ

معطلیہ

معطلیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات مخلوق ہیں۔

مرابضیہ

مرابضیہ کہتے ہیں کہ اللہ کے علم و قدرت اور مشیت مخلوق ہیں۔

واردیہ

واردیہ کہتے ہیں کہ جو دوزخ میں داخل ہو گا پھر وہ اس سے باہر نہ نکلے گا اور مومن دوزخ میں داخل نہ ہوں گے۔

Marfat.com

حرقیہ

حرقیہ کہتے ہیں کہ دوزخی جلیں گے مگر نہ اس طرح کہ ان کا اثر باقی نہ رہے۔

مخلوقیہ

مخلوقیہ کہتے ہیں کہ قرآن مخلوق ہے۔

نمیریہ

نمیریہ کہتے ہیں کہ حضرت سرور عالم حکیم ہیں نہ رسول۔

فانیہ

فانیہ کہتے ہیں کہ جنت و دوزخ فنا ہو جائیں گی۔

زنادقیہ

زنادقیہ کہتے ہیں کہ معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو ہوا تھا نہ جسم کو اور اللہ قیامت میں نظر آ سکتا ہے نہ خواب میں اور یہ قیامت کے منکر ہیں اور عالم کو قدیم جانتے ہیں۔

قبریہ

قبریہ عذاب قبر کے منکر ہیں۔

واقفیہ

واقفیہ کہتے ہیں کہ یہ معلوم نہیں کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔

Marfat.com

لفظیہ

لفظیہ کہتے ہیں کہ قرآن قاری کا کلام ہے نہ اللہ کا مہر انور مصنفہ مولوی وکیل احمد سکندر پوری سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم جو قرآن کا تلفظ کرتے ہیں تو یہ لفظ جو ہمارے منہ سے نکلتے ہیں مخلوق ہیں ان کو وہ لوگ جو الفاظ قرآن کو بھی قدیم سمجھتے ہیں مبتدع کہتے تھے اور ان کا نام لفظیہ رکھا تھا چونکہ محمد بن اسماعیل بخاری کا بھی یہی مذہب تھا اسلئے ان کو محمد بن یحییٰ بن عبداللہ خالد بن فارس ذہلی لفظیہ کہتے تھے اور ذہلی ایک ایسے جلیل الشان محدث ہیں جنہیں ابن داؤد و امیر المومنین فی الحدیث اور ابو حاتم امام اہل زبان کہتے تھے اور جن سے بخاری ایسی احادیث کی روایت کرتے ہیں جن کو بخاری نے اپنے مشائخ سے نہیں پایا اور سوائے ان کے کسی سے وہ روایت نہیں ملی ذہلی محمد بن اسماعیل بخاری کو مبتدع کہتے تھے اور قابل مجالست نہیں سمجھتے تھے بلکہ ذہلی نے یہ حکم دیا کہ جو شخص بخاری کے پاس جائے اس کو متہم سمجھنا چاہئے اس لئے کہ بخاری کی مجلس میں ایسا ہی شخص حاضر ہوگا جو ان کے مذہب پر ہوگا جب بخاری نیشاپور میں رہنے لگے تو مسلم بن الحجاج بخاری کے پاس زیادہ آتے جاتے تھے جب ذہلی و بخاری میں مسئلہ لفظ میں اختلاف ہوا لوگوں کو منع کیا کہ وہ بخاری کے پاس نہ جائیں چنانچہ لوگوں نے بخاری کے پاس کا جانا چھوڑ دیا مگر مسلم نے نہ مانا اور برابر بخاری کے پاس جاتے تھے ذہلی نے ایک دن کہا کہ جو شخص لفظ کا قائل ہو اسے یہ حلال نہیں کہ ہماری مجلس میں حاضر ہو چونکہ مسلم قائل بہ لفظ تھے وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور چادر عمامے پر ڈال لی اور چلے گئے اور احمد بن سلمہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے تب ذہلی نے یہ کہا یہ شخص میرے شہر میں نہ رہے تو بخاری ڈرے اور انہوں نے سفر اختیار کیا چنانچہ اس قصے کو ذہبی نے سیر اعلام النبلا میں لکھا ہے۔ ذہبی اس میں لکھتے ہیں قال الحاکم ابنا ابو عبداللہ محمد بن یعقوب لاحزم سمعت ابن علی المخلدی سمعت محمد بن یحییٰ یقل قد اظہر ہذا البخاری قول المقظیة و اللفظیة عند شر من الجھمیة یعنی محمد بن یحییٰ کہتے تھے کہ اس بخاری نے لفظ کا قول ظاہر کیا ہے اور میرے نزدیک لفظیہ جہمیہ سے برے ہیں۔

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب میں جو خاص اللہ کے کلام کرنے کی بحث میں لکھا ہے یہ چار نام بھی ذکر کئے ہیں۔ خلقیہ اور حدوثیہ اور اتحادیہ اور افترانیہ۔

Marfat.com

جہمیہ اتحادیہ

بعض کتابوں میں لکھا ہے جہمیہ اتحادیہ جن کو اپنے مذہب میں نہایت غلو ہے اس بات کے مدعی ہیں کہ جو کچھ ہم کو الہام حاصل ہوتا ہے وہ اس چیز سے افضل ہے جو موسیٰؑ کو حاصل ہوئی تھی (مراد اس سے اللہ کا حضرت موسیٰؑ سے کلام کرنا ہے)۔

بکریہ

یہ بکر بن اخت عبدالواحد کے اصحاب ہیں یہ شخص اس عقیدے میں نظام کے موافق تھا کہ انسان صرف روح ہے اور یہ بھی زعم کرتا تھا کہ اللہ قیامت کے دن ایک ایسی صورت میں دکھائی دے گا جس کو وہ پیدا کرے گا لوگ اسی صورت سے بات چیت کریں گے صاحب کبیرہ منافق ہے دوزخ کے سب سے تلے کے طبقے میں ہوگا اس کا حال کافر کے حال سے بھی بدتر ہے پیاز اور لہسن کے کھانے کو حرام بتاتا تھا وضو کو قراقر شکم سے واجب کہتا تھا اور حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر نص ہونے کا قائل تھا۔

ضراریہ

یہ ضرار بن عمرو کے اصحاب ہیں یہ متفرد تھا ساتھ کئی مقالات کے کہتا تھا کہ اللہ کی رویت قیامت کے دن ایک اور حاسہ سے ہوگی جو ان حواس خمسہ سے زائد ہوگا اور عبداللہ ابن مسعود اور ابی بن کعب کے قرات کا منکر تھا اور کہتا تھا ان کی قرات کے مصحف وہ قرآن نہیں جس کو اللہ نے نازل کیا ہے اور عامہ مسلمین کے دین میں شک کرتا تھا اور کہتا تھا شاید یہ لوگ کفار ہیں۔ جسم کو اعراض مجتمعہ بتاتا تھا شہرستانی ملل ونحل میں کہتا ہے کہ حفص فرد بھی مسئلہ تعطیل میں ضرار کے موافق ہے کیونکہ دونوں کا قول یہ ہے کہ باری تعالیٰ کو جو عالم اور قادر کہتے ہیں اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ وہ جاہل اور عاجز نہیں اور اس کے واسطے ایسی ماہیت ثابت کرتے ہیں جس کو سوا اس کے کوئی نہیں اور کہتے ہیں کہ یہ قول حضرت ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کی رائے کے مطابق ہے اس کے تابعین نے اس کے قول کی یوں تاویل کی ہے کہ مراد ضرار کی اس قول سے کہ اللہ کے لئے ایک ماہیت ہے اس کی ذات سے

Marfat.com

علیحدہ یہ ہے کہ اللہ پر اس کا نفس ظاہر ہے وہ اسے بخوبی جانتا ہے کسی قسم کی دلیل اور خبر کی اس کو ضرورت نہیں ہے اور ہم اس کو دلیل اور خبر سے جانتے ہیں اور بندے کے کام اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہیں بندہ ان کا سب ہے جائز ہے کہ ایک فعل دو فاعلوں میں مشترک ہو اور اہل سنت کا یہ قول ہے کہ ایک چیز دو قدرت موثرہ کا مقدور نہیں بن سکتی بلکہ دو قدرت کا سبہ بھی ایک مقدور سے متعلق نہیں ہوسکتیں پس زید کو خالد کے کام پر قدرت حاصل نہ ہوگی۔ اور ضرار کہتا تھا کہ جائز ہے کہ اللہ اعراض کو اجسام سے بدل دے اور کہتا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف اجماع صحابہ کا حجت ہے پس احکام دین میں خبر احاد نا مقبول ہے کہتا تھا کہ اللہ کا پہچاننا عقلاً واجب نہیں جب تک رسول نہ آئیں اور حرام وحلال کو نہ بتائیں اس کی معرفت واجب نہیں اس کے نزدیک امامت غیر قرشی کی بھی جائز ہے بلکہ جب قرشی اور گنوار مسلمان جمع ہوں تو گنوار کو اس منصب کے لئے منتخب کرنا چاہئے کیونکہ طرفدار اس کے کم ہوں گے پس کوئی کام شرع کے خلاف کرے گا تو اس کا معزول کرنا آسان ہوگا اگرچہ معتزلہ بھی امامت غیر قرشی کی جائز رکھتے ہیں مگر قرشی پر اس کو تفوق نہیں دیتے۔

موید الافاضل اور تذکرہ المذاہب وغیرہ میں جبریہ کے اتنے نام اور فرقے لکھے ہیں۔ مغطریہ۔ افعالیہ۔ مفروغیہ۔ بحاریہ۔ مشمیہ۔ کسلیہ۔ سابقیہ۔ حبیبیہ۔ خوطیہ۔ تمکریہ۔ حسبیہ۔

مغطریہ

مغطریہ اس لئے کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک خیر وشر اللہ کی طرف سے ہے بندے کو ان کے صدور میں اختیار نہیں۔

افعالیہ

افعالیہ اس لئے کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک بندے سے افعال صادر ہوتے ہیں مگر ان پر بندے کو قدرت نہیں۔

Marfat.com

معیہ

معیہ یہ نام ان کا اس لئے ہوا کہ ان کا قول ہے کہ فعل و قدرت دونوں بندے کو حاصل ہیں۔

مفروغیہ

مفروغیہ اس لئے کہلاتے ہیں کہ جو کچھ واقع ہوتا ہے وہ بغیر اختیار کے ہوتا ہے۔

بحاریہ

بحاریہ یہ کہتے ہیں کہ بندوں کو جو اللہ تعالیٰ سزا دیتا ہے وہ اپنے افعال کی وجہ سے دیتا ہے نہ بندوں کے افعال پر۔

مشمیہ

مشمیہ اس لئے کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک یہ بات مقرر ہے کہ جس چیز پر نفس ٹھہر جائے اور اسے اختیار کر لے وہ خیر ہے اور جس کو نفس چھوڑ دے اور مکروہ جانے وہ شر ہے۔

کسلیہ (کسبیہ)

کسلیہ یوں کہلاتے ہیں کہ ان کے نزدیک ثواب و عذاب نیک و بد کام کے سبب سے نہیں حاصل ہوتے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ کسبیہ ہے اور بحرالمذاہب میں یوں ہی ہے۔

سابقیہ

سابقیہ یہ نام ان کا اس لئے مقرر ہوا کہ ان کا زعم یہ ہے کہ سعادت و شقاوت بندوں کی تقدیر میں ازل سے مقرر ہو چکی ہیں نہ انہیں طاعت سے نفع پہنچے گا نہ گناہ سے ضرر ہو۔

Marfat.com

حبیبیہ

حبیبیہ ان کو اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا قول ہے کہ حبیب اپنے حبیب کو عذاب نہیں دیتا اور اللہ ہمارا حبیب ہے۔

فکریہ

فکریہ اس لئے مشہور ہوئے کہ ان کے نزدیک فکر عبادت سے افضل ہے جس کے جتنے عمل زیادہ ہوتے ہیں اس کی اتنی ہی تکالیف ساقط ہو جاتی ہیں اور خلق پر اس کی احتیاج کا پورا کرنا واجب ہے اور وہ مسلمانوں کے مال میں شریک ہے سو جو اسے منع کرے وہ ظالم ہے۔

خوفیہ

خوفیہ اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ حبیب سے حبیب کو خوف نہ کرنا چاہئے اور اللہ ہمارا حبیب ہے۔

حسبیہ

حسبیہ یہ توریث اور وراثت کے منکر ہیں۔

بطیخیہ

انہی جبریہ میں سے ایک فرقہ کا نام بطیخیہ ہے یہ اسماعیل بطیخی کے تبع ہیں۔

صباحیہ

صباحیہ کو ابو صباح بن معمر کی طرف منسوب ہیں۔

Marfat.com

فرقہ قدریہ

قدریہ بفتح دال اور کبھی سکون دال سے بھی استعمال کرتے ہیں کذانی المرقاۃ اور یہ قدریہ منسوب ہیں قدر کی طرف کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ بندوں کے تمام افعال میں بندوں کی قدرت جو اللہ کی پیدا کی ہوئی ہوتی ہے موثر ہوتی ہے پس بندہ اپنے افعال کا آپ خالق ہے قضاو قدر الٰہی کو اس میں دخل نہیں اور اپنے کاموں میں بندہ محتاج اللہ کا نہیں ہے قدریہ اور جبریہ فرقے دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں کیونکہ یہ عبد کو قادر ومختار کہتے ہیں اور جبریہ بالکل عاجز ومجبور بتاتے ہیں ابوالمنتہی نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ قدریہ عام ہے اور معتزلہ خاص ہے اس لئے کہ تمام معتزلہ قدریہ ہیں اور بعض دوسرے فرقے بھی قدریہ ہیں پس کل معتزلہ قدریہ ہوئے اور کل قدریہ معتزلہ نہیں ہوئے پہلی جو بدعت زمانہ صحابہ میں نکلی وہ یہی مذہب قدریہ کا ہے سب سے پہلے جس نے اس مسئلے کو چھیڑا معبد بن خالد جہنی ہے جب بصرے میں اس نے اس مسئلے میں گفتگو شروع کی تو بہت سے اہل بصرہ اس کی رائے پر چلنے لگے معبد نے اس رائے بدعت انگیز کو ایک شخص سے لیا تھا اس کا نام ابو یونس سنسویہ تھا اس کو اسواری کہتے تھے جب یہ فتنہ بڑھا تو حجاج نے بہ حکم عبدالملک بن مروان ۸۰ ہجری میں اس کو عذاب دے کر سولی پر چڑھایا یہ خبر جب عبداللہ بن عمرؓ کو پہنچی اور انہوں نے بات چیت معبد جہنی کی سنی تو قدریہ سے بیزاری ظاہر کی ایک جماعت اس بدعت میں معتقد معبد کی ہوگئی تھی اور ابن سیار نظام اور ہشام بن عمرو فوطی اور اصم کو قدر میں بڑا مبالغہ تھا۔ قاطبی عطا بن یسار بھی معتقد قدر کے تھے وہ اور معبد دونوں حسن بصری کے پاس آتے جاتے اور کہتے کہ یہ لوگ خونریزی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے اعمال اللہ کی تقدیر پر جاری ہیں حسن نے کہا یہ اعداء اللہ جھوٹے ہیں تنبیہ قدریہ کی منشا اس قول سے کہ بندہ خالق افعال ہے یہ نہیں ہے کہ وہ صفت خالقیت میں اللہ تعالیٰ کی مثل ہے اور جو قوت و استقلال اللہ تعالیٰ کو اس صفت میں حاصل ہے ویسے ہی بندے کو بھی حاصل ہے بلکہ وہ بندے کی خالقیت کو غیر مستقل جانتے ہیں اس لئے کہ یہ اپنے افعال کے پیدا کرنے میں ان اسباب اور آلات کا محتاج ہے جو باری تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں پس بندے کی اور اللہ کی خالقیت میں زمین و آسمان کا فرق ہے پس جن لوگوں نے یہ کہا کہ قدریہ جو بندے کو خالق اس کے افعال کا جانتے ہیں ان کے مذہب پر بے گنتی اللہ لازم آتے ہیں اسی طرح

Marfat.com

جنہوں نے یہ کہا کہ مجوسیوں اور قدریوں میں یہ فرق ہے کہ مجوس خالق شر وعر و قبائح کو سوائے ذات یزدان کے جانتے ہیں اور اسے شریک الوہیت بتاتے ہیں مگر ایک ہی شریک مانتے ہیں زیادہ کی شراکت کے قائل نہیں اور قدریہ ہر مور ضعیف اور کتا اور بلی کو اللہ کا شریک خلق و ایجاد میں جانتے ہے یہ سراسر تعصب ہے چونکہ ہمارے علمائے ماتریدی کو ان کی رائے کے ابطال میں بہت کچھ اصرار تھا اس واسطے بیانات میں بڑا مبالغہ کیا ہے اور ان کی گمراہی کے اثبات میں دفتر کے دفتر سیاہ کر ڈالے ہیں اور یہاں تک کہہ دیا ہے کہ قدریہ مجوس سے بھی بدتر ہیں کہ ہر بشر کو خالق اپنے افعال کا جانتے ہیں مجوس تو اللہ کا ایک ہی شریک بتاتے ہیں اور یہ بے تعداد شرکا ثابت کرتے ہیں لیکن قدریہ کو مشرک کہنا جائز نہیں اس لئے کہ شرکت یا الوہیت میں ہوتی ہے یا عبادت میں الوہیت میں اللہ کا شریک مجوس ثابت کرتے ہیں اور عبادت میں بت پرست قدریہ بے چارے تو بندے کو خالق یا مخترع غیر مستقل بتاتے ہیں مگر حدیث میں جو وارد ہے۔ **القدرية مجوس هذه الا مته** قدری اس امت کے مجوس ہیں اس لئے بعض علماء کہتے ہیں کہ قدریہ کافر ہیں بعد اس کے اختلاف ہے کہ کفران کا تاویلی ہے یا ارتدادی مگر قول مختار یہ ہے کہ کافر نہیں بلکہ فاسق ہیں کیونکہ یہ بھی قرآن و حدیث سے استدلال کرتے ہیں پس جو علما ان کو کافر کہتے ہیں وہ تو ان کے حق میں رعایت حقوق اسلام سے منع کرتے ہیں اور جو فاسق کہتے ہیں وہ جائز رکھتے ہیں اور اس حدیث کو زجر و تغلیظ اور ان کے اعتقاد کی برائی بیان کرنے پر حمل کرتے ہیں اور حق یہ ہے کہ قدریہ کو مجوس جو کہا ہے سو مراد اس سے صرف تشبیہ ہے جس میں یہ ضرور نہیں کہ مشبہ سب طرح کی مماثلت اور مشابہت میں مشبہ بہ کا مساوی ہو اور تمام احکام میں دونوں شریک ہوں بلکہ سالمی کہتا ہے کہ اس حدیث کا مصداق قدریہ میں سے صرف وہ فرقہ ہے جسے شیطانیہ کہتے ہیں اور محمد بن نعمان شیطان الطاق کی طرف منسوب ہے۔

فرقہ مشبہ

شیبانیہ

بیان کرتے ہیں کہ جس نے سب سے پہلے تشبیہ کا قول ظاہر کیا وہ شیبان خارجی ہے

Marfat.com

جس کے متبعوں کو شیبانیہ کہتے ہیں اس نے مروان بن محمد کے عہد میں خروج کیا تھا اور ۱۳۰ ہجری میں مرگیا اور بعض کہتے ہیں کہ خلیفہ سفاح کے سپہ سالار کے ہاتھ سے شکست پا کر ۱۳۳ ہجری میں والی عمان کے ہاتھ سے مارا گیا اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابو مسلم خراسانی کے ایک افسر کے مقابلے میں کام آیا۔ مشبہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے ساتھ مشابہ ہے اس لئے جناب باری کی تمثیل محدثات کے ساتھ دیتے ہیں اللہ کی صفات کے ثابت کرنے میں ان کو بڑا غلو ہے یہ معتزلہ کی ضد ہیں جو اللہ کے لئے صفات ثابت نہیں کرتے کیونکہ اثبات صفات میں اللہ تعالیٰ کی تشبیہ لازم آتی ہے۔

معطلہ

اور جس نے اللہ کو اس کی مخلوق کے ساتھ تشبیہ دی وہ مشرک ہے اسی طرح یہ لوگ اور جو ان کی طرح اللہ کے لئے صفات ثابت نہ کریں وہ معطلہ کہلاتے ہیں اور اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ تعطیل اور تشبیہ دونوں کی نفی کی جائے تعطیل یہ ہے کہ اس ذات مقدس کے لئے صفات کمال ثابت نہ کریں اور تشبیہ اسے کہتے ہیں کہ اس کے واسطے صفات کمال اس نہج سے ثابت کریں کہ مخلوق کے ساتھ مشابہت پیدا ہو جائے اور مثال دونوں قسموں کی اس طرح ہے کہ جب کہیں اللہ عالم نہیں ہے یا عالم کا اطلاق اللہ پر نہ کرنا چاہئے یہ تعطیل ہوگی اس لئے کہ صفت علم سے کہ جو صفت کمال ہے اس کو معطل اور معرا کر دیا اور اگر یوں کہیں کہ جس طرح ہم عالم ہیں اللہ بھی عالم ہے یہ تشبیہ ہے اس لئے کہ اللہ کو صفت علم میں مخلوق سے مشابہ کر دیا ہے اور کہیں کہ اللہ کو علم حاصل ہے اس طرح کہ ہمارے علم سے اس کے علم کو کسی طرح مشابہت نہیں یہ صورت علم کے اثبات اور تشبیہ کی نفی ہے اسی طرح سمع اور بصر اور تمام صفات کو خیال کر لینا چاہئے اور توضیح اس کی یہ ہے کہ ہم اشیا کو اپنی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور اس دیکھنے میں ہم کو کمال حاصل ہوتا ہے مگر یہ کمال نقصان سے خالی نہیں اس لئے کہ ہم کو یہ کمال قوت باصرہ اور عضو مخصوص کی اعانت کے بدون حاصل نہیں ہوتا۔ یہی بہت بڑا نقصان ہے کہ ہمارے عجز کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ ہے اس سے کوئی عضو یا جز رکھتا ہو یا کسی چیز کے ادراک میں کسی عضو کی طرف احتیاج پڑے اور ہمارا علم عدم کے بعد حاصل ہوا ہے اور اللہ اس سے منزہ ہے اس کو علم جہل کے بعد حاصل ہوا ہو اور ہم کو کسی شے پر علم جب آتا ہے کہ اس کا مفہوم خاطر نشین ہو جائے اور یہ بھی ہمارے نقصان کی وجہ

Marfat.com

سے ہے اور اللہ تعالیٰ حوادث ہونے سے منزہ ہے اور جب چیز غائب ہو جاتی ہے تو ہمارا علم بھی زائل ہو جاتا ہے اور اللہ میں علم کا زوال محال ہے اور ہمارا علم علتوں کا معلول ہے اور اللہ کے علم کے واسطے علت کی ضرورت نہیں حاصل یہ ہے کہ اللہ کے لئے اشیا کا علم اس طرح ثابت کرنا چاہیے جس میں کمال پیدا ہو اور نقصان کے وجوہات جو ہمارے علم میں لازم ہیں ان کی نفی کرنا چاہیے۔ شہرستانی ملل ونحل میں کہتا ہے کہ حضرت مالک بن انس اور حضرت احمد بن حنبل اور داؤد بن علی بن محمد اصفہانی المعروف بہ داؤد ظاہری نے باوجود یکہ متشابہات کو ان کے معانی ظاہری پر حمل کیا اور تاویل کی طرف متوجہ نہ ہوئے لیکن کہا کہ ہم کو یقین ہے کہ اللہ کسی چیز کے مشابہ نہیں ہے اور نہ کوئی چیز مخلوق میں سے اس کے مشابہ ہوسکتی ہے اور تشبیہ سے احتراز کیا۔ اور داؤد جواربی اور نعیم بن حمدان مصری وغیرہ اصحاب حدیث کہتے ہیں کہ اللہ ذی صورت ہے اس کے لئے اعضا ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ ابن تیمیہ اور ابن قیم اور داؤد ظاہری اور ابن حزم اور شوکانی یہ پانچوں بڑے بھاری مجسمہ ہیں اور اس ملت کے خلفا ہیں کتاب میسر میں حنابلہ کو بھی مجسمہ میں شمار کیا ہے اور مجسمہ کو اہل بدعت قرار دیا ہے یہ یاد رہے کہ بعض آیات واحادیث میں ایسے الفاظ ہیں جن کے ظاہری معانی اللہ تعالیٰ کی جسمیت پر دلالت کرتے ہیں مثلاً۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى (سورۃ طٰہٰ۔۲۰۔آیت ۵) یعنی وہ بڑے مرتبے والا عرش پر قابض ہوا۔ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا (سورۃ فجر ۸۹۔آیت ۲۲) یعنی جب کہ آئے گا تیرا پروردگار آئیں گے فرشتے صفوں کی صفیں ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى (سورۃ نجم۔۵۳ آیت ۸ سے ۹) پھر نزدیک ہوا پس اتر آیا پھر رہے گا فرق دو کمان کی برابر یا اس سے بھی نزدیک يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (سورۃ نجم۔۴۸۔آیت ۱۰) یعنی اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے اوپر ہے وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ (سورۃ رحمٰن۔۵۵۔آیت ۲۷) یعنی باقی رہے گا منہ تیرے رب کا يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ (سورۃ قلم۔۶۸۔آیت ۴۲) جس دن کھولی جائے گی پنڈلی اور ابو ہریرہؓ سے صحیح بخاری ومسلم میں مروی ہے واما النار فلا تمتلے حتی یضع اللہ رجلہ یعنی دوزخ نہیں بھرنے کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا پاؤں رکھے گا اور ابو ہریرہؓ سے بخاری ومسلم نے روایت کی ہے حضرت محمدؐ نے فرمایا ہے لما قضی اللہ الخلق کتب کتابا فهو عنده فوق عرشه جب کہ مقدر کیا اللہ تعالیٰ نے پیدا کرنا مخلوق کا تو ایک کتاب لکھی پس وہ کتاب اللہ تعالیٰ کے پاس اس کے عرش پر ہے اور ابو ہریرہؓ

Marfat.com

سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ ینزل ربنا تبارک و تعالیٰ کل لیلة الی السماء الدنیا نزول فرماتا ہے رب ہمارا ہر رات میں طرف آسمان دنیا کے اور احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو امامہ سے روایت کی ہے کہ حضرت محمدؐ نے فرمایا وعدنی ربی ان یدخل الجنة من امتی سبعین الفا بلاحساب علیھم ولا عذاب مع کل الف سبعون الفا وثلث حثیات من حثیات ربی وعدہ کیا ہے مجھ سے پروردگار میرے نے کہ داخل کرے گا جنت میں میری امت سے ۷۰ ہزار بلا حساب و عذاب کہ ہر ہزار کے ساتھ ستر اور تین لپیں میرے رب کے لپوں سے ہوں گے اور عبداللہ بن مسعودؓ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے ان اللہ یمسک السموات یوم القیامة علی اصبع والارض علی اصبع الخ یعنی اللہ تھامے قیامت کے دن آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمین کی دوسری انگلی پر اور عبداللہ بن عمر سے مسلم نے روایت کی ہے حضرت محمدؐ نے فرمایا ہے ان قلوب بنی ادم بین اصبعین من اصابع الرحمن تمام بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان میں ہیں اور مسلم نے روایت کی ہے یمین اللہ ملئی یعنی اللہ کا داہنا ہاتھ بھرا ہوا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ یہ کلام ظاہری اور ظنی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا جسمیت سے منزہ ہونا یقینی ہے اور یقینیات کے مقابلے میں ظنیات کا اعتبار نہیں اور یہ بھی مسلمات سے ہے کہ جب کہ دو دلیلیں آپس میں مخالف ہوں تو ان پر اس طرح عمل کرنا چاہئے کہ ظواہر کی تاویل کر دینا چاہئے اور اس تاویل کی دو صورتیں ہیں ایک تاویل اجمالی وہ یہ ہے کہ اعتقاد کرے کہ جو کچھ ان سے مراد ہے وہ حق ہے اور ان کی کیفیت کو معلوم کرنے کے درپے نہ ہو اور تفصیل ان کی اللہ تعالیٰ کے تفویض کر دے پس استویٰ حق تعالیٰ عرش پر اور اسی طرح ید و وجہ و ساق و قدم و اصبع و حثیات وغیرہ کہ قرآن و حدیث اس پر ناطق ہیں خبر متواتر اور اجماع سلف سے ہم کو پہنچاتا ہے کہ یہ الفاظ اپنے معانی ظاہری پر محمول ہیں مذہب اسلم یہی ہے اور سلف نے یہی اختیار کیا ہے اور صحابہ کا سارا عصر اسی حالت پر گزرا تھا یہاں تک کہ اکثر متکلمین متاخرین نے دوسری راہ تاویل تفصیلی کی اختیار کی مثلاً مراد استوا سے استیلا اور ید سے قدرت اور وجہ سے ذات ہے اور مراد قدم سے حدیث نار میں قدم بعض مخلوقات الٰہی کا ہے اور رب کے نزول فرمانے سے مراد یہ ہے کہ حکم اس کا اور رحمت اس کی یا ملائکہ اس کے اترتے ہیں اور حثیات یعنی لپیں یا مٹھیاں کنایہ ہے کہ کثرت اور مبالغہ سے اور اصبع کنایہ ہے تصرف اور غلبہ قدرت اور عظمت الٰہی سے اور اصلی معنی مراد

Marfat.com

نہیں ذہبی نے سیر النبلا میں قتیبہ اور علی بن مدینی اور اسحاق بن راہویہ اور مزنی اور ابو حاتم رازی وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ اس قسم کے الفاظ کی تاویل نہیں کرتے تھے ظاہری معنی پر حمل کرتے تھے اور بھی ذہبی نے کتاب العرش میں اسی قسم کے اقوال کے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حق جل شانہ عرش پر ہے بلا کیف صدہا صحابہ اور تابعین اور فقہا اور محدثین سے نقل کئے ہیں اور احادیث نبویہ بھی جو اللہ تعالیٰ کے عرش پر ہونے پر دلالت کرتی ہیں ذکر کی ہیں اور کتاب فقہ مالکی میں لکھا ہے کہ اللہ کی ذات عرش پر ہے اور اس کا علم ہر مکان میں ہے۔ اور ملا علی قاری کی شرح قصیدہ بدء الامالی اور ابن ہمام حنفی مولف فتح القدیر کی مسایرہ اور ابن عبدالعزیز بخاری حنفی کی کتاب کشف الاسرار شرح اصول بزدوی اور ابوشکور حنفی کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب صحابہ وغیر صحابہ و آئمہ وغیر آئمہ حنفیہ وغیر حنفیہ سب کا یہ ہے کہ حق جل شانہ کی فوقیت عشر پر دید و وجہ غیر صفات بلا کیف ہیں اور تاویل کرنا ان سب کی صحیح نہیں تاویل کا منشا صرف اسی قدر ہے کہ جب مجسمہ نے اس قسم کی آیات و احادیث سے تجسم کا خیال کیا تو علما نے ان کے الزام و اسکات کے واسطے تاویل کرنا شروع کیا نہ اس غرض سے کہ یہ معانی ماول مراد ہیں بلکہ اس غرض سے کہ تجسم کا شبہ دفع ہو جائے ورنہ یہ الفاظ سب معانی ظاہرہ پر محمول ہیں اور کیفیات ان سب کی مجہول ہیں اور اس میں تجسم بھی لازم نہیں آتا ہے کیونکہ جب کیفیت مجہول کی گئی اور اس بات کا بھی خیال رہا کہ اللہ کے مثل کوئی شے نہیں ہے اور تنزیہ پورے طور پر کی گئی تو تجسم کسی طرح لازم نہ آئے گا پس مراد آگہی پر ایمان لانا چاہئے اور ان کی تاویلات سے سکوت اولیٰ ہے۔ اور یہ جو اس قول کے رد میں کہا ہے کہ اگر اسی طرح ہو تو قرآن معلوم المعنی نہ رہے (تفسیر عزیزی) اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کے نزول کا فائدہ صرف فہم معانی میں منحصر نہیں کہیں مجرد ایمان ہی مطلوب ہوتا ہے چنانچہ متشابہات میں یہی منظور ہے۔ تاویل الاحادیث میں شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ صفات تشبیہی باری تعالیٰ مثل ہاتھ پاؤں وغیرہ میں صراط مستقیم یہی ہے کہ ان کے ظواہر پر چھوڑا جائے اور ان کی کیفیت وجود سے بحث و تفتیش نہ کی جائے اور مجملاً یہ اعتقاد رکھے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ سے ارادہ کیا ہے وہی حق ہے اور باوجود ظاہر پر چھوڑنے کے یہ نہ کہے کہ یہ ارادہ کیا ہے اور وہ ارادہ نہیں کیا کیونکہ نہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مسائل کی تحقیق کیفیت میں بحث کی اور نہ ان کے اصحاب نے اور نہ تابعین نے ایسی تدقیقات میں اول معتزلہ مشغول ہوئے کہ انہوں نے فلاسفہ سے جو

Marfat.com

اسلام کے مخالف تھے ایسی باتیں چرائیں پھر بعض اہل سنت نے بھی ایسی تدقیقات میں معتزلہ کی موافقت کی۔ شرح عمدہ نسفی میں لکھا ہے مشبہ کے نزدیک کسی شے کا وجوب عقل کے ذریعہ سے ثابت نہیں ہوتا پس نہ ایمان باللہ کو عقل واجب کرتی ہے اور نہ عقل سے ایمان کی خوبی اور کفر کا قبح دریافت ہوسکتا ہے بلکہ یہ سب باتیں شرح سے جانی جاتی ہیں۔

مشبہ کے مختلف فرقے ہیں بعض تو اتنا ہی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے ساتھ مشابہ کرتے ہیں اور حادثات کے ساتھ اس کی تمثیل بیان کرتے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مانند اجسام کے ہے اور گوشت اور خون کی مثل ہے اور بعض یہاں تک غلو کرتے ہیں کہ اس کو مخلوق اور حادث بنادیتے ہیں اس لئے کہ کہتے ہیں وہ جسم ہے اور خون ہے اور گوشت ہے ایسے فرقے مجسمہ کہلاتے ہیں اور ان میں سے سب ہی ایک ہی طریقے پر نہیں ہیں کوئی شیعہ غلاۃ میں داخل ہے کوئی امامیہ ہے کوئی کرامی ہے وغیرہ وغیرہ مگر سب خاص اس بدعت میں مشترک ہیں چنانچہ تھوڑا سا بیان ان کا غلاۃ شیعہ و امامیہ کے فرقہ ہائے ہشامیہ وجوالقیہ و بنانیہ ومغیریہ ومیثمیہ و یونسیہ میں ہوچکا ہے اور جو صرف مشبہ ہیں ان کا ذکر یہاں ہوتا ہے۔

مقاتلیہ

یہ ابوالحسن مقاتل بن سلیمان بن بشیر ازدی کی طرف منسوب ہیں شہرستانی نے ملل و نحل میں لکھا ہے کہ سرخیل مشبتین صفات الٰہی میں سے مقاتل بن سلیمان ہیں اور شیعہ و کرامیہ نے انہی کی اتباع کی ہے ان لوگوں نے یہاں تک مبالغہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کو خلق کے مشابہ کردیا غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم ہے اور جثہ ہے انسان کی صورت پر وہ گوشت اور خون اور اعضا سر زبان گردن رکھتا ہے مگر یہ چیزیں اس کی مخلوق میں سے کسی کے مشابہ نہیں نہ مخلوق میں سے کوئی اس کے مشابہ ہے یعنی اگر چہ اللہ اسم اعضا کے اطلاق میں اشیا کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے مگر حقیقت میں دونوں باہم مخالف ہیں۔ تاج المکلل میں لکھا ہے کہ مقاتل ۱۵۰ ہجری میں بصرے میں فوت ہوئے تھے اصل ان کی بلخ سے ہے علامہ عصر تھے علما ان کے باب میں مختلف خیالات رکھتے ہیں بعض ان کی روایات کو قابل وثوق سمجھتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ کذب ہیں اور ابوحاتم محمد بن حبان بستی نے کہا ہے کہ مقاتل علم قرآن کو یہود و عیسائی سے سیکھا کرتے تھے جو کچھ ان کی کتب

Marfat.com

توریت وانجیل کے مطابق ہوتا اخذ کرتے اور یہ مشبہ تھے رب العالمین کو مخلوقات کے مشابہ کرتے تھے میزان الاعتدال کی جلد ثانی میں ذہبی لکھتے ہیں کہ حضرت ابوحنیفہ نے فرمایا ہے کہ جہم نے نفی تشبیہ میں یہاں تک مبالغہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی چیز نہیں اور مقاتل نے اثبات صفات الٰہی میں اتنی افراط کی کہ اللہ کو مثل مخلوق کے بنادیا۔ تاریخ ابن خلکان میں مذکور ہے کہ مقاتل نے بغداد میں علم حدیث حاصل کیا تفسیر قرآن میں یکتائے عصر تھے ایک تفسیر ان کی مشہور ہے شافعی سے حکایت کی گئی ہے کہ تمام آدمی تین چیزوں میں تین شخصوں کی عیال ہیں مقاتل بن سلیمان کے تفسیر میں اور زہیر بن ابی سلمٰی کے شعر میں اور حضرت ابوحنیفہ کے کلام میں۔ ابراہیم حربی نے کہا ہے کہ مقاتل دعویٰ کرتے ہیں کہ عرش کے تلے جو کچھ ہے اس کا حال مجھ سے دریافت کرو ایک آدمی نے یہ بات سن کر ان سے سوال کیا کہ جب آدم علیہ السلام نے حج کیا تھا تو کس نے ان کا سر مونڈا تھا مقاتل نے کہا کہ یہ بات تمہارے علم سے نہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے اس دعوے میں نیچا دکھانا چاہا اور سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ جب انہوں نے وہ دعوی کیا تو ایک شخص نے ان سے دریافت کیا کہ چیونٹی کو آپ جانتے ہیں بھلا فرمایئے تو اس کی آنتیں حصہ مقدم میں ہوتی ہیں یا موخر میں مقاتل اس سوال سے متحیر ہو کر رہ گئے۔ سفیان کہتے ہیں کہ میں نے سمجھ لیا کہ یہ ان کو اس تعلّی کی اللہ نے سزادی ہے اور مقاتل کا میلان ارجا کی طرف بھی تھا ان کا قول ہے کہ قیامت کے دن اللہ دوزخ کے اوپر ایک راستہ بچھائے گا اور مومن گناہگاروں کو اس پر سے گزرنے کا حکم ہوگا پس ان کو دوزخ کی آنچ اور حرارت بمقدار گناہ کے پہنچے گی اور اس الم میں ان کا عذاب پورا کرلیا جائے گا پھر جنت میں داخل کیے جائیں گے۔

حشویہ

یہ اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ جسم ہے کہ طول وعرض وعمق اور گوشت وخون رکھتا ہے اس کے اعضا بھی ہیں مگر یہ سب چیزیں اس کی مخلوق سے مغائر ہیں اور کعبی نے بعض حشویہ سے حکایت کی ہے کہ ان کا زعم یہ ہے کہ اللہ کا دیدار دنیا میں ہوجانا بھی جائز ہے اور کہتے ہیں کہ عرش اللہ کے چاروں طرف سے چار چار انگل زیادہ اور بڑھا ہوا ہے۔ (منہاج السنتہ جلد اوّل)۔ ان کے نزدیک سوا بنی امیہ کے کوئی اور امام نہیں اور رسول اللہؐ میں سے کسی کو امام نہیں مانتے۔ اسمائے الٰہی کے ان کے نزدیک تین مراتب ہیں اسمائے ذات

Marfat.com

سمائے صفات اور اسمائے افعال۔

شہرستانی نے ملل ونحل میں حشویہ کے ذکر میں بیان کیا ہے کہ اشعری نے محمد بن عیسٰی سے حکایت کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ معزر اور کہمش اور محمد ہجیمی کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ کے دوستوں کو اس کے ساتھ مصافحہ اور معانقہ کرنا اور اللہ کو چھونا جائز ہے اور اللہ کے دوستان صادق دنیا و آخرت میں اسے گلے ملتے ہیں اور ان کو یہ مرتبہ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب کہ انسان بہت سی ریاضات کر کے حد اخلاص واتحاد تک پہنچ جاتا ہے۔ اور داؤد جوار بی سے حکایت کی ہے وہ کہا کرتا تھا کہ مجھے اللہ کی داڑھی اور شرمگاہ کے سوال سے تو معاف رکھو کیونکہ خبر میں یہ دو چیزیں ثابت نہیں ہوئیں باقی اور سب چیزوں سے سوال کرو اور کہا اللہ تعالٰی جسم اور گوشت اور خون ہے اس کے لئے اعضا ہیں اس کی ہاتھ پاؤں سر زبان دو آنکھیں دو کان رکھتا ہے مگر اس کی یہ چیزیں ایسی نہیں جیسی مخلوقات کی ہوتی ہیں اللہ کی اور مخلوق کی یہ چیزیں باہم مشابہ نہیں اور داؤد کا یہ بھی عقیدہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالٰی سر سے سینے تک کھوکھل ہے باقی ٹھوس ہے اس کے بال سیاہ اور سیدھے ہیں اور اس کے بال گھونگریالے بھی ہیں اور جو کچھ قرآن وحدیث سے ثبوت کو پہنچتا ہے مثلاً ہاتھ منہ پہلو آنا جانا فوقیت وغیرہ یہ سب الفاظ اپنے معانی ظاہری پر جاری ہیں یعنی جب ان کو اجسام پر اطلاق کرتے ہیں اور جو کچھ مفہوم ہوتا ہے وہی اللہ تعالٰی کے حق میں بھی مراد ہے اور اس قسم کی باتیں اللہ تعالٰی کے لئے بہت کچھ ثابت کی تھیں اور احادیث میں بہت سی باتیں اپنی طرف سے لگا کر ان کو پیغمبرؐ کی طرف منسوب کیا تھا اور یہ تمام باتیں یہود کے ہاں سے لی تھیں اس لئے کہ اللہ کے لئے تشبیہ ان ہی میں بہت ہے۔

حشویہ کے نزدیک انبیا معصوم نہیں ان سے عمداً گناہ کبری کا صدور ممکن ہے اور بہت سے دلائل اس بات پر ظاہر کرتے ہیں چنانچہ بعض دلائل ان کے یہ ہیں۔

(اول): حضرت آدمؑ کی نسبت قرآن میں وارد ہے وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ (سورة طٰہٰ۔۲۰۔آیت۔۱۲۱) یعنی آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔ (۲) فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ (سورة بقرہ۔۲۔آیت ۳۷) پھر آدم نے اپنے رب سے کئی باتیں سیکھ لیں پس اللہ نے اس کی توبہ قبول کی اور ظاہر ہے کہ توبہ گناہ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ (۳) آدمؑ کی زبانی قرآن میں آیا ہے رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (سورة اعراف ۷۔آیت ۲۳) یعنی اے پروردگار ہم نے ظلم کیا گر

Marfat.com

تو ہمارے گناہ نہ بخشے گا تو ہم زیاں وں میں سے ہو جائیں گے۔ ظلم سے مراد گناہ ہے اور یہ جو آدمؑ نے کہا کہ اگر تو نہ بخشے گا تو ہم زیاں روں میں سے ہوں گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گناہ کبیرہ تھا۔ (۴) قرآن میں ہے فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَ فِيْهِ (سورۃ بقرہ۔۲۔آیت۔۳۶) یعنی آدمؑ وحواؑ کو شیطان نے لغزش دی اور ان کو وہاں کے آرام سے نکال دیا لغزش دینے سے جنت سے نکالا جانا صاف دلالت کرتا ہے کہ آدم علیہ السلام سے گناہ کبیرہ صادر ہوا۔ (۵) آدمؑ وحواؑ کے حق میں اللہ فرماتا ہے فَلَمَّا اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا (سورۃ اعراف۔۷۔آیت ۱۹۰) یعنی جب ان کو صحیح و سالم لڑکا دیا تو اللہ کے لئے شریک اس چیز میں مقرر کرنے لگے کہ ان کو دیا تھا اور شرک اکبر الکبائر ہے۔

(دوم)۔ حضرت ابراہیمؑ کے حق میں قرآن میں وارد ہے فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ (سورۃ انعام۔۶۔آیت۔۷۶) جب ڈھک لیا اس کو رات نے ایک سیارے کو دیکھا کہا یہ میرا پروردگار ہے پس اگر حضرت ابراہیمؑ نے اپنے سچے اعتقاد سے سیارے کو پروردگار کہا تو شرک کیا اور اگر سچے اعتقاد سے نہیں کہا تو جھوٹ بولا۔ (۲) قرآن میں ہے اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى (سورۃ بقرہ۔۲۔ آیت ۲۶۰) یعنی جس وقت حضرت ابراہیمؑ نے کہا اے رب میرے تو مجھ کو دکھا کہ کیوں کر تو مردوں کو زندہ کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ کو شک تھا کہ اللہ تعالیٰ کو مردے کے زندہ کرنے کی قدرت ہے یا نہیں اور یہ شک ہی کفر ہے۔

(سوم): حضرت موسیٰؑ نے ایک بنی اسرائیل کی حمایت میں ایک قبطی کے مکا مارا جس کے صدمے سے وہ مر گیا اور قبطی کا مار ڈالنا محض ناحق تھا اور اس کو امر اتفاقی نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ حضرت موسیٰؑ نے اس کے مرجانے کے بعد خود کہا هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ (سورۃ قصص۔۲۸۔آیت۔۱۵) یہ حرکت شیطان کی ہوئی تحقیق وہ دشمن گمراہ کرنے والا ہے پس قتل عمد تھا کہ محض خصومت کی راہ سے وقوع میں آیا چونکہ اسی واسطے حضرت موسیٰؑ نے پروردگار کے آگے استغفار کیا۔ (۲) سورۃ اعراف میں ہے لَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْ بَعْدِيْ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗۤ اِلَيْهِ (سورۃ اعراف۔۷۔آیت ۱۵۰) یعنی جب موسیٰؑ اپنی قوم کی طرف لوٹ کر آیا غصے سے افسوس کرتا

Marfat.com

ہوا بھائی کو کہا کیا بری نیابت کی تم نے میری بعد میرے تم نے کیوں جلدی کی اپنے رب کے حکم سے اور تختیاں ڈال دیں اور بھائی کا سر پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگا ظاہر ہے حضرت ہارونؑ بھائی موسیٰؑ پیغمبر تھے اب یہاں دو صورتیں ہیں کہ یا موسیٰؑ نے کسی گناہ کی پاداش میں ان کو یہ نصیحت کی یا ناحق ان کو ستایا اگر پہلی صورت صحیح ہے تو ہارونؑ کا گناہ لازم آتا ہے اور دوسری صورت کی صحت میں موسیٰؑ گنہگار ٹھہرتے ہیں اور بہر صورت نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انبیا سے صدور معصیت جائز ہے۔

(چہارم): حضرت داوٗدؑ اپنے کوٹھے پر کھڑے تھے کہ ایک عورت پر نظر جا پڑی وہ نہایت خوبصورت تھی پسند آ گئی حضرت داوٗدؑ نے اس کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ عورت اوریا کی منکوحہ یا منگیتر ہے اور اوریا ان دنوں حضرت داوٗدؑ کے بھانجے ثواب نامی کے ہمراہ بلقا کی طرف قلعہ کے محاصرے میں مشغول تھا حضرت داوٗدؑ نے اپنے بھانجے کو کہلا بھیجا کہ اوریا کو تابوت سکینہ دے کر اعدائے دین سے لڑنے کو بھیجے اور اس زمانے میں حال یہ تھا کہ جو کوئی تابوت سکینہ لے کر لڑائی میں جاتا تھا اتنا لڑتا تھا کہ فتح یاب ہوتا تھا یا مارا جاتا تھا چنانچہ اوریا بھی ایک لڑائی میں مارا گیا حضرت داوٗدؑ نے اس عورت سے نکاح کر لیا اور حضرت داوٗدؑ کے نکاح میں ۹۹ عورتیں پہلے سے تھیں اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے ان کے پاس بھیجے ان میں سے ایک نے دوسرے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ اِنَّ هٰذَآ اَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ (سورۃ ص ۳۸۔ آیت ۲۳) یعنی یہ شخص میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے بھیڑیں موجود ہیں اور میرے پاس ایک بھیڑ ہے مجھ سے کہتا ہے کہ وہ ایک بھیڑ بھی مجھ کو دے دے تا کہ سو پوری ہو جائیں اور مجھ سے سختی کے ساتھ کلام کرتا ہے سو یہ فتویٰ اس رمز کا تھا کہ جن انبیا سے ایسی فعل وقوع میں آئے کہ کسی عورت شوہر دار کے خاوند کو قتل کرا کر اس کی بیوی نکاح میں لائے تو اوروں سے کیا بعید ہوگا۔

(پنجم): حضرت سلیمانؑ کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِذْ عُرِضَ عَلَیْهِ بِالْعَشِیِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِیَادُ (سورۃ ص ۔ ۳۸ ۔ آیت ۔ ۳۱) جس وقت کہ پیش کئے گئے سلیمانؑ کے سامنے تیسرے پہر کو عمدہ عمدہ گھوڑے حضرت سلیمانؑ کے سامنے یہ گھوڑے پچھلے دن میں پیش ہوئے تھے بعد نماز عصر وہ ان کے دیکھنے میں مصروف ہوئے آخر دن میں ورد پڑھا کرتے تھے وہ فوت ہو گیا اور بعض کہتے ہیں کہ اس تماشے کی وجہ سے عصر کی نماز قضا

Marfat.com

ہوگئی اور آفتاب غروب ہوگیا اور وہ نماز ان پر فرض تھی فَقَالَ اِنِّیْ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ (سورۃ ص ۔ ۳۸ ۔ آیت ۔ ۳۲) حضرت سلیمانؑ نے کہا تحقیق میں نے مال کی محبت کو اپنے رب کی یاد سے دوست رکھا یہاں تک کہ سورج اوٹ میں چھپ گیا خلاصہ کلام یہ ہے کہ گھوڑوں کی دل لگی میں نماز فوت کردینا اور یاد الٰہی سے غافل ہوجانا گناہ ہے۔

(۲) اللہ فرماتا ہے وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِیْ (سورۃ ص ۔ ۳۸ ۔ آیت ۳۴) یعنی ہم نے حضرت سلیمانؑ کو جانچا اور ہم نے اس کے تخت پر ایک بدن ڈال دیا پھر اس نے رجوع کیا حق کی طرف بولا اے میرے رب معاف کر مجھ کو کیفیت اس واقعہ کی یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے ایک بت پرست کافر کی بیٹی سے نکاح کیا تھا اس کا باپ ان کے لشکر کے ہاتھ سے مارا گیا تھا وہ لڑکی رات دن اپنے باپ کے غم میں روتی رہتی تھی حضرت سلیمانؑ نے اس کے کہنے سے ایک مجسمہ اس کے باپ کا تیار کرادیا تاکہ اس کو دیکھ کر اپنے دل کو تسلی کرتی رہے لڑکی اپنی موروثی عادت کے موافق اس کی پرستش کرنے لگی چالیس دن کے بعد حضرت سلیمانؑ کو صورت واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اس بت کو توڑا اور اس لڑکی پر خفا ہوئے اور خلوت خانے میں بیٹھ کر استغفار میں مشغول ہوئے جب استنجے کو جاتے تو انگوٹھی ایک خادمہ کو سپرد کرجاتے اس میں اسم اعظم لکھا تھا ایک جن اس خادمہ کو بہکا کر انگوٹھی لے گیا اپنی صورت حضرت سلیمانؑ کی سی بنالی جب ان کو یہ حال معلوم ہوا تو اس کے خوف سے نکل گئے جب ان کا قصور اللہ نے معاف کیا تو چھ مہینے کے بعد شراب کے نشے میں وہ انگوٹھی اس جن کے ہاتھ سے دریا میں گر پڑی مچھلی نگل گئی وہ شکار ہوئی اس کے پیٹ میں سے وہ انگوٹھی نکلی اور حضرت سلیمانؑ کو ملی وہ لے کر اپنے تخت سلطنت پر پھر آئے پس جسد ملقی عبارت اس جن سے ہے۔

(ششم): حضرت یونسؑ نے بادشاہ ملک نینوا و موصل کو نصیحت کی جب اس نے نہ مانا تو اس سے کہا کہ اگر میری بات پر ایمان نہ لائے گا تو تجھ پر چالیس دن میں عذاب الٰہی نازل ہوگا اور جناب الٰہی میں عرض کی کہ میرے اس وعدے کو پورا کر ورنہ میں خفا ہوں گا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نے عذاب کا وعدہ دینے میں جلدی کیوں کی اب صبر کرنا چاہیے ایمان ان کا مقدر ہے راہ راست پر آجائیں گے حضرت یونسؑ اس بات سے بہت غمگین

Marfat.com

ہوئے اور ایک مہینے کے بعد مع قبائل اس شہر سے نکلے راستے میں دریا میں گرائے گئے مچھلی ان کو نگل گئی وہاں استغفار کیا سو باہر آئے اسی طرف اشارہ ہے اس آیت میں وَذَا النُّوْنِ اِذْذَّهَبَ مُغَاضِباً فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ (سورۃ الانبیاء۔۲۱۔آیت۔۸۷) یعنی یونسؑ جب خفا ہو کر چلا گیا اور سمجھا ہم اس کو نہ پکڑ سکیں گے حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت یونسؑ نے ایک تو بے حکم الٰہی ان لوگوں سے عذاب آنے کا دن مقرر کر دیا دوسرے غضب کی حالت میں وہاں سے کہیں چل دئے اور غضب گناہ ہے تیسرے گمان کیا کہ اللہ قادر نہیں ہے اور قدرت الٰہی میں شک کرنا کفر ہے۔

کرامیہ

یہ فرقہ ابوعبداللہ محمد بن کرام بن حراق بن خرابہ بجستانی کی طرف منسوب ہے لفظ کرام میں کاف مفتوح اور رائے مہملہ مشدد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کاف کے کسرے اور رائے مہملہ کی تخفیف سے ہے۔ یہ شخص بعد سنہ دوسو ہجری کے گزرا ہے کم علم تھا ہر ایک مذہب سے اس نے تھوڑے بہت مسائل رطب ویابس لے لئے تھے اور ان کو لکھ کر اپنی کتاب میں لکھ کر رواج اس کا ممالک اغنام وغرجہ وغور وعلاقہ خراسان میں دیا تھا اس لئے اس کا نام ہو گیا اور ایک مذہب ٹھہر گیا سلطان محمود بن سبکتگین اس کے مذہب کے ناصر و مددگار تھے ان کی طرف سے اہل حدیث وشیعہ پر آفت رہی محمد بن کرام نے اثبات صفات میں یہاں تک غلو کیا کہ نوبت تجسیم وتشبیہ کی پہنچی حج سے پھر کر شام میں آیا زغرہ میں بماہ صفر ۲۵۵ ہجری مر کر بیت المقدس میں مدفون ہوا وہاں سے اس کے متبع بیس ہزار سے زیادہ تھے ان شہروں میں ان کے سوا اور بہت لوگ تھے جن کا شمار نہیں ہو سکتا ہے اور کرامیہ کئی گروہ ہیں ایک عابذیہ دوسرے اسحاقیہ تیسرے ثونیہ چوتھے زریبیہ پانچویں واحدیہ چھٹے ہیصمیہ وغیرہ لیکن یہ سب ایک ہی فرقہ گنا جاتا ہے اس لئے کہ بعض ان کے تکفیر بعض کی نہیں کرتے یہ سب کے سب مجسمہ ہیں اتنی بات ہے کہ ان میں بعض کا قول یہ ہے کہ اللہ قائم بنفسہ ہے اور بعض اس کو اجزائے موتلفہ کہتے ہیں اور اس کے لئے جہات ونہایات بتاتے ہیں ان کے اعتقاد میں اللہ جسم ہے اور اس کی حد ونہایت ہے اسفل کی طرف اور اس کا ملاقات کرنا اجسام ماتحت سے جائز ہے اور وہ عرش پر ہے اور عرش جانب بالا سے اس کا مماس ہے اور جائز ہے یہ بات کہ اللہ تعالیٰ حرکت اور نزول کرے اور ان میں باہم اس امر میں اختلاف ہے

Marfat.com

کہ اللہ تعالیٰ تمام عرش پر ہے یا عرش کے بعض حصے پر متاخرین کرامیہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر نہیں بلکہ عرش کے محاذی ہے اوپر کی جانب سے پھر ان میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس میں اور عرض میں متناہی دوری ہے اور محمد بن ہیصم کہتا ہے کہ نامتناہی دوری ہے اور وہ عالم کے مبائن ہے یہ شخص تحیز و محاذات کی نفی کرتا ہے فوقیت و مبانیت کو ثابت کرتا ہے جو کرامیہ باری تعالیٰ کو فوق کی جہت میں کہتے ہیں نہایت کی بابت ان میں اختلاف ہے بعض نہایت کو جہات ستہ میں ثابت کرتے ہیں بعض جہت تحت میں اور جو نہایت کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ باری تعالیٰ عظیم ہے ان میں سے بعض عظمت کے یہ معنی کہتے ہیں کہ وہ باوجود وحدت کے جمیع اجزائے عرش پر ہے عرش اس کے نیچے ہے بعض کہتے ہیں کہ عظمت کے یہ معنی ہیں کہ وہ جمیع اجزائے عرش سے ملا ہوا ہے اور کرامیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ محل حوادث ہے یعنی قول وارادہ ادراکات و مرئیات و مسموعات کا محل ہے اور یہ سب حادث ہیں اور جو حوادث اس کی ذات میں حلول کیے ہوئے ہوتے ہیں انہیں پر قدرت رکھتا ہے اور جو اس میں حلول کیے ہوئے نہیں بلکہ اس کی ذات سے الگ ہیں ان پر اس کو قدرت نہیں اور کرامیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ حادث اس وقت قائم ہوتا ہے جب کہ اللہ کو مخلوق کے ایجاد کرنے میں اس کی احتیاج پڑے پھر کرامیہ کے فرقوں میں باہم اختلاف ہے بعض کی یہ رائے ہے کہ جس حادث کی اللہ تعالیٰ کو احتیاج ہوتی ہے وہ ارادہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ قول کن ہے (کہ امر ہے بمعنی ہو) پس جب ضرورت ہوتی ہے تو قدرت الٰہی اس قول کو یا ارادے کو ذات الٰہی میں پیدا کر دیتی ہے اور وہ قدرت قدیم ہے پھر باقی مخلوقات اس ارادے یا قول کن کے ذریعہ سے ظہور میں آتی ہے کہ امیہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جو حادث اللہ کی ذات سے قائم ہوتا ہے اس کا نام حادث ہے اور جو اس کی ذات سے قائم نہیں ہو سکتا اسے محدث کہا کرتے ہیں حادث نہیں کہتے کرامیہ کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے صفات و افعال توقیفی ہیں اور ان کا قول ہے کہ حسن و قبح اللہ کی طرف سے حکم کا موجب ہوتا ہے کیونکہ اللہ ہی حاکم ہے پس اگر فرض کر لیا جائے کہ رسول نہ آتے اور شرع نہ ہوتی اور اللہ تعالیٰ افعال ایجاد کرتا تو افعال اسی طرح واجب ہوتے جس طرح شریعت حقہ میں اب واجب ہوئے ہیں اور ان کا اعتقاد یہ ہے کہ اگر اللہ کسی کو اپنے بندوں میں ایسا جانتا کہ وہ ایمان نہ لائے گا تو اس کا پیدا کرنا ہی عبث ہوتا اور اس کا نبوت اور رسالت دو صفتیں ہیں جو نبی کی ذات کے ساتھ قائم ہوتی ہیں اور اس کی

Marfat.com

ذات سے مخصوص ہوتی ہیں مگر وحی اور کار تبلیغ اور معجزہ اور عصمت اس کی ذات کے ساتھ مختص نہیں دوسرے لوگ بھی ان سے متصف ہو سکتے ہیں اور جس کسی میں یہ اوصاف موجود ہوں وہ رسول ہے خواہ اس کو رسول بنا کر بھیجا ہو یا نہ بھیجا ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایسے ہی آدمی کا رسول بنانا واجب ہے اور جس میں ایسے اوصاف نہ ہوں اس کا رسول بنانا جائز نہیں خلاصہ یہ ہے کہ کرامیہ کے نزدیک بہت سے آدمی رسول ہیں اس وجہ سے کہ ان میں رسالت کی صفات موجود ہیں مگر ان کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف واسطے ہدایت اور دعوت کے بھیجا نہیں ہے اس لئے وہ نبی نہیں۔ نبی وہی رسول ہیں جن کو خاص اس کام کے واسطے مبعوث کیا ہے جس رسول کو اللہ نبی بنا کر بھیجتا ہے اسے ان کی اصطلاح میں مرسل کہتے ہیں اور جسے نہیں بھیجتا وہ رسول تو ہے مگر مرسل نہیں اور اللہ کو کسی مرسل یعنی کسی نبی کا انبیا میں سے معزول کرنا جائز ہے مگر رسول معزول نہیں ہو سکتا اور ان کے نزدیک انبیا سے ہر ایسے گناہ کا سرزد ہونا جائز ہے جو حد واجب کرتا ہو اور اس سے عدالت کی جاتی رہے اور اللہ پر واجب ہے کہ لگاتار رسول بھیجتا رہے اور نبی جب تک معجزہ نہ دکھائے حجت نہیں ہو سکتا اور انبیا سے کفر کا صادر ہونا جائز ہے اور دو امام کا ایک وقت میں ہونا جائز ہے حضرت علیؓ و معاویہ دونوں کو وقت واحد میں امام بتاتے ہیں مگر اتنی بات کہتے ہیں حضرت علیؓ سنت پر تھے اور معاویہ خلاف سنت پر مگر فرمانبرداری ان کی بھی رعیت پر واجب تھی ہدایہ فی اصول الدین میں لکھا ہے کہ کرامیہ کے نزدیک دو اماموں کا ایک جگہ میں ہونا بھی جائز ہے بعض کرامیہ کا یہ زعم تھا کہ اللہ کے دو علم ہیں ایک علم سے وہ سارے معلومات کو جانتا ہے اور دوسرے علم سے علم اول کو پہچانتا ہے اور کرامیہ کے نزدیک ایمان وہ اقرار ہے جو اللہ تعالیٰ نے ازل میں اپنی مخلوق سے لیا تھا جب کہ فرمایا تھا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ سورۃ اعراف۔۷۔آیت۔۱۷۲۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو سب نے کہا بلیٰ یعنی ہاں تو ہمارا رب ہے یہ قول یعنی بلیٰ کا کہنا ایمان ہے اور یہ ایمان یعنی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار سب آدمیوں میں مساویانہ موجود ہے مگر مرتدین میں نہیں۔ ان کے نزدیک منافق کا ایمان باوجود اس کے کہ اس کے ساتھ کفر بھی موجود ہے نبی کے ایمان کے برابر ہے اس وجہ سے کہ اس ایمان یعنی اقرار ازلی میں سب برابر ہیں اور کلمہ شہادت روئٹ کے وقت مرتد کے واسطے ایمان ہے اور دن کے واسطے ایمان نہیں غیر مرتد کے واسطے وہ اقرار ازلی ایمان ہے حاصل کلام یہ ہے کہ ان کے نزدیک ایمان کی حقیقت صرف اقرار زبانی ہے اور اقرار کی دو صورتیں ہیں غیر مرتدین کا

Marfat.com

خواہ وہ مومن ہوں یا کافر وہی اقرار ازلی ایمان ہے اور مرتدین کا ایمان قول مفرد ہے یعنی کلمہ شہادت کا زبان سے کہنا تعریفات شیخ ابو نصر کلی وغیرہ میں لکھا ہے کہ بعض علمائے کرامیہ کی رائے یہ ہے کہ تعذیب و تنعیم بلا زندہ کرنے میت کے واقع ہوگی۔ ابن کرام فقہ میں کئی مسائل کے ساتھ متفرد ہے کہتا تھا کہ مسافر عوض نماز خوف کے دو تکبیریں کہنا کفایت کرتا ہے اور ایسے کپڑے میں جو بالکل نجاست میں ڈوبا ہوا ہو نماز کو جائز بتاتا تھا اور یہ اعتقاد کرتا تھا کہ نماز روزہ زکوٰۃ حج اور ساری عبادات بغیر نیت کے صحیح ہوتی ہیں فقط نیت اسلام کی کفایت کرتی ہے ہاں نیت نوافل میں واجب ہوتی ہے اور نماز سے باہر آنا کھانے پینے یا جماع کے ساتھ عمداً جائز ہے پھر اس ء پر باقی نماز کو بنا کر سکتا ہے تاریخ ابو الفدا میں حالات ۵۹۵ ہجری میں مذکور ہے کہ حضرت فخر الدین رازی غیاث الدین سلطان غور کے پاس گئے تو اس نے بہت تعظیم و تکریم کی اور ایک مدرسہ ہرات میں ان کے لئے تیار کر دیا کرامیہ ہرات میں کثرت سے تھے ان پر یہ بات شاق گزری اور غور یہ عموماً اسی مذہب پر تھے امام فخر الدین شافعی تھے اور کرامیہ کے مذہب پر مناقضہ بھی کرتے رہتے تھے علمائے کرامیہ و حنفیہ و شافعیہ نے جمع ہو کر سلطان سے عرض کیا کہ امام سے ہمارا مناظرہ کرا دینا چاہئے سلطان کے حکم سے مجلس مناظرہ منعقد ہوئی سلطان اس مجلس میں تشریف لایا قاضی عبدالمجید بن عمر المعروف بابن القدرہ نے جو کرامیہ ہیصمیہ کے طریقے پر تھا امام سے بحث کی جب سلطان اٹھ گیا تو امام نے قاضی کو بہت کچھ ملامت کی کرامیہ کو قاضی نے اشتعال طبع ولا کے عذر کی صورت پیدا کر دی سلطان نے ان کو سمجھا کر شورش دفع کی اور امام کو وہاں سے رخصت کر دیا۔

منہالیہ

یہ منہال بن میمون کے متبع ہیں۔

فرقہ اول سالمیہ

یہ ابوالحسن بن سالم کی طرف منسوب ہیں یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کی حقیقت حروف اور آواز ہیں لیکن یہ چیزیں محدث نہیں ہیں ان کے نزدیک قرآن مع حروف اور آواز کے قدیم ہے اور اللہ اسی کے ساتھ متکلم ہے پس یہ کلام لفظی کو قدیم مانتے ہیں کیوں کہ بغیر

Marfat.com

حروف اور آواز کے کلام کا ہونا عقلاً ممنوع ہے کوئی معنی امر و نہی اور خبر نہیں ہوسکتا غنیتہ الطالبین میں لکھا ہے کہ ابن سالم کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں امت محمدؐ کے ایک آدمی کی صورت میں نظر آئے گا اور وہ قیامت میں انس وجن اور ملائکہ اور حیوانات سب خلق پر ظاہر ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا ایک بھید ہے کہ اگر وہ اسے ظاہر کردیں تو بیر عالم میں خلل آجائے اور انبیاء کے لیے ایک راز ہے اگر وہ اسے ظاہر کردیں تو ان کی نبوت باطل ہوجائے اسی طرح علما کے لئے ایک بھید ہے کہ وہ اگر اسے ظاہر کردیں تو ان کا علم جاتا رہے اور اللہ کو قیامت میں کفار دیکھیں گے اور وہ ان سے حساب لے گا اور ان سے ابلیس نے حضرت آدمؑ کو دوسری مرتبہ سجدہ کرلیا تھا اور شیطان جنت میں کبھی داخل ہونے نہیں پایا اور جبریلؑ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے حالانکہ اپنی جگہ سے دور نہیں ہوتے تھے اور جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا تو ان کے نفس کو اس سے تعجب پیدا ہوا اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اے موسیٰؑ تجھ کو تیرے نفس نے تعجب میں ڈالا نظر اٹھا کر آگے کو دیکھ موسیٰؑ نے دیکھا تو ان کو سوکوہ طور نظر آئے کہ ہر ایک پر ایک موسیٰ تھا اور اللہ تعالیٰ بندوں سے طاعات چاہتا ہے گناہ نہیں چاہتا اور اللہ نے ان کے گناہوں کو ان کے ساتھ چاہا ہے ان سے نہیں چاہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قبل حصول نبوت ونزول جبریل علیہ السلام سے قرآن حفظ کیا کرتے تھے اور جب کوئی قاری قرآن کو پڑھتا ہے تو اللہ قرآن کو اس کی زبان سے ادا کرتا ہے جو لوگ قرآن کسی زبان سے سنتے ہیں تو وہ درحقیقت اللہ سے سنتے ہیں اور اللہ ہر مکان میں ہے عرش اور ماسوائے عرش میں کوئی امتیاز نہیں۔

فرقہ دوم واحدیہ

ان کو محمودیان بھی کہتے ہیں اس فرقے کا پیشوا محمود ہے محمود اپنی ذات کو شخص واحد کہتا تھا اور مہدی موعود جانتا تھا اور اس کا یہ دعویٰ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین منسوخ ہوگیا اب یہ محمود کا دین ہے۔

رسید نوبتِ رندانِ عاقبت محمود　　گذشت آنکہ عرب طعنہ بر عجم مے زد

گیلان کے علاقے میں ایک گاؤں ہے مسجوان محمود وہاں کا رہنے والا تھا سنہ چھ سو ہجری میں اس نے ظہور کیا تھا کہتا تھا کہ جب جسد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کامل ہوا تھا تو میں پیدا ہوا قرآن میں ہے۔ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (سورۃ بنی

Marfat.com

اسرائیل۔ ۱۷۔ آیت ۷۹) یعنی جلدی بھیجے گا تجھ کو پروردگار تیرا مقام محمود میں اس سے یہی مراد ہے توضیح اس بیان کی یہ ہے کہ عناصر میں قوت پیدا ہوتی ہے تو اس کو صورت معدنی حاصل ہوتی ہے پھر استعداد اس کی اور ترقی کرتی ہے تو صورت بنائی اس پر فائز ہوتی ہے پھر قوت میں اور ترقی آتی ہے تو صورت حیوانی اس کو ملتی ہے پھر ان عناصر کی قوت اس سے بھی اور زیادہ ترقی کرتی ہے تو صورت انسانی پاتی ہے ان عناصر نے جن کو صورت انسانی حاصل ہو چکی تھی ایسی ترقی کی کہ اس سے انسان کامل ظہور میں آیا اسی طرح جسد انسانی کے اجزا حضرت آدمؑ کے وقت سے ترقی میں تھے یہاں تک کہ رتبہ محمدیؐ اس کو عطا ہوا اور جب یہ اجزا بالکل کمال کو پہنچ گئے تو محمود ظہور میں آیا اور یہ کہ حضرت سرور عالم نے حضرت علیؓ سے فرمایا تھا انا وعلی من نور واحد یعنی علی اور میں دونوں ایک نور سے ہیں ولحمک لحمی وجسدک جسمی یعنی علیؓ کا گوشت میرا گوشت ہے اور علیؓ کا جسم میرا جسم ہے یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ تمام انبیا و اولیا کے اجزائے اجساد کی صفوت وقوت مل گئی تو اس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلیؓ کا جسم تیار ہوا پھر ان دونوں بزرگوں کے جسد کے اجزا جمع ہوئے تو ان سے جسد محمود بنا خاک کو نقطہ کہتا تھا اور تمام عناصر اس کے نزدیک خاک سے پیدا ہوئے ہیں اور نقطہ خاک ہی واجب اور مبدء اول ہے محمود کہتا ہے کہ سورج آگ ہے اور چاند پانی ہے اور آسمان ہوا ہے اور تناسخ کا قائل ہے اس طور پر کہ جب ذی روح مرتا ہے اور مٹی میں مل جاتا ہے تو اس کے بدن کے اجزا جمادات یا نباتات کی صورت میں ظہور کرتے ہیں اور وہ نباتات انسان یا جانور کی غذا ہو کر پھر وہی انسان یا حیوان پیدا ہوتا ہے اور نفس ناطقہ مجرد کے وجود کا قائل نہیں اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی جگہ اس نے استعین بنفسک الذی لا الہ الا ھو مقرر کیا تھا محمود کی بہت سی تصنیفیں ہیں اس کا اعتقاد تھا کہ آدمؑ اور عالم کے دورے ۶۴ ہزار سال میں تمام ہوں گے اور اپنے معتقدوں پر اس بات کی تاکید رکھتا تھا کہ ہمیشہ پارسائی اور درویشی کے ساتھ رہنا چاہئے یہ کہتا تھا کہ جب کوئی شخص بالکل تعلقات کو چھوڑ دے اور کسی چیز کی طرف رغبت نہ رکھے صرف اس قدر غذا کی ضرورت رکھے جو انفاس کے باقی رکھنے کے لیے کافی ہو تو ایسا شخص ہمیشہ ترقی کرتا رہتا ہے اور یہ واحد ہو جاتا ہے اور اللہ کے مرتبے کو پہنچ جاتا ہے اگر کسی امین کو عورت کی خواہش ہو تو چاہے کہ عمر میں ایک بار اس سے صحبت کر لے اور اگر زیادہ خواہش ہو تو سال میں دو بار ایسا کر لے اور اگر اتنا صبر نہ کر سکے تو چالیس دن کے بعد صحبت کیا کرے اور انتہا یہ ہے کہ ہفتے میں ایک بار ایسا کر لیا

Marfat.com

کرے اور کہتا تھا کہ جب کوئی جسم انسانی سے حیوانی میں اور جسم حیوانی سے نباتی میں اور نباتی سے جمادی میں یا برعکس اس کے تناسخ کرتا ہے تو اس کے اگلے جنم کی باتیں دوسرے جنم میں پہچان لی جاتی ہیں اور قاعدہ اس شناخت کا یہ ہے کہ اس پچھلے جسم میں اس کے عادات ہوتے ہیں ان سے اگلے جسم کے عادات معلوم ہو جاتے ہیں اور واحدیہ کی اصطلاح میں ایسی شناخت رکھنے والے آدمی کو کھمی کہتے ہیں اور اسی بنیاد پر انہوں نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی مجلس میں آئے اور اس شخص کو منہ سے اول جس چیز کا موالید ثلاثہ میں سے نام نکلے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس پیدائش سے پہلے وہ وہی چیز تھا جس کا نام اس کے منہ سے نکلا واحدیہ کہتے ہیں کہ جو فریب پیشہ حاجی عبائے کربلائی کہ ایک قسم کا دھاری دار کپڑا ہے پہنے پھرتے ہیں اور مکر و فریب سے کام لیتے ہیں جب یہ مریں گے تو آئندہ جنم میں اگر جسم حیوانی میں انتقال کیا تو گلہری بنائے جائیں گے اور اگر جسم نباتی میں انتقال کیا تو دھاریوں دار تربوز ہوں گے اور اگر پتھر کے جسم میں انتقال کیا تو سنگ سلیمانی بنائے جائیں گے محسی ان باتوں سے خوب واقفیت رکھتا ہے اور کرم شب تاب یعنی جگنو مشعلچی ہے کہ بتدریج نزول کر کے اس جسم میں آگیا ہے اور کتا اگلی پیدائش میں ترک قزلباش تھا اور اس کی ٹیڑھی دم تلوار ہے جس کی یہ صورت ہوگئی ہے اور لوہے کا کمال کو پہنچ جانا یہ ہے کہ اس سے کوئی نبی یا ولی مارا جائے اور ان کا قول یہ ہے کہ پیدائش اول میں حضرت حسینؓ حضرت موسیٰؑ تھے اور یزید فرعون تھا اس پیدائش میں حضرت موسیٰ نے فرعون کو دریائے نیل میں ڈبو دیا تھا اس پیدائش میں حضرت موسیٰؑ حضرت حسینؓ ہوئے اور فرعون یزید بنا اور یزید نے حضرت حسینؓ کو فرات کا پانی نہ دیا اور انہیں ہلاک کیا اور کہتے ہیں کہ جو کوئی حیوانات و نباتات و جمادات میں سے جواب سیاہ ہیں وہ پہلے سیاہ رو آدمی تھے اور جواب سفید ہیں وہ گورے آدمی تھے اور یہ تمام فرقہ سورج کی تعظیم کرتا تھا اور اسے قبلہ جانتا تھا اور ان کے یہاں ایک دعا رائج تھی کہ سورج کی طرف منہ کر کے پڑھتے تھے اس فرقے کے خواص اور ممتاز آدمی امین کے لقب سے پکارے جاتے ہیں درویش صفا اور درویش بقائے واحد اور درویش اسماعیل اور مرزا نقی اور شیخ لطف اللہ اور شیخ شہاب اور تراب اور کمال اس فرقے کے امین تھے بلکہ جتنے علما اور اولیا محمود کے عہد میں تھے یا جنہوں نے اس کے بعد ظہور کیا ہے سب کو واحدیہ محمود کا متبع قرار دیتے ہیں ایک واحدی کا قول ہے کہ خواجہ حافظ شیرازی کا بھی یہی مذہب تھا اور چونکہ محمود زیادہ تر ساحل رود ارس پر رہتا تھا۔

Marfat.com

ارس شہر تبریز (آذربائیجان) میں مشہور ندی ہے اس لئے خواجہ نے اپنے اس شعر میں فرمایا ہے۔

اے صبا گر بگذری بر ساحل رود ارس
بوسہ زن بر خاک آن وادی و مشکیں کن نفس

واحدیہ فرقے کے آدمی تمام ایران میں پھیل گئے تھے مگر اپنے مذہب کو کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے اس لئے کہ شاہ عباس بن شاہ خدابندہ صفوی نے ان میں سے ہزارہا آدمیوں کو مروا ڈالا تھا واحدیہ کہتے ہیں کہ شاہ عباس نے بھی تراب اور کمال سے یہ مذہب حاصل کرلیا تھا مگر پھر دنیا داری اور شہرت کی غرض سے ان کو مروا ڈالا اور بعض واحدیہ یہ کہتے ہیں کہ شاہ عباس امین کامل تھا پس جس کو اس مذہب میں کامل نہ پاتا اسے مروا ڈالتا اور ان کی اصطلاح میں دینہ ان لوگوں کو کہتے ہیں جنہوں نے اپنی دناءت سے دین محمود میں ترقی نہیں کی ہے واحدیہ کہتے ہیں کہ یہ بھی دینہ نے عداوت کی وجہ سے مشہور کردیا ہے کہ محمود نے اپنے آپ کو تیزاب میں ڈال دیا تھا یہ بات بالکل غلط ہے محمود نے تمام قرآن کی اپنی رائے کے موافق تاویل کر کے اپنے مذہب پر آیات سے استدلال کیا تھا شاہ حمزہ صاحب نے فصل الکلام میں لکھا ہے کہ محمودیوں کا کلمہ یہ ہے لاالہ الا المرکب المبین مراد ان کی مرکب المبین سے آدمی ہے۔

فرقہ سوم روشنیاں

یہ فرقہ بایزید بن عبداللہ کی طرف منسوب ہے یہ شخص غالباً ۹۳۱ ہجری میں ابراہیم خان افغان لودھی کے عہد میں شہر جالندھر صوبہ پنجاب میں پیدا ہوا تھا بایزید سراج الدین انصاری کی ساتویں پشت میں ہے۔ حیات افغانی میں لکھا ہے کہ اودمڑ ایک قوم ہے پٹھانوں کی بایزید اس میں سے تھا اس کی ماں کا نام بنین بنت محمد امین تھا بایزید کو طفلی سے تحقیق کا شوق تھا اور ہمدردی اس کے خمیر میں پڑی ہوئی تھی اگر اپنی زراعت کو رکھانے جاتا تو دوسرے کاشتکاروں کی زراعت کو بھی رکھاتا اور اکثر دریافت کیا کرتا کہ زمین و آسمان موجود ہیں مگر اللہ کہاں ہے بلوغ کے پہنچنے پر اپنا مرز و بوم چھوڑ کر اپنی ماں کے ساتھ اپنے باپ عبداللہ کے پاس کالی کرم واقع کوہ ہائے روہ کو چلا گیا حیات افغانی میں اخوان درویزہ کی کتاب سے نقل کیا ہے کہ جب بایزید کو کچھ زر نقد ہاتھ لگا تو گھوڑوں کی تجارت کے لئے

Marfat.com

سمرقند کو گیا اور وہاں سے دو گھوڑے خرید کر کے ہندوستان میں آیا اور کالنجر میں پہنچ کر ملا سلیمان کالنجری کی صحبت میں رہا ملائے مذکور سے مسئلہ تناسخ سنا تو بایزید کا عقیدہ تناسخی ہوگیا اور جب کہ کالنجر سے پلٹ کر کالی کرم میں آیا تو اپنے عقیدہ تناسخی سے مذہبی فساد شروع کیا عبداللہ کو بیٹے کی یہ بات ناگوار گزری یہاں تک کہ فرزند کو چھری سے مجروح کیا بعد اس کے بایزید کالی کرم سے ننگر ہار کو چلا گیا اور مہندروں کے ملک سلطان احمد کے گھر رہنے لگا ننگر ہار کے علما نے سب کو اس کی بات قبول کرنے سے روک دیا اس لئے کسی نے اس کی متابعت نہ کی اس وجہ سے بایزید یہاں بھی نہ ٹھہرا پشاور پہنچ کر رباخیلون میں مقیم ہوا ان لوگوں میں علم کم تھا اکثر اس کی پیروی کرنے لگے بایزید نے اپنی شہرت پیری و پیشوائی کے طریق میں کر کے عوام الناس سے کہہ دیا کہ بارگاہ الٰہی کی طرف بجز پیر کامل کے رسائی نہیں میں تم کو رہنمائی اور ہدایت کروں گا اس طرح اس نے بہت سے لوگ اپنے گرد جمع کر لئے اور شہوت پرستوں کے مطیع و منقاد اور خوش کرنے کے لئے عورت و مرد غیر محرم کو یکجا رہنے دکھانے پینے کی اجازت دے دی بایزید جو کچھ کہتا مرید وہی کرتے قوم خلیل کا بہت سا حصہ اس کا مرید ہوگیا پھر محمد زئی ہشت نگر میں گیا اور وہاں بھی اسی طرح کہا افغانوں میں جو زیادہ جاہل تھے وہ اس کے زیادہ معتقد تھے ہشت نگر میں اس کی پیری کو بہت رونق ہوگئی عالموں سے مباحثہ کرنے کا ارادہ کیا اخوند ریوزہ نے اس سے مباحثہ کیا اور اس میں بایزید مغلوب ہوگیا مگر اس کے مرید ایسے طاقتور تھے کہ اخوند ریوزہ کی کوئی نصیحت اس پر نہ چل سکی بایزید نے اپنا لقب پیر روشن رکھا اس نے مریدوں پر ظاہر کیا کہ غیب سے مجھ کو آواز ہوئی ہے کہ تم کو سب آدمی میاں روشن کہا کریں اور تم کو حیات جاودانی عطا کی گئی مگر یہ لقب اس کے مریدوں ہی میں رہا دوسرے لوگوں نے پیر تاریک مشہور کر دیا محسن خان صوبہ دار کابل جو اکبر بادشاہ کی طرف سے حکمران تھا وہ اس کا حال سن کر ہشت نگر آیا ور گرفتار کر کے کابل کو لے گیا مدت تک وہاں قید میں رہا پھر رہا ہو کر ہشت نگر واپس آیا اور اپنے تمام اصحاب کو جمع کر کے طوطی کے پہاڑوں میں گھس گیا پھر وہاں سے تیراہ کو آیا آفریدی اور ورکزئی فرقہ بھی اس کا مرید ہوگیا اس طاقتوری کے بعد اس نے برملا اکبر بادشاہ سے بغاوت کر کے لوگوں کو عام بلوے کی اس طرح ترغیب دی کہ وعظ میں بیان کرنا شروع کیا کہ مغل ظلم پیشہ ہیں انہوں نے افغانوں پر بہت زیادہ ظلم ڈھائے ہیں ان کی اطاعت ترک کرنا چاہیے اس شہرت سے اکثر سرحدی قومیں بادشاہ سے باغی ہوگئیں اور اس

Marfat.com

کے وعظ سے بڑا فساد پھیل گیا بادشاہی فوج جو اس کی سرکوبی کو آئی تھی خود ہی سرکوب ہو کر پیچھے ہٹ گئی اس آسان فتح سے اس کے ہمراہیوں کو زیادہ تقویت ہوگئی تیراہ کے لوگوں کا یہ حال تھا کہ ظاہر میں بایزید کے مطیع تھے مگر باطن میں سلطنت مغلیہ کے خیر خواہ تھے بایزید بھی یہ بات خوب جانے ہوئے تھا اس لئے اس نے ایسے لوگوں سے اس ملک کو اس طرح پاک کیا کہ بعضوں کو قتل کروایا اور بعضوں کو ملک سے خارج کیا اور اس کے اصحاب و مریدین نے تیراہ پر بخوبی قبضہ کرلیا اور اورکزئیوں کی مضبوط جماعت کے ساتھ ننگر ہار پر بھی قبضہ کرلیا اور بہت سے گاؤں بھی لوٹ لاٹ کر برباد کردئے محسن خان صوبہ دار کابل جلال آباد سے تیاری کر کے بایزید پر چڑھ گیا اور شب خون مارا بھاری لڑائی کے بعد بایزید کے ساتھیوں نے پوری شکست پائی بعض مارے گئے بعض دشوار گزار پہاڑوں پر چڑھ گئے اور بایزید ہشت نگر کو چلا گیا۔ یہ تو بایزید کے دنیوی کارنامے تھے اب اس کے عقائد اور اعمال کی باتیں سنو بایزید ابتدا سے ریاضت شاقہ کرنے لگا تھا اہل علم و ادب کی بہت خاطر کرتا تھا ایک عامی آدمی تھا مگر قرآن کا مطلب خوب بیان کرتا تھا اور حقائق و معارف ذکر کرنا مرزا محمد حلیم خلف ہمان بادشاہ صوبہ دار کابل کے دربار میں خروج سے قبل اس کا مناظرہ علما کے ساتھ کرایا گیا اس کی تقریر علما کے بیانات پر غالب آئی۔ پھر اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہتا تھا کہ مجھ کو الہام ہوتا ہے جبریلؑ میرے پاس رب العالمین کی طرف سے پیغام لاتے ہیں بلکہ اس کا یہ دعویٰ تھا کہ میں علانیہ اللہ کو دیکھتا ہوں اور بغیر توسط جبریلؑ کے بالمشافہ اس سے بات چیت کرتا ہوں اور کہتا تھا کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو انبیا کی نماز پڑھا کر یہ نماز چھوڑ دے اور انبیا کی نماز معبود کی صفت ہے اور زیادہ تر ذکر خفی کیا کرتا تھا بایزید کہتا تھا کہ مسلمانوں کا اشہد ان لا الہ الا اللہ کہنا صحیح نہیں اس لئے کہ یہ اللہ سے واقف نہیں اور جس نے اللہ کو نہیں دیکھا وہ اسے کیا جانے پس ایسے آدمی کی گواہی کذب ہے مولانا زکریا نے ایک بار اس سے یہ کہا کہ تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ میں دلوں کی خبر رکھتا ہوں بھلا بتاؤ تو میرے دل میں کیا ہے اگر تم یہ بتادو گے تو میں تمہارا معتقد ہو جاؤں گا میاں روشن بایزید نے کہا کہ تم میں دل کب ہے اگر تم میں دل ہوتا تو بے شک میں اس کی خبر دیتا مولانا زکریا نے کہا اول مجھ کو قتل کرنا چاہئے اگر میرے بدن میں سے دل نکلا تو بایزید کو مار ڈالنا چاہئے اور اگر دل نہ نکلے تو بایزید سے کوئی تعرض نہیں بایزید نے کہا کہ یہ دل جس کو تم دل سمجھ رہے ہو یہ تو کتے بکری اور گائے میں بھی ہوتا ہے اس گوشت کے ٹکڑے سے دل مراد نہیں دل اور

Marfat.com

ہی چیز ہے اس میں عرش و کرسی دونوں کی سمائی ہے پھر مولانا زکریا کہنے لگے کہ تم دعویٰ کرتے ہو کہ مجھے قبروں کے حالات معلوم ہیں مردے مجھ سے کلام کرتے ہیں ہم تمہارے ساتھ قبرستان کو چلتے ہیں دیکھیں تو مردے تم سے کس طرح باتیں کرتے ہیں بایزید نے کہا کہ اگر تم میں ان کی آواز سننے کی قابلیت ہوتی تو میں تم کو کبھی کیوں کہتا۔ بایزید سے جو عقیدت نہ رکھتا اسے کافر و گمراہ جانتا اور جو اس کو نہ پہچانتا اور وحدت وجود کے طریقے پر نہ ہوتا اس کے ہاتھ کا ذبیحہ نہ کھاتا بایزید بہت سے قول عربی زبان میں بیان کرتا اور انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا۔ بایزید کا قول ہے کہ زبان سے کلمہ شہادت کہنا اور اس کی تصدیق کرنا شریعت کا فعل ہے اور تسبیح و تہلیل اور مدام زبان کے ساتھ ذکر کرنا اور دل کو وسوسے سے بری رکھنا طریقت کا فعل ہے اور رمضان کے روزے رکھنا اور کھانا پینا چھوڑنا عورتوں کے ساتھ مجامعت کو ترک کرنا شریعت کا فعل ہے اور روزہ نفل رکھنا رزق کم کھانا اور بدی سے باطن کو پاک رکھنا طریقت کا فعل ہے مال کی زکوٰۃ اور عشر دینا شریعت کا فعل ہے اور فقیر و محتاج اور روزہ دار کو کھانا دینا عاجز کی دستگیری کرنا طریقت کا فعل ہے کعبہ کا طواف کرنا لڑائی اور گناہ سے حرم میں بچنا شریعت کا فعل ہے اور دل کا طواف کرنا اور نفس کے ساتھ لڑائی کرنا اور فرشتوں کی سی طاعت کرنا طریعت کا فعل ہے۔ ہمیشہ حق تعالیٰ کی یاد میں رہنا اور ماسوی اللہ کا پردہ دل سے مٹانا اور دوست کے جمال کا نظارہ کرنا حقیقت کا فعل ہے ذات حق کو چشم دل کے ساتھ دیکھنا اور نور عقل کے ذریعہ سے اس کو ہر جگہ معلوم کرنا اور کسی مخلوق کو ایذا نہ پہنچانا معرفت کا فعل ہے اور حق کو پہچاننا اور تسبیح کی آواز کو سننا اور اس کو سمجھنا قربت کا فعل ہے اور اپنے وجود کو ترک کرنا اور تمام کام اللہ کے وجود سے سمجھنا اور فضولیات سے بچنا اور وصال کو سمجھنا کو سمجھنا وصلت کا فعل ہے اور اپنی ذات کو حق مطلق میں فانی کرنا اور باقی مطلق ہو جانا اور واحد کے ساتھ موحد ہونا اور شر سے پرہیز کرنا توحید کا فعل ہے اور مسکن اور ساکن ہونا اور حق مطلق کی صفت اختیار کرنا اور اپنے وصف کو چھوڑ دینا سکونت کا فعل ہے اور سکونت سے بالاتر کوئی مقام قربت اور وصلت اور وحدت اور سکونت یہ اصطلاحیں خاص اس کی تراشی ہوئی ہیں وہ ان مراتب کو شریعت اور طریقت اور معرفت سے اعلیٰ جانتا تھا اور آدمیوں پر ریاضت کرنے کی تاکید کرتا تھا۔ نماز بھی پڑھتا تھا مگر قبلے کے تعین کا مقید نہ تھا جدھر چاہتا پڑھ لیتا اور اس بات پر اس آیت کے ساتھ استقلال کرتا تھا فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (سورۃ بقرہ۔۲۔آیت ۱۱۵) یعنی

Marfat.com

جدھر کو تم منہ کرو وہاں ہی اللہ متوجہ ہے کہتا کہ پانی کے ساتھ غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہوا لگنے سے بدن پاک ہو جاتا ہے کیونکہ چاروں عنصر پاک کرنے والے ہیں اس کا قول تھا کہ جو کوئی اللہ کو اور اپنی ذات کو نہ پہچانتا ہو تو وہ آدمی نہیں پس اگر ایسا آدمی شریر ہے تو وہ بھیڑیے اور شیر اور سانپ بچھو کے حکم میں ہے اس کا مار ڈالنا واجب ہے اور اگر نیک اور نماز گزار ہے تو وہ گائے بکری کے حکم میں ہے اس کا مار ڈالنا جائز ہے اسی لئے اس نے اپنے متبعوں کو حکم دے دیا تھا کہ ایسے آدمیوں پر جہاں قابو پاؤ مار ڈالو اور دلیل اس پر یہ آیت لاتا تھا اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا (سورۃ فرقان۔۲۵۔ آیت ۴۴) یعنی وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے زیادہ گمراہ ہیں۔ اور کہتا تھا کہ جو کوئی خود شناس نہیں زندگی جاوید سے بے خبر ہے وہ مردہ ہے ایسے شخص کے مال کے وارث بھی ایسے شخص نہیں ہو سکتے جو خود بھی مردہ ہیں بلکہ اس کی میراث زندہ کو پہنچتی ہے اس لئے نادان کے مار ڈالنے کا بھی حکم دے دیا تھا اگر ہندو کو خود شناس پاتا تو مسلمان خود ناشناس پر اس کو ترجیح دیتا برسوں تک اس نے اور اس کے بیٹوں نے راستوں میں لوگوں کو لوٹا ڈاکہ زنی کی اور مسلمانوں وغیرہ سے مال چھینا ایسے مال میں سے خمس نکال کر بیت المال میں جمع کرتا جب حاجت ہوتی تو اہل استحقاق کو ایسے مال میں سے دیتا وہ اور اس کے تمام بیٹے زنا اور فسق و فجور سے محرز رہتے تھے موحدوں اور خود شناسوں کے مال سے بچتے اور ان پر ظلم نہ کرتے تھے بایزید کہتا تھا کہ اللہ ناشناسوں کے قتل کے لئے میں منجانب اللہ مامور ہوں تین بار حق تعالیٰ نے مجھ سے یہ فرمایا کہ ان لوگوں کو قتل کر مگر میں نے ہتھیار نہ اٹھائے جب مکرر یہی حکم ہوا تو مجبور ہو کہ جہاد کو مستعد اس کی تصنیف سے بہت سی کتابیں ہیں عربی، فارسی، ہندی اور پشتو میں۔ مقصود المومنین ایک کتاب اس کی عربی میں ہے اور اس کی ایک کتاب کا نام خیر البیان ہے جس کو چار زبانوں میں لکھا ہے عربی فارسی ہندی اور پشتو۔ اس کا دعویٰ یہ ہے کہ خیر البیان کی ساری باتیں وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے کہی ہیں اسی وجہ سے روشنیان اس کو صحیفہ الٰہی اعتقاد کرتے ہیں اور حالنامہ اس کی ایک کتاب ہے جس میں اس نے اپنی سوانح عمری لکھی ہے۔ افغانستان کے پہاڑوں میں ایک مقام ہے بھتہ پور وہاں پہاڑی پر بایزید کی قبر ہے۔ اس کے پانچ بیٹے تھے۔ شیخ عمر۔ کمال الدین۔ خیر الدین۔ جلال الدین۔ اور نور الدین اور ایک بیٹی تھی جس کا نام کمال خاتون تھا بایزید کے بعد یہ شیخ عمر باپ کا جانشین ہوا پیر روشن کے جتنے اصحاب تھے وہ اس کے پاس جمع

Marfat.com

ہو گئے کچھ دنوں کے بعد شیخ عمر کا اور یوسف زئیوں کا بگاڑ ہو گیا یوسف زئیوں کے پیشوا اخوند درویزہ تھے یوسف زئیوں نے جمع ہو کر دریائے سندھ کے کنارے اپنے مخالفوں پر حملہ کیا اس لڑائی میں شیخ عمر اور اس کے اکثر ساتھی کام آئے ان میں سے دو ساتھیوں کو یوسف زئیوں نے آگ میں بھی جلا دیا اور اس معرکہ میں شیخ عمر کا بھائی خیرالدین مارا گیا نورالدین میدان جنگ سے نکل کر بھاگ گیا مگر ہشت نگر کے گوجروں نے اس کا بھی کام تمام کر دیا اور جلال الدین یوسف زئیوں کے ہاتھ آ کر قید ہوا اکبر بادشاہ نے اسکو مع تمام متعلقین کے یوسف زئیوں سے لے کر رہا کر دیا اور تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ جلالہ چودہ برس کی عمر میں اکبر کے دربار میں آیا تھا کچھ دنوں کے بعد بھاگ کر تیراہ کے پہاڑوں میں گھس کر رہزنی جاری کر دی قافلوں کو لوٹنے لگا راجہ مان سنگھ اور اس کی مدد کو دوسرے افسران شاہی پہاڑوں میں جلال الدین سے لڑنے کو ۹۹۴ ہجری میں گئے مگر وہ مغلوب نہ ہوسکا اسے اکبر بادشاہ جلالہ کہا کرتا تھا کابل اور پشاور کا راستہ اس وقت کبھی محفوظ نہ رہا کمال الدین اس کا بھائی پکڑا گیا اور اکبر نے دم واپسیں تک اس کو قید رکھا چند لڑائیوں کے بعد جب راجہ مان سنگھ نے زیادہ تعاقب کیا تو جلالہ غزنی کی طرف بھاگ گیا اور وہاں قوم ہزارہ کے ہاتھ سے قتل ہوا اس کا سر اکبر کے حضور میں بھیجا گیا اکبر نامے کی جلد سوم میں حالات ۳۲، ۳۳ جلوس اکبری کے ضمن میں اس معرکے کو ذکر کیا ہے جب جلالہ مارا گیا تو احداد بن شیخ عمر بن بایزید کو خلافت ملی یہ بھی اپنے اسلاف کے طریقے کا بڑا پابند تھا جو کچھ مال جہاد میں ہاتھ لگتا اسے بانٹ دیتا اور خمس بیت المال میں جمع کرتا اور پھر ضرورت کے وقت اسے غازیوں پر تقسیم کرتا جو مسلمان اس کے طریقے کے پابند نہ ہوتے ان پر جہاد کرنا جائز جانتا ۱۰۳۵ ہجری میں جہانگیر کے لشکر کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اس کے معتقد کہتے ہیں تھے کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (سورۃ اخلاص ۔۱۱۲۔ آیت ۔۱) اسی احداد کی شان میں ہے ہزاروں افغان اس کے مرید تھے اور اس کو احد کہتے تھے پھر اس کا بیٹا عبدالقادر اس کا قائم مقام ہوا اور یہ شاجہاں کے دربار میں حاضر ہو کر امرائے شاجہانی میں داخل ہو گیا اور ۱۰۴۳ ہجری میں پشاور میں مر گیا جلالہ کا بیٹا الہداد نامی رشید خانی خطاب اور منصب چار ہزاری تک سرفراز ہو کر ۱۰۵۸ ہجری میں فوت ہوا اور مؤمین مدفون ہوا یہ قصبہ اسی کا بسایا ہوا شمس آباد کے قریب ہے۔

Marfat.com

چہارم دین الٰہی

موجد اس کا جلال الدین اکبر شہنشاہ ہندوستان ہے اس بادشاہ نے بچپن کی عمر کہ پڑھنے کا وقت تھا کبوتروں میں اڑائی۔ ذرا ہوش آیا تو کتے دوڑانے لگا اور بڑے ہوکر گھوڑے دوڑانے اور باز اڑانے لگا۔ نوجوانی تاج شاہانی لے کر آئی۔

مآثر الامرا میں مذکور ہے کہ اکبر جو کچھ ایجاد کرتا اس کو دین الٰہی کہتے اور اس نے ہر مذہب اور ہر طریقے کا خلاصہ ملا کر اس کا نام دین الٰہی رکھا تھا اور خوشامدی کہتے تھے کہ جو کچھ اس نے چھانٹا ہے اللہ کے حکم سے تھا اور یہ لوگ اکبر کو خلیفہ اللہ کہتے تھے منتخب التواریخ میں مولوی عبدالقادر بدایونی نے لکھا ہے کہ ماہ رجب ۹۸۷ ہجری میں ایک محضر علما سے بادشاہ مذکور نے تیار کرایا جس کا مضمون یہ تھا کہ امام عادل مطلقاً مجتہد پر فضیلت رکھتا ہے اور وہ مجاز ہے اس بات کا کہ کسی مسئلہ مختلف میں روایت مرجوح کو ترجیح دے دے معاملات شرعی میں کسی کو اس کی رائے سے انکار کرنے کی مجال نہیں کیونکہ امام عادل معاملات کو مجتہدین سے زیادہ سمجھتا ہے پس جو اس سے مخالفت کرے وہ دنیا و عقبیٰ میں مستوجب عذاب ہے بلکہ امام عادل کو اختیار ہے کہ کوئی حکم ایسا بھی اپنی طرف سے جاری کردے جو نص کے مخالف ہو مگر اس میں خلائق کی رفاہت مدنظر ہو اور امام عادل کے ایسے مسائل کی تعمیل سب پر واجب ہے اور مراد اس امام عادل سے اکبر کی ذات تھی اس محضر پر مخدوم الملک اور شیخ عبدالنبی الصدور اور قاضی القضاۃ قاضی جمال الدین ملتانی اور صدر جہاں مفتی کل ممالک ہندوستان اور شیخ مبارک ناگوری اور غازی خان بدخشی کی مہریں اور دستخط تھے ان میں سے بعض نے بہ طیب خاطر اور بعض نے طوعاً و کرہاً دستخط اور مہر کی تھی اس فتوے کے حاصل ہونے کے بعد اکبر نے اپنے اجتہادات جاری کیے اور تمام تحریم و تحلیل کی موقوفی کی نوبت پہنچی اور اپنی عقل سے دین میں باتیں پیدا کرنے لگا اسلام کا نام تقلید رکھ دیا تھا کہ قرآن مخلوق ہے وحی محال ہے اور امامات و نبوات میں تشکیک کرنے لگا جنوں اور فرشتوں اور تمام مغیبات اور معجزات و کرامات سے انکار صریح کردیا اور قرآن کے تواتر اور اس کے کلام الٰہی ہونے کے ثبوت کو محال قرار دیا کہتا تھا کہ بدن کے فنا ہوجانے کے بعد روح کا باقی رہنا اور ثواب و عذاب کا بغیر تناسخ کے ہونا محال ہے اور پھر علانیہ حکم دیا کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ اکبر خلیفۃ اللہ بھی کہا کریں مگر جب دیکھا کہ عوام کے مزاجوں

Marfat.com

میں اس سے ایک قسم کی برہمی آ گئی ہے تو اس حکم کی تعمیل صرف ان لوگوں کے ساتھ مخصوص کردی گئی جو اس کے درباری تھے اور علمائے دنیا طلب نے اس کے راضی کرنے کے واسطے یہاں تک کیا کہ کتابوں کے دیباچے لکھتے تو ان میں حمد کے بعد نعت پیغمبر کی جگہ اکبر کا ذکر کرتے اگرچہ ان باتوں سے اس کی دور دور بدنامی ہوگئی مگر ہزاروں آدمی اس کی تقلید بھی کرنے لگے اور یہ لوگ اپنی جانوں کو بادشاہ کا مرید کہتے تھے اور بیر بر وغیرہ سے آفتاب کے فضائل سن کر اس کی تعظیم وتکریم کرنے لگا اور نو روز جلالی مقرر کر کے اس دن بڑا جشن کیا جاتا اور دعا تسخیر آفتاب کی آدھی رات کو اور طلوع کے وقت پڑھا کرتا۔ یہ دعا ہندوؤں سے اس کو پہنچی تھی جہانگیر اپنے تزک میں لکھتا ہے کہ اکبر اتوار کی اس وجہ سے بہت تعظیم و تکریمہ کرتا تھا کہ یہ دن سورج کی طرف منسوب ہے اور حکم دے دیا تھا کہ تمام ملک میں اس دن کوئی جانور ذبح نہ کیا جائے اگرچہ بعض دوسرے دنوں میں بھی ذبح کی ممانعت تھی مگر اتوار کو ممالک محروسہ میں اس حکم کی سختی سے پابندی کرائی جاتی تھی اور سورج کو حضرت نیر اعظم کہتا تھا گاؤ کشی اور اس کا گوشت کھانا حرام کردیا آتش پرستوں سے آتش کے فضائل معلوم کر کے آگ کی تعظیم کرنے لگا اور حکم دیا کہ بطور آتشکدوں کے محل میں آگ کی حفاظت کی جائے اور وہ ہمیشہ روشن رہے کیونکہ آگ اللہ کی ایک آیت اور اس کا نور ہے اور جلوس کے پچیسویں سال میں نو روز کے دن اس نے آگ اور سورج کو سجدہ کیا اور یہ مقرر کردیا تھا کہ جب شام کو شمعیں اور چراغ روشن ہوں تو ہمارے مرید سروقد تعظیم کو کھڑے ہوجایا کریں اور ایک زنار مرصع بجواہر تیار کر کے تبرکاً برہمنوں کے ہاتھ سے پہنی اور راکھی بندھوائی اور قشقہ ماتھے پر کھنچوایا پھر علما نے بادشاہ سے عرض کیا کہ صاحب الزمان جو خلاف و اختلاف ہندو مسلمانوں میں سے دور کرنے والے ہیں وہ حضور ہیں اور انہوں نے بیان کیا کہ محمود مسجوانی نے اپنی کتابوں میں صاف تصریح کردی ہے کہ ۹۹۰ ہجری میں باطل کا مٹانے والا شخص ظاہر ہوگا اور اس نے ہر جگہ صاحب دین کو شخص کے ساتھ تعبیر کیا ہے جس کے بحساب جمل نو سو نوے عدد ہوتے ہیں اور خواجہ مولانا شیرازی مکہ معظمہ سے بعض شرفا کی کتاب لائے جس میں مرقوم تھا کہ بموجب احادیث صحیح کے ساتھ ہزار سال کہ مدت دنیا کی ہے پوری ہوچکی اور اب وقت مہدی موعود کے ظہور کا آپہنچا ہے اور اس قسم کی باتیں شیعہ نے بھی امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بادشاہ کے سامنے نقل کیں اور یہ سب باتیں جمع ہو کر اکبر کو نبوت کا دعویٰ ہوا مگر صاف لفظ نبوت کا نام نہ لے سکا بلکہ دوسرے پہلو

Marfat.com

میں اس کو ظاہر کیا اور سب مریدوں نے یہ مقرر کرلیا کہ بادشاہ کی محبت کے سامنے مال و جان اور ناموس و دین ہیچ ہے جب ہزار سال ہجری پورے ہوگئے تو اکبر نے خیال کیا کہ ہزار سال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے گزر گئے اسی قدر اس دین کے باقی رہنے کی مدت تھی اب اس دین کے احکام و ارکان کا باقی رکھنا بھی ضرور نہیں اس لئے اپنی طرف سے قواعد و ضوابط ایجاد کرنے لگا حکم دیا کہ سکے میں تاریخ الفی رحلت سے لکھی جائے علماء نے بادشاہ کے لئے رسم سجدہ جاری کی اور اس کا نام زمین بوس رکھا اور یہ حکم دیا کہ جو کوئی شراب رفاہت اور معالجے سے پیئے تو یہ جائز ہے اور بادشاہ نے داڑھی منڈوانے کے لئے لوگوں کو حکم دیا اس کے سارے اہل دربار نے داڑھیاں منڈوا دیں مصاحبوں نے اکبر سے داڑھی منڈوانے کے باب میں دلائل بھی بیان کئے کہ اگلے مرتاضوں نے جو داڑھیاں رکھیں تو یہ ایک قسم کی ریاضت تھی اور وہ اس کام میں ملامتی تھے اور اب ملامت اور ریاضت داڑھی کے صفا رکھنے میں ہے اس لئے کہ اب داڑھی کے منڈوانے کو فقہائے نادان عیب قرار دیتے ہیں اور بعض مفتیوں نے ایک مجہول روایت بھی نکال دی اور وہ یہ ہے کمایفعله بعض القضاة اور لفظ عصاۃ کو تحریف بتاتے تھے اور کہتے تھے کہ قاضیان عراق کا عمل داڑھی کے منڈانے پر تھا حاجی ابراہیم سرہندی نے ایک پرانی کرم خوردہ کتاب میں ایک عبارت لکھ کر پیش کی جس کو شیخ اکبر محی الدین بن عربی کی طرف منسوب کیا تھا مفاد اس عبارت کا یہ تھا کہ صاحب الزمان بہت سی عورتیں رکھے گا اور داڑھی منڈاتا ہوگا اور اس کی چند صفتیں اور ایسی بتائی تھیں جو شہنشاہ میں موجود تھیں اور ایک حدیث موضوع علمائے اکبری نے اس کے حضور میں پیش کی کہ ایک صحابی کے فرزند داڑھی منڈائے ہوئے تھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر کہا کہ اہل جنت کی یہ وضع ہوگی پھر یہاں تک نوبت پہنچی کہ مرزا جانی حاکم ٹھٹھہ اور اکثر امرا نے اقرار نامے اپنی طرف سے اس مضمون کے گزرانے کہ دین اسلام مجازی تقلیدی جس کو باپ دادوں سے سنتے آئے تھے ہم نے چھوڑا اور دین الٰہی اکبر شاہی میں داخل ہوئے اور مراتب چارگانہ اخلاص یعنی ترک مال ترک جان ترک ناموس ترک دین ہم نے قبول کیا اکبر ایسے لوگوں پر زیادہ اعتماد کرکے ان کی تربیت کرتا فرضیت غسل جنابت کو موقوف کر دیا اور دلیل اس پر یہ بیان کی کہ انسان کا خلاصہ نطفہ منی ہے جو نیک و بد کی پیدائش کا تخم ہے پھر اس کے کیا معنی کہ پیشاب و پاخانہ پر تو غسل واجب نہیں اور اس لطیف چیز کا خروج غسل کا موجب ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ اول غسل کیا

Marfat.com

جائے اور بعد اس کے جماع کیا جائے اور کہا مردے کے لئے کھانا پکا کر فاتحہ دینا بے کار ہے کیونکہ مردہ جماد ہے اسے اس سے کیا حظ حاصل ہوگا بلکہ جس دن بچہ پیدا ہو اس دن ایک جشن ترتیب دیا جائے اور اس جشن کا نام جشن حیات رکھا تھا۔ سورا اور شیر کا گوشت جائز کر دیا تھا تا کہ جو اس کو کھائے اس میں صفت شجاعت آجائے اور حکم دیا کہ چچا پھوپھی، ممانی، خالہ وغیرہ کی بیٹیوں سے جن سے قریب کا رشتہ ہو نکاح نہ کیا جائے کہ اولاد کمزور ہوتی ہے اور حضرت عائشہؓ کے زفاف کا حضرت سرور کائنات سے جو حضرت عائشہؓ کی ۹ سال کی عمر میں واقع ہوا تھا منکر تھا اور سونا اور ریشم پہننا مرد کے لئے جائز قرار دیا نماز اور حج اور زکوٰۃ کو ساقط کر دیا اور تاریخ عربی کو تغیر دے کر ابتدا اس کی سال جلوس سے مقرر کی اور عربی مہینے اڑا کر ملوک عجم کے طور پر مہینے مقرر کیئے اور زردشتیوں کے آئین کے موافق سال میں چودہ عیدیں مقرر کیں اسلام کی عیدوں کو بے رونق کر دیا اور اپنے جدید سنہ کا سال و ماہ الٰہی نام رکھا اور سکوں اور مہروں پر تاریخ الفی قائم کی تا کہ اس سے ظاہر ہو کہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ختم ہو چکا آگے کو نہ چلے گا اور حکم دیا کہ چونکہ ہزار سال ہجری ختم ہو چکے لہٰذا ایک تاریخ ایسی تصنیف ہو جس میں بجائے ہجرت کے رحلت کا لفظ سنوات میں لکھا جائے اور اس کا نام تاریخ الفی رکھا اس تاریخ کے کچھ حصے میں نے کتب خانہ ریاست رام پور میں دیکھے ہیں۔ عربی کا پڑھنا لکھنا اور اس کی اصطلاحوں کا استعمال کرنا عیب میں داخل ہو گیا حکم دے دیا کہ فقہ و حدیث و تفسیر کا پڑھانا موقوف کر کے نجوم حکمت طب حساب شعر اور تاریخ کے فن پڑھائے جائیں اور حروف مخصوصہ عربی یعنی ثا۔ حا۔ صاد۔ ضاد۔ طا۔ ظا۔ عین۔ قاف کا تلفظ میں گرانا شروع کیا جو کوئی اکبر کے سامنے عبداللہ کو ابداللہ اور احدی اہدی کہتا تو بہت مسرور ہوتا۔ نبوت اور کلام الٰہی اور رویت الٰہی اور تکلیف اور تکوین اور حشر و نشر میں طرح طرح کے شبہات پیدا کیئے اور تشیع کا برملا اظہار کرتا اور خلفائے اثلاثہ کے حق میں جس قدر مطاعن ہوتے اس کے دربار میں بیان کیئے جاتے جنگ صفین اور اس کے قصیئے فدک وغیرہ معاملات میں صحابہ کا ذکر نہایت برائی کے ساتھ کیا جاتا۔ بلکہ تمام انبیا کی زلات کو ان کی نبوات سے انکار کا ذریعہ قرار دیا خصوصاً حضرت داؤدؑ اور زوجہ اوریا کے قصے کو نہایت برائی کے ساتھ بیان کرتا اور حضرت داؤدؑ کو اس وجہ سے اچھا نہ جانتا اکبر کے نام کی رعایت کی وجہ سے تحریروں کے عنوان پر اللہ اکبر لکھا جانے لگا بلکہ عوام کی زبانوں پر سوا اس کلمے کے کوئی چیز باقی نہ رہی ملا شیرازی نے اس طوفان بے تمیزی میں

Marfat.com

دس شعر کا ایک قطعہ کہا تھا جس کے یہ اشعار ہیں۔

تا بزید ہر زمان کشور بر انداز آفتے — فتنہ در کوے حوادث کہ خدا خواہد شدن

با عقاب قرض خواہ تیغ اوار باب عشق — بار سر از ذمہ گردن ادا خواہد شدن

فیلسوف کذب را خواہد گریبان پارہ شد — خرقہ پوش زہد لاتقوٰی ادا خواہد شدن

شورش مغزست اگر در خاطر آرد جا ملے — کز خلائق مہر پیغمبر جدا خواہد شدن

خندہ ے آید مرا زین بیت پس کز طرفگی — نقل بزم منعم ورد گدا خواہد شدن

پادشہ مسال دعوائے نبوت کردہ است — گر خدا خواہد پس از سالے خدا خواہد شدن

نوروز کے جلسوں میں اکثر علما اور صلحا کو شراب کے جام پلوادیئے نوروز کے پچھلے دن کی بڑی تعظیم کرتا محمد اور مصطفیٰ اور احمد الفاظ اس کو ایسے گراں معلوم ہوتے کہ جن مقربین کے ناموں میں یہ الفاظ موجود تھے ان کے نام بدل دیئے محمد یار اور محمد خان کی جگہ رحمت لکھتے اور بولتے ایک دن راجہ بیربل اور فتح اللہ شیرازی وغیرہ اہل دربار کے سامنے کہنے لگا کہ عقل یہ بات کسی طرح گوارا نہیں کرتی کہ ایک شخص خواب گاہ سے آسمان پر چلا جائے اور اللہ سے باتیں کر کے اپنے مکان پر لوٹے تو اس کا بستر بدستور گرم ہو اور اس کے اس دعوے کی تصدیق کرلیں اور ایک پاؤں کو اٹھا کر کہنے لگا کہ ممکن نہیں جب تک دوسرا پاؤں زمین پر نہ رہے ہم کھڑے ہوسکیں اور معجزہ شق قمر کا بھی منکر تھا قمر کے شق ہونے کو محال جانتا تھا۔ سورج کی عبادت چار وقت کرتا سحر و شام دوپہر آدھی رات کو پنڈتوں نے ایک ہزار ایک نام سورج کے سنسکرت میں اس کو سکھادیئے تھے انہیں روزانہ بطور ورد کے پڑھتا ہندوؤں کے طور پر ریاضت کرتا جوگیوں سے خلوت میں صحبت رکھتا ان سے اعتقادات اور مراقبہ اور خلع بدن وغیرہ کے طریق سیکھتا سر پر چندیا کے بال منڈاتا اور باقی آس پاس رکھتا اس اعتقاد سے کہ کامل مکمل کی روح اس راہ سے کہ قوت واہم کا منفذ یہ ہے خروج کرتی ہے اور اس وقت رعد اور صاعقہ کی سی آواز کرتی ہے اور یہ دلیل ہے اس بات پر کہ میت گناہوں سے پاک وصاف ہے صاحب نجات وسعادت ہے اور اس بات کی بھی علامت ہے کہ روح نے کسی بادشاہ ذی شوکت میں حلول کیا ہے اور اپنے طریق کا توحید الٰہی نام رکھا تھا اور جس کا یہ اعتقاد نہ ہوتا اسے مردود واجب القتل جانتا اور اپنی جماعت خاص اور مریدوں کے نام جوگیوں کے چیلوں کے مثل رکھے تھے اکبر روز صبح کے وقت سورج کے نام پڑھتا اور اس کی پرستش کرتا جن لوگوں کو اس موقع پر پہنچنے کی دسترس نہ ہوتی وہ باہر کھڑے

Marfat.com

رہتے اور جب بادشاہ اپنے اس وظیفے سے فارغ ہو کر برآمد ہوتا تو یہ لوگ سجدے میں گر جاتے بعض آدمی ایسے تھے کہ جب تک وہ صبح کو بادشاہ کی زیارت نہ کر لیتے کھانا پینا منہ دھونا ان پر حرام تھا یہ ورشنیہ کہلاتے تھے ہندوؤں نے اکبر پر ظاہر کیا تھا کہ آپ میں ایک ہندو اوتار کی روح نے حلول کیا ہے اور ہندو اکبر کو رام اور کرشن کی مثل سمجھتے تھے اور پرانے پرانے کاغذوں پر یہ باتیں لکھ کر اس کے سامنے پیش کرتے کہ ایک بادشاہ عالمگیر ہند میں پیدا ہوگا جو برہمنوں کی عزت اور گائے کی محافظت کرے گا دنیا میں عدل و انصاف جاری کرے گا۔ سلطان خواجہ مرا تو اکبر نے اس کی قبر میں روزن رکھوائے جن کے ذریعہ سے سورج کی شعائیں اس کے جسد پر پڑتی تھیں کہا سورج کی روشنی گناہوں کو پاک کرتی ہے حکم دیا کہ کوئی مرد اپنے نکاح میں دو عورتیں جمع نہ کرے مگر جب کہ عورت اس کی بانجھ ہو اور حیض اس سے منقطع ہو جائے اولاد کے جننے کی عمر نہ رہے اور حکم دیا کہ جب مرید ہمارے آپس میں ملیں تو ایک اللہ اکبر کہے اور دوسرا جل جلالہ یہ سلام اور جواب سلام کی جگہ تجویز کیا تھا غرض انہیں باتوں میں اکبر مبتلا رہا اور اپنے متبعوں کو مبتلا رکھا۔ ۱۳ جمادی الاخری ۱۰۱۴ ہجری میں ۵۱ برس حکومت و سلطنت کر کے اس دنیا سے انتقال کیا یہ لوگ اس کے نورتن کہلاتے تھے اور مقربان خاص تھے۔ (۱) مرزا عبدالرحیم خان خاں خانان پسر بیرم خان ترکمان۔ (۲) خان اعظم عزیز مرزا کوکلتاش ہفت ہزاری۔ (۳) حکیم ابوالفتح گیلانی۔ (۴) ملک الشعراء علامہ ابوالفیض فیضی فیاضی۔ (۵) موتمن الدولہ ابوالفضل اکبر کے خیالات شروع میں مذہبی تھے جب یہ دونوں سیاہ فام بھائی کی نسب مشہور ہے ان کے والد کا نام مبارک رام زادہ تھا مقرب بنے تو اکبر کو ملحد کر دیا شروع میں بہت ست تھے دولت کی فراوانی ہونے کے بعد ہی ان پر الحاد کا دروازہ کھل گیا ان کو رسالت مآبؐ کے نام سے سخت نفرت تھی ابوالفضل کی لکھی ہوئی کتابیں آئین اکبری، اکبر نامہ اور عمرو عیار مشہور ہیں۔ (۶) حکیم ہمام۔ (۷) راجہ ٹوڈر صدر دیوان۔ (۸) راجہ بیربل سہ ہزاری۔ (۹) راجہ مان سنگھ پنج ہزاری اکبر کے زمانے میں بیربل اور ملا دو پیازہ ظرافت اور بذلہ سنجی کے دو ہیولے قرار دیئے گئے تھے۔ بیربل کا وجود تو ثابت ہوتا ہے ملا دو پیازے کی شخصیت کا پتا نہیں چلتا۔ اگر ملا عبدالقادر صاحب بدایونی کو اس شہرت عام کا مفہوم قرار دیا جائے تو کسی طرح درست نہ ہوگا کیونکہ یہ علامہ صاحب اس چھچھوری ظرافت سے قطعی پاک تھے جو ملا دو پیازہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے بیربل کی ذات میں بھی جو حاضر جوابیاں پیوست کی گئی

Marfat.com

ہیں ان کی اصلیت بھی واقع کے خلاف ہے وہ بے چارا برہمن اس شگفتہ طبعی سے کوسوں دور تھا۔

تذکرہ اکبر کے عہد میں کچھ لوگ پکڑے گئے تھے وہ الٰہی مشہور تھے کہتے تھے ہم روزی رساں ہیں اور اللہ سے اختیار اپنے لئے ثابت کرتے تھے جب ان سے کہا گیا کہ اس خرافات سے توبہ کرو تو جواب دیا توبہ واہ ماست اسی طرح شریعت اور دین اسلام اور نماز و روزہ وغیرہ کے جدا جدا نام انہوں نے اپنی طرف سے اختراع کیے تھے۔

فرقہ پنجم فربود

لمگیہ شہنشاہ ہندوستان کے آخر عہد میں میر محمد حسین نام ساکن مشہد مقدس رضوی جو علم عربیت د ق میں دستگاہ رکھتا تھا عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کے زمانے میں کابل میں آیا اور امیر خان کے منشی کا بیٹا اس کا شاگرد ہو گیا اس ذریعہ سے امیر خان کے حضور میں محمد حسین کی رسائی ہوئی امیر خان نے اسے لائق فائق شریف پا کر اپنی لے پالک بیٹی کے ساتھ شادی کر دی پھر کچھ عرصے کے بعد شاہی خوشبو خانہ کا داروغہ کرا دیا یہ شخص نہایت جاہ طلب تھا عمدۃ الملک کے بیٹوں کو کئی طرح کے شعبدے دکھلا کر اپنا معتقد کر لیا خاص کر ہادی علی خان پسر عمدۃ الملک اس سے بہت عقیدت رکھنے لگا جب عمدۃ الملک اور عالمگیر کا انتقال ہو گیا تو تمام عطر اور گلاب کو جو بادشاہ کے لئے خریدا تھا ساٹھ ستر ہزار روپے کو لاہور میں فروخت کر کے اور وہ روپے قبضے میں لا کر فقیری لے لی چونکہ طامع اور جاہ طلب تھا پرانی تقلید پسند نہ آئی اس لئے ایک نئی راہ نکالنے کی طرف متوجہ ہوا اور اپنے شاگرد قدیم یعنی اس منشی زادے کو موافق کر کے صلاح کی کہ ہم تم ایک نیا مذہب نئے قواعد اور نئی زبان میں ایجاد کر کے الہام اور نزول وحی کا دعویٰ کریں تا کہ اولیا انبیا کی شان پائی جائے اول عوام کو پھانس کر کسی قدر ہجوم خلائق کریں بعدہ مرجع انام ہو جائیں گے پس ایک کتاب عمدہ دلچسپ نئی زبان اور قواعد کے ساتھ بنا کر آقوزہ مقدس اس کا نام رکھا تیز تو تھا ہی اکثر الفاظ غیر مانوس اور پرانی فارسی کے بھی کسی قدر بطور عربی کے ترخیم کر کے جو صاف طور پر صرف ونحو قواعد عربی کے مناسب نہ تھے درج کئے اور بیگوکیت کا دعویٰ کیا اور کہا یہ رتبہ مابین امامت اور نبوت کے ہے کہا کہ ہر پیغمبر اولوالعزم کے نو بیگوک ہوئے ہیں اسی طرح حضرت خاتم الانبیا کے نو بیگوک تھے اول بیگوک حضرت علیؓ تھے دوسرے حضرت حسنؓ

Marfat.com

تیسرے حضرت حسینؓ چوتھے زین العابدینؓ پانچویں محمد باقر چھٹے جعفر صادق ساتویں موسیٰ کاظم آٹھویں علی رضا اور امام علی رضا تک امامت اور بیگوکیت دونوں رہتے جمع تھے پھر محمد تقی بن علی رضا سے یہ دونوں منصب جدا جدا ہو گئے امام علی رضا کے بیگوکیت مجھے ملی اور امامت محمد تقی کو اور میں خاتم بیگوکیت ہوں اور تعداد بیگوکیت کی اس خاص ترتیب کے ساتھ امامیہ مذہب والوں کے سامنے بیان کرتا تھا اور جس وقت اہل سنت سے ملتا تو خلفائے اربعہ اور چار خلفائے بنی امیہ و خاندان بنی عباس کو جن کی نیکی مشہور ہے بیگوک گن کرنواں بیگوک اپنی ذات کو بتاتا اور کہتا کہ مجھے کسی مذہب سے غرض نہیں ہیں ہر مذہب کا چراغ روشن کرنے والا ہوں اور وحی کے نزول کا بھی مدعی تھا اور کچھ قاعدے مقرر کر کے بعض دنوں کو مثل عید ہائے اسلام کے محترم سمجھتا تھا اور اپنے مریدوں کو جن کا لقب فربود رکھا تھا یہ ہدایت کی تھی کہ ان دنوں کی عزت کیا کریں اور کہتا تھا مجھ پر وحی دو طور سے نازل ہوتی ہے ایک اس طرح کہ ایک قرص نورانی مثل آفتاب کے سامنے آتی ہے اور اس پر کلمات منقش ہوتے ہیں میں انہیں سمجھ لیتا ہوں اور وہی قرص نورانی پھر مجھ پر محیط ہو کر بے ہوش کر دیتی ہے دوسرے اس طرح کہ ایک آواز آتی ہے اور کلمات جنہیں مریدوں سے بیان کرتا ہوں اس آواز سے سنتا ہوں اور السلام علیک کے آخر میں اپنی رائے سے کلمہ خفشان نمود بو دال بڑھا دیا تھا اور جس روز کہ اوّل اس کے اعتقاد کے بموجب وحی اس پر نازل ہوئی تھی اس کا نام روز جشن رکھا تھا اس روز بھاری جشن ہوا کرتا تھا اس کے مرید عبیر وغیرہ خوشبویات آپس میں اڑاتے اور خوشیاں مناتے اور دو علم ہمراہ لے کر اور ایک اونچی سی ٹوپی اوڑھ کر اپنے مریدوں کے ساتھ ان کوہستان کی جانب جہاں دیول رانی کی عمارات دھولی بھٹیاری کے محلوں کے نام سے مشہور ہیں جاتا اور یہ ظاہر کرتا کہ اول بار وحی خاص اسی مقام میں مجھ پر نازل ہوئی تھی اور روز جشن سے چھ یوم پیشتر سے روزہ رکھتا ساتویں ذی الحجہ کو روز جشن مقرر تھا اور یکم ذی الحجہ سے روزہ رکھا کرتا تھا اور روزوں کے دنوں میں کسی سے کلام نہ کرتا اور ایک دن روز رسولاں برکھا تھا اس دن بھی بڑا اجتماع اور اژدہام ہوتا تھا اور ہر روز سوائے نماز پنجگانہ کے مریدوں پر یہ بھی مقرر کیا تھا کہ تین بار میری زیارت کیا کریں پہلا وقت زیارت کا طلوع آفتاب بعد نماز صبح مقرر کیا تھا اور دوسرا وقت دوپہر کا اور تیسرا غروب آفتاب کا وقت کہ ہنوز شفق کی سرخی مغرب میں ہو اور آداب زیارت کے یہ تھے کہ خود مع خلفا کے درمیان کھڑا ہوتا اور مریدوں کو حکم تھا کہ اس کے گرد بطور چار دیوار مربع کے صفیں

Marfat.com

باندھ کر کھڑے ہوں پھر ہر صف اس طرف منہ کر کے چند کلمے جو اس کے اختراعی تھے پڑھتی اور اس کے بعد سر جھکا کے اس کے بائیں جانب پھر جاتی تاکہ صف شمال رویہ مغرب رویہ ہو جائے اور مغربی جنوبی اور جنوبی مشرقی اور مشرقی شمالی ہو جائے جب مقابلہ چاروں سمت کا چاروں صفوں کے آدمی تمام کر چکتے تو زمین کی طرف دیکھتے پھر آسمان کو پھر شش جہت اس کے بعد زیارت تمام ہوتی اور سب آدمی چلے جاتے ایک دعویٰ اس کا یہ بھی تھا کہ میں وہی محسن ہوں جو بچہ حضرت فاطمہ زہراء کے شکم سے ساقط ہوا تھا اور اپنے چار خلفا بنائے تھے ایک وہی شاگرد پسر غشی خلیفہ تھا اور اس کا نام اپنی مخترع زبان میں دوجی بار رکھا تھا اور دوسرا خلیفہ اس کا سالا میر باقر تھا اور دو خلیفہ اور تھے اور اپنا نام نمود اللہ اور نمود المود رکھا تھا اور اسی ڈھب کے نام اپنے مریدوں کے اپنی طرف سے مقرر کرتا اور اسے نشان کہتا اس کے تین بیٹے تھے اول نما نمود دوم فغار سوم دید اور دو بیٹیاں تھیں نمامہ کلاں اور نمامہ خرد اور اقربائے زوجہ کے نام نمایار اور نمود یار اور نماد وغیرہ تجویز کیے تھے اور فغار کے بیٹے کا نام نمود ید تھا چونکہ مالدار تھا اس لئے اپنی بے پروائی ظاہر کرتا اور لوگوں کے ہدایا واپس کر دیتا یہ حالت دیکھ کر عوام اور زیادہ گرویدہ ہوتے پھر لاہور سے بہادر شاہ کے عہد میں دہلی آیا ہادی علی خان بن امیر خان جو بادشاہ کا مقرب تھا اس کا بہت معتقد تھا اس لئے اس کے کام نے قوت پکڑی اور اسی طرح اور بھی کئی امیر اس کے مرید ہو گئے اور اس کے پیروؤں کی ترغیب سے آہستہ آہستہ دوسرے آدمی بھی اس کے حلقہ اطاعت میں داخل ہونے لگے اور لوگ کثرت سے اس کی طرف رجوع کرنے لگے اور عوام کو اس کا استغنا نہایت پسند آیا جب کہ بہادر شاہ نے لاہور میں انتقال کیا اور شاہزادوں میں اختلاف پیدا ہوا تو اس کو یہ اچھا موقع اور فرصت ملی اور اب تک جو کسی قدر اپنی باتوں کو در پردہ بیان کرتا تھا اور اپنے مخترعات کو علانیہ ظاہر کرنے سے ڈرتا تھا اب بے خوفی کے ساتھ سب باتیں بیان کرنے لگا اور اپنی بنائی ہوئی کتابوں کو رواج دیا اور سر عام اپنے دعاوی کا اظہار کیا اگر عوام میں سے کوئی اس سے بحث کر بیٹھا تو بوجہ اس کے کہ کچھ علم معقول و منقول جانتا تھا بے چارے کو مکابرے اور مجادلے کے ساتھ ہرا دیتا تھا اور یہ حال دیکھ کر عوام کا اعتقاد اس کی جانب اور بڑھتا جب فرخ سیر بادشاہ ہوا تو یہ مدبر اور تجربہ کار نہ تھا اس لئے اس کے حال سے معترض نہ ہوا اور امیر الامرا حسین علی خان زیادہ تر لڑائیوں اور سفروں میں مصروف رہتا تھا اور قطب الملک عیش و عشرت کا بندہ تھا یہ تمام اسباب ایسے جمع ہو گئے کہ نمود کے کام نے خوب ع

Marfat.com

ترقی کی اور ہادی علی خان کو بھی بہت بڑی حمایت اس کی تھی یہ شخص امیر کبیر اور نہایت نامور تھا ہادی علی خان کی عقیدت نے اس کے کام کو دوبالا کر دیا تھا فرخ سیر بھی بعض امرائے نادان کی ترغیب سے رات کے وقت چند خواجہ سرا ہمراہ لے کر اس کی ملاقات کو گیا اس نے دانائی یہ کی کہ بادشاہ سے بے اعتنائی کی حجرے کا دروازہ انور سے بند کر لیا اور تھوڑی دیر نہیں کھولا فرخ سیر نے نہایت الحاح وخوشامد کی اور نمود کی اولاد اور بادشاہی خواجہ سرا بھی منت وسماجت کرنے لگے اس وقت دروازہ کھلا بادشاہ نے نہایت ادب کے ساتھ سلام عرض کی اس نے بادشاہ کے واسطے مرگ چھالا بچھوا کر کہا۔

پوست تخت گدائی وشاہی　　　　ہمہ داریم انچہ مے خواہی

فرخ سیر پر اس کے استغنا کا گہرا اثر ہوا کئی ہزار روپے اور اشرفیاں پیش کیں اس نے قبول نہ کیا اور ایک قرآن اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا بادشاہ کو دے کر کتابت کی اجرت کے ستر روپے اس میں سے لے لئے بادشاہ قرآن کو سر پر رکھ کر رخصت ہوا اور حجرے سے نکل کر اس کے مریدوں پر وہ زر نقد تقسیم کر دیا بادشاہ کی حاضری کی شہرت نے اس کا اور اعتبار بڑھا دیا اور اب وہ تجمل وشان کے ساتھ رہنے لگا اپنی عیدوں کے ایام میں نہایت تجمل واحتشام کے ساتھ نکلتا بازاروں میں سے یہ اژدہام لے کر گزرتا اس کے مرید زور زور سے اس کے اختراعی کلمات کہتے جاتے فرخ سیر کے بعد محمد شاہ کے عہد میں محمد امین خان وزیر کو جب اس کا مفصل حال معلوم ہوا تو اس نے اس کی گرفتاری کا حکم دیا اور یہ وہ وقت تھا کہ کچھ پیشتر سے وزیر کو مرض قولنج شروع ہو چکا تھا سپاہی دوپہر کے وقت اس کے مکان پر پہنچے کھانا کھا رہا تھا اگرچہ اس خبر سے بہت پریشان ہوا مگر حواس درست کر کے یہ تدبیر کی کہ اپنے چھوٹے بیٹے کے ہاتھ جس کا نام وید تھا اور بہت خوبصورت تھا گیہوں اور جو کی چند روٹیاں اور تھوڑا سا فقیرانہ سالن جو تیار تھا سپاہیوں کے پاس بھیج کر کہلایا کہ چونکہ تم اس فقیر کے ہاں آئے ہو اور یہ وقت کھانے کا ہے اس لئے یہ ماحضر کھالو اور اس عرصے میں فقیر بھی حاضر ہو جائے گا سپاہیوں نے اس لڑکے کی صورت جمیل پر رحم کھا کر قدرے توقف کیا ادھر محمد امین خان پر قولنج نے شدت کی جب یہ خبر ان سپاہیوں کو پہنچی تو سب متحیر ہو کر واپس چلے گئے محمد امین خان شدت مرض سے بے ہوش تھا جب ذرا افاقہ ہوا تو دریافت کیا کہ اس کو پکڑ کر لائے لوگوں نے بیان کیا کہ آپ کی بیماری کی وجہ سے اس کی گرفتاری میں توقف ہوا محمد امین خان نے کہا کہ کل ضرور اس کو لانا چاہئے مگر رات میں محمد امین کے مرض نے ایسی

Marfat.com

شدت کی کہ مرنے کے قریب ہوگیا ہادی علی خان وغیرہ نمود کو محمد امین خان کی خبریں بار بار پہنچاتے تھے یا تو وہ بھاگنے والا تھا یا جب یہ سنا کہ محمد امین خان اب جان بر نہ ہو سکے گا تو صبح کو بہت سے اپنے متبع اور فقرائے شہر جمع کر کے باطمینان تمام مکان سے باہر نکلا اور دروازے کے پاس کی مسجد میں جا کر بیٹھ گیا لوگ محمد امین خان کے واقعہ کو نمود کی بددعا کا اثر سمجھے محمد امین خان کے بیٹے قمر الدین خان کو بھی تشویش پیدا ہوئی اور اپنے باپ کی حالت روی دیکھ کر پانچ ہزار روپے اپنے دیوان کے ہاتھ اس کے پاس بھیج کر معذرت کی اور تعویذ طلب کیا نمود نے جانکنی کی خبر سن لی تھی اس لئے اپنے معتقدین سے کہتا تھا کہ میں نے ایک تیر اس کے جگر میں مارا ہے ہرگز جان بر نہ ہوگا اور میں بھی شہادت کے انتظار میں بیٹھا ہوں میرا دادا بھی مسجد ہی میں شہید ہوا تھا مگر میں اس وجہ سے کہ ایک مرتبہ شہید ہو چکا ہوں اب شہید نہیں ہونے کا اور مراد اس کی اپنی اس شہادت سے وہی اسقاط حمل حضرت محسن ہے قمر الدین خان کا بھی آدمی جا پہنچا اور نہایت ساجت کی کہ آپ محمد امین خان کا قصور معاف کریں اور ایک تعویذ لکھ دیں نمود نے بڑے تکلف کے ساتھ اپنے ایک مرید سے یہ آیت لکھوادی۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا۔ (سورۃ بنی اسرائیل۔۱۷۔آیت۸۲) یعنی ہم اتارتے ہیں قرآن میں سے وہ چیز جس سے مرض دفع ہوں اور مہر ہے ایمان والوں کے لئے اور نہیں زیادہ کرتا ظالموں کو مگر نقصان اور دیوان کو دے دیا اور یہ کہا کہ مجھے یقین ہے کہ تیرے پہنچنے تک وہ زندہ نہ رہے گا اور خود ان روپیوں کے لینے سے انکار کیا اور کہا میں تو اس کو نہیں لیتا مگر ان فقرا کو جو حاضر ہیں دے دو چنانچہ وہ روپیہ مساکین حاضرین کو دے دیا گیا اور ایسا ہی ہوا کہ دیوان کے پہنچنے سے پیشتر وزیر مر گیا جب یہ خبر مشہور ہوئی تو نمود کی کرامت کا زیادہ چرچا ہوگیا دو تین سال کے بعد نمود مر گیا اس کا بیٹا نما نمود سجادہ نشین ہوا یہ زیادہ لالچی اور کوتہ اندیش تھا چنانچہ جو جائداد نمود نے خلفا کو دی تھی اس کا دبانا چاہا دوجی بار نے بہت سمجھایا کہ مجھ سے تنازع اچھا نہیں نما نو د نے نما دوجی بار نے لاچار ہو کر ایک دن سب مریدوں کو جمع کر کے ان سے کہا کہ آپ لوگ نمود کا اور میرا خط پہچانتے ہو جو پہچانتے تھے انہوں نے اقرار کیا دوجی بار نے وہ مسودات جو نمود نے اور اس نے باہم صلاح سے مرتب کئے تھے اور دونوں نے کمی بیشی اپنے اپنے قلم سے کی تھی نکال کر دکھائے اور کہا کہ اس مذہب کی بنیاد نمود اور بندے کی اعانت سے ہوئی ہے اگر اللہ کی طرف سے ہوتا تو کمی بیشی

Marfat.com

کی ضرورت نہ ہوتی لوگوں نے یہ دیکھ کر سمجھ لیا کہ یہ سب باطل ہے اور منحرف ہو گئے اور تمام کام بگڑ گیا نمانمود کے بعد فغار سجادہ نشین ہوا یہ شخص زبان آور اور خوش اختلاط اور متواضع تھا کچھ تھوڑا سا علم بھی رکھتا تھا یہ شخص محمد شاہ کے عہد سے احمد شاہ بن محمد شاہ کے عہد تک زندہ رہا اور نادر شاہ کی معاودت کے بعد محمد شاہ کو فقرا کی صحبت کا شوق پیدا ہوا تو یہ بھی بادشاہ کے پاس جانے لگا محمد شاہ کے بعد احمد شاہ کے عہد میں نواب بہادر جاوید خان خواجہ سرا سے جو بادشاہ کا بڑا مقرب تھا رسوخ پیدا کر کے اس کی مصاحبت میں رہنے لگا چند آدمی جاوید خان کو خوش کرنے کے لئے ایک کتاب الہامات جاوید کے نام سے بنا رہے تھے اس کی تالیف میں یہ بھی شریک ہو گیا وید فغار سے پہلے مرافغار بھی وسط حکومت احمد شاہ میں خوف ہوا فغار کے آخری عہد میں اس کے باپ کے اکثر مرید یا تو مر گئے یا تائب ہو کر فغار سے منحرف ہو گئے تھوڑے سے نادان اور جاہل اس مسلک پر باقی رہے تھے فغار کے انتقال اور دہلی کی خرابی کے بعد نمانمود یار اپنے چند اقربا کو جو باقی رہ گئے تھے ہمراہ لے کر بنگال میں میرن ولد جعفر علی خان کے پاس چلا گیا اس نے اخراجات کے واسطے پانچ روپیہ یومیہ مقرر کر دیا اور قدم رسول کا متولی بنا دیا یہ شخص مع چند عورتوں کے ۱۱۹۴ ہجری تک زندہ رہا۔

مہدیوں کے تذکرے

اعلیٰ طبقے کے کتب حدیث (صحیح بخاری وصحیح مسلم) مہدی موعود کے ذکر سے ساکت ہیں دوسرے طبقے کی کتابوں میں جو اس مضمون کی حدیثیں پائیں جاتی ہیں وہ جرح سے خالی نہیں قاضی ابن خلدون حضرمی نے جو اعتقاد آمد مہدی سے منکر گزرے ہیں اپنی کتاب العبر ودیوان المبتدا والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر میں ان احادیث کو ایک ایک کر کے رد کیا ہے اور بہت سے علما نے ان کا جواب دیا ہے۔ مہدی کے حق میں جو حدیثیں آئی ہیں باوجود اختلاف روایات بہت ہیں جمہور کے نزدیک وہ مسلم ہیں فقط ایک ابن خلدون نے احادیث مذکورہ میں کلام کیا ہے ان کے ظہور کا ضعف ثابت کیا ہے اولیا کے ملفوظات پر بھی ان کے حق میں جرح کی ہے۔ احادیث مہدی اگر چہ صحیحین میں نہیں مگر ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ حاکم۔ طبرانی۔ ابو یعلی موصلی وغیرہ کے نزدیک مسلم ہیں بعد بخاری ومسلم کے یہی کتابیں معتبر ہیں خصوصاً جب کہ کوئی حدیث کسی باب میں شیخین کے نزدیک نہ ہو تو پھر یہی احادیث کتب سنن وغیرہ حجت مستقل ہیں پس یہ احادیث مہدی کی ایسی ہیں کہ بعض

Marfat.com

تقویت بعض کی کرتی ہیں ان کے لئے شواہد و متابعات بھی علیحدہ ہیں ان حدیثوں میں بعض حدیثیں صحیح بعض حسن بعض ضعیف ہیں کافہ اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آخر زمانے میں ضرور ایک شخص اہل بیت نبوت سے ظاہر ہوگا جو دین کی تائید کرے گا عدل ظاہر فرمائے گا مسلمان اس کے تابع ہو جائیں گے اس کو ممالک اسلامیہ پر غلبہ حاصل ہوگا اس کو مہدی کہیں گے حضرت عیسیٰؑ اس کے سامنے اتریں گے دجال وغیرہ علامات قیامت کا ظہور اسی کے سامنے ہوگا۔ اب تک بہت سے لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ ہم مہدی ہیں پس بعضوں نے تو اس لفظ سے معنی لغوی مراد رکھے ہیں یعنی مقصود ان کا یہ تھا کہ ہم ہدایت کرنے والے ہیں اس میں تو کچھ گفتگو کی جگہ نہیں اور بعضوں نے دعویٰ کیا کہ ہم وہی مہدی ہیں جن کے ظہور کی قیامت کے قریب پیغمبر اللہ نے خبر دی ہے اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ مہدی اب تک پیدا نہیں ہوئے کے میں ظہور کریں گے شیعہ کے بعض فرقوں نے بھی اپنے آئمہ کے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔

زکریا امام محمد باقر

غلاۃ میں سے مغیرہ بن سعید عجلی کے نزدیک جس کا فرقہ مغیرہ کہلاتا ہے مہدی موعود زکریا محمد باقر بن علی بن حضرت حسینؓ بن علی بن ابی طالب ہیں اور وہ زندہ ہیں کوہ حاجر میں مقیم ہیں جب حکم ربی ہوگا اس سے برآمد ہوں گے۔

مغیرہ

بعض مغیریہ کے نزدیک خود مغیرہ بن سعید عجلی امام منتظر ہیں۔

عبداللہ بن معاویہ

جناحیہ کے نزدیک عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ذوالجناحین بن ابی طالب امام منتظر ہیں اور وہ اصفہان میں کسی پہاڑ کے اندر زندہ موجود ہیں عنقریب نکلنے والے ہیں۔

محمد بن حنفیہ

کیسانیہ میں سے کربیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ محمد بن حنفیہ امام منتظر اور مہدی موعود ہیں وہ ظہور کریں گے تو سارا عالم عدل سے بھر جائے گا اور مختاریہ کے نزدیک بھی محمد بن حنفیہ مہدی ہیں۔

Marfat.com

محمد نفس زکیہ

زیدیہ میں سے بعض جارودیہ یہ کہتے ہیں کہ محمد نفس زکیہ بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حسن سبط امام منتظر ہیں اور امامیہ میں سے فرقہ نفسیہ کا بھی زعم یہی ہے اور ناسخ التواریخ کی پانچویں جلد میں لکھا ہے کہ خود نفس زکیہ کو بھی یہی یقین تھا کہ میں مہدی موعود ہوں۔

محمد بن قاسم

بعض جارودیہ کے نزدیک محمد بن قاسم بن علی بن حضرت حسینؓ بن علی بن ابی الطالب امام منتظر ہیں۔

حضرت محمد باقر

امامیہ میں سے باقریہ کے نزدیک مہدی محمد باقر بن علی بن حضرت حسین بن علی بن ابی طالب ہیں۔

حضرت جعفر صادق

ناؤسیہ کے نزدیک جعفر صادق بن محمد باقر مہدی ہیں۔

حضرت موسیٰ کاظم

ممطوریہ اور موسویہ اور رجعیہ کے نزدیک موسیٰ کاظم بن جعفر صادق مہدی ہیں۔

حسن عسکری

فرقہ عسکریہ کے اعتقاد میں مہدی موعود و حسن عسکری ہیں جو دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔

محمد بن حسن عسکری

اثنا عشریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ مہدی موعود حسن عسکری کے فرزند محمد ہیں اور وہ مرے نہیں بلکہ لوگوں کی نظروں سے مخفی ہو گئے ہیں اور وہ امام زمانہ ہیں اپنے وقت پر ظاہر ہوں گے محمد بن یوسف گنجی نے کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان میں کہا ہے کہ آخر زمانہ تک وہ زندہ رہیں گے۔

Marfat.com

محمد مہدی عباسی

فتوحات اسلامیہ میں صواعق محرقہ وغیرہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ مہدی موعود حضرت عباس چچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہوگا اور ہارون الرشید کے باپ محمد مہدی بن ابو جعفر عبداللہ منصور کو مہدی قرار دیتے ہیں اور اس بات پر استدلال اور اس حدیث سے کرتے ہیں جس میں ذکر ہے کہ مہدی اولاد عباس چچا رسولؐ سے ہوگا اس محمد مہدی کو اس لئے مہدی موعود خیال کرتے ہیں کہ وہ تمام خلفائے عباسی میں بہتر تھا۔ جس طرح بنی امیہ میں سے عمر بن عبدالعزیز بہتر تھے۔

عمر بن عبدالعزیز

اور اسی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ ایک فرقے نے عمر بن عبدالعزیز کو مہدی بتایا ہے یہ نہایت عادل تھے یہاں تک کہ رعیت ان کو عمر ثانی کہتی تھی یہ خلفائے بنی امیہ کے آٹھویں خلیفہ ہیں تمام خلفائے بنی امیہ تا ایام دولت سلیمان بن عبدالملک خلیفہ، ہفتم بنی امیہ حضرت علی مرتضیٰ کی مذمت منبروں پر کیا کرتے تھے جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو انہوں نے یہ رسم بد موقوف کی اور اپنے تمام نائبوں کو جا بجا لکھا کہ اس رسم بد سے باز آئیں اور موقوف کر دیں جمعہ کے دن خطبہ پڑھا اور خطبے کے آخر یہ آیت پڑھی۔ اِنَّ اللّٰہَ یَامُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغِی یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ (سورۃ نحل۔۱۶۔آیت۔۹۰) یعنی اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے واسطے انصاف کے اور احسان کے اور واسطے دینے حق رشتہ داروں کے اور اہل حقوق کے اور منع کرتا ہے بے حیائی اور برے کام اور ظلم و ستم سے نصیحت کرتا ہے کہ تم یاد رکھو۔ اس روز سے علی مرتضیٰ کو برا کہنا موقوف ہوگیا اور سب خطیبوں نے اس آیت کا پڑھنا خطبے میں مقرر کیا۔

احمد بن کیال

فرقہ کیالیہ کے نزدیک احمد بن کیال مہدی ہے۔

علی محمد باب

ملک ایران میں علی محمد باب نے مہدیت کا دعویٰ کیا تھا اس کا بیان فرقہ بابی میں ہو چکا۔

Marfat.com

محمود مسکوانی

محمود بھی اپنی ذات کو مہدی موعود جانتا تھا جس کا ذکر فرقہ واحدیہ میں گذر چکا۔

مرزا غلام احمد قادیانی

مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اور کئی دعوؤں کے ساتھ مہدی آخر الزماں ہونے کا بھی دعویٰ کیا تھا۔

سید محمد جونپوری

ہندوستان میں سید محمد جونپوری نے علانیہ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا یہ حنفی المذہب تھے ہدیہ مہدویہ میں لکھا ہے کہ محمد جونپوری کی جن کو مہدوی لوگ میراں سید محمد مہدی موعود پکارتے ہیں ابتدا یوں ہے کہ شہر جونپور میں ان کے والد جن کا نام سید خان تھا رہتے تھے ان سے دو فرزند پیدا ہوئے پہلے فرزند کا نام احمد رکھا اور دوسرے فرزند کا نام محمد کہ وہ یہی شیخ موصوف ہیں ولادت ان کی شہر جونپور میں ۸۴۷ ہجری میں واقع ہوئی ان کی والدہ کا نام بی بی اغا ملک ہمشیرہ ملک قوام الملک ہے لیکن متاخریں مہدویہ نے جب کہ زمانہ گزر گیا اور محمد جونپوری کے باپ دادا کے پہچاننے والے مر گئے تو بہ مصلحت دعویٰ مہدیت کے محمد کے باپ کا نام بدل کر میاں عبداللہ مقرر کر دیا بلکہ صاحب شواہد الولایت نے ماں کا نام بھی آمنہ ٹھہرا دیا حالانکہ مطلع الولیت والا کہ اس سے مقدم ہے ان کی ماں کا نام بی بی اغا ملک لکھتا ہے جیسا کہ ہدیہ مہدویہ میں مذکور ہے مگر مطلع الولایت کی اصل عبارت یہ ہے والدہ، حضرت محمدؐ، نام بی بی آمنہ بود و بی بی اغا ملک نام سید عثمان داشتہ بود مہدویہ کہتے ہیں کہ سید محمد اولاد سے موسیٰ کاظم کے ہیں اور درمیان مہدی مذکور اور حضرت موسیٰ کاظم کے بارہ پشت ہیں کہ اس کی تفصیل یہ ہے۔ سید محمد مہدی بن سید عبداللہ بن سید عثمان بن خضر بن سید موسیٰ بن سید قاسم بن سید نجم الدین بن سید عبداللہ بن سید یوسف بن سید یحییٰ بن سید جلال الدین بن سید اسماعیل بن سید نعمت اللہ بن حضرت موسیٰ کاظم اور شمس الولایت میں لکھا ہے کہ سید جلال الدین بن سید اسماعیل بن سید نعمت اللہ بن حضرت موسیٰ کاظم اور شمس الویت میں لکھا ہے کہ سید جلال الدین بن امیر سید نعمت اللہ بن امیر سید اسماعیل بن امیر حضرت موسیٰ کاظم اور خاتم سلیمانی میں بھی یہی مندرج ہے۔

کتاب انصاف نامہ کے باب اول میں لکھا ہے کہ محمد جونپوری سے جب لوگوں نے یہ سوال

Marfat.com

کیا کہ حدیث میں آیا ہے یُوَاطِی ءُ اِسْمُہٗ اِسْمِی وَاسْمُ اَبِیْہِ اِسْمَ اَبِی یعنی حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ مہدی کا نام میرے نام کے ساتھ موافق ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے اور تمہارے باپ کا نام سید خان ہے تب ان بزرگ نے جواب دیا کہ اللہ سے کہو کہ سید خان کے بیٹے کو کیوں مہدی کیا اور بعضوں کو یوں جواب دیا کہ اللہ کے ساتھ جنگ کرو کہ سید خان کے بیٹے کو کیوں مہدی بنایا اور بعضوں کو یوں بھی جواب دیا کہ رسول اللہؐ کے باپ مرد کافر تھے ان کا نام عبداللہ کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ محمد رسول اللہ کا نام محمد عبداللہ تھا ار یہ سہو کاتب ہے کہ محمد بن عبداللہ لکھ دیا ہے اور مہدی کا نام وہی محمد عبداللہ ہے القصہ جب عمران کی چار سال و چار ماہ و چار روز کی ہوئی سید خان نے اشراف و اعیان جونپور کی ضیافت بتکلف تمام کر کے زبان شیخ دانیال جونپوری سے کہ مشائخ وقت سے تھے بسم اللہ پڑھوا کر واسطے تعلیم کے ان کو انہی کے حوالے کیا چنانچہ ہمراہ اپنے بڑے بھائی میاں احمد کے ان کے پاس جایا کرتے تھے اور اکتساب علوم میں مشغول رہتے تھے چونکہ طبیعت اور ذہن دل پسند رکھتے تھے اول سات برس کی عمر میں حفظ قرآن سے فارغ ہو کر بقیہ کتب علوم درسیہ سے سن دوازدہ سالگی میں فارغ التحصیل ہو گئے اور چونکہ موشگافی میں دلیر اور بحث میں شیر تھے شیخ دانیال جونپوری اور علمائے دانا پور نے ان کا لقب اسد العلما مقرر کیا آباؤ و اجداد ان کے طریقہ چشتیہ رکھتے تھے لیکن ان کی مریدی کا مہدویہ انکار رکھتے ہیں بلکہ کہتے ہیں اس دوازدہ سالگی میں حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو ذکر خفی وغیرہ جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لا کر پہنچایا اور پھر خود ان سے سیکھا اور شیخ دانیال بھی خضر علیہ السلام کے اشارے سے ان سے تلقین پا کر مصدق مہدیت کے ہوئے لیکن اہل سنت کی کتابوں میں اس کے برعکس لکھا ہے کہ یہ خود شیخ دانیال کے مرید تھے جو چار واسطے سے حضرت نظام الدین اولیا کے خلیفہ ہیں۔ القصہ سید محمد جونپوری نے عنفوان شباب سے قدم درویشی میں رکھا اور لوگ ان کے نہایت معتقد ہوئے یہاں تک کہ سلطان حسین حاکم دانا پور نے بھی کہ خراج گزار دلپت راؤ کی ملک کوڑ کرتھا ان کے ساتھ رابطہ اخلاص پیدا کیا کہ ہر مہم میں ان کو ہمراہ رکھتا تھا آخرکار شیخ موصوف نے اس کو راجہ مذکور کی اطاعت سے ننگ و عار دلا کر مستعد جنگ کیا کہ تیس ہزار سپاہی لے کر یہ سید محمد کے ہمراہ روانہ کوڑ ہوا اور پندرہ سو سپاہی قوم بیراگی سید محمد کی رکاب میں رکھے جب یہ خبر دلپت راؤ کو پہنچی ستر ہزار سپاہی ہمراہ لے کر اپنے قلعے سے تین میل آگے آ کر مقابل ہوا سلطان نے قلت سپاہی کی

Marfat.com

وجہ سے شکست پائی لیکن شیخ نے مقابلہ جاری رکھا اور ان پندرہ سو بیراگیوں کے ساتھ ایسا حملہ کیا کہ سید محمد جونپوری اور دلپت راؤ دو چار ہوگئے اور وہ شیخ کی تلوار سے مارا گیا اور اس کے دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑا راجہ کا دل جسم سے باہر نکل آیا۔ میاں دلاور سید محمد کے خلیفہ راجہ مذکور کے بھانجے ہیں اسی جنگ میں دستگیر ہوکر سید محمد کی خدمت میں آئے کہتے ہیں کہ راجہ کے دل پر اس بت کا نقش جس کی ہمیشہ عبادت کیا کرتا تھا موجود تھا یہی امر سید محمد کے جذبہ کا موجب ہوا کہ جب باطل کو اس قدر اثر ہے حق کو کیا کچھ اثر ہوگا غرض کہ سات برس تک کچھ ہوش وحواس نہ تھے مگر فرض نماز ادا کرتے تھے کتب مہدویہ مانند مطلع الولایت وغیرہ میں لکھا ہے کہ اس سات برس میں ایک ذرہ طعام اور ایک قطرہ پانی کا بھی نہ چکھا ایک روز ان کی بیوی الہدیتی نے کہا کہ کیا سبب ہے کہ بے ہوش رہتے ہو اور تحمل نہیں کرسکتے ہو بولے کہ اس قدر تجلی الوہیت کی ہوتی ہے کہ اگر ان دریاؤں میں کا ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جائے تو تمام عمر بھی ہوش میں نہ آئے القصہ بعد سات برس کے کچھ ہوش آیا گاہے باہوش وگاہے مدہوش رہتے تھے یہ حال مذبذب پانچ برس رہا کہتے ہیں کہ اس پانچ برس میں غلہ وگوشت وروغن ساڑھے سترہ سیر بروایت بیوی الہدیتی کے کھایا ہوگا بعد اس حال کے طریقہ ہجرت یعنی وطن چھوڑنے کا اختیار کیا کہ جلائے وطن کرکے مع زن وفرزند وچند مرید کے داناپور کے جنگلی راہ سے جہاں گردی کو نکلے بیوی مذکورکی اور سید محمود فرزند ان کے اور شیخ بھیک وغیرہ ہمراہ تھے اور اس جنگل میں الہامات اپنی مہدیت کے بھی ظاہر کئے اور ان ہمراہیوں نے تصدیق بھی کی اور وہاں سے رفتہ رفتہ شہر چندیری میں پہنچے اور وہاں ان کے وعظ وبیان میں جب ہجوم خلائق زیادہ ہوا وہاں کے شیخ زادوں کو کہ صاحب سجادہ مشیخت تھے ناگوار معلوم ہوا آخر الامر بجبر واکرہ وہاں سے ان کو نکال دیا وہاں سے شہر مانڈو کو چلے گئے وہاں بھی ان کا غلغلہ ہوا یہاں تک کہ سلطان غیاث الدین نے جس کو اس کے فرزند سلطان نصیر الدین نے ان ایام میں قید کردیا تھا شیخ موصوف کے دو مرید سید سلام اللہ اور ابوبکر کو بلاکر باعزاز تمام ملاقات کرکے رخصت کیا اور بیش قیمت تحائف سید محمد کی خدمت میں پیش کئے یہاں ایک امیر مصاحب سلطان غیاث الدین الہداد نامی کہ فاضل اور شاعر بھی تھا ترک دنیا کرکے ہمراہ ہوا اور تادم مرگ ہمراہ رہا مرثیہ شیخ اور دیوان غیر منقوط اور رسالہ بارامانت اور رسالہ ثبوت مہدیت تصنیف اسی کی ہیں اور اس کو خلیفہ ششم سید محمد کا شمار کرتے ہیں غرضکہ اب یہاں سے لوگ معتقد ہوکر ہمراہ

Marfat.com

ہونے لگے اور اسی شہر میں سید اجمل فرزند سید محمد چھوٹا بھائی سید محمود کا فوت ہوا اور وہیں اس کو مدفون کیا غرض کہ سید محمد بعد اس کے کوچ کر کے شہر جاپا نیر میں کہ دار السلطنت گجرات کا تھا پہنچ کر مسجد جامع میں اترے وہاں بھی ان کے وعظ و ترک و تجرد کا چرچا ہوا یہاں تک کہ والی گجرات سلطان محمود بیگڑہ نے بھی ارادہ آنے کا کیا لیکن دو عالم کہ اول حسب الحکم ملاقات کو گئے تھے مانع ہوئے اور میاں نظام کہ مسجد اسلام خان میں طالب علمی کرتے تھے مرید ہو کر ہمراہ ہوئے اور آخر تک رفیق رہے اور بی بی الہدیتی زوجہ کلاں سید محمود یہیں فوت ہو گئیں اور ان کے انتقال کے بعد سے طریقہ تقسیم بالسویہ کا فتوحات میں شروع ہوا پھر بعد اقامت ڈیڑھ برس کے وہاں سے برہان پور کی راہ سے دولت آباد میں وارد ہوئے وہاں سے مزارات اولیاء اللہ کی زیارت کر کے شہر احمد نگر میں پہنچے اس وقت احمد نظام الملک نے قلعہ اور باغ نظام کی بنیاد ڈالی تھی چونکہ آرزو مند فرزند کا تھا اسی خیال سے ان کی خدمت میں بھی آیا اور معتقد ہوا تقاقاً عنقریب برہان نظام الملک پیدا ہوا کہ بعد اس کے جانشین وہی ہوا اور معتقد اس فرقے کا تھا اسی واسطے سید محمد کے بعد ان کے خلفا و مریدین کو مانند شاہ نظام ودلا ور ونعمت وغیرہ کے گجرات سے طلب کیا تھا اور پنی بیٹی سید محمد کے پوتے میران جی بن حمید بن سید محمد مہدی کے عقد نکاح میں دی تھی یہی سبب ہے ان کی اولاد خلفا کے دکن میں آنے کا القصہ شہر احمد نگر سے کوچ کر کے شہر بیدر پہنچے عہد ملک برید میں وہاں شیخ ممن معتقد ہوئے اور ملا ضیا اور قاضی علاء الدین ترک دنیا کر کے ہمراہ ہوئے پھر وہاں سے سید محمد گلبرگہ کو آئے اور مزار سید گیسو دراز پر گئے پھر وہاں سے روانہ ہو کر قصبہ رائے پاک ہوتے ہوئے بندر دابھول کو پہنچے اور وہاں سے جہاز پر سوار ہو کر روانہ کعبۃ اللہ ہوئے اور بعد طے منازل کے حرم محترم میں پہنچے اس مقام میں دعویٰ مَنِ اتَّبَعَنِیْ فَھُوَ مُؤْمِن" کا کیا اور میاں نظام اور قاضی علاؤ الدین نے امنا و صدقنا بول کر جھٹ بیعت کر لی اور بولے کہ دو گواہ بس ہیں اور ۹۰۱ ہجری پر یہ دعویٰ ہوا تاریخ فرشتہ میں مقالہ سوم کے روضہ سوم میں ابراہیم بن برہان نظام شاہ ثانی کے حالات میں غلطی سے یہ لکھ دیا ہے کہ ۹۶۰ ہجری کے اواخر میں سید محمد جونپوری نے مہدیت کا دعویٰ کیا تھا اسی طرح مولف عقائد الاسلام کی بھی یہ غلطی ہے کہ اس نے لکھا ہے کہ اکبر کے زمانے میں سید محمد جونپوری نے مہدی ہونے کا دعوی کیا تھا الغرض یہاں سے سید محمد حضرت آدم کی زیارت کو گئے اور کہا کہ میں نے باوا آدمؑ سے معانقہ کیا انہوں نے مجھ سے کہا کہ خوش آمدی صفا آوردی پھر بغیر

Marfat.com

زیارت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ معظمہ سے بعجلت تمام مراجعت کر کے جدے کو آکر جہاز پر سوار ہو کر بندر دیو گھاٹ پر اتر کر وہاں سے ملک گجرات میں شہر احمد آباد میں آکر مسجد تاج خان بن سالار میں قریب دروازہ جمال پور کے مقیم ہوئے یہاں بھی اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور طریقہ وعظ و دعوت کا شروع کیا ور ملک برہان الدین وہیں مرید و تارک بن کر رفیق ہوئے ان کو مہدویہ خلیفہ ثالث جانتے ہیں اور ملک گوہر کہ خلیفہ چار میں ہیں اسی مقام سے رفیق سفر حضر ہوئے اور اسی مسجد میں ایک روز مجمع عام میں سید موصوف نے ۹۰۳ ہجری میں دعویٰ مہدیت کا کیا یہ دعویٰ دوم ہے ایک دن انہوں نے یہ کہا کہ ہم اللہ کو دنیا میں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اس بات کے سنتے ہی علمائے گجرات نے ان کے قتل کا فتویٰ دیا مگر مولانا محمد تاج نے ان کو سمجھایا کہ کیا تم نے علم ایک سید کے قتل کے لئے ہی پڑھا ہے جب کہ علما و مشائخ گجرات نے سلطان محمود سے شکایت کی کہ شیخ تازہ وارد اپنے وعظ میں حقائق خلاف شریعت بیان کرتا ہے سلطان نے حکم اخراج کا دیا اس سبب سے وہاں سے اٹھ کر ایک گاؤں سولہ سانتیج نام میں اترے میاں نعمت کہ خلیفہ کلاں ہیں بڑے راہزن اور خونی تھے خون حبشی کے جرم سے بھاگ کر وہاں پہنچے اور مرید ہو کر ساتھ ہوئے پھر وہاں سے روانہ ہو کر شہر نہر والہ پیران پٹن میں کہ علاقہ گجرات میں سے ہے آکر خان سردر کے لب حوض اترے یہاں اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا ہوا اور میاں خوند میر وہیں آکر تربیت پذیر و مرید ہوئے اور ملک نجن برخور دار اور ملک الہداد اور ملک حماد کہ ان کے اقربا سے ہیں وہ بھی مرید ہو کر ہمراہ ہوئے اور خوند میر کو اجازت گھر میں رہنے کی ہوئی کہ فی الحال یہیں رہو اور ان کے اقربا کو مبارز لملک وغیرہ امرائے گجرات نے بھی نہ چھوڑا بلکہ نظر بند کر کے رکھا اور جب مبارز الملک نے دیکھا کہ اپنے اکثر اقارب وغیرہ اہل گجرات اس قدر سید محمد کے دام تسخیر میں گرفتار ہوتے جاتے ہیں کہ کسی ملک میں نہ ہوئے تو ایک فرمان ثانی سلطان محمود کا صادر کرا کر پیران پٹن سے بھی اخراج کروایا اور سید محمد کی عادت تھی کہ جب حکم اخراج کسی حاکم کا آتا تو بولتے تھے کہ مجھ کو اللہ کا حکم بھی یہاں سے نکلنے کا ہوا ہے میں خود بہ خود جاتا ہوں چنانچہ پیران پٹن سے نکل کر نو میل کے فاصلے پر قصبہ بدلی میں اترے اور وہاں بھی اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا ہوا اور میاں خوند میر کہ بالاخانے میں محبوس تھے بعد چھ مہینے کے خفیہ نکل کر سید محمد کے پاس آئے یہاں سب خاص و عام مریدین کا مجمع ہوا۔

Marfat.com

ایک دن سید محمد نے فرمایا کہ مجھ کو اٹھارہ برس سے بار بار حکم اللہ کا بلاواسطہ ہوتا ہے کہ مہدیت کا دعویٰ کر میں ٹالتا چلا جاتا ہوں اب مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ اے سید محمد دعوے مہدیت کہلاتا ہوئے تو کہلا نہیں تو ظالمان میں کا کروں گا اس واسطے میں بہ صحت عقل و حواس دعویٰ کرتا ہوں کہ انا مهدی مبین مرا داللّٰه اور اپنا چمڑا دونوں انگلیوں سے پکڑ کر کہا کہ جو کہ مہدیت اس ذات سے منکر ہوئے وہ کافر ہے اور میں اللہ سے بے واسطہ وغیرہ احکام لیا کرتا ہوں اور فرمان حق تعالیٰ کا ہوتا ہے کہ علم اولین و آخریں کا تجھ کو دیا اور بیان معنی قرآن اور کنجی خزانہ ایمان کی تجھ کو دی ہم نے تجھ کو جو قبول کرے گا وہ مومن ہے اور تیرا جو منکر ہوئے وہ کافر۔ اسی طرح بہت سی باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کیں خوندمیر اور تمام اصحاب کہ تین سو ساٹھ تھے پکارے امنا وصدقنا یہ دعویٰ تیسرا ہے کہ ۹۰۵ ہجری پر ہوا اور مرتے وقت تک اس پر قائم رہے اسی واسطے اس کو دعوے موکد بولتے ہیں غرض کہ یہ خبر جب مشہور ہوئی تو شہر نہروالہ میں کہ وہاں سے نو میل تھا شور وغوغا ہوا کہ جس سید کو یہاں سے شہر بدر کیا تھا اس نے قصبہ بدلی میں جا کر دعویٰ مہدیت کا کیا پس چند علما قصبہ مذکور میں آئے اور سید موصوف کے ساتھ مباحثہ وسوال و جواب مہدیت وغیرہ دعاوی کے باب میں دیر تک کرتے رہے اور سید محمد اپنے دعوے سے باز نہ آئے ختم الہدیٰ سبل السوی میں ذکر کیا ہے کہ جس وقت سید محمد کو اس دعوے کا حکم حق تعالیٰ کی جانب سے ہوا ایک حکم نامہ وہاں کے بادشاہ کو اس مضمون کا روانہ فرمایا کہ میں سید محمد اللہ تعالیٰ کے فرمان سے مہدیت کا دعویٰ کرتا ہوں ایسی حالت میں کہ عقل برجا اور سب طرح سے ہوشیار ہوں نہ سکر وسہو کی حالت میں اور سب صورتوں سے صحت ہے اور کسی طرح کی حاجت نہیں اور اس دعوے پر اتباع کلام اللہ اور پیروی رسول اللہ ہردو شاہد ہیں پس ہر ایک کو کہ بادشاہ ہو یا امیر قاضی ہو یا وزیر تونگر ہو یا فقیر لازم ہے کہ تحقیق کر کے تصدیق کریں اگر بندے کو جھوٹا اور مفتری علی اللہ جانیں تو قتل کریں وگرنہ ہم جہاں جائیں گے خلق کو اپنے مدعا پر بلائیں گے ان دونوں صورتوں میں وبال تمہاری گردن پر ہوگا کہ دونوں جہان کی سیہ روئی تمہاری لئے ہے اس فرمان کے روانہ کرنے کے بعد چار مہینے آپ اس جگہ اقامت فرما رہے اس عرصے میں نہ وہاں کا بادشاہ معترض ہوا نہ کوئی دوسرا پھر یہاں سے شہر جالور کو چلے گئے وہاں کے بہت لوگ مرید ومنقاد ہوئے پھر وہاں سے شہر ناگور میں پہنچے اور وہاں بیان کیا فالذی هاجرو اشد وا خرجو امن دیارهم شدوا و ذوقی سهلی شد قاتلو او قتلوا مانده است

Marfat.com

ماشاء اللہ خواہد شد بعد اس کے وہاں سے روانہ ہوئے اور ملک سندھ میں شہر نصر پور میں داخل ہوئے وہاں سے میاں نعمت اور میاں خوند میر کو گجرات جانے کی رخصت دی۔ ایک جماعت کثیر ان کے اصحاب کی روانہ گجرات ہوئی بی بی شکر خاتون بھی انہی میں تھیں پھر وہاں سے دارالسلطنت ٹھٹھہ میں پہنچے اور وہاں اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور کچھ لوگوں نے تصدیق مہدیت کی جب یہ حال وقال ان کا اہل اسلام سندھ پر منکشف ہوا تو نہایت تنگ پکڑا یہاں تک کہ چوراسی آدمی سید محمد کے رفقا واصحاب میں سے مارے فاقوں کے مر گئے سید محمد نے بشارت دی کہ ان سب کو مقامات انبیا ومرسلین اولعزم کے ملے۔ القصہ بادشاہ سندھ نے حکم دیا کہ اس درویش کو مع تمام مریدوں کے قتل کرو لیکن دریا خان امیر بادشاہ مذکور نے اپنی عرض معروض سے حکم قتل ملتوی کروا کے مملکت سندھ سے اخراج کروا دیا پس سید محمد سب اصحاب کے ساتھ خراسان کو روانہ ہوئے کہتے ہیں کہ قریب نو سو آدمیوں کے ان کے ہمراہ تھےان میں سے تین سو ساٹھ اصحاب ومہاجرین خاص کہلاتے تھے غرض کہ بنزاد وخرابی ویربادی افغان وخیز ان پر قافلہ رار وقندھار ہوا وہاں بھی ان کی اس قیل وقال کا چرچا ہوا حاکم قندھار مرزا شہ بیگ نے حکم دیا کہ سید ہندی کو جمعہ کے روز مسجد جامع میں علمائے اسلام کے سامنے حاضر کرو چنانچہ حسب الحکم ملازمین اس کے دوڑے اور جبراً وقہراً کمر بند سید کا پکڑ کر اس عجلت سے لے چلے کہ جوتا بھی پہننے نہ دیا اور مریدوں نے جب ارادہ ہمراہی کا کیا تو منع کیا بلکہ زدوکوب کی بھی نوبت پہنچی جب سید محمد داخل مسجد ہوئے علما وغیرہ نے ہجوم کر کے سخت ست کہنا شروع کیا سید محمد نے تحمل کر کے وعظ قرآن شروع کر دیا شہ بیگ کہ جوان بست سالہ تھا ان کے بیان پر فریفتہ ہو گیا اس سبب سے وہ گرمی سرد ہو گئی اور سید محمد نے ان کے ہاتھ سے نجات پا کر بعد چند روز کے راہ شہر فراہ کی لی جب فراہ میں پہنچے وہاں بھی یہی باز پرس پیش آئی کہ اول ایک عہدہ دار نے آ کر سید محمد اور تمام ہمراہیوں کے ہتھیار چھین لئے اور گوشہ کمان سب کے سر پر رکھ کر ایک ایک کو شمار کر کے کہا کہ کل سب کو قید کریں گے بعد اس کے امیر ذوالنون حاکم شہر واسطے دریافت کیفیت کے بذات خود آیا لیکن بعد ملاقات کے معتقد شیخ کا ہوا اور علما کو اجازت دی کہ امتحان مہدیت کا کریں چنانچہ علمائے فراہ نے سوال وجواب شروع کئے اور امیر ذوالنون نے یہ تمام کیفیت مرزا حسین بادشاہ خراسان کے حضور میں لکھ کر روانہ کی بادشاہ نے چار عالم واسطے دریافت حقیقت حال کے روانہ کئے چنانچہ علمائے مذکورین نے آ کر مباحثہ کیا

Marfat.com

جب فراہ میں تین مہینے گزر چکے تو خوند میر اور میاں نعمت کو نصر پور سے اپنے وطن کو واپس گئے تھے اور میاں محمود فرزند سید محمد کہ شہنہر والہ میں اپنے والد سے جدا ہو کر تلاش نوکری کے ارادے سے جا کر سلطان محمود کی سرکار میں مردم سپاہ پیشہ میں نوکر ہوئے تھے یہ تینوں شخص فراہ کو آئے اور ہدایا و نذر کہ مردم گجرات نے سید محمد کے واسطے میاں نعمت کے ہمراہ روانہ کئے تھے راہ میں ان میں سے میاں محمود فرزند سید محمد نے خرچ کے لئے کچھ مانگا میاں نعمت نے کہا کہ پرائی امانت میں خیانت کرنے نہ دوں گا مگر میاں محمود کے خفا ہونے کی وجہ سے خوند میر نے اپنا خرچ راہ مع اس امانت کے جوان کے ہمراہ تھی پیش کر دیا جب کہ فراہ پہنچے تو مسئلہ امانت میں سید محمد نے طرفداری فرزند کی کی اور کہا کہ کیا مثل گجرات کی یاد نہ تھی کہ امک ڈھمک کیا تیرے باپ کا مال ہے بعد اس کے سید محمد نے وہ امانتیں میاں نعمت سے طلب کیں انہوں نے جواب دیا کہ یہ طالبان اللہ اثنائے راہ سے آپ کی طرف روانہ ہوئے ان پر خرچ کیا گیا سید محمد نے کہا کہ ان لوگوں کو کس نے طالب اللہ بنایا یہ کلام سنتے ہی طالبین مذکور بے ساختہ بھاگے اور میاں نعمت جن کا لقب مقراض بدعت ہے جوش میں آ خر مع اہل و عیال روانہ ہوئے۔ سید محمد نے ایک گوجری مثل بول کے ان کی فہمائش کی کہ تو مجھ لور نہ لور سہاگن ہوں تجھ لور نہار یعنی تو مجھ کو چاہ نہ چاہ میں تیرا چاہنے والا ہوں اور بہت سادلا سا کرا کے واپس لائے چنانچہ تفصیل اس کی تذکرۃ الصالحین میں موجود ہے اور فرزند مذکور کے حق میں کہا کہ جس کا پوت پوت ہو کر آئے اسی کا ہے خوشی نہ ہوئے غرض کہ ان لوگوں کے آنے کے بعد سید محمد چھ مہینے اور زندہ رہے پس کل قیام فراہ کا نو مہینے ہے اور اکثر بشارات و اشارات اپنے اور اپنے مریدوں کے فضائل میں اسی عرصے میں بیان کئے ہیں القصہ بعد نو مہینے کے تریسٹھ برس کی عمر میں مقام فراہ میں جمعرات کو ۹۱۰ ہجری میں انتقال کیا مضا مہدی تاریخ وفات ہے کہتے ہیں انتقال سے پہلے جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ نماز وتر ادا کی تھی اور یہ علامت انتقال کی تھی کیونکہ حضرت رسالت پناہ نے بھی قبل رحلت بعد نماز جمعہ کے وتر ادا کئے تھے شواہد الولایت کے باب ۲۸ میں لکھا ہے کہ سید محمد بروز انتقال اپنی زوجہ بی بی بون کے گھر میں تھے اور عادت یہ تھی کہ زمین میں میخیں واسطے شناخت وقت نوبت ازواج کے گاڑی تھیں جب ان میخوں پر سایہ پہنچتا تھا ایک بی بی کے گھر سے دوسری بی بی کے گھر جانے کی نوبت آتی تھی اس روز جب سایہ میخ پر پہنچا فرمایا کہ مجھ کو بی بی ملکان کے گھر میں لے چلو بی بی ملکان وہاں حاضر تھیں انہوں نے عرض کیا کہ آپ پر سختی ہے اور میں

Marfat.com

خود یہاں حاضر ہوں اور میں نے اپنی نوبت تم کو بخش دی آپ یہیں رہیں وریاروں نے بھی یہی مضمون بکمال اصرار عرض کیا میراں نے جواب دیا کہ خوب تم نے اپنا حق بخشا لیکن حد شرع محمدی کی کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے کون بخش سکتا ہے بعد اس کے پھر دو تین بار بی بی ملکان وغیرہ نے یہی مضمون عرض کیا لیکن میران نے قبول نہ کیا اور کہا کہ برادر لوگ ہماری رعایت کرتے ہیں اور شرع محمدی کی رعایت نہیں کرتے الغرض نہ مانا اور بی بی ملکان کے گھر میں بہر طور اپنے تئیں پہنچایا انتہی القصہ انتقال کے بعد سید محمد کے جنازے کی نماز پرانی عید گاہ فراہ میں پڑھ کر ایک جگہ میں کہ فراہ اور موضع رج کے درمیان ہے دفن کیا اور میاں اللہ دین حمید نے سب کے سامنے چند مرثیے قبر پر پڑھے کہ اس میں یہ شعر بھی تھا۔

فضلش کہ بر جمیع پیمبر شد از خدا باد ابروز حشر شفاعت گر از خدا

اور ۹۸۰ ہجری میں شاہ قاسم عراقی حاکم فراہ نے قبر پر گنبد بنوایا لیکن یکان سلطان حاکم فراہ نے اس کی تکمیل کی غرض دہم کے بعد میاں خوند میر اپنے وطن گجرات کو چلے گئے اور نہر والہ میں متوطن ہوئے اور بعد چند روز کے اہل اسلام نے وہاں سے شہر بدر کیا تو قصبہ سلطان پور میں آ کر رہے انہوں نے اپنی اس تعجیل معاودت کا یہ عذر بیان کیا تھا کہ میراں کی روح نے مجھ کو کہا ہے کہ تم گجرات کو جاؤ اور سید محمود فرزند میراں نے ایک سال فراہ میں ٹھہر کر کہا کہ مجھ کو بھی میران کی روح نے جانے کا حکم دیا اس واسطے وہ گجرات میں آ کر مقام بہلوٹ میں متوطن ہوئے اور خوند میر بھی ان کے قرب و جوار کے واسطے موضع بھاوی پور میں ایک منزل کے فاصلے پر بہلوٹ سے متوطن ہوئے پھر وہاں سے موضع جھنجی واڑ میں رہے اور سید محمود کی طرف سب خلفا و مریدین سید محمد جونپوری کی رجوع ہوئی اس سبب سے ان کا شہرہ زیادہ ہوا اور روز بروز خلق ان کی میں تسخیر زیادہ ہونے لگی جب یہ بات سلطان محمود بیگڑہ کو معلوم ہوئی بھاری زنجیر پاؤں میں ڈلوا کر قید کیا اکتالیس روز کے بعد راجے سون اور راجے مرادی خواہران بادشاہ کی سفارش سے کہ میران کی معتقد تھیں رہائی پائی لیکن زخم زنجیر سے پاؤں سڑ گیا وراڑھائی مہینے کے بعد اسی وجہ سے پچاس سال کی عمر میں ۹۱۹ ہجری میں اپنے والد کی وفات سے نو برس کے بعد مقام بہلوٹ میں قضا کی۔ بعد انتقال محمود کے میاں خوند میر فرقہ مہدویہ کے رئیس ہوئے انہوں نے دعوت اس مذہب کی شروع کی عوام الناس ان کے مسخر ہونے لگے ستائیس بار مقامات سے ان کو بدر کیا گیا سلطان مظفر گجراتی نے اس فرقے کی زیادتی کا حال سن کر کچھ فوج اس کی تباہی کے لئے

Marfat.com

عین الملک کی ماتحتی میں موضع کھانبیل کو بھیجی لشکر بادشاہی نے اس فرقے کے تمام مکانات جلادیئے ساٹھ سوار اور چالیس پیادوں کی جمیعت سے مہدویہ نے مقابلہ کیا اکتالیس آدمی ان کے کام آئے اور خوندمیر زخم تیر سے نابینا ہوگئے شرف الدین مہدوی بھی اسی سواروں کے ساتھ ان کی مدد کو آگیا تھا تمام مہدویہ مع اصل وکمک کے کھانبیل سے موضع سدراسن کی طرف چلے گئے فوج بادشاہی نے پیچھا نہ چھوڑا اور سدراسن میں پہنچ کر جنگ دوم میں میاں خوندمیر اور ان کے فرزند جلال الدین اور داماد وغیرہ اقرباومریدین جملہ آدمیوں کو قتل کیا یہ واقعہ ۹۳۰ ہجری میں واقع ہوا تذکرہ الصالحین میں مذکور ہے کہ ان مقتولوں میں سے پانچ کے سر شہر پٹن کے پاس لے گئے سروں کی ٹوکری شہر کے دروازے کے پاس رکھ دی جب ظہر کی اذان مسجدوں میں ہوئی تو وہ سب ٹوکری سے نکل کر صف آرا ہوئے اور ان کے آگے میاں خوندمیر کا سر ہوا اور نماز ظہر کے لئے پیشانی پر سجدہ کیا کہتے ہیں کہ ان کی تکبیر کی آواز دوسروں نے سنی اس جنگ کو مہدوی لوگ اپنے منہ سے جنگ بدر ولایت بولتے ہیں اور شہداے بدر کا ہم مرتبہ اس جنگ کے شہداء کو سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آیت۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ (سورۃ احزاب۔۳۳۔آیت۔۷۲) میں امانت سے مراد یہی جنگ ہے اور انسان سے مراد میاں خوندمیر ہیں گو کہ اخراج وقتل وغیرہ اہل احتساب اسلامی کی طرف سے ہوتا رہا لیکن مہدویہ اپنے ان کلمات ودعاوی سے باز نہ آئے چنانچہ ۹۵۲ ہجری میں شیخ علی متقی نے چار فتوے شیخ ابن حجر مکی وغیرہ آئمہ چار مذہب کے مکہ معظمہ سے بادشاہ گجرات کے پاس بھجوائے کہ یہ مہدویہ کافر ہوگئے ہیں اگر یہ لوگ اس مذہب باطل سے توبہ نہ کریں تو ان کو قتل کرنا بادشاہ اسلام پر واجب ہے شاہ مظفر بادشاہ گجرات نے فتووں پر عمل کرکے گیارہ آدمیوں کو پکڑ کر پھر قتل کیا اور شاہ نعمت خلیفہ مہدی کی گرفتاری کے عوض میں سید علی فرزند مہدی نے اپنے آپ کو گرفتار کرادیا اور مقتول ہوئے اور شاہ نعمت موضع لوہ گر میں مع سولہ آدمی ہمراہی کے مارے گئے اور ملک الہداد خوندمیر کی شکست یابی کے بعد سدراسن کے نکل کر رفتہ رفتہ ملک ماڑواڑ میں پہنچ کر موضع پاڑکر میں دائرہ باندھ کر رہنے لگے وہاں سے اس قدر مہدویہ پر سختی پیش آئی کہ ان کے رفقا فاقوں کے مارے مرنے لگے یہ لوگ اسی طرح ملک بہ ملک متفرق ومنتشر ہوتے رہے اور رفتہ رفتہ یہ واقعہ سلاطین دہلی واکبرآباد کے حضور میں پہنچا چنانچہ منتخب التواریخ اور تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ سلیم شاہ بن شیر شاہ کے عہد میں شیخ علائی بن حسن مرید شیخ سلیم چشتی نے شیخ عبداللہ

Marfat.com

افغان نیازی کی ہدایت سے طریقہ مہدویہ اختیار کرلیا اور سید محمد جونپوری کی مہدیت کا قائل ہوگیا یہ شخص بیانہ میں رہا کرتا تھا اور اس کی بدولت صدہا آدمی اس طریق پر آ گئے شیخ علائی نماز کے وقت قرآن کی تفسیر کیا کرتا اور ایسے پر اثر معانی بیان کرتا کہ اس کی مجلس میں جوق در جوق مسلمان حاضر ہونے لگے اور جو اس کے پاس حاضر ہوتا وہ یا تو بالکل اہل وعیال سے قطع تعلق کر کے پیشہ اور مال واسباب چھوڑ کر مہدوی ہوجاتا یا گناہوں سے توبہ کر کے سید محمد جونپوری کی مہدیت کا معتقد ہوتا اور جو کچھ دھندا کرتا اس میں سے دسواں حصہ اللہ کی راہ میں نکالتا اس طرح کے بہت سے آدمی جمع ہوگئے کہ باپ بیٹے سے بیٹا باپ سے بیوی خاوند سے بھائی بھائی سے چھوٹ گئے اور فقر وفنا کا طریق اختیار کرلیا شیخ علائی کو جو کچھ نذر وفتوح میں حاصل ہوتا سب کو اس میں علی السویہ شریک کرتا اور اگر کچھ نہ ملتا تو یہ لوگ دو دو تین تین روز تک فاقے سے بیٹھے رہتے مگر کسی سے سوال نہ کرتے اور شیخ علائی ہتھیاروں سے ہروقت مسلح رہتا گلی کوچوں میں پھرتا کسی مسلمان کو نامشروع کام کرتے دیکھتا تو اول ملائمت سے سمجھاتا جب نہ مانتا تو سختی سے پیش آتا جو حکام وقت اس کو اپنا مقتدا سمجھتے تھے اس کی مدد کرتے جب یہ سختی بہت بڑھ گئی اور فساد پیدا ہونے کا احتمال ہوا تو شیخ عبداللہ نے شیخ علائی کو سفر حجاز کے لئے آمادہ کیا اور تین سوستر خاندان اسی بے سروسامانی کی حالت میں ہمراہ ہوئے جب خواص پور واقع سرحد جونپور میں یہ قافلہ پہنچا تو خواص خان نے استقبال کیا اور معتقد ہوگیا لیکن تھوڑے سے عرصے میں مذہب مہدویہ کی برائی اس پر روشن ہوگئی شیخ علائی نے یہ بات سمجھ کر خواص خان سے تعلق توڑ دیا اور یہ بہانہ کر کے کہ امر معروف اور نہی منکر میں میری اطاعت نہیں کرتا اس سے رنجش ظاہر کر کے خواص پور سے اپنا قافلہ اٹھا دیا اور حج کا عزم فسخ کر کے بیانہ کو واپس چلا گیا سلیم شاہ ان دنوں آگرے میں مقیم تھا شیخ علائی کا حال سن کر اپنے دربار میں بلایا جب شیخ دربار شاہی میں داخل ہوا تو آداب شاہی بالکل ترک کردئے صرف سلام علیک مشروع طور پر کی سلیم شاہ نے بکراہیت جواب دیا علیک السلام مقربین کو یہ بات سخت ناگوار گزری ملا عبداللہ سلطان پوری المخاطب بہ مخدوم الملک شیخ علائی کا مخالف ہوگیا اور اس کے قتل کا فتویٰ بھی دے دیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ یہ شخص خود بھی مہدیت کا مدعی ہے سلیم شاہ نے مرزا رفیع الدین انجو اور ملا جلال حکیم دانشمند اور ملا ابوالفتح تھانیسری وغیرہ علما کو جمع کر کے اس قضیے کی تشخیص ان کے حوالے کی سلیم شاہ کے حضور میں مجلس مباحثہ مقرر ہوئی شیخ علائی علما سے مغلوب ہوگیا جواب نہ

Marfat.com

دے سکا مگر اس طرح قرآن کی آیات کے معانی بیان کرنے لگا کہ اس کی تقریر نے بادشاہ کے دل میں اثر کرلیا اور بادشاہ نے شیخ سے کہا کہ اگر تم اس دعوے باطل کو ترک کردو تو میں تم کو اپنی تمام قلمرو کا محتسب بنادوں اور اب تک تم میرے بے حکم امر معروف و نہی منکر کرتے رہے محتسب ہوجانے کے بعد میرے حکم سے یہ کام کرو گے مگر شیخ نے سلطان کی بات کو منظور نہ کیا سلطان نے اسے قتل تو نہ کرایا سرحد دکن پر ایک شہر ہے ہنڈیہ وہاں بھجوادیا وہاں کا حاکم بہادر خان سلیم شاہ کے امرا میں سے تھا تمام لشکر سمیت شیخ علائی کا معتقد ہوگیا مخدوم الملک نے اس بات کو ایک برے پیرائے میں بادشاہ سے عرض کر کے شیخ علائی کو وہاں سے واپس طلب کرایا اس مرتبہ بھی سلیم شاہ نے علما کو جمع کیا اور اس قضیے کی تشخیص میں بہت کچھ توجہ کی مخدوم الملک نے بادشاہ سے کہا کہ شیخ علائی خود بھی مہدی ہونے کا مدعی ہے اور مہدی تمام روئے زمین کا بادشاہ ہوگا سارا لشکر آپ کا اور آپ کہ اکثر عزیز بھی در پردہ وہ اس کے معتقد ہوگئے ہیں آپ کی سلطنت میں فتور پیدا ہوجانے کا اندیشہ ہے مگر بادشاہ شیخ علائی کے قتل پر آمادہ نہ ہوا بہار میں شیخ بڑہ ایک نہایت دانشمند شخص رہتا تھا شیر شاہ اس کا بڑا معتقد تھا یہاں تک کہ اس کی جوتی اپنے ہاتھ سے سیدھی کرتا تھا سلیم شاہ نے شیخ علائی کو اس کے پاس بھیج دیا کہ جو کچھ اس کے حق میں شیخ بڑہ لکھے وہ کیا جائے شیخ بڑہ نے بھی مخدوم الملک کے فتوے کی تقلید کی اس زمانے میں مرض طاعون کا بہت زور تھا شیخ علائی بھی اس مرض میں مبتلا ہوگیا جب بادشاہ کے حضور میں شیخ بڑہ کے فتوے کے ساتھ پیش ہوا تو اس وقت بولنے تک کی اس میں طاقت نہ تھی سلیم شاہ نے آہستہ اس کے کان میں کہا یہ اگر تم میرے سامنے کہدو کہ میں مہدو نہیں ہوں تو میں تم کو رہا کردوں مگر اس نے نہ مانا سلطان نے حکم دیا کہ اس کے کوڑے مارو تیسرے کوڑے میں اس کی جان نکل گئی یہ واقعہ ۹۵۵ ہجری کا ہے۔

جمال خان مہدوی کی ہدایت سے نظام شاہی خاندان کے چھٹے بادشاہ اسماعیل بن برہان نظام شاہ ثانی نے بھی یہ مذہب اختیار کرلیا تھا فرقہ مہدویہ کو اس وقت میں بڑی رونق ہوگئی تھی ان کے کارنامے تاریخ فرشتہ کے مقالہ سوم کے روضہ سوم میں مفصل مندرج ہیں۔

علاقہ جے پور کہ جس کو ڈھونڈھار کہتے ہیں وہاں اس قوم کی آمد کی ابتدا یوں ہوئی کہ امرائے افاغنہ جو دہلی کے اطراف میں سلاطین لودھی اور شیر شاہی کے وقت سے جاگیردار تھے جلال الدین اکبر شہنشاہ نے شیر شاہ کی طرفداری کی وجہ سے ان کا اخراج کیا یہ لوگ

Marfat.com

مغلوب ہو کر گجرات کو چلے گئے اور وہاں علمائے مہدویہ زدوکشت اہل اسلام سے ہراساں ہو کر ان کی پناہ میں آئے جب اختلاط پیدا ہو گیا تو کچھ افاغنہ نے یہ مذہب اختیار کر لیا اور کچھ اپنے تسنن پر باقی رہے جب ان پٹھانوں کی صفائی راجہ جے پور نے اکبر سے کرادی تو یہ لوگ لوٹ کر جے پور کے علاقے میں آگئے لیکن مذہب میں ویسے ہی دو رنگ رہے چنانچہ اب تک وہی رنگ ہے کہ مندوزئی وغیرہ چند فرقے سنی ہیں اور دوسرے فرقے قوم نپی وغیرہ مہدوی ہیں۔

ان دیہات کے سوا بلا دوکن میں بھی مہدویہ جا بجا بکثرت موجود ہیں اور اکثر صاحب ثروت بھی ہیں سرنگ پٹن میں سلطان ٹیپو کے پاس بھی بہت سے افغان مہدوی نوکر تھے ایک بار عدول حکمی کرنے پر فوج سلطانی کے ہاتھ سے کئی سو مارے گئے باقی وہاں سے نکلوائے گئے۔

سردار خان غرے زئی مہدوی ملازم باجی راؤ والی پونا نے باوجود منع کرنے اپنے آقا کے چھاؤنی انگریزی پر حملہ کیا اور تمام دولت مرہٹہ کو برباد کر گیا باجی راؤ کو انگریزوں نے ۱۲۳۳ ہجری میں گرفتار کر کے بھٹور پہنچادیا جب سب ریاستیں دکن کی بگڑ گئیں تو چاروں طرف سے سمٹ کر مہدویہ حیدر آباد دکن میں آئے اور وہاں وہ کثرت اور عزت راجہ چندولال پیشکار کی بدولت پیدا کی کہ دس بارہ ہزار کی جمعیت سے بمشاہرات بیش قرار نوکر ہوئے بعض دولت مندان کے کروڑ پتی تک ہو گئے اور یہاں اپنی کثرت و ثروت کے غرور میں مقدمات مذہب میں ہر ایک سے بیباکانہ بحث و تکرار شروع کی یہاں تک کہ ۱۲۳۷ ہجری میں مولوی عبدالکریم کو بحث مذہب پر میر عالم بہادر کی مسجد میں مار ڈالا چوتھے روز اہل سنت نے بھی مکہ مسجد میں جمع ہو کر مہدیوں کے مکانوں پر یورش کی اور فساد نے اتنا طول کیا کہ شام تک بہت سے مہدوی اور سنی باہم لڑ کر مارے گئے نواب سکندر جاہ مسند نشین تھے انہوں نے انگریزی فوج کی مدد سے ان کو ملک سے نکال دیا دربدر شہر بہ شہر باہر حدود ممالک محروسہ آصفیہ سے پھرنے لگے ایک مدت دراز اسی طرح گزری اور نواب سکندر جاہ کا انتقال ہوا اور نواب ناصر الدولہ مسند نشین دولت آصفیہ کے ہوئے اور بسبب انقراض عہد اور بعد مدت کے اہل حیدر آباد کے دلوں سے بھی بغض و طیش کم ہو گیا تب لالہ چند دلال کے دربار میں نذرانے اور رشوتیں دے دے کر ایک ایک دو دو مہدوی آکر گھسنا شروع ہوئے اور راجہ کی نظر عنایت سے پھر ان کا جماؤ ہو گیا۔

Marfat.com

مہدویہ کے عقائد

مہدویہ کہتے ہیں کہ اگر حضرت محمدؐ کے دربار میں ایک صدیق تھے تو میراں کے دربار مہدیت میں دو تھے۔ سید محمود اور خوند میر اور اگر وہاں خلفائے راشدین چار تھے تو یہاں پانچ تھے سید محمود۔ خوند میر۔ میاں نعمت۔ میاں نظام۔ میاں دلاور۔ اور اگر وہاں دس شخص ایسے تھے جن کے جنتی ہونے کی بشارت دی گئی تو یہاں بارہ تھے پانچ مذکورین اور باقی کے نام یہ ہیں۔ امین محمد۔ ملک معروف۔ عبدالجید۔ ملک جو۔ ملک گوہر۔ ملک برہان الدین اور اگر حضرت محمدؐ کی امت میں تہتر فرقے ہیں تو مہدی کی امت میں چوہتر فرقے ہیں ایک فرقہ کہ عقیدہ خوند میر پر ہے ناجی ہے باقی غیر ناجی۔ اور سید محمود پسر مہدی کو مہدی ثانی بھی کہتے ہیں اور میاں خوند میر داماد مہدی کو بدلہ مہدی بھی کہتے ہیں کیونکہ قتال کا کام مہدی سے نہ ہوا ان کے بدلے میں انہوں نے کیا اس جنگ کو جنگ بدر ولایت بولتے ہیں اور اسد اللہ الغالب بھی ان کا لقب ہے اور ان کے بیٹے سید محمود خاتم مرشد نواسہ مہدی کو حسین ولایت کہتے ہیں ان کے ساتھ لڑکپن میں اللہ ہمیشہ کھیلا کرتا تھا جیسا کہ پنج فضائل میں منقول ہے اور ان کی ماں فاطمہ ولایت ہیں اور مہدی کی سب بیبیاں ازواج مطہرات اور امہات المومنین ہیں اور مہدی کے نواسے سید محمود نامی کو حسین ولایت قرار دے کر حضرت حسینؓ شہید کربلا کی برابر یا ان سے بہتر جانتے ہیں اور ان کی شہادت اس طرح ثابت کرتے ہیں کہ ایک روز سید محمود بعد نماز تہجد کے جانماز پر بیٹھے تھے کہ یزید کی روح کتے کی صورت میں وہاں داخل ہوئی محمود نے اپنے ہاتھ سے اس کو ہانکا اس نے ان کے ہاتھ کو ایسا زخمی کیا کہ اس کے درد سے ۴۳ روز کے بعد پندرہویں محرم کو انتقال کیا جیسا کہ تذکرۃ الصالحین میں مذکور ہے۔ مہدویہ کا عقیدہ یہ ہے کہ تصدیق مہدیت سید محمد جونپوری کی فرض ہے اور انکار ان کی مہدیت کا کفر ہے اور ۹۰۵ ہجری سے کہ انہوں نے اس سنہ میں دعوے مہدیت کا کیا تھا اس طرف جس قدر اہل اسلام گزرے ہیں اور گزریں گے سب بہ سبب اس انکار کے کافر مطلق ہیں مسلمان صرف مہدوی ہیں اور سید محمد اگرچہ داخل امت محمدی ہیں لیکن افضل ہیں امرائے مومنین ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذی النورین اور علی مرتضیٰؓ سے اور سید محمد جونپوری سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام انبیائے مرسل سے افضل ہیں اور سید محمد جونپوری اگرچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے پورے تابع ہیں لیکن رتبے

Marfat.com

ل دونوں برابر ہیں دونوں میں سرمو کی بیشی نہیں احادیث رسول اللہ کی اور تفاسیر قرآن
ر چہ کیسی ہی روایات صحیحہ سے مروی ہوں لیکن سید محمد کے بیان واحوال سے مقابل کر کے
یکھنا اگر مطابق ان کے احوال کے ہوئیں تو صحیح جاننا ورنہ غلط ہدیہ مہدویہ میں اسی طرح لکھا
ہے اور علیہ میں ہے کہ سید محمد بہ تعلیم الٰہی بہ اتباع نبی مفترض الطاعات ہیں۔ پنج فضائل
میں تحریر کیا ہے کہ جو کوئی فرمان مہدی بن تاویل کرے وہ آن مہدی سے نہیں ہے اور عقیدہ
شریفہ میں بیان کیا ہے کہ جو شخص بیان مہدی میں کچھ تاویل یا تحویل کرے وہ مخالف بیان
اس ذات کا ہوگا اخگر سوزان کا مولف کہتا ہے کہ یہ مذہب حقہ میں مہدویہ کا ہے اور سید
میراں جی بن سید سلام اللہ کی کتاب سلسلہ میں لکھا ہے کہ منکر اجماع صحابہ نبوت اور صحابہ
ولایت کافر ہے صحابہ ولایت سے مراد سید محمد کے اصحاب ہیں۔ مہدویہ کا یہ بھی اعتقاد ہے
کہ سید محمد جونپوری اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ دو شخص تو پورے مسلمان ہیں اور سوائے ان
کے حضرات انبیا و مرسلین ناقص الاسلام ہیں چنانچہ پنج فضائل میں ہے کہ شاہ دلاور نے
اپنے مہدی سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بالائے سرتک
مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالائے سرتک مسلمان تھے اور عیسیٰ علیہ السلام
زیر ناف سے بالائے سرتک مسلمان تھے دوسری بار جب آئیں گے پورے مسلمان
ہو جائیں گے اب آدھے مسلمان ہیں مہدویہ کہتے ہیں کہ جو نقل اس مضمون کی ہماری
کتابوں میں منقول ہے وہ نقل متشابہ ہے اور متشابہات میں جو اعتقاد اہل سنت کا ہے وہی
اعتقاد مہدویوں کا ہے اور مہدویہ کے نزدیک تصحیح مہدی کا اعتقاد رکھنا فرض ہے اور اس کے
ان کی اصطلاح میں معنی یہ ہیں کہ تمام ارواح انبیا اور رسل اولوالعزم اور اولیائے بلند مرتبہ
اور تمام مومنین اور مومنات آدم سے اس دم تک سید محمد کے حضور میں پیش کی جاتی ہیں اور
یہ ان کا داخلہ اور موجودات دیکھتے ہیں اور حق تعالیٰ کا ان ارواح کو حکم ہوتا ہے کہ تم نے جس
خزانے سے نور لیا تھا پھر اس محل سے مقابلہ کر کے تصحیح کرو اور جو شخص یہاں مقبول ہوا وہ اللہ
کے پاس بھی مقبول ہے اور جو یہاں مردود ہوا وہ عنداللہ بھی مردود ہے اور تفصیل اس کی مطلع
الولایت میں موجود ہے اور جب تک آدمی بہ چشم سر یا چشم دل یا خواب میں اللہ کو نہ دیکھے
مومن نہیں ہے مگر طالب صادق کہ اپنے دل کو غیر حق سے پھیر کر اللہ کی طرف متوجہ ہو کر
ہمیشہ مشغول بہ اللہ رہے اور دنیا اور خلق سے عزلت اختیار کرے اور خودی سے باہر آنے کی
ہمت کرتا ہو ایسے شخص کے حق میں بھی مہدی نے حکم ایمان کا کیا ہے چنانچہ عقیدہ خوند میر

Marfat.com

میں جس کو مہدوی ام العقائد بحرالفوائد بولتے ہیں مذکور ہے کفر و ایمان کے مسئلے میں مہدی سے نقلیں اس طور پر واقع ہیں۔
مطلع الولایت سے منقول ہے الحال ہر کہ بر ظاہر شریعت از آتش خلاص یا بد و بعد از ظہور ابن دعوی مقبل مومن منکر کافر گردد و فرمودند ہر کہ بر مہدیت این ذات ایمان آرد مومن گردد و ہر کہ انکار کند کافر گردد اور عقیدہ شریفہ میں منقول ہے فرمودہ کہ ایمان ذات خداست ان نقلوں سے مفہوم ہوا کہ وہ ایمان عوام کا ہے اور یہ ایمان خواص کا اور دیدار کے مسئلے میں نفی اس ایمان کی ظاہر ہے نہ اس ایمان کی اور مہدی کا قول ہے کہ تین پہر اللہ کا ذکر کرنے والا منافق ہے اور چار پہر ذکر کرنے والا مشرک ہے اور پانچ پہر کا ذکر کرنے والا مومن ناقص ہے اور آٹھ پہر کا ذکر کرنے والا مومن کامل ہے اور ان کے عقائد سے یہ بھی ہے کہ اشیائے دنیوی اگر چہ حلال و جائز ہوں مگر اس میں مشغول رہنے والا بلکہ اس کا ارادہ رکھنے والا کافر ہے جیسا کہ انصاف نامے کے باب پنجم میں لکھا ہے کہ میراں نے فرمایا کہ وجود حیات دنیا کفر ہے چنانچہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہا جو کہ ان کا مرید ہو اور ان میں مشغول ہو وہ بھی کافر ہے اگر کوئی شخص اس کے ساتھ صحبت رکھے یا اس کے گھر کو جائے یا اس کے ساتھ الفت رکھے وہ جائے آن سے نہیں ہے اور آن محمدی سے نہیں اور آن اللہ سے نہیں ہے انتہیٰ اور ان کے نزدیک ترک وطن کرنا اور اپنے وطن سے ہجرت کر کے صادقوں کی صحبت اختیار کرنا فرض ہے چنانچہ شواہد کے باب سی وسوم میں مرقوم ہے اور جو شخص کہ اس ہجرت و صحبت کو بجا نہ لائے وہ منافق ہے مہدویہ کے نزدیک مہدیت اور نبوت میں نام کا فرق ہے اور کام اور مقصود ایک ہے جیسا کہ شواہد کے تیرہویں باب میں لکھا ہے۔ عطیہ میں بیان کیا ہے کہ مہدویہ مہدی کی مہدیت کی تصدیق کر کے ان کو خلیفۃ اللہ تابع تام شریعت رسول اللہ آخذ احکام شرعیہ مبین قرآن مراد اللہ تعالیٰ کی اور روح مبارک رسول اللہ کی تعلیم سے اور شرع اجتہادیہ اور مسائل اختلافیہ میں حاکم صواب و خطا کا مٹانے والا بدعت کا چلانے والا سنت کا احکام ولایت کو ظاہر کرنے والا خاتم ولایت مقیدہ محمدیہ کا ایسا امام کہ جس کی طاعت تمام اہل اسلام پر فرض عین ہے سمجھتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک سید محمد علم و عمل دونوں میں معصوم ہیں ہر ایک عمل اور بیان مہدی کا اللہ کی تعلیم سے جاننا اور ان پر احکام تازہ بتازہ نوبہ نو اللہ کی طرف سے اترنے کا یقین رکھنا ان کے نزدیک فرض ہے پس اگر کسی مجتہد یا مفسر کا قول

Marfat.com

موافق حکم و بیان مہدی کے نہ ہو تو وہ قول خطا ہے اور احادیث آحاد میں سے جو حدیث ان کے قول و فعل کے مخالف ہو تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں بلکہ کسی راوی کی غلطی ہے غرض کہ سید محمد کے افعال و اقوال سب معصوم ہیں اور سید محمد نے فرمایا ہے کہ نماز دوگانہ ستائیسویں رمضان لیلۃ القدر فرض ہے اور سید محمد نے یہ بھی کہا ہے کہ آدمی جب کسی قدر مال کا مالک ہو قلیل ہو یا کثیر اس کا دسواں حصہ خیرات کرنا اس پر فرض ہوا یہ عبادت مال ہے برابر زکوٰۃ کے چنانچہ کتاب زبدۃ البراہین تصنیف سید عبدالرحیم بن اسحاق بن عبدالحی مہدوی میں مذکور ہے غرض کہ یہ عشر وہ عشر نہیں ہے جو کہ محاصل زمین میں شرع میں مقرر ہے بلکہ یہ ایک تشریع جدید ہے اور دوگانہ مذکور السابق کے فرض ہونے کی کیفیت سید مصطفیٰ مہدوی نے اپنی کتاب تالیف ۱۲۴۷ ہجری اور عطیہ میں یوں لکھی ہے کہ رمضان کی ستائیسویں رات کے بعد عشا کے میراں کو حکم ہوا کہ آسمان کی طرف دیکھو جب ادھر نگاہ کی تو دیکھا کہ تمام آسمان اور جنتیں حور و قصور کے ساتھ آراستہ کی گئی ہیں اور تمام ملائک کھڑے ہیں تب سلام اللہ نے عرض کیا کہ یہ شب قدر ہے میراں نے فرمایا کہ اللہ کا حکم ہوا ہے کہ سید المرسلین پر یہ رات ہم نے نازل کی تھی اور تمہارے واسطے پوشیدہ رکھی تھی ہزار مہینوں کی عبادت مقبول سے ہے میں تجھ کو دیتا ہوں اے سید محمد اس میں دوگانہ شکرانہ ادا کر جیسا کہ حضرت آدمؑ نے نماز فجر پڑھی تھی اور حضرت ابراہیمؑ نے نماز ظہر پڑھی تھی اور یونسؑ نے نماز عصر پڑھی تھی اور عیسیٰؑ نے نماز مغرب پڑھی تھی اور موسیٰؑ نے نماز عشا پڑھی تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز وتر پڑھی تھی اور تو اے سید محمد شب قدر میں اس نماز کو پڑھا کر پس اس بزرگ نے اپنے گیارہ اصحاب کے ساتھ امامت کر کے نماز دوگانہ ادا کی رکعت اول میں سورۂ ضحیٰ (۹۳) اور رکعت دوم میں سورۂ قدر (۹۷) پڑھی مہدویہ میں وقت دعا کے ہاتھ اٹھانا خصوصاً بعد فرض نمازوں کے مطلقاً ممنوع و موقوف ہے مہدویہ کا عقیدہ یہ ہے کہ سید محمد خاتم الولایت ہیں جس طرح حضرت محمد ﷺ خاتم النبوت ہیں اسی لئے مہدویہ خاتمین بہ صیغہ تثنیہ کہتے ہیں۔ شواہد الولایت کے انیسویں باب میں لکھا ہے ان کے مہدی نے کہا کہ فرمان حق تعالیٰ کا ہوتا ہے کہ۔ لِاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ (سورہ آل عمران۔۳۔ آیت ۱۹۰ سے ۱۹۱) اے سید محمد یہ آیت فقط تیرے گروہ کی شان میں ہے پھر میراں نے کہا جیسا کہ قوم موسیٰؑ کا خطاب یہود اور قوم عیسیٰؑ کا خطاب عیسائی اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب مسلمان ہے ہماری قوم کا

Marfat.com

خطاب اولی الالباب ہے انتہیٰ اور سترہویں باب میں لکھا ہے کہ میراں نے دعویٰ کیا کہ حق تعالیٰ سے میں نے معلوم کیا کہ قرآن میں اٹھارہ آیتیں بعض حق ذات مہدی میں اور بعض ان کے گروہ کے حق میں ہیں اور وہ مہدی میں ہوں پندرہوں باب میں لکھا ہے کہ میراں نے خوندمیر کو کہا کہ تمہاری خبر حق تعالیٰ نے اپنے کلام میں دی ہے چنانچہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکوٰۃٍ (سورۃ نور۔۲۴۔آیت۔۳۵) سے مراد سینہ خوندمیر ہے فِیْھَا مِصْبَاح" سے مقصود تجلی حق تعالیٰ ہے اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ سے مطلوب دل خوندمیر ہے اور اَلزُّجَاجَۃُ" کَاَنَّھَا کَوْکَب" دُرِّیٌّ" یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ سے مراد شجر ذات سید محمد ہے کہ چوتھے آسمان پر میرا نام سید مبارک ہے۔

تنبیہ الغافلین میں ملا علی قاری کہتے ہیں کہ سنا گیا ہے کہ مہدویہ اپنے جھونپڑے برابر بناتے تھے اور ہر ایک جھونپڑے میں سوراخ ہوتا تھا کہ ہر ایک شخص دوسرے شخص کے افعال پر مطلع ہوتا رہے یہاں تک کہ اگر ایک مہدوی اپنی عورت سے محبت کرتا تو دوسرا اسے دیکھتا رہتا اور اس تاک جھانک کو یہ لوگ برا نہیں جانتے ان کا قول یہ تھا کہ ہم سب مرد آپس میں بھائی ہیں اور ہماری عورتیں باہم بہنیں ہیں ہمارا آپس میں دیکھنا کچھ برا نہیں انتہیٰ میاں نعمت وخوندمیر نے حکم کیا کہ ترکہ مہاجر کا اس کے وارثوں کو نہ دے کر مہاجرین اغیار پر بالسویہ تقسیم کرنا چاہیے چنانچہ انصاف نامہ کے باب ہشتم سے ظاہر ہے اور سید محمود بن خوند میر نے کہ مہدی جونپوری کے نواسے اور مہدویوں کے خاتم مرشد اور حسین ولایت ہیں انصاف نامہ کے باب ہفدہم میں لکھا ہے کہ انہوں نے معاملہ میں دیکھا کہ قیامت برپا ہوئی اور حق تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ حساب خلق کا کرو انہوں نے میراں کو فرمایا میراں نے خوندمیر کو فرمایا پس خودمیر حساب تمام عالم کا کرتے ہیں ایضاً اسی باب میں لکھا ہے کہ انہی میاں محمود نے دوسری بار معاملہ میں دیکھا کہ میں نے اس عالم سے عروج کیا اور عرش وکرسی سے گزر گیا وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ حق تعالیٰ کے سامنے مہدی کے بعض اصحاب اپنے سروں کے بال کھولے ہوئے ناچ رہے ہیں اور دفیں بجا رہے ہیں اس جگہ پر جو کچھ رسول اللہ ﷺ کو دکھلایا تھا مجھ کو بھی دکھلایا انتہیٰ اسی طرح ان کے نانا مہدی نے بھی دعویٰ کیا تھا کہ ایک رات ثلث شب کے وقت میں مع سید سلام اللہ کے آسمان چڑھتا چلا گیا اور قاب قوسین کا مقام اور کلام ہوا اور یہ عبارت وحی ہوئی یرضی عنک الرحمٰن انک ماحی البدعۃ والطغیان ومحی السنن والایمان من یراک لہ الامن والامان ومن امن

Marfat.com

بک وجب علیہ الفغر ان ومن انکر بک ھت لہ النیر ان ۔سید مصطفیٰ نے اپنی کتاب اثبات مہدیت مولفہ ۱۲۴۳ہجری میں طویل عبارت میں اس معراج کا حال بیان کیا ہے سید محمد جونپوری کو جو وحی ہوتی تھی وہ کبھی عربی زبان میں ہوتی تھی کبھی ہندی میں اور کبھی گجراتی زبان میں منجملہ ان کے یہ ایک ہندی فقرہ بھی وحی ہوا تھا۔اے سید محمد دعوئ مہدیت کا کھلا ہوئے تو کہلا نہیں تو ظالمان میں کا کروں گا چنانچہ شواہد کے باب مقدہم میں لکھا ہے اور ان کی وحی میں سے یہ عبارت عربی بھی ہے جو ابتدائے رسالہ ام العقائد میں لکھی ہوئی ہے۔

قال الامام المہدی صلی اللہ علیہ وسلم علمت من اللہ بلا واسطہ جدید الیوم قل انی عبداللہ تابع محمد رسول اللہ محمد مہدی الزمان وارث نبی الرحمٰن عالم علم الکتاب والایمان مبین الحقیقۃ والشریعۃ اوالرضوان ۔ پنج فضائل میں لکھا ہے کہ محشر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مہدی نوری ہاتھی پر سوار ہوں گے کہ نام اس کا محمودا ہوگا اور گرد اس کے انبیا اور رسل اولو العزم اور اولیا و شہدا اور رجاج وغیرہم مومنین امت محمد چلتے ہوں گے اور دانت اس ہاتھی ے اس قدر لمبے ہوں گے کہ ان پر تمام فرقہ مہدویہ سوار ہوگا اور میدان حشر میں گشت کر کے ذوالجلال کے آگے آ کر حضرت مریمؑ کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضرت آسیہؓ کے ساتھ سید محمد کا نکاح ہوگا بعد اس کے عرصات میں آ کر دونوں شفاعت کریں گے۔شواہد الولایت کے چوبیسویں باب میں لکھا ہے کہ مہدی نے کہا کہ مجھ کو حق تعالیٰ نے تمام ارواح اولین و آخرین کا پیشوا بنایا ہے اور اکتسویں باب کی سینتیسویں خصوصیت میں لکھا ہے ہے کہ جناب رسالت آب نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے کی برابر فرمایا ہے اور اس پر یہ حدیث بیان کرتے ہیں ھُم اخوانی بمنزلتی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہیں شاہ نظام الدین خلیفہ مہدی نے کہا ہے کہ یہ صفت عام اصحاب مہدی کی ہے اور بڑے اصحاب کا مرتبہ اس سے بھی آگے ہے اور شاہ دلاور خلیفہ مہدی نے کہا ہے کہ یہ لوگ مقام مرسلون کا رکھتے ہیں اور بارہ آدمی ان سے فاضل تر ہیں اور کہا کہ یہ سب بھائی ھم اخوانی بمنزلتی کا مقام رکھتے ہیں مگر چار شخص اس سے بڑھ کر مقام رکھتے ہیں یہ سب مرید شاہ دلاور کے تھے علمائے مہدویہ نے ان اقوال کی تاویلیں کی ہیں جن کا حصل یہ ہے کہ تمام منازل و مقامات میں انبیا کے ہم سرو برابر ہونا لازم نہیں آتا۔

Marfat.com

سید محمد نور بخش جونپوری

سید محمد نور بخش کہ اولیائے مغلوب الحال سے ہیں انہیں ایک گروہ مہدی موعود جانتا ہے حالانکہ صاحب معارج الولایت کہتا ہے کہ سید محمد نور بخش جونپوری کو ایک روز حال آیا دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شخص مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ انت مہدی یعنی تو مہدی ہے انہوں نے سمجھا کہ میں مہدی موعود ہوں ایک مدت تک اسی دعوے پر رہے آخر جب حج کو چلے اثنائے راہ میں ان کو کشف ہوا کہ میں مہدی بایں معنی ہوں کہ ہدایت یافتہ ہوں رہنمائے خلق میں طرف عبادت الٰہی کے نہ مہدی موعود ہوں پس اس دعوے سے باز آکر مریدوں اور ہمراہیوں کو اس اعتقاد سے پھیر دیا اور کہا کہ جب اس سفر سے پلٹوں گا تو باقی مریدوں کو بھی اس اعتقاد سے باز رکھوں گا آخر اثنائے راہ میں وفات پائی بعد اس کے ہمراہیوں نے غائبوں کو یہ خبر پہنچائی بعض اس عقیدے سے پھر گئے اور بعض پہلے اعتقاد پر اڑے رہے۔

مرزا حیدر نے کتاب رشیدی میں لکھا ہے کہ کشمیر کے تمام آدمی حنفی المذہب ہیں فتح شاہ والی کشمیر کے زمانے میں (کہ ۸۶۴ ہجری سے اس کا دور حکومت شروع ہوتا ہے) ایک شخص شمس الدین نامی عراق کی طرف سے آیا اور اپنے آپ کو میر محمد نور بخش کا پیرو ظاہر کیا اور ایک نیا مذہب جاری کیا اور اس کا نام مذہب نور بخش یا نور بخشی رکھا اور طرح طرح کی باتیں کفر و الحاد کی پھیلائیں اور ایک کتاب فقہ میں بنا کر اس کا نام احوطہ رکھا اس کتاب کو لوگوں میں رواج دیا یہ فقرہ اس کتاب میں کا ہے ان اللہ امرنی ان ارفع الاختلاف من بین ھذہ الامۃ اولا فی فروع سنن الشریعۃ المحمدیۃ کما کانت فی زمانہ من غیر زیادۃ و نقصان و ثانیا فی الاصول من بین الامم وکافۃ اہل العالم بالیقین۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس امت سے جو اختلاف ہے اس کو دور کردوں اور اول شریعت محمد کا اختلاف دور کر کے ویسے قائم کروں جیسے خاص حضرت محمدؐ کے زمانے میں تھی اس میں جو کچھ کمی بیشی ہے سب مٹادوں اور پھر وہ اختلاف مٹاؤں جو تمام امتوں اور سب مخلوقات کے عقائد میں ہے۔ اس کتاب کے مسائل مذاہب اہل سنت میں سے کسی مذہب کے مطابق نہ تھے نہ شیعہ کے موافق تھے جن لوگوں نے اس مذہب کو اختیار کیا وہ اصحاب ثلاثہ اور حضرت عائشہؓ کو برا کہنے لگے اور سید محمد نور بخش کو صاحب الزمان اور مہدی موعود بتانے لگے اور معاملات و

Marfat.com

عبادات میں وہ تصرفات کئے کہ تمام باتوں میں تفرقہ پیدا ہو گیا۔ کشمیر کے اہل سنت نے اس کتاب کو ہندوستان کے اہل سنت کے پاس بھیجا جنہوں نے اس پر یہ فتویٰ دیا کہ اس کتاب میں بہت سی غور و خوض کے بعد معلوم ہوا کہ اس کے بنانے والے کا مذہب باطل ہے وہ اہل سنت کے کسی مذہب پر نہیں اور اس کا یہ قول کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دین محمدی کا اختلاف دور کرنے کے لئے حکم دیا ہے جھوٹ اور دھوکا دہی ہے جہاں تک ممکن اور مقدرت میں ہو اس کتاب کا فنا کرنا ہر دیندار پر فرض و لازم ہے اور اس مذہب کا مٹانا واجبات سے ہے پس جو لوگ اس مذہب پر چلتے ہوں ان کو سمجھا کر دھمکا کر اس سے ہٹانا چاہئے اگر وہ نہ پھریں تو ان کو سزا دینا اور قتل کرنا واجب ہے اگر توبہ کر لیں تو ان سے کہنا چاہئے کہ مذہب حضرت ابوحنیفہ کی متابعت اختیار کریں جب یہ فتویٰ کشمیر میں پہنچا تو بہت سے نوربخشیہ مارے گئے اور بعض سے جبراً یہ مذہب چھڑوایا گیا کچھ ایسے تھے کہ انہوں نے تصوف کا پردہ اپنے ارتداد پر ڈال لیا۔ لیکن تاریخ فرشتہ کا مؤلف کہتا ہے کہ کتاب احوطہ میر شمس الدین عراقی کی تصنیف نہیں کسی ملحد نے اس کو بنایا ہے اور جن سید نوربخش کی طرف یہ لوگ اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں وہ بڑے بزرگ اور نیک تھے حیدر خود کہتا ہے کہ بدخشاں میں میں نے ان کے پیروؤں کو دیکھا ظاہر ان کا شریعت سے بالکل مطابق تھا اور تمام باتوں میں اہل سنت کے ساتھ اتفاق رکھتے تھے سید محمد نوربخش کی اولاد میں سے ایک شخص نے مجھے ان کی تالیفات میں سے ایک کتاب دکھائی تھی اس کے مطالب نہایت عمدہ تھے اس میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ سلطنت ظاہری طہارت اور تقوی کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی یہ صحیح نہیں کیونکہ بڑے بڑے انبیا و رسل نے نبوت کے ساتھ سلطنت بھی کی ہے جیسے حضرت یوسفؑ اور حضرت سلیمانؑ اور حضرت داؤدؑ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

ادریس

ملا علی قاری اپنی اس کتاب میں جو انہوں نے ۹۶۵ ہجری میں مہدی موعود وغیرہ کی بابت شہر مکہ میں لکھا ہے کہتے ہیں کہ ایک شخص نے جسے ادریس کہا کرتے تھے سلطان بایزید کے عہد میں مہدیت کا دعویٰ کیا اس کے اسی خلیفہ تھے ایک دن خلفا کو بلا کر کہا کہ مجھ کو کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ میں مہدی ہوں تم بھی اپنے باطن کی طرف متوجہ ہو اور جو کچھ

Marfat.com

تم پر ظاہر ہو مجھ سے بیان کرو خلفا ایک مدت تک متوجہ رہ کر اس کے پاس آئے اور کہا کہ ہم پر یہ ظاہر ہوگیا کہ تم حق پر ہو سلطان کے حضور میں یہ واقعہ عرض کیا گیا وہ بڑا دیندار تھا اس نے سن کر کہا بہتر ہے تم لوگ خروج کرو میں تمہارا ساتھ دوں گا اور تمہاری ہر طرح سے مدد کروں گا بعد چند روز کے جب باطن کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ الہام ربانی نہ تھا بلکہ خطرہ شیطانی تھا اور اس عزم سے پھر گئے اور سلطان کو بھی مطلع کر دیا۔

کرد

سلطان محمد چہارم کے عہد میں ۱۰۷۶ ہجری میں ایک مسلمان نے کردستان میں مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کر کے ہزاروں کردوں کو اپنا معتقد بنالیا اور اسی زمانے میں ایک یہودی امام سیاتہائی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر کے یہودیوں میں عام تحریک پیدا کر دی تھی اور اس اجتماع غریب سے عام مسلمانوں کو قرب قیامت کا یقین ہوگیا احمد کو بر لی وزیر اعظم نے مسیح کاذب کو گرفتار کر کے قید خانہ میں بھیج دیا سلطان نے ساتہائی سے کہا کہ اگر تو تائب ہو کر مسلمان ہو جائے تو تیرے جرم سے درگذر کروں گا سا تہائی بڑی خوشی سے مسلمان ہوگیا مہدی صاحب کا حشر بھی بعینہ مسیح صاحب کی برابر ہوا موصل کے پاشا نے ساتہائی کے مسلمان ہونے سے چند ماہ بعد اسے گرفتار کر کے سلطان کی خدمت میں بھیج دیا باطل اللہ کے روبرو جاتے ہی وہ مہدی آخر الزمان کے دعوے سے دست بردار ہوگیا مگر چونکہ اس نے سلطان کے سوالات کے جواب نہایت معقولیت اور عقلمندی سے دئے سلطان نے خوش ہو کر اس کی خطا معاف کر دی اور مسیح موعود اور مسیح دجال کی طرح اسے بھی اپنی ملازمت میں لے کر خزانہ سلطانی کے محافظین میں داخل کر دیا۔

ازبک

ہدیہ مہدویہ میں مذکور ہے کہ ازبک نامی ایک شخص اسی جھوٹے دعوے پر اٹھ کر مہدی کہلایا شہرزور کے پہاڑوں کی طرف نکل کر ایک بڑی جماعت کو اپنا تابعدار کیا آخر اس طرف کے امیر احمد خان کردی نے اس پر فوج کشی کر کے اس کو قتل کیا اور اس کی جماعت کو پراگندہ کر دیا اور اس کے بھائی کو اسیر کر کے راہ راست پر لایا۔

Marfat.com

ابن تومرت

ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں لکھا ہے کہ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن تومرت کوہ سوس میں جو بلاد مغرب کے منتہی میں ہے ۴۸۵ ہجری میں پیدا ہوا تھا قبیلہ ہرغہ میں سے تھا جن کی نسبت مشہور ہے کہ حضرت حسن بن حضرت علیؓ کی نسل سے ہیں جوانی میں طالب علمی کے لیے مشرق کے سمت گیا حضرت غزالی سے بھی کچھ پڑھا تھا مدت تک کے میں وہاں علم حدیث وفقہ وغیرہ علوم شریعت میں دستگاہ حاصل کر کے زہد وعبادت میں مصروف ہوگیا تھا دنیا داری کے سامان میں سے اس کے پاس سوا عصا اور ایک لوٹے کے کچھ اور نہ تھا امر معروف ونہی منکر میں نہایت سخت وپابند تھا زبان عربی ومغربی نہایت فصاحت سے بولتا تھا اور اگر کسی سے کوئی ایذا اس کو پہنچتی تو اسے بکشادہ پیشانی برداشت کر لیتا مگر مکہ میں کوئی دشواری اس کو لاحق ہوئی تو مصر کو چلا گیا اور جو کام مخالف شرع دیکھا اس کے مٹا دینے میں بے حد کوشش کرنے لگا۔ لوگوں کی سخت مخالفت کی وجہ سے مخلط باتیں کرنے لگا اور اپنی جان کو ان پر دیوانہ ثابت کرنے لگا مصر سے اسکندریہ کو آیا وہاں سے جہاز میں سوار ہو کر اپنے وطن کو روانہ ہوا اس نے اس سے پیشتر یہ خواب دیکھا تھا کہ دریا کا سارا پانی پی گیا ہوں اور اہل جہاز کو بھی وعظ ونصیحت کرتا اور قرآن پڑھتا رہتا تھا ۵۰۵ ہجری میں شہر مہدیہ میں پہنچا بعض کہتے ہیں کہ ۵۱۱ ہجری میں مصر سے فقہا کے لباس میں نکلا مہدیہ میں پہنچ کر مسجد غلق میں ٹھہرا یہ مسجد سرراہ تھی اس میں بیٹھ کر راستے کی طرف نگرانی رکھنے لگا اگر کسی کے پاس کوئی خلاف شرع چیز پاتا یا کسی کے پاس شراب کا برتن دیکھتا تو اسے توڑ ڈالتا مسلمانوں نے اس کا حال سنا تو اس کے پاس آنے لگے اور کئی دینی کتابیں اس سے پڑھیں امیر یحییٰ بن تمیم بن معز بن بادریس کو اس کا حال معلوم ہوا تو فقہا کی جماعت کے ساتھ اسے اپنے حضور میں بلایا جب امیر کی اس سے ملاقات ہوئی اور اس کی بات چیت سنی تو بہت تعظیم وتکریم کی اور کہا کہ آپ میرے حق میں دعا کیجئے کچھ دنوں مہدیہ میں اور رہ کر بجایہ کو چلا گیا یہاں بھی اس نے اپنا وہی حال رکھا یہاں کے آدمیوں نے اسے شہر سے نکال دیا موضع ملالہ میں چلا گیا اور یہاں اس کی ملاقات عبدالمومن بن علی قیسی سے ہوئی ملوک مغرب کے حالات میں ایک کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ ابن تومرت کتاب جفر سے واقف تھا جو علوم اہل بیت میں ہے اس کتاب میں اس نے یہ لکھا ہوا دیکھا کہ ایک آدمی اس صورت کا سردار کائنات کی اولاد میں سے ہوگا اور وہ آدمیوں کو راہ اللہ کی طرف دعوت

Marfat.com

کرے گا اور اس کا مدفن اس مقام پر ہوگا جس کے یہ حروف ہیں ت۔ی۔ن۔م۔ل۔اور
یہ بھی اس کتاب میں دیکھا تھا کہ اس کے اصحاب میں سے ایک آدمی ہوگا جس کے سبب
سے اس کے کام کو قوت ہوگی اس کے نام کے یہ حروف ہیں۔ ع۔ب۔د۔م۔و۔م۔ن۔
اور پانچویں صدی میں اس کا ظہور ہوگا ابن تومرت کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسے شخص کے ظاہر
ہونے کا اب وقت قریب ہے اس لئے عبدالمومن کی تلاش میں پھرنے لگا جس جگہ جاتا
وہاں اور جس سے ملتا اس کا نام دریافت کرتا اور حلیہ اس کا عبدالمومن کے حلیہ سے جو اس
کے پاس موجود تھا ملاتا بالآخر ایک شخص سے ملاقات ہوئی اس سے نام دریافت کیا جواب
دیا مجھے عبدالمومن کہتے ہیں حلیہ ملایا تو موافق پایا بہت خوش ہوا پھر ابن تومرت نے
عبدالمومن سے دریافت کیا تم کہاں رہتے ہو اور اب کہاں کا ارادہ ہے عبدالمومن نے کہا
کہ کوفیہ کا باشندہ ہوں مشرق کو تحصیل علم کے لئے جا رہا ہوں ابن تومرت نے کہا کہ مشرق
اور علم تم نے پائے میرے ساتھ چلو یہ سب تم کو حاصل ہو جائے گا عبدالمومن ابن تومرت
کے ساتھ ہولیا پھر ابن تومرت نے اپنا تمام راز اس سے کہا ابن تومرت کی ملاقات ایک اور
شخص سے ہوئی جسے عبداللہ ابونشریشی کہتے تھے یہ شخص فقیہ وجیہ فصیح لغات عرب و اہل
مغرب کا بڑا ماہر تھا ابن تومرت نے اسے بھی اپنے راز سے آگاہ کر کے موافق کرلیا اور
تینوں نے مقصود اصلی کے حاصل کرنے پر غور کیا ابن تومرت نے عبداللہ سے کہا کہ تم کو
چاہئے کہ اپنی فصاحت و بلاغت کو چھپالو ہکلا کے باتیں کرنا شروع کرو اور ایسے طور پر
باتیں کرو کہ جس سے لوگوں پر تمہارا جہل ثابت ہو پھر یکایک اپنے فضائل وفصاحت لسانی
کو ظاہر کرنا کہ لوگوں کو تمہارا معجزہ ثابت ہو اور جو کچھ میں لوگوں سے کہوں اس پر یقین
کریں اس مشورے کے بعد ابن تومرت اہل مغرب سے ملا اور ان کو موافق کرنا شروع کیا
چھ آدمی اس کی ہمراہی اور رفاقت کو آمادہ ہوئے اور یہ تمام جماعت مراکش کو روانہ ہوئی اس
وقت یہاں کا حکمران ابوالحسن علی بن یوسف بن تاشفین تھا جو مرابطین سے تھا کہ جو ملثمین
بھی کہلاتے اور یہ ان چند قبیلوں سے ہیں جو حمیر کی طرف منسوب ہیں اور نہایت حلیم عادل
متواضع تھا مالک بن وہب کو ابن تومرت کی بات چیت معلوم ہوئی تو اس نے سلطان سے
کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک ایسا دروازہ کھلنے والا ہے جس کا بند کرنا مشکل ہوگا مناسب یہ
ہے کہ ابن تومرت اور اس کے ساتھیوں کو علما کے مجمع میں بلا کر اور اس کی باتیں سنو ابن
تومرت ایک ٹوٹی ہوئی مسجد میں شہر کے باہر ٹھہرا ہوا تھا۔ سلطان نے اسے دربار میں بلایا

Marfat.com

اور علمائے شہر کو بھی جمع کر کے ان سے کہا کہ اس شخص سے دریافت کرو کہ تمہارا کیا مدعا ہے قاضی محمد بن اسود نے ابن تومرت کی طرف مخاطب ہو کر کہا یہ سلطان عادل حلیم اللہ تعالیٰ کے احکام کا پابند ہے اپنی خواہشات نفسانی پر اللہ کی فرماں برداری کو ترجیح دیتا ہے مگر اس سلطان کے حق میں تمہاری زبانی بعض باتیں اس کے خلاف سننے میں آئی ہیں ابن تومرت نے کہا کہ جو کچھ باتیں سلطان کے حق میں میری تم تک پہنچی ہیں وہ واقع میں میں نے کہی ہیں اور ابھی بہت کچھ کہوں گا قاضی صاحب تم نے جو یہ کہا کہ یہ سلطان اللہ کے احکام کا پابند ہے اپنی ہوا وہوس پر طاعت الٰہی کو ترجیح دیتا ہے یہ قول تمہارا معتبر نہیں تمہارے انہی خوشامد کے الفاظ نے سلطان کو دھوکے میں ڈال دیا ہے یہ تم کو خوب معلوم ہے کہ اکثر ناجائز کام اس کی قلمرو میں ہوتے ہیں لوگ شراب علانیہ بیچتے ہیں سور علی الاعلان پالتے ہیں یتیموں کا مال لیتے ہیں اسی طرح اور کئی باتیں ابن تومرت نے بیان کیں سلطان دیندار نے اس کا کلام سن کر خجالت سے سر جھکا لیا اور رونے لگا حاضرین نے سمجھ لیا کہ یہ شخص سلطنت کی طمع رکھتا ہے سلطان پر اس کی باتوں کا اثر پیدا ہو گیا ہے مگر سلطان کے رعب کی وجہ سے خاموش رہے مالک بن وہب نے اس وقت سلطان سے عرض کیا کہ میں جو کچھ آپ سے کہتا ہوں اس پر اگر توجہ کی جائے گی تو انجام آپ کا بہتر ہوگا ورنہ ایک بڑی سخت مصیبت میں پھنس جانے کا اندیشہ ہے آپ اسے اور اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کر لیجئے اور ایک دینار روزانہ ان کے خرچ کے لئے مقرر کر دیجیے تاکہ یہ کوئی فتور پیدا نہ کر سکے اگر ایسا انتظام آپ نے نہ کیا تو پھر ایسا وقت آئے گا کہ تمام خزانہ خرچ کرنے سے بھی اس کا تدارک نہ ہو سکے گا سلطان نے یہ بات کرنا چاہی مگر وزیر نے عرض کیا کہ ایسا مناسب نہیں ابھی تو آپ اس کی بات پر آبدیدہ ہو گئے تھے اور ابھی گرفتار کرنا چاہتے ہیں یہ ایک محتاج آدمی ہے کیا کر سکتا ہے سلطان نے ابن تومرت کو رخصت کر دیا اس نے دربار سے نکل کر یاروں سے کہا کہ اس مقام پر ہمارا ٹھہرنا مفید نہیں مالک بن وہب ہماری مخالفت پر آمادہ ہے یہاں ٹھہرنا خلاف مصلحت ہے شہر اغمات میں ایک فقیہ عبدالحق بن ابراہیم نامی میرا دوست ہے اس کے پاس چل کر مشورہ کریں ابن تومرت اور سب ہمراہی وہاں پہنچے اور عبدالحق سے ساری سرگذشت بیان کی اس نے کہا کہ تمہارا یہاں رہنا بہتر نہیں یہاں سے ایک منزل کے فاصلے پر تیمل نام ایک موضع ایک پہاڑ میں ہے تم وہاں جا کر رہو اس جگہ تمہاری حفاظت بخوبی ہوگی جب یہ جماعت تینمل گئی اور نہایت زہد وتقویٰ اور فقر و فاقہ کے ساتھ بسر اوقات

Marfat.com

کرنے لگے تو مسلمانوں کو ان کے ساتھ حسن عقیدت پیدا ہوگئی ابن تومرت کی اس ضلع میں بڑی شہرت ہوگئی مقدس اور مذہبی پیشوا مانا گیا اطراف سے لوگ اس کی قدم بوسی کو آتے ابن تومرت کے پاس جو کوئی آتا یہ اس سے یہی کہتا کہ میں سلطان مراکش پر خروج کروں گا تم بھی میری شرکت کرو جو شخص قبول کرتا اسے اپنے اصحاب میں داخل کرتا جو انکار کرتا اس سے اعراض کرتا بہت سے نوجوان اس کے ساتھ ہوگئے اس انتظام کو زیادہ عرصہ گزرنے سے ابن تومرت کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا میں مرجاؤں اور یہ سارا انتظام ناتمام رہے یا سلطان ان پہاڑیوں کو کچھ دے دلا کر مجھے ان کے ہاتھ سے نقصان پہنچوا دے اسلئے خروج کے لئے حیلہ ڈھونڈھنے لگا ان پہاڑیوں کے بعض بچے سرخ وسفید نیلی آنکھوں والے اور ان کے باپ سانولے سیاہ چشم دیکھ کر ان سے دریافت کیا کہ اولاد اور ماں باپ میں اس اختلاف رنگ کا کیا سبب ہے انہوں نے بھید نہ بتایا اس نے اصرار کیا تو جواب دیا کہ سلطان کے غلام ہر سال خراج وصول کرنے کے لئے اس پہاڑ پر آتے ہیں اور ہمارے مکانوں میں ٹھہرتے ہیں اور ہماری عورتوں سے صحبت کرتے ہیں ہم کو ان کی اس زیادتی کے روکنے کی قدرت نہیں ابن تومرت نے کہا ایسی زندگی سے موت بہتر ہے تم جیسے شجاع تیغ و نیزے کے چلانے والے ایسی بے حیائی پر کیسے راضی ہو ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم کو ضرورت نے مجبور کیا ہے ابن تومرت نے کہا کہ اگر کوئی تمہاری حمایت اور سرپرستی کرے تو کیا کرو گے سب نے جواب دیا کہ اس کے ساتھ اپنی جانیں نثار کردیں گے دشمنوں کو ماریں گے اور مریں گے مگر ایسا آدمی کہاں ہے ابن تومرت تو اس بات کی تلاش ہی میں تھا ان سے وعدہ کیا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں انہوں نے اس کی سرداری منظور کی ابن تومرت نے سب سے معاہدہ کر کے کہا کہ تیاری کرلو جب سلطان کے غلام یہاں آئیں اور تمہاری عورتوں سے ہم بستری کی خواہش کریں تو شراب ان کے پاس رکھ دینا جب وہ پی کر نشے میں متوالے ہو جائیں تو مجھے مطلع کرنا غرض کہ وہ غلام حسب معمول آئے اور پہاڑیوں نے انہیں مست کر کے ابن تومرت کو خبر کی اس نے حکم دیا سب کو قتل کر ڈالو حکم کی تعمیل ہوئی ایک غلام حبشی کسی ضرورت سے باہر چلا گیا تھا وہ بچ کر بھاگ گیا اور سلطان کو سب حال سے مطلع کیا سلطان کو ابن تومرت کی اس کاروائی نے متاسف کیا اور اب خیال ہوا کہ مالک بن وھب کی تجویز اس کی نسبت بہت مناسب تھی سلطان نے سواروں کی فوج کو باغیوں کی سزادہی کے لئے روانہ کیا ابن تومرت نے پہاڑیوں سے کہا کہ بلند

Marfat.com

مقامات اور درون میں جم کر سواروں پر اتنے پتھر برساؤ کہ ان کے منہ پھر جائیں اس سخت مقابلے سے تمام سوار بھاگ نکلے سلطان نے سمجھ لیا کہ اب پہاڑیوں پر قابو حاصل کرنا مشکل ہے اب ابن تومرت نے عبداللہ سے کہا کہ اپنے فضل و کمال کو ظاہر کرو اور ہکلانا چھوڑ دو اس نے ایسا ہی کیا اور نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ کلام کرنے لگا اور لوگوں کے سامنے بیان کیا کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اترے ہیں جنہوں نے میرے سینے کو شق کر کے اس میں قرآن کے تمام علوم اور حکمت بھر دی تمام آدمی اس کی اطاعت کرنے لگے ابن تومرت نے اس سے کہا کہ اے بزرگوار یہ تو بتادے کہ میں سعید ہوں یا شقی عبداللہ نے جواب دیا کہ اے ابن تومرت تو مہدی قائم بامراللہ ہے جو تجھ سے موافقت کرے گا وہ سعید ہے اور جو تیرے ساتھ مخالفت کرے وہ شقی ہے اپنے سب یاروں کو میرے سامنے پیش کر کہ تجھ کو یہ بتادوں کہ فلاں دوزخی ہے اور فلاں جنتی اس حیلے سے ابن تومرت کے سارے مخالف قتل کرا دئے گئے اور جس قدر دوستانِ صادق باقی رہے اور مقتولوں کے اہل و عیال سب کو جنتی ہونے کا مژدہ دیا اور یہ خوشخبری ان کو سنائی کہ قلمرو مراکش تمہارے قبض و تصرف میں آجائے گا اور تم سلطان کے تمام خزانے اور ہتھیاروں کے مالک ہو جاؤ گے تمام آدمی اس پیشین گوئی اور مژدے سے بہت مسرور ہوئے اب ابن تومرت نے دس ہزار آدمیوں کی فوج کر کے مراکش کے محاصرے کے لئے بھیجا اعلیٰ افسران کے عبدالمومن اور وہی عبداللہ تھے اور خود ابن تومرت پہاڑ پر رہا ایک مہینہ تک مراکش کا محاصرہ رکھنے کے بعد اس سپاہ نے شکست پائی بہت سے آدمی کام آئے مقتولین میں عبداللہ کا شمار بھی ہے عبدالمومن کے ساتھ یہ تمام مفرور سپاہی ابن تومرت کے قیام گاہ کو واپس آئے مگر ان کے واپس پہنچنے سے پیشتر ہی ابن تومرت کا ۵۲۴ ہجری میں انتقال ہو گیا شکست کی خبر اس کو اپنی حیات میں ہو چکی تھی اس لئے اس نے حاضرین کو سمجھادیا کہ ایسی شکست سے دل نہ چھوڑیں لڑائی میں یہی ہوتا ہے کبھی آپ فتح یاب ہوتے ہیں کبھی مخالف فتح پاتا ہے صبر اور استقلال رکھنے سے ہر طرح کامیابی حاصل ہوگی۔ ابن تومرت نہایت اولوالعزم صابر شجاع تھا اس کے ظہور کی ابتدا ۵۱۴ ہجری ہے متوکل اتنا بڑا تھا کہ جب اس کو فتح یاب حاصل ہوئیں اور اس کے ساتھیوں نے امیرانہ ٹھاٹھ بنانا چاہا تو اس نے لوٹ کا تمام مال جمع کر کے جلوا دیا اور سب سے کہہ دیا کہ جو شخص دنیا کے مزے چاہتا ہے وہ میرے پاس سے چلا جائے یہاں آخرت ہے جس کا نفع اللہ تعالیٰ کے پاس ہے ابن

Marfat.com

تومرت نے اپنے فرقے کا نام موحدین رکھا تھا۔ (تومرت محمد بالمہدی نفع الغیب)
بن اس تمام بیان اور کتب تواریخ کی تحقیقات سے اتنا حال ضرور تحقیق ہوگیا کہ ابن تومرت کا دعویٰ یہ تھا کہ میں مہدی موعود ہوں بلکہ غرض اس کی اس لفظ سے ہدایت کرنے والے کے معنے تھے جو اس کو مہدی موعود ہونے کا مدعی سمجھتے ہیں وہ کوچہ تحقیق سے دور ہیں ابن تومرت کی وفات کے بعد عبدالمومن بن علی اس کا خلیفہ ہوا فرقہ موحدین نے علی سلطان مراکش کے ساتھ بہت جنگ کی اور پہلے شکست کھاتے رہے بالآخر عبدالمومن نے علی بن یوسف کو ۵۳۹ ہجری میں اور اس کے بھائی اسحاق کو ۵۴۲ ہجری میں قتل کیا اور المرابطین کی حکومت اسی برس کے بعد ختم ہوگئی اور موحدین نے تمام مغرب پر قبضہ کرلیا اور بالآخر اندلس کی بقیہ اسلامی سلطنت پر بھی قابض ہوگئے اور ۶۶۸ ہجری تک ۱۵ آدمیوں نے حکومت کی۔

فائدہ جلیلہ: ابن تومرت کے دوست عبداللہ کے حال کے مطابق ایک دلچسپ حکایت اسحاق اخرس (مدعی نبوت) کی کتاب الختار میں علامہ جوہری نے لکھی ہے جو سننے کے قابل ہے کہ یہ شخص مغربی تھا تمام آسمانی کتابیں پڑھ کر اصفہان کے مشہور مدرسے میں آیا اور دس برس تک خاموش رہا یہاں تک کہ گونگا مشہور ہوگیا ایک رات اٹھ کر اہل مدرسہ کو جمع کر کے کہا کہ آج دو فرشتے میرے پاس آئے اور مجھ کو جگا کر میرے منہ میں ایک ایسی چیز ڈالی جو شہد سے زیادہ شیریں اور برف سے زیادہ سرد تھی پھر مجھ کو ان دونوں فرشتوں نے نبوت کی بشارت سے سرفراز کیا ہر چند میں اس کے قبول سے گریز کرتا رہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں مگر انہوں نے نہیں مانا اور اس بار عظیم کو مجھ ناچیز کی گردن پر رکھ دیا اور معجزہ یہ عطا فرمایا کہ باجود اخرس (گونگا) ہونے کے میں نہایت خوش بیان و فصیح ہوگیا پھر مجھ کو فرشتوں نے قرآن و توریت و انجیل و زبور پڑھنے کو کہا میں نے تمام کتابیں ان کو برجستہ سنادیں اور وہ مجھ کو یاد ہوگئیں چنانچہ اب بھی پڑھ سکتا ہوں پس اب جو شخص اللہ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مجھ پر ایمان لائے اس کو تو نجات ہے اور جو کوئی عذر کرے یاد رکھو کہ اس کا ایمان ناقص و ہیچ ہے اور عنداللہ وایمان مقبول نہیں وہ ایمان قیامت کے دن اس کے منہ پر مارا جائے گا۔

شہر سوس کا مہدی

فتوحات اسلامیہ میں لکھا ہے کہ ایک شخص متصوفہ کی جماعت میں سے تھا اس نے شہر

Marfat.com

سوس میں جو مغرب میں واقع ہے اور سوس الاقصیٰ کہلاتا ہے ظہور کیا پھر مسجد ماسہ میں آیا اور دعویٰ کیا کہ میں فاطمی اور مہدی منتظر ہوں اور لوگ چونکہ حوادث کے ظہور کی وجہ سے مہدی موعود کے منتظر ہو رہے تھے اس لئے اس کو یہ موقع ہاتھ آ گیا اور ان سے کہا کہ مہدی کی دعوت یہیں سے اول شروع ہوگی بربر کی بہت سی رعایا نے اس کی دعوت کی اجابت کی یہاں کے سرداروں نے فتنہ بڑھ جانے کے خوف سے ایک آدمی کو اس کے قتل کے لئے مامور کیا جس نے گھات سے اسے سوتے ہوئے مار ڈالا اور یہ شورش دفع ہوگئی۔

سید محمد

ہدیہ مہدویہ میں لکھا ہے کہ ایک کیمیا گر سید محمد نامی نے سنہ سات سو ہجری میں ملک مغرب کی طرف سے نکل کر دعویٰ مہدیت کا کیا اور اکثر اس اطراف کے لوگوں کو مطیع کر لیا آخر وروغ اس کا نہ چلا چند مدت میں مع اپنی جماعت کے مارا گیا۔

محمد بن عبداللہ

ہدیہ مہدویہ میں بیان کیا ہے کہ محمد بن عبداللہ نامی نے ۹۱۷ ہجری میں اطراف مصر میں مہدی بن کر ایک جنگلی جماعت کے ساتھ خروج کیا تھا آخر کو اس طرف کے حکام کے ہاتھ میں قید ہو کر توبہ کی۔

فرقہ بابی

یہ فرقہ باب کی طرف منسوب ہے جس کا اصلی نام علی محمد ہے اور مہدویت کا دعویٰ کیا تھا اس کا باپ جس کا نام محمد رضا ہے شیراز کا تاجر تھا دستور کے موافق باب نے پہلے فارسی پڑھی اور اس کے بعد عربی کی چند ابتدائی کتابیں دیکھیں تھیں کہ پھر فوراً سخت ریاضتیں کر کے زہد میں شہرت حاصل کر لی پھر کربلا میں سید کاظم مجتہد کے حلقہ درس میں جا شریک ہوا اس کے انتقال کے بعد اس کے بہت سے شاگرد ساتھ لے کر کوفہ کی مسجد میں جا پہنچا اور بہت ریاضتیں کر کے لوگوں کو اپنی طرف مائل کر لیا پھر ۱۲۶۰ ہجری میں اپنے عقیدت کیشوں سے اس امر کا اظہار کیا کہ جس مہدی صاحب الامر کا انتظار کیا جا رہا تھا وہ میں ہی ہوں اور

Marfat.com

اس کے ثبوت میں بعض احادیث جن میں مہدی موعود کے آثار بتلائے گئے تھے پیش کیں اور کہا کہ جو آثار اس مہدی میں بتلائے گئے ہیں وہ مجھ میں پورے طور سے موجود ہیں جب اس کے ثبوت میں معجزہ طلب کیا گیا تو باب نے جواب دیا کہ میری تقریر و تحریر ہی معجزہ ہے اس سے بڑھ کر کیا معجزہ ہو سکتا ہے کہ ایک ہی دن میں ہزار شعر مناجات میں تصنیف کرتا ہوں اور پھر اپنے قلم سے لکھتا بھی ہوں اور چند مناجاتیں پیش کیں جن میں اعراب تک درست نہ تھا جب اس پر اعتراض ہوا تو آپ کیا جواب دیتے ہیں کہ علم نحو ایک گناہ کا مرتکب ہونے کی وجہ سے اب تک غضب الٰہی میں گرفتار تھا اب میں نے اللہ کے حضور میں اس کی شفاعت کی جس سے اس کی خطا معاف ہوئی اور حکم ہو گیا کہ نحوی غلطیوں کا کوئی مضائقہ نہیں اور آئندہ سے اگر کوئی غلطی کرے تو کچھ حرج نہیں عوام کو مطیع کرنے کے لئے ایک اچھی تدبیر سوجھی اور حکم دیا کہ چونکہ میرے وجود سے غرض تمام ادیان کا متحد ہو جانا ہے جس کی وجہ سے میں آئندہ سال مکہ معظمہ سے شمشیر بکف خروج کروں گا اور جملہ روئے زمین پر قبضہ کروں گا۔ لہٰذا جب تک تمام ادیان متحد نہ ہو جائیں اور تمام دنیا میری مطیع نہ ہو جائے تمام تکالیف شرعیہ ملتوی پس اب اگر میرے مریدوں میں سے کوئی شخص منہیات شرعی کا مرتکب ہو یا احکامات شرعی ادا نہ کرے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں اس وجہ سے بہت سے عوام اس کے مطیع ہو گئے اس کے مذہب میں حقیقی بہن سے بھی مبتلا ہونا زنا میں شمار نہیں کیا جاتا تھا اور ایک عورت کا نو آدمیوں کو نکاح میں لانا جائز تھا کسی مذہب کا وہ پابند نہ تھا اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا اس کے متبعین میں علانیہ فسق و فجور کا بازار گرم ہو گیا عورتیں بے پردہ مجلسوں میں شریک ہوتیں اور شرابیں پلاتیں اور باب نے سمجھدار لوگوں کو آئندہ کی بہبودی و ترقی کی امید دلائی اور وعدہ کیا کہ جب ساری روئے زمین پر میرا قبضہ ہو جائے گا تو تمہارے حقوق سب سے مقدم سمجھے جائیں گے غرض کہ ایک اچھی خاصی جماعت باب کی مطیع ہو گئی باب نے اپنے مریدوں کو چند احکامات بھی دیئے تھے جو بطور اشعار ادا کیے جاتے تھے اور وہ یہ تھے۔

(۱): چونکہ تمام دنیا کا میرے زیر نگین ہونا اس غرض سے کہ تمام دنیا ایک مذہب ہو جائے ضروری ہے لہٰذا میں آئندہ سال مکہ معظمہ سے شمشیر بکف سارے جہاں پر حملہ آور ہوں گا تا کہ دنیا میرے تحت و تصرف میں آ جائے اور وہ تمام اغراض جو میرے وجود سے مقصود ہیں پورے ہو جائیں اور اس سے ضرور ہے کہ اللہ کے دشمنوں کی جانیں جسم سے جدا

Marfat.com

وں گی اور ہزاروں خون کی ندیاں جاری ہوں گی پس جملہ مریدین باصفا کو حکم دیا جاتا ہے
کہ بطور ایک علامت وشگون کے اپنے خطوط کو سرخ کیا کریں۔
(۲): السلامیہ علیک کی عوض مرحبا بک سلام کے لیے مقرر کیا جاتا ہے۔
(۳): اذان میں میرا نام بھی داخل ہو اور اس کا یہ قول بھی تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ نے مجھ سے بیعت کی اور یہ کہ اب تک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ الگ الگ اور جدا جدا تھے میں ان دونوں کا جامع ہوا اور اسی وجہ سے میرا نام بھی علی محمد ہے۔ اس کے اقوال میں سے ایک یہ بھی تھا کہ جس طرح کوئی آدمی بغیر باب یعنی دروازے کے گھر کے اندر نہیں جاسکتا ہے اسی طرح بغیر اس کے کہ مجھے دیکھیں اور مجھ سے اجازت حاصل کریں اللہ اور دین اللہ تک نہیں پہنچ سکتا مریدین نے جب اس قول کو سنا تو اس کا لقب ہی باب کر دیا اور باب نے بوشہر میں پہنچ کر بعض مرید بطور اعلان کے شیراز بھیجے تاکہ وہ لوگوں کو باب کے مہدی موعود ہونے کا یقین دلائیں اور جو لوگ اس کے مہدی موعود ہونے کی تصدیق کریں ان سے بیعت لیں اپنا تصنیف کیا ہوا کلام بھی جس میں سے کسی کا نام قرآن کسی کا نام مناجات رکھا گیا تھا ان کو دیا گیا تاکہ وہ اس کو لوگوں کے روبرو پیش کریں اور وہ بجائے قرآن مجید اور صحیفہ سجادیہ کے کہ حضرت سجاد کی تصنیف کردہ مناجاتیں ہیں پڑھا کریں۔

تاریخ گلزار شاہی ارکشکول محمد علی شیرازی میں لکھا ہے کہ باب کا خلیفہ ملا حسین شیرویہ ہوا اور قرۃ العین نام ایک خوبصورت عورت نائب بنی یہ عورت عربیت میں دستگاہ رکھتی تھی کچھ عبارتیں لکھ کر کہا یہ جواب کلام اللہ ہے اور دعوت طریقہ باب کی جانب کہ درصوف میں چھپ رہا تھا شروع کی جوق تصو جوق مخلوق شیعہ وغیرہ میں سے اس عورت کے حسن و جمال اور کلام کی فریفتہ ہو کر گمراہ ہوگئی بلکہ جلاء العینین میں لکھا ہے کہتے ہیں کہ بعض یہود و نصاریٰ نے بھی مذہب باب کی اتباع کی۔

اس وقت فارس کا گورنر نظام الدولہ تھا جب اس کو یہ خبر معلوم ہوئی تو فوراً باب کی گرفتاری کا حکم دیا کسی قدر پولیس بھی خفیہ طور سے بھیج دی پولیس نے باب کو گرفتار کرلیا اور پابجولان اس کے وطن اصلی شیراز میں لاکر اس کے اصلی مکان میں محبوس کر دیا پھر مجمع عام میں لاجواب کروا کے قتل کرنے کی غرض سے باب کے حاضر ہونے کا حکم دیا باب حاضر ہوا تو نظام الدولہ نے اس کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور یوں اس کے گرفتار کیے جانے پر افسوس

Marfat.com

کیا پھر یہ ظاہر کیا کہ میری رائے کا دفعتہً یوں بدل جانا ایک خواب کے دیکھنے کی وجہ سے ہے اور آخر میں یہ بھی کہہ دیا کہ اب میری آرزو یہی ہے کہ میرا جان و مال آپ پر فدا ہو اور یہ تمام فوج و توپ خانہ وغیرہ جو میرے ماتحت ہے آپ کی تائید میں کام آئے یہ تمام تقریر کچھ ایسی بے ساختگی سے کی گئی تھی کہ مکار باب نے بھی اس کو صحیح خیال کیا اور نظام الدولہ کی بڑی تعریف و توصیف کی اور اس سے کہا کہ تم اس پر ایمان لانے کے صلے میں جب ساری دنیا میری مطیع و ماتحت ہو جائے گی ترکی سلطنت کے حاکم مقرر کئے جاؤ گے اس کا جواب نظام الدولہ نے دیا افسوس آپ نے میری نیت پہچاننے میں غلطی کی مجھے اس دنیائے دون کی کوئی خواہش و طمع نہیں ہے جس سے میں ترکی سلطنت کا حاکم بنائے جانے سے خوش ہو سکوں میری تو تمام آرزو یہ ہے کہ آپ کے روبرو آپ کی امداد و حمایت کرتے شہید ہوؤں اور جاودانی سلطنت کا مالک بنوں غرض اس قسم کی بہت سی باتیں کیں جس سے باب بالکل مطمئن ہو گیا اب اس وقت نظام الدولہ نے کہا بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے علما پر حجت تمام کر دی جائے جس سے عوام کا مطیع ہونا آسان ہوگا باب نے جو نظام الدولہ کی باتوں کو صحیح سمجھتا تھا اس امر پر اپنی رضامندی ظاہر کر دی نظام الدولہ نے مجلس مناظرہ قائم کی جس قدر علمائے شیعہ شیراز میں موجود تھے جمع ہوئے باب نے بڑے ہی مستقل طور سے علما کو مخاطب کر کے یوں تقریر شروع کی کہ اے حضرت جب میرا قرآن اس قرآن سے جو بالفعل آپ کے پاس ہے کئی حصہ بہتر ہے اور وہ دین جس کو میں آپ لوگوں کے لئے پیش کرتا ہوں اس دین سے جس پر آپ عمل کرتے ہیں کئی درجہ اچھا ہے تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں آپ لوگ میری مخالفت کرتے ہیں میں صرف آپ لوگوں کی بہتری کے لئے قبل اس کے کہ بزور شمشیر آپ کو ماننا ضروری ہو اس دین کو قبول کرنے کے لیے کہتا ہوں اگر آپ کو اپنی جانوں پر رحم نہیں آتا تو کیوں اپنے ساتھ اپنے کنبے اولاد مال و متاع سب کی تباہی کے درپے ہو للہ ان پر رحم کیجئے اللہ کے لئے سوچئے اور پنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالیئے۔

باب یہیں تک تقریر کرنے پایا تھا کہ نظام الدولہ نے بات کاٹ کر کہا مرحبا سبحان اللہ خوب آپ نے تقریر فرمائی میں اپنے دخل دینے کا معافی خواہ ہوں مگر ساتھ ہی یہ بھی رض کروں گا کہ قبل اس کے کہ آپ تقریر فرمائیں بہتر ہوگا کہ چند سطریں اپنے قرآن کی لکھ دیجئے تا کہ یہ حضرات اس کو دیکھ بھی لیں اور پورے طور سے اتمام حجت ہو جائے باب

Marfat.com

نے وہیں بیٹھ کر چند سطریں تحریر کیں اور انہیں پیش کیا لوگوں نے جب ان کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ان میں اعراب تک درست نہیں اس وقت نظام الدولہ نے کہا کہ جب تو دو سطریں صحیح نہیں لکھ سکتا تو پھر یہ کیا ہرزہ سرائی کر رہا ہے کیا انہیں دو سطروں سے تیرا کلام اللہ کے کلام سے بھی بڑھ گیا اب میں ایسی حالت میں بجز اس کے کہ تیرے قتل کا حکم دوں اور کیا کر سکتا ہوں مگر قبل اس کے کہ ایسا حکم دیا جائے مناسب ہے کہ تیری خوب تادیب کی جائے حکم کی دیر تھی کہ باب پر مار پڑنے لگی اور ایسی سخت مار پڑی کہ اوسان خطا ہو گئے باب چلا کی سے پکارنے لگا توبہ کردم توبہ کردم مگر نظام الدولہ نے اس کا منہ کالا کروا کر اور تمام شہر میں گشت کروانے کے بعد شیخ ابوتراب کی مسجد میں لے جا کر توبہ کروائی اور اس کے بعد احتیاطاً باب کو قید بھی کر دیا۔

اصفہان کا گورنر معتمد الدولہ صوفیوں فقیروں وغیرہ کی صحبت کا زیادہ مائل رہا کرتا تھا اس نے باب کو درویش کامل سمجھ کر رہائی دلوا کر اپنے پاس بلا لیا معتمد الدولہ نے بھی ایک مجلس مناظرہ قائم کی مگر نہ اس مقصد کے لئے جو نظام الدولہ نے کی تھی کہ باب کو لاجواب کرے بلکہ اس کے برعکس اس لئے کہ باب دوسروں کو لاجواب کرے مجلس مناظرہ مرتب ہوئی اور اس میں اہل شیعہ کی طرف سے مرزا سید محمد اور آغا محمد مہدی اور مرزا محمد حسن مباحثہ کے لئے مقرر ہوئے مجلس جمع ہوئی چونکہ پہلے تجربہ ہو چکا تھا لہٰذا باب نے یہاں پہلے تقریر کرنا نامناسب خیال کیا اور اجازت دی کہ فریق مخالف تقریر کرے تو سب سے پہلے آغا محمد مہدی نے باب سے سوال کیا۔

آغا مہدی: جتنے لوگ یہاں اس وقت موجود ہیں یا تو مجتہد ہیں جو خود مسائل کو احادیث سے استخراج و استنباط کرتے ہیں یا وہ لوگ ہیں جنہیں اتنی لیاقت نہیں ہے جس سے وہ احکام و مسائل کا استخراج کر سکیں یہ لوگ کسی مجتہد کی تقلید کرتے ہیں آپ ان دونوں میں سے کس میں شامل ہیں۔

باب: میں کسی کی تقلید نہیں کرتا اور نہ قیاس سے کام لیتا ہوں جیسے کہ مجتہد کرتے ہیں بلکہ ایسا کرنا میرے نزدیک حرام و ناجائز ہے۔

آغا مہدی: آپ کہتے ہیں کہ میں کسی کی تقلید نہیں کرتا جس سے معلوم ہوا کہ آپ مجتہد ہیں لیکن آپ کو مجتہد ہونے سے انکار ہے تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ جن مسائل پر آپ کا عمل ہے اور جن کا آپ حکم دیتے ہیں وہ قیاسی نہیں بلکہ یقینی ہیں لیکن چونکہ ہمارے نزدیک

Marfat.com

باب علم مسدود ہے اور اللہ کی حجت غائب ہے لہٰذا جب تک امام آخر الزمان کا ظہور نہ ہو جائے اور ان سے ملاقات نہ کرلے اور خود ان کی زبان سے مسائل فقہ کو نہ سن لے کوئی شخص اس امر کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس کے متخرجہ مسائل یقینی ہیں پس آپ کو اس کے یقینی ہونے کا ثبوت دینا ضروری ہے۔

باب: تو بے چارہ جو ابھی متعلم ہے مجھ سے شخص کے ساتھ جس کا مقام قلبی ہے کسی طور سے مباحثہ کر سکتا ہے یہ ایسی باتیں ہیں جن میں تیری عقل کچھ بھی کارگر نہیں ہو سکتی پس بجائے اس کے کہ فضول بکواس کرے جا اپنی جائے پر خاموش بیٹھا رہ۔

مرزا محمد حسن: شاید آپ کو بھی اس امر سے انکار نہ ہوگا کہ جو شخص اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تمام چیزیں اس کے روبرو ہو جاتی اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں رہتی جو بات پوچھئے اس کا جواب ملتا ہے۔

باب: (نہایت جرات کے ساتھ) بے شک آپ کی رائے ٹھیک ہے جو آپ چاہتے ہیں پوچھئے، میں اس کا جواب دوں گا۔

محمد حسن: حضرت جوادؒ کی نسبت یہ منقول ہے کہ ایک ہی قدم میں مدینے سے طوس پہنچ گئے تھے عقلاً یہ محال و ناممکن معلوم ہوتا ہے آپ کے نزدیک یہ واقعہ کس طور پر ہوا اور یہ بیان کیجئے کہ حضرت علیؓ کی نسبت جو یہ کہا گیا ہے کہ وہ ایک ہی رات ایک ہی وقت میں چالیس آدمیوں کے مہمان ہوئے صحیح ہے تو اس کو دلائل عقلی سے ثبت کیجئے۔ ایسے ہی چند امور کی نسبت جو عقلاً محال ہیں سوال ہوا اور کہا گیا کہ ان کو عقلی طور سے ثابت کیجئے۔

باب: یہ بات نہایت دقیق ہیں آپ اگر مناسب سمجھیں تو میں ان کو مفصلاً لکھے دیتا ہوں۔

محمد حسن: آپ کی مرضی لکھ دیجئے۔

اتنے میں کھانا تیار ہوا اور سب لوگ کھانا کھانے لگے اس عرصے میں باب نے چند سطریں لکھیں اور جس وقت کھانا کھا کر لوگ جانے لگے تو اس وقت مرزا محمد حسن کو باب نے اپنی تحریر دی مرزا محمد حسن نے دیکھ کر کہا کہ یہ تو ایک خطبہ ہے جس میں کسی قدر حمد ہے اور نعت اور باقی مناجات ہے لیکن تم سے جن امور کی نسبت سوال کیا تھا ان میں سے ایک کا جواب بھی جواب نہیں بہت سے لوگ تو پہلے جا چکے تھے اور جو رہ گئے وہ بھی چلتے پھرتے نظر آئے اور مباحثہ یوں ہی ناتمام رہ گیا اس مباحثے سے باب کی وقعت جو معتمد الدولہ کے

Marfat.com

دل میں تھی ذرا بھی کم نہ ہوئی بلکہ اور زیادہ ہوگئی مشکل یہ آپڑی کہ باب کی علانیہ تائید کرنے میں مجتہدین کو جنہیں ایران میں بہت بڑی قوت حاصل ہے بدگمانی پیدا ہوتی ہے جس سے معتمد الدولہ کو خود اپنی جان بچانی مشکل ہوجاتی آخر کار مناسب سمجھا گیا کہ باب مخفی رکھا جائے اور لوگوں سے اس امر کا اظہار کردیا کہ وہ خارج البلد کردیا گیا چند مہینے تک اسی طور سے باب اصفہان میں رہا اور اپنے مریدوں کو اطراف و جوانب میں دعوت کے لئے بھیجتا رہا اور یوں پوشیدہ ہی پوشیدہ ملک میں باب کا اثر پھیل رہا تھا اتفاق سے چند ہی روز کے بعد معتمد الدولہ مرگیا اور اس سے باب کا ایک بڑا حامی دنیا سے جاتا رہا معتمد الدولہ کے مرنے کے بعد جب لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ باب خارج البلد نہیں کیا گیا ہے بلکہ یہاں موجود ہے تو اس وقت لوگوں نے دربار ایران میں عرضی بھیجی کہ باب یہاں موجود ہے اب اس کی نسبت جو حکم ہو اس کی تعمیل کی جائے اس پر حاجی مرزا آقاسی نے جو اس وقت وزیر اعظم تھا یہ حکم بھیج دیا کہ اصفہان سے لے جاکر آذر بائیجان کے قلعہ چہریق میں محبوس کردیا جائے ادھر تو باب قلعہ چہریق کی ہوا کھا رہے تھے ادھر ان کے مریدوں نے فساد مچایا اور متواتر کامیابیاں حاصل کیں اور ایک بہت بڑا گروہ اس کے مریدوں کا پیدا ہوگیا جس کی وجہ سے آخر ۱۲۶۳ ہجری میں یعنی باب کے ادعائے مہدیت سے تین سال بعد محمد شاہ والی ایران نے اپنے ولی عہد ناصر الدین کو جو اس وقت آذر بائیجان کے وائسرائے تھے اس امر کا حکم بھیج دیا کہ باب قلعہ چہریق سے بلوایا جائے اور اس سے پھر مباحثہ ہو حاجی مرزا آقاسی نے بھی ایک چٹھی ناصر الدین کو لکھی جس میں شاہ ایران کے حکم کی تعمیل کرنے پر بڑا زور دیا گیا تھا جب ان کو فرمان پہنچا اور اس کے ساتھ وزیر اعظم کی چٹھی بھی تو انہوں نے فوراً باب کے تبریز میں حاضر ہونے کا حکم دیا جب باب تبریز میں آیا تو اس سے اتنی رعایت کی گئی کہ بجائے جیل خانے کے کاظم خان داروغہ فرش کے مکان میں اتارا گیا دوسرے روز ملا محمود جو تبریز کا مجتہد اعظم تھا اور جس کا خطاب نظام العلما تھا اور ملا محمد ممقانی اور نیز بہت سے مجتہد جمع ہوئے اور باب بھی بلایا گیا اور مباحثہ شروع ہوا۔ یہ باب کا آخری مناظرہ تھا۔

نظام العلما: (باب سے مخاطب ہوکر) قرآن شریف اور صحیفہ سجادیہ کے نام سے جو کتابیں آپ کی طرف سے شائع کی گئی ہیں کیا وہ فی الواقع آپ کی لکھی ہوئی ہیں۔

باب: یہ کلمات خاص اللہ کے ہیں۔

Marfat.com

نظام العلما: اس مجلس میں یوں معمے کے طور پر گفتگو کرنی ذرا بھی مفید نہیں جو کچھ کہیے صاف صاف کہیے۔

باب: (نظام العلما کی گفتگو سے غصے میں آکر) ہاں ہاں یہ میری لکھی ہوئی کتابیں ہیں۔

نظام العلما: آپ نے اپنا نام اس میں شجرے کے طور پر لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ آپ کی زبان سے نکلتا ہے وہ اللہ کا قول ہوتا ہے۔

باب: رحمک اللہ۔ بے شک آپ کی رائے درست ہے۔

نظام العلما: آپ کے مریدوں نے جو آپ کو باب کا لقب دیا ہے کیا آپ نے اس پر اپنی رضامندی ظاہر کی ہے۔

باب: مجھے میرے مریدوں نے یہ لقب نہیں دیا بلکہ خاص اللہ نے یہ لقب مجھ کو عطا فرمایا ہے کیونکہ میں آج کے دن باب علم ہوں۔

نظام العلما: حضرت علیؓ جو باب علم تھے انہوں نے اجازت دے دی تھی کہ جس کسی کو جو کوئی بات کسی علم میں پوچھنی ہو وہ مجھ سے پوچھے میں دریغ نہ کروں گا چونکہ آپ بھی باب علم ہونے کے مدعی ہیں لہٰذا میں اپنے شکوک وشبہات آپ پر پیش کرتا ہوں تاکہ آپ اس کو حل کریں سب سے پہلے علم طلب کے متعلق سوال کرتا ہوں۔

باب: میں نے طب نہیں پڑھی۔

نظام العلما: اچھا خیر علم دین ہی سہی لیکن چونکہ علم علم دین بغیر قرآن وحدیث سمجھے کے نہیں آتا اور قرآن وحدیث کا سمجھنا صرف۔ نحو۔ منطق وغیرہ پر موقوف ہے لہٰذا میں سب سے پہلے علم صرف کے متعلق سوال کرتا ہوں۔

باب: میں نے علم صرف بچپن میں سیکھا تھا جو اس وقت میرے پاس حاضر نہیں۔

نظام العلما: خیر ذرا اس آیت کی تفسیر کر دیجئے ھُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا (سورۃ رعد۔۲۳۔آیت۱۲) اور نیز اس کی ترکیب نحوی بیان کیجئے دوسرے سورۂ کوثر۔۱۰۸۔ کا شان نزول بیان ہو اور یہ بھی کہیے کہ اس سورت سے پیغمبر کو کیا تسلی ہوئی جس کا سورت میں ذکر ہے۔

باب: (متفکر ہو کر) ذرا مہلت دیجئے۔

نظام العلما: یہ تو قرآن کے متعلق ہوا اب حدیث کو لیجئے اس حدیث کے معنی بیان

Marfat.com

ہوں جو مامون اور حضرت امام ضامن رضاؑ کے درمیان گزری تھی ۔ **قال مامون ماالدلیل علی خلافة جدک علی ابن ابی طالب قال اية انفسنا قال لو لا نسائنا قال لوالدا بنائنا فسکت مامون.**

باب: یہ حدیث نہیں ہے۔

نظام العلما: دلوں فرضنا اگر حدیث نہیں تو آخر ایک عرب کا مولہ تو ہے پس اس کا مطلب فارسی میں بیان کیجئے۔

باب نے اس کے لئے بھی مہلت مانگی۔

نظام العلما: اب فقہ کو لیجئے علامہ حلی کے اس قول کا مطلب کیا ہے **اذا دخل الرجل علی الخنثی والخنثی علی الانثی وجب الغسل علی الخنثی دون الذکر والانثیٰ.**

نظام العلما: اب بلاغت کے متعلق صرف اس قدر کہ دیجئے کہ فصاحت و بلاغت کی کیا تعریفیں ہیں اور ان میں نسب اربعہ میں سے باہمی کیا نسبت ہے منطق کے متعلق بھی کہہ دینا کہ شکل اول کیوں بدیہی الانتاج ہے آپ کی فضیلت کے لئے کافی ہے۔

باب نے ایک کا بھی جواب نہ دیا اور سب کے واسطے مہلت مانگی۔

نظام العلما: اب ایک اور بات باقی ہے وہ یہ کہ جو شخص باب علم ہونے کا مدعی ہو اس کے پاس ضرور ہے کہ کوئی کرامت بھی ہو کیا آپ کے پاس بھی کوئی کرامت ہے۔

باب: (بڑے دلیرانہ انداز سے) کہئے کون سی کرامت آپ دیکھنا چاہتے ہیں۔

نظام العلما: اعلیٰ حضرت محمد شاہ کے پیر میں درد ہے اس کو دور کر دیجئے۔

باب: یہ تو نہیں ہوسکتا۔

ناصر الدین ولی عہد: نظام العلما بڈھا ہوگیا ہے جس کی وجہ سے وہ ہر وقت ہمارے پاس حاضر نہیں ہوسکتا اس کے بڑھاپے کو زائل کر دیجئے۔

نظام العلما: (ولی عہد سے) یہ شخص جملہ علوم سے عاری ہے کسی چیز سے اس کو مطلق مس نہیں۔

باب: (غصے میں آکر) میں وہ ہوں جس کا ہزار سال سے انتظار کیا جا رہا تھا۔

نظام العلما:۔ آہا آپ صاحب الامر ہیں۔

باب: بے شک۔

Marfat.com

نظام العلما: صاحب الامر شخصی یا نوعی۔

باب: صاحب الامر شخصی۔

نظام العلما: تیرا اور تیرے باپ کا نام کیا ہے اور تیرا مولد کون شہر ہے اور تیری عمر کیا ہے۔

باب: میرا نام علی محمد ہے اور میرے باپ کا نام مرزا رضا ہے اور میری جائے پیدائش شیراز ہے اور میری عمر ۳۵ سال کی ہے۔

نظام العلما: صاحب الامر کا نام محمد اور ان کے والد کا حسن اور ان کی جائے پیدائش سر من رائے اور ان کی عمر ہزار سال ہے تو صاحب الامر نہیں ہو سکتا۔

باب: میں اپنی ایک کرامت تم سے کہتا ہوں کیا تم لوگ میری بات کا یقین کرو گے۔

سب لوگ: کہیے کہیے۔

باب: میری کرامت یہ ہے کہ میں ایک ہی دن میں ایک ہزار بیت لکھتا ہوں۔

سب لوگ: اگر یہ بات سچ بھی ہو تو بھی یہ تیری کرامت نہیں ہو سکتی کیونکہ زود نویس کاتب اس سے بھی زیادہ لکھتا ہے۔

ملا محمد ممقانی: تو نے اپنے قرآن میں لکھا ہے اول من امن ربی نور محمد و علی اس سے کیا تیرا یہ مطلب ہے کہ میں ان دونوں سے بہتر ہوں۔

باب: سوچنے لگا اور کچھ جواب نہ دیا۔

ایک مجتہد: اللہ نے آیہ خمس میں قرآن میں فرمایا ہے۔ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ (سورۃ انفال۔ ۸۔ آیت۔ ۴۱) تم نے اپنے قرآن کے بجائے خمس کے ثلث لکھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ آیت بالا منسوخ ہو گئی اگر یہ بات ہے تو اس کی منسوخی کا ثبوت آپ کے ذمے ہے۔

باب: ثلث اس وجہ سے کہ وہ خمس کا نصف ہے۔

(سب لوگ ہنسنے لگے)

ملا محمد ممقانی: فرض کیا کہ ثلث خمس کا نصف ہے لیکن اس سے سوال کا جواب نہیں نکلتا وجہ بتلایئے کہ کیوں ثلث دینا چاہیے جب کہ اللہ نے خمس فرمایا۔

(وہی خاموشی۔ جواب ندارد)

Marfat.com

باب: (تھوڑی دیر کے بعد) میری دوسری کرامت یہ ہے کہ میں فی البدیہ خطبہ پڑھتا ہوں اور پڑھنے لگا الحمد اللہ الذی رفع السموات والارض (ت کو فتحہ اورض کو کسرہ) (سب لوگ ہنسنے لگے)۔

شاہزادہ ناصر الدین نے فرمایا کہ باین حالت دعویٰ صاحب الامری چونکہ تو ایک دیوانہ سا معلوم ہوتا ہے لہٰذا میں تیرے قتل کا حکم نہیں دے سکتا ہاں صرف تنبیہ و تادیب کا حکم دیتا ہوں تا کہ لوگوں کو ثابت ہو جائے کہ تو صاحب الامر نہیں ہے حکم کی دیر تھی کہ مار پڑنے لگی جیسے نظام الدولہ کے پاس یہ شخص مار پڑنے کے وقت توبہ کردم پکارنے لگا تھا ایسا ہی یہاں بھی توبہ کردم کے نعرے مارنے لگا غرض اس دفعہ کچھ مفید نہیں ہوا جب اچھی طرح مار پڑ چکی تو پھر قلعہ چہریق میں قید کر دیا۔

قرۃ العین: حاجی محمد علی زنجانی۔ ملا حسین شیرویہ معروف بہ سید علی اعظم۔ سید یحییٰ بن سید جعفر دارابی الملقب بہ کشاف۔ وغیرہ اس کے بڑے بڑے داعی تھے جنہوں نے سلطنت ایران میں ہل چل ڈال دی کیونکہ یہ لوگ علاوہ تعلیم یافتہ ہونے کے امور حرب سے بھی واقفیت رکھتے تھے اس وجہ سے اعیان وارکان سلطنت کی یہ رائے قرار پائی کہ باب کو قتل کر دینا چاہئے جب تک یہ زندہ ہے آئے دن فتنہ وفساد پیدا ہوتے رہیں گے اور علما نے بھی اس کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ دے دیا اس لئے باب پھر قید خانے سے تبریز میں لایا گیا۔ ایک رات حشمۃ الدولہ نے اس سے کہا کہ تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ مجھ پر وحی اترتی ہے اور میرا قرآن اس قرآن سے فصیح ہے اگر اس دعوے میں سچے ہو تو اس چراغ دان بلوری کے حق میں دعا کرو تا کہ کوئی آیت نازل ہو باب نے فوراً آیت نور کا کچھ ٹکڑا کچھ آیت ملک سے ملا کر مہمل کیا اور پڑھ دیا۔ حشمۃ الدولہ نے وہ کلمات لکھ لیے پھر باب سے کہا یہ آیت وحی آسمانی ہے اس نے کہا جی ہاں حشمۃ الدولہ نے کہ وحی کبھی دل سے فراموش نہیں ہوتی اگر واقع میں یہ وحی ہے تو دوبارہ تو پڑھو جب باب نے دوبارہ پڑھا تو دوسرے طور پر تھا۔ آخر کار اس کے قتل کا حکم صادر ہوا مگر مجمع عوام سے پوشیدہ اس واسطے قتل کرانا مناسب نہ سمجھا گیا کہ عوام دھوکے میں پڑ جائیں گے اور یہ سمجھیں گے اس نے غیبت اختیار کر لی ہے پس تبریز میں پیر کے دن ۲۷ شعبان ۱۲۶۵ ہجری کو ملا محمد علی زنجانی کے ساتھ حمزہ مرزا کے حکم سے نشان سے باندھا گیا اور ان فوجی آدمیوں کو عیسوی مذہب تھے حکم دیا کہ باڑھ ماریں یہ لوگ اس کے مریدوں کے قصوں اور فسادوں سے خوب واقف تھے گولیاں

Marfat.com

باد ہوائی چلانے لگے مگر ملا محمد علی کے زخم کاری آیا اور اس نے مرتے وقت باب سے کہا کہ آپ اب مجھ سے راضی ہوئے اور جان دے دی باب سپاہیوں سے پکار کر کہنے لگا کہ تم میری کرامت دیکھتے ہو کہ گولیوں کی اتنی بوچھاڑ ہے مگر پھر بھی میرے کوئی گولی نہیں لگتی اور خطا جاتی ہے ایک گولی باب کی رسی میں لگی تو کٹ گئی اور وہ کھل کر بھاگا اور ایک سپاہی کے کوٹھری میں جا چھپا اور کہنے لگا کہ اے لوگوں یہ میری کتنی بڑی کرامت ہے کہ ایک گولی نہیں لگی بلکہ میں رہا ہو گیا ہوں پھر تو یہ حال ہوا کہ کوئی اس کی طرف گولی نہیں چلاتا تھا بلکہ سینکڑوں عورت و مرد اس کے گرد اس میدان میں جمع ہو کر چلاتے اور غل مچاتے تھے مگر حکام کی تاکید سپاہیوں نے پھر اسے پکڑ لیا اور کئی گھونسے مارے اور گولی مار دی گئی اور لاش اس کی گلی کوچوں میں پھرا کر شہر کے باہر ڈلوا دی۔

باب کے قتل کے بعد شیخ علی نامی ایک بابی نے امیر سلیمان کو اپنا ہم مذہب بنا کر اس بات پر آمادہ کیا کہ ناصر الدین شاہ والی ایران کو قتل کر دینا چاہئے اس نے دس بارہ آدمی اپنے ہم مشرب ساتھ لے کر ہنگام سواری میں شاہ پر حملہ کیا اگرچہ زخم سخت لگا مگر جان سے بچ گئے تحقیقات کے بعد سلیمان اور شیخ علی اور وہ ہمراہی مروائے گئے اور جس قدر بابی ہاتھ لگے وہ ایران سے نکلوا دئے گئے۔ قرۃ العین بھی ماری گئی مرزا حسن خلیفہ باب اللہ جس کا لقب باب نے صبح ازل مقرر کیا تھا اور مرزا حسین جس کا خطاب بہاء الحق ہے بھاگ کر بغداد میں چلے گئے اور یہاں بابیوں کی جماعت دن بدن بڑھنے لگی ۱۸۶۲ عیسوی میں فارس (ایران) کی حکومت نے ترکی حکومت سے استدعا کی کہ بابیوں کے سرگروہ رہنماؤں کو بغداد سے کسی دوسری جگہ میں منتقل کر دے کیونکہ بغداد فارس کے نزدیک ہونے کی وجہ سے اہل فارس کے لئے بابیوں کی طرف سے تکلیف کا باعث ہے۔ ترکی حکومت نے صبح ازل اور بہاء الحق کو بغداد سے قسطنطنیہ (استنبول) میں تبدیل کر دیا یہاں انہوں نے بہت سے آدمی اپنے طریقے میں ملائے سفیر ایران نے سلطان عبدالعزیز خان سے سارا ماجرا بیان کیا۔ سلطان نے ان کو قسطنطنیہ (استنبول) سے ایڈریانوپل بھجوا دیا۔ ایڈریانوپل میں ایک عجیب معرکہ ہوا۔ صبح ازل نے جو باب کے بعد اپنے آپ کو اس کا جانشین ظاہر کرتا تھا اعلان کر دیا کہ جس باب کے آنے کی مرزا محمد علی نے پیشین گوئی کی تھی وہ میں ہی ہوں جب اس نے یہ اعلان کیا تو دوسری طرف بہاء الحق نے اعلان کر دیا کہ جس باب کے آنے کی مرزا محمد علی نے پیشین گوئی کی تھی میں ہی ہوں اس طرح بابیوں میں دو گروہ ہو گئے۔

Marfat.com

بعض نے صبح ازل کو اپنا رہنما تسلیم کیا اور بعض نے بہاء الحق کو۔

بہاء الحق کے معتقدین کی تعداد ۹۶ فی صدی تھی اور صبح ازل کے معتقدین کی تعداد مشکل سے ۳ یا ۴ فیصدی تھی اس وقت سے بہاء الحق کے معتقدین اپنے آپ کو بہائی اور صبح ازل کے معتقد اپنے آپ کو ازلی کہنے لگے۔ دونوں فریقوں میں سخت نزاع پیدا ہوئی۔ یہاں تک کہ ترکی حکومت دخل دینے کے لئے مجبور ہوگئی اور اس نے ان دونوں رہنماؤں کو علیحدہ کر دیا صبح ازل کو تو جزیرہ قبرص میں اور بہاء الحق کو شہر ہابلی میں بھیج دیا۔ چونکہ عکہ میں لوگوں کی ایک کثیر تعداد بہاء الحق کی معتقد تھی اس لئے بابیوں کو بہائی یا بہاء الحق کا معتقد بھی کہا جاتا ہے۔ اسی بنا پر سید علامہ خیر الدین نعمان آلوسی زادہ مفتی حنفیہ بغداد نے کتاب جلاالعینین فی محاکمۃ الاحمدین میں بیان کیا ہے **وکذا الفرقة المعروفة بالبابية وهم اتباع محمد حسين و اخيه الذين ادعيا انهما الباب** یعنی فرقہ بابیہ محمد حسین اور اس کے بھائی کا متبع ہے جنہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ ہم باب ہیں بعض تحریروں میں صبح ازل کا نام مرزا یحییٰ ار اس کے بھائی کا خطاب بہاء الحق ہے پایا گیا ہے صبح ازل کے معتقدیں کی تعداد بالکل خفیف اور قطعی گمنام ہے۔

فرقہ بابیہ کے عقائد

جنت و دوزخ کے بارے میں بابیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جنت اور دوزخ انسان کے محض اندرونی حالات کا نام ہے۔ اور وہ کسی خاص جگہ سے تعلق نہیں رکھتے ایک انسان جیتے جی جنت میں رہ سکتا ہے اگر چہ وہ خاک کا باشندہ ہو بشرطیکہ وہ ان باتوں پر یقین کرتا ہے جو کہ باب نے ظاہر کی ہیں اور وہ سرور الٰہی کو اپنے اندر محسوس کرتا ہے تو وہ جنت میں رہتا ہے خواہ وہ ایک مالی ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر وہ غلط اعتقادات میں پھنسا ہوا ہے اور دنیا کے پیچھے بھاگ کر دکھی ہوتا ہے تو وہ دوزخ میں رہتا ہے خواہ وہ بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔ الغرض بابیوں کے نزدیک جنت اور دوزخ انسانی اندرونی حالات سے تعلق رکھتے ہیں جگہ سے تعلق نہیں رکھتے۔ حشر ونشر کے باب میں بابیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ قیامت ہر ایک انسان کی زندگی سے تعلق رکھتی ہے اگر وہ گناہ آلودہ زندگی بسر کرتا ہے تو وہ مردہ ہے لیکن جوں ہی اس کو اللہ کے برگزیدہ انسانوں کے تعلق میں آنے کا موقع ملتا ہے اور وہ نئی زندگی پاتا ہے اس سے حشر ہوتا ہے گناہ کی زندگی کو چھوڑ کر نیکی کی زندگی حاصل کر کے نئی زندگی پاتا ہے حشر و

Marfat.com

نشر ہے اس کے سوا قیامت کچھ بھی نہیں ہے اور یوم الحساب کے بارے میں ان کا اعتقاد ہے کہ ہر ایک انسان کے اپنے اعمال ہے اس کے فرشتے ہیں جو کہ اس کو نیکی یا بدی کی طرف لے جاتے ہیں۔ اللہ کہیں غائب نہیں ہے بلکہ جب ہی ہم اللہ کو اپنے اندر دیکھتے ہیں تب ہی ہمارے لئے اللہ کی ملاقات کا دن ہوتا ہے۔ یہ دن قیامت سے وابستہ نہیں ہے بلکہ ہماری زندگی سے تعلق رکھتا ہے اور یہ انسان کی روحانی حالت کا نام ہے۔

دوسرے مذاہب کے مقتداؤں کے باب میں بابیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ وہ سب کم و بیش اللہ کی قدرت کو ظاہر کرتے ہوئے آئے تھے اور وہ مذہب اللہ کی ایک ہستی کا نشان بتاتے ہیں۔ بابی لوگ روح کی ہدایت کے قائل نہیں وہ مرنے کے بعد روح کی زندگی کے قائل ہیں مگر وہ اس بات کے قائل نہیں کہ موت کے بعد روح اسی مردہ جسم کے ساتھ زندہ ہوگی۔

نواب صدیق حسن خان مرحوم حظیرہ القدوس میں لکھتے ہیں کہ ۱۲۹۳ ہجری میں بہاء الحق کا ایک مرید ہندوستان میں آیا اور علاء الدین احمد خان رئیس لوہارو کو اپنا معتقد کرلیا اور طریقہ بابیہ کے بیان میں ایک کتاب لکھ کر ذکر الاسرار فی معارج الاسفاد لمن یرید ان یتعارج الی اللہ المقتدر الجبار نام رکھا اور اپنا نام اس کتاب میں جمال الدین ہردی الاصل قسطنطینی المسکن ظاہر کیا اور کتاب بہائیہ کے ساتھ اس کتاب کو ملقب کیا کیونکہ وہ بہاء الحق کا مرید تھا مضامین اس کتاب کے وحدت الموجود وغیرہ کے قبیل سے ہیں اس شخص کو ہم نے بھی دیکھا ہے رام پور میں آیا تھا اور یہاں کئی آزاد منش شریف آدمی اور ایک دو پرانی فیشن کے امیر بھی اس کے معتقد ہوگئے تھے امیرانہ ٹھاٹھ کے ساتھ رہتا تھا بعضوں کا خیال یہ تھا کہ یہ شخص انگریزوں کا مخبر ہے تاریخ گلزار شاہی اور کشکول محمد علی شیرازی میں فرقہ بابیہ کا حال مجمل اور ناسخ التواریخ میں مفصل مرقوم ہے۔

یکم مئی ۱۸۹۶ عیسوی کو ناصر الدین شاہ قاچار والی ایران محمد رضا بابی کے ہاتھ سے مارے گئے اور ان کے فرزند صلبی شاہ مظفر الدین تخت نشین ایران ہوئے۔

فرقہ احمدیہ قادیانی

یہ فرقہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی طرف منسوب ہے جن کے والد کا نام غلام مرتضی اور دادا کا نام عطا محمد اور پردادا کا نام گل محمد تھا ان کی قوم مغل برلاس ہے قادیان

Marfat.com

ریاست پنجاب کے نامی رئیس ہیں ان کے بزرگ سمرقند سے اس ریاست میں آئے تھے اور بادشاہت کی طرف سے بہت دیہات بطور جاگیران کو ملے سکھوں کے ابتدائی زمانے میں مرزا گل محمد کے پاس ۵۸ گاؤں اس نواح کے تھے اور بہت سے گاؤں سکھوں کے متواتر حملوں کی وجہ سے ان کے قبضے سے نکل گئے جب وہ فوت ہوئے تو بجائے ان کے مرزا عطا محمد جانشین ہوئے ان کے وقت میں روز بروز سکھ لوگ ان کی جاگیر دیہات پر قبضہ کرتے گئے اور آخر کار ان کو قادیان سے بھی نکال دیا۔ تھوڑے عرصے کے بعد ان کو زہر دیا گیا پھر رنجیت سنگھ کی سلطنت کے آخری زمانے میں غلام مرتضیٰ صاحب قادیان واپس آئے اور پانچ گاؤں دیہات جاگیر میں سے واپس ملے۔

مرزا غلام احمد صاحب کی پیدائش ۱۸۳۹ یا ۱۸۴۰ عیسوی میں ہوئی مولوی گل علی شاہ سے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو حاصل کیا اور اپنے والد کے ساتھ انگریزی عدالتوں میں اپنے اجداد کے بعض دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے مقدمات میں مشغول رہے اور زمینداری امور کی نگرانی میں لگے اور چند سال ان کے انگریزی ملازمت میں بسر ہوئے ان کے والد کے مرنے سے قبل ان کو تھوڑی سی غنودگی ہو کر یہ الہام ہوا وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ (سورۃ طارق۔ ۸۶۔ آیت۔ ۱) یعنی قسم ہے آسمان کی جو قضا وقدر کا مبدء ہے اور قسم ہے اس حادثے کی جو غروب کے بعد نازل ہوگا اور ان کو سمجھایا گیا کہ یہ الہام بطور عزا پرسی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور حادثہ یہ ہے کہ آج ہی تمہارے والد سورج کے غروب کے بعد فوت ہو جائیں گے جب ان کو اپنے والد کی وفات کی نسبت یہ الہام ہوا تو بشریت کی وجہ سے خیال آیا کہ بعض وجوہ آمدنی والد کی زندگی سے وابستہ ہیں پھر نہ معلوم کیا کیا ابتلا پیش آئے اس وقت یہ دوسرا الہام ہوا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ (سورۃ زمر۔ ۳۹۔ آیت۔ ۳۶) یعنی کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں ہے۔ انہوں نے کبھی ریاضت شاقہ نہیں کی ورنہ مجاہدات شدیدہ میں اپنے نفس کو ڈالا اور نہ گوشہ نشینی کے اہتمام سے کوئی چلہ کشی کی ہاں ان کے والد کے زمانے میں ہی ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک معمر بزرگ ان کو خواب میں دکھائی دیا اور یہ کہا کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے سو انہوں نے کچھ مدت التزام صوم کیا پھر دو تین ہفتے کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ ایسے روزوں سے جو ایک وقت میں پیٹ بھر کر روٹی کھالی جاتی ہے بہتر ہے کہ کسی قدر کھانے کو کم کریں سو انہوں نے کھانے کو یہاں تک کم کیا کہ چند تولہ روٹی میں

Marfat.com

سے آٹھ پہر کے بعد ان کی غذا تھی اور آٹھ یا نو ماہ تک انہوں نے ایسا ہی کیا اس قسم کے روزے سے بہت لطیف مکاشفات ان پر اس زمانے میں کھلے چنانچہ بعض گزشتہ نبیوں اور اعلیٰ طبقے کے اولیائے امت سے ملاقاتیں ہوئیں ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مع حسین وعلی فاطمہ رضی اللہ عنہم کے دیکھا غرض کہ کشف صریح کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے اصلاح پا کر جسمانی سختی کشی کا حصہ آٹھ نو ماہ لے کر پھر اس طریق کو علی الدوام بجالانا چھوڑ دیا اور کبھی کبھی اس کو اختیار بھی کیا جب تیرہویں صدی کا آخر ہوا اور چودہویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو الہام کے ذریعہ سے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا۔ الرحمن علم القران لتنذ ر قوماً ما انذراباء هم لتستبين سبيل المجرمين قل انی امرت و انا اول المومنين ۔ یعنی اللہ نے تجھے قرآن سکھلایا اور اس کے صحیح معنے تجھ پر کھول دیے یہ اس لئے ہوا کہ تا کہ ان لوگوں کو بد انجام سے ڈرائے جو بباعث پشت در پشت کی غفلت اور نہ متوجہ کئے جانے کی غلطیوں میں پڑ گئے اور تا ان مجرموں کی راہ کھل جائے کہ جو ہدایت پہنچنے کے بعد بھی راہ راست کو قبول کرنا نہیں چاہتے ان کو کہہ دے کہ میں مامور من اللہ اور اول المومنین ہوں اس کے بعد مرزا صاحب نے مسیحیت کا دعویٰ کیا اور اللہ نے الہام میں ان کا نام عیسیٰ اور مسیح موعود رکھا عبادت الہام یہ ہے۔ جعلناک المسيح ابن مريم ہم نے تجھے مسیح بن مریم بنایا اور پھر ایک اور الہام ہوا الحمدالله الذی جعلک المسيح ابن مريم انت شيخ المسيح الذی لايضاع وقته كمثلک در لايضاع یعنی اللہ کی سب حمد ہے جس نے تجھ کو مسیح بن مریم بنایا تو وہ شیخ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا تیرے جیسا موتی ضائع نہیں کیا جاتا مرزا صاحب کے مریدان کے نام کے ساتھ علیہ السلام کالفظ لکھتے ہیں۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میرے دل میں اس دعوے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے جو مجھ پر نازل ہوئی ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کی معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں اگر حدیثوں کا دنیا میں وجود بھی نہ ہوتا تب بھی میرے اس دعوے کو حرج نہ پہنچتا وہ کہتے ہیں کہ یہ بات صحیح نہیں کہ عیسیٰ بن مریم آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور وہ زندہ ہیں وہ اپنے قول کی تائید میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب عزیز اور قرآن کریم میں ان کو متوفیوں کی جماعت میں داخل کر چکا ہے اور سارے

Marfat.com

قرآن میں ایک دفعہ بھی ان کی خارق عادت زندگی اور ان کے دوبارہ آنے کو ذکر نہیں کیا بلکہ ان کو صرف فوت شدہ کہہ کر چپ ہو گیا لہذا ان کا زندہ بجدہ العصری ہونا اور پھر دوبارہ کسی وقت دنیا میں آنا نہ صرف اپنے ہی الہام کی رو سے خلاف واقع سمجھتا ہوں بلکہ اس خیال حیات مسیح کو نصوص بینہ قطعیہ قرآن کریم کی رو سے لغو اور باطل جانتا ہوں اور نہ کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل موجود ہے جس نے متوفی کے لفظ کی کوئی مخالفانہ تفسیر کر کے مسیح کی حیات جسمانی پر گواہی دی ہے بلکہ بخاری میں بجائے ان باتوں کے امامکم منکم لکھا ہے اور حضرت مسیح کی وفات کی شہادت دی ہے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرما کر اس پیش گوئی کی معقولیت کو بھی کھول دیا اور ظاہر فرمایا کہ مسیح کا دوبارہ دنیا میں آنا اس رنگ اور طریق سے مقدر تھا جیسا کہ ایلیا نبی کا دوبارہ دنیا میں آنا ملا نبی کی کتاب میں لکھا گیا تھا پس میں جو نزول مسیح کے معنے کرتا ہوں وہ نئے معنے نہیں ہیں بلکہ وہی معنے جو حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان سے پہلے نکل چکے ہیں کیونکہ نزول مسیح ابن مریم کا مقدمہ نزول ایلیا نبی کے مقدمے سے بالکل ہم شکل ہے پس جس حالت میں آج تک یہودیوں کی یہ تمنا پوری نہیں ہوئی کہ ایلیا نبی آسمان سے اترتے اور اسی وجہ سے وہ حضرت عیسیٰؑ سے منکر رہے تو مولویان اسلام کی تمنا کیوں کر پوری ہو سکتی ہے کہ کسی وقت حضرت عیسیٰؑ خود آسمان سے نازل ہوں گے ہمارے مخالف اپنی جہالت سے عیسیٰؑ کے نزول کو حقیقی طور پر انتظار کرتے ہیں اور ہم بروزی طور پر ہم مانتے ہیں کہ نزول مسیح کی پیش گوئی پوری ہوگئی مرزا صاحب کہتے ہیں کہ جب تک مجھے اللہ نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہو گیا ہے تب تک میں اسی عقیدے پر قائم تھا جو اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے اسی وجہ سے کمال سادگی سے میں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین احمدیہ میں لکھا ہے جب اللہ نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی تو میں اس عقیدے سے باز آ گیا میں نے بجز کمال یقین کے جو میرے دل پر محیط ہو گیا اور مجھے نور سے بھر دیا اس رسمی عقیدے کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰؑ رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفا ٹھہرایا گیا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کسر صلیب کرے گا اور مجھے بتلایا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ (سورۃ توبہ۔ ۹۔ آیت ۳۳) تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا اللہ کی

Marfat.com

حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی کتاب میں عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ لکھ دیا۔ اور تقریباً بارہ برس تک اس رسمی عقیدے پر جما رہا جب وقت وہ آ گیا کہ مجھ پر اصل حقیقت کھول دی جائے تب تواتر سے اس بارے میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے اور مجھے حکم ہوا فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (سورۃ حجر۔۱۵۔آیت۔۹۴) یعنی جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو بتا دے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مہدی آخر الزمان میں ہوں۔

مرزا صاحب نے اپنے مقالے کے لئے دجال کی بھی ایجاد کی ان کا بیان یہ ہے کہ حدیثوں میں دو قسم کی صفات دجال معہود کی بیان فرمائی گئی ہیں ایک یہ کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا اور دوسرے یہ کہ وہ اللہ کا دعویٰ کرے گا ان دونوں باتوں کو اگر حقیقت پر حمل کیا جائے تو کسی طرح تطبیق ممکن نہیں کیونکہ نبوت کا دعویٰ اس بات کو مستلزم ہے کہ شخص مدعی اللہ کا قائل ہو اور الوہیت کا دعویٰ اس بات کو چاہتا ہے کہ شخص مدعی آپ ہی اللہ بن بیٹھے اور کسی دوسرے اللہ کا قائل نہ ہو پس یہ دونوں دعوے ایک شخص سے کیوں کر ہو سکتے ہیں۔

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ دجال ایک شخص کا نام نہیں ہے بلکہ وہ دجال کے معنے خود لفظ دجل سے اس طرح لیتے ہیں کہ لغت عرب کی رو سے دجال اس گروہ کو کہتے ہیں جو اپنے تئیں امین اور متدین ظاہر کرے اور دراصل نہ امین ہو نہ متدین بلکہ اس کی ہر ایک بات میں دھوکہ دہی اور فریب دہی ہو سو یہ صفت عیسائیوں کے اس گروہ میں ہے جو پادری کہلاتے ہیں یہ گروہ چونکہ اصل آسمانی انجیل کو گم کر کے محرف اور مغشوش مضمون بنام نہاد ترجمہ انجیل کے دنیا میں پھیلاتا ہے یہ فعل ان کا دوسرے لفظوں میں گویا نبوت کا دعویٰ ہے کیونکہ انہوں نے جعلسازی سے نبوت کے منصب کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے جو چاہتے ہیں ترجمے کے بہانے سے لکھ دیتے ہیں اور پھر اس کو اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں پس یہ طریق ان کا نبوت کا دعوے سے مشابہ ہے اور اس دام میں گرفتار اکثر عوام عیسائی ہیں اور دجال کا دوسرا جز جن کے افعال الوہیت کے دعوے سے مشابہ ہیں یورپ کے فلسفیوں اور کلون کے ایجاد کرنے والوں کا گروہ ہے جنہوں نے اسباب اور علل کے پیدا کرنے کے لئے اپنی کوششوں کو انتہا تک پہنچا دیا ہے اور بہت سی کامیابیوں کی وجہ سے آخر اس روی اعتقاد تک پہنچ گئے ہیں کہ اللہ کی قدرت اور اس پر ایمان رکھنا کچھ چیز نہیں ہے اور وہ رات دن ان تلاشوں میں لگے ہوئے ہیں کہ خود ہی کسی طرح اس راز کے مالک ہو جائیں کہ جب چاہیں بارش برسائیں اور جب چاہیں کسی کے گھر میں لڑکا یا لڑکی پیدا کر دیں اور جب

Marfat.com

چاہیں کسی کو بانجھ بنادیں پس کچھ شک نہیں کہ یہ طریق دوسرے لفظوں میں الوہیت کا دعویٰ ہے اور اس گروہ کے تابع یورپ کے اکثر خواص عیسائی ہیں غرض کہ دراصل یہی لوگ دجال ہیں جن کو پادری یا یورپین فلسفی کہا جاتا ہے یہ پادری اور یورپین فلسفی دجال معمود کے دو جبڑے ہیں جن سے وہ ایک اژدہا کی طرح لوگوں کے ایمانوں کو کھا جاتا ہے میں ایسے وقت میں آیا ہوں کہ جب اندرونی اختلافات انتہا تک پہنچ گئے اور ایک فرقہ دوسرے کو کافر بتانے لگا اس تفرقے کے وقت میں امت محمدیہ کو ایک حکم کی ضرورت تھی سو اللہ نے مجھے حکم کر کے بھیجا ہے اور قرآن اور احادیث سے اس بات کا کافی ثبوت ملتا ہے کہ آنے والا مسیح چودھویں صدی میں ظہور کرے گا علاوہ ان سب امور کے ایک عظیم الشان علامت مسیح موعود کی احادیث صحیحہ میں لکھی گئی ہے کہ وہ ایسے وقت میں آئے گا جب صلیبی مذہب بڑے جوش سے پھیلا ہوا ہوگا جیسا کہ حدیث یکسر الصلیب جو صحیح بخاری میں ہے اس پر دلالت کرتی ہے سو ایسے وقت میں اور ایسے زمانے میں یہ عاجز آیا ہے اور دوسری علامت اشارات احادیث سے مسیح موعود کے لئے یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ ممالک مشرقیہ میں مبعوث ہوگا اور یہ ظاہر ہے کہ ہمارا ملک ہند خاص کر پنجاب کا حصہ مکہ معظمہ سے بجانب مشرق واقع ہے اور احادیث میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ وہ مہدی موعود ایسے قصبے کا رہنے والا ہوگا جس کا نام کدعہ یا کدیہ ہوگا اور ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ یہ لفظ کدعہ دراصل قادیان کے لفظ کا مخفف ہے جس میں مسیحیت اور مہدیت کا مدعی بھی موجود ہے جس کا نام یعنی غلام احمد قادیانی اپنے حروف کے اعداد سے اشارہ کر رہا ہے یعنی تیرہ سو عدد جو اس نام سے نکلتا ہے وہ بتلا رہا ہے کہ تیرہویں صدی کے ختم ہونے پر یہی مجدد آیا جس کا نام تیرہ سو کا عدد پورا کرتا ہے ہماری جدید تحقیق سے جو کسر صلیب کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم کو عطا ہوئی ہے یہ بات خوب صفائی سے ثابت ہوگئی کہ مسیح کا ہرگز رفع جسمانی نہیں ہوا ہاں ایک سو بیس برس کے بعد رفع روحانی ہوا بلکہ صلیب کے دنوں میں رفع روحانی بھی نہیں ہوا کیونکہ وہ صلیب کے زخموں سے شفا پا کر ۸۷ برس زندہ رہے وجہ اس کی یہ ہے کہ جس پیلاطوس گورنر قیصر کے ہاتھ میں عیسیٰ کے مار ڈالنے کی کارروائی تھی اس کی بیوی کو خواب آئی کہ اگر یہ شخص مر گیا تو پھر اس میں تمہاری تباہی ہے اس لئے اس نے اندرونی طور پر کوشش کر کے مسیح کو صلیبی موت سے بچا لیا مگر یہودی اپنی حماقت سے سمجھتے رہے کہ مسیح صلیب پر مر گئے حالانکہ حضرت مسیحؑ بخیر و عافیت اپنے حواریوں کے پاس آئے اور ان کو مبارکباد دی کہ میں اللہ

Marfat.com

کے فضل سے بدستور اب تک زندہ ہوں اور پھر ان کے ہاتھ سے لے کر روٹی اور مچھلی کھائی صلیب کی کیلوں کے زخم ان کو دکھلائے اور چالیس دن تک ان کے زخموں کا اس مرہم کے ساتھ علاج ہوتا رہا جس کو قرابادینوں میں مرہم عیسیٰ یا مرہم مرسل یا مرہم حوارئین کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور قانون بوعلی سینا میں بھی مندرج ہے اور جن کی دواؤں کو اللہ تعالیٰ نے بطور الہام کے ان پر ظاہر کیا تھا بعد اس کے مسیح اللہ کا حکم پا کر پوشیدہ طور پر اپنے وطن سے سفر کو نکلے اور حواریوں کو تاکید سے منع کر دیا کہ میرے اس سفر کا حال کسی سے مت کہنا اور ملکوں کی سیر کرتے ہوئے نصیبیں میں آئے اور وہاں سے افغانستان میں پہنچے اور ایک مدت تک اس جگہ جو کوہ نعمان کہلاتا ہے اس کے قریب سکونت پذیر رہے چنانچہ اس جگہ شہزادہ نبی کا چبوترہ اب تک گواہی دے رہا ہے اور اس کے بعد پنجاب میں آئے اور ہندوستان کا بھی سفر کیا اور غالباً بنارس اور نیپال میں بھی پہنچے پھر پنجاب کی طرف لوٹے چونکہ سرد ملک کے رہنے والے تھے اس لئے اس ملک کی شدت گرمی کا تحمل نہ کر سکے اس لئے کشمیر کا ارادہ کیا اور کوہ سلیمان پر ایک مدت تک عبادت کرتے رہے اور سکھوں کے زمانے تک ان کی یادگار کا کوہ سلیمان پر کتبہ موجود تھا اور بقیہ عمر سری نگر میں گزاری اور ایک سو پچیس برس کی عمر میں وہیں فوت ہوئے اور محلہ خان یار کے قریب دفن کئے گئے اور اب تک وہ قبر یوز آسف نبی کی قبر اور شہزادہ نبی کی قبر اور عیسیٰ نبی کی قبر کہلاتی ہے اور اس مزار کا زمانہ تخمیناً دو ہزار برس بتلاتے ہیں اور عوام و خواص میں یہ روایت بکثرت مشہور ہے کہ یہ نبی شام کے ملک سے آیا تھا ہمارے علما کی یہ غلطی ہے کہ معاً صلیب کے ساتھ حضرت عیسیٰؑ کا رفع جسمانی مانتے ہیں یسوع کا آسمان پر مع جسم جانا ایک جھوٹا مسئلہ ہے اور جو مسلمان ایک فرضی دجال اور فرضی مسیح کے منتظر تھے جس کے ماننے سے نئے سرے اس شرک کی بنیاد پڑتی ہے جس کی قرآن شریف بیخ کنی کر چکا ہے اور مسئلہ ختم نبوت بھی ہاتھ سے جاتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا تاکہ میں اس خطرناک حالت کی اصلاح کروں اور لوگوں کو خالص توحید کی راہ بتاؤں اور وہ حوادث ارضی و سماوی جو مسیح موعود کے ظہور کی علامات ہیں وہ سب میرے وقت میں ظہور پذیر ہو گئے ہیں۔ مدت ہوئی کہ خسوف و کسوف رمضان کے مہینے میں ہو چکا ہے اور ستارہ ذوالسنین بھی نکل چکا ہے اور زلزلے بھی آئے اور مری بھی پڑی اور عیسائی مذہب بڑے زور شور سے دنیا میں پھیل گیا اور جیسا کہ آثار میں پہلے لکھا گیا تھا بڑے تشدد سے میری تحقیر بھی ہوئی غرض تمام علامات ظاہر ہو چکی ہیں اور کسر صلیب میرے

Marfat.com

ہاتھ سے یہ ہوئی کہ نشان ظاہر ہوئے اور پیش گوئیاں ظہور میں آئیں اور پادریوں کا منہ بند کیا گیا اور اگر وہ حیا سے کام لیں تو آئندہ اعتراض کرنے کی ان کو جگہ نہ رہے اور قرآن کی تعلیم نے جو میری طرف سے بیان کی گئی بڑے بڑے جلسوں میں لوگوں کا سر جھکا دیا اور عیسائی مذہب کے اصول کو ایسے طور سے توڑا گیا کہ کبھی کسی کو پہلے اس سے میسر نہ آیا ایسی ہی مسیح موعود کے وجود کی علت غائی احادیث نبویہ میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عیسائی قوم کے دجل کو دور کریں گے اور ان کے صلیبی خیالات کو پاش پاش کر کے دکھائیں گے چنانچہ یہ امر میرے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے ایسا انجام دیا کہ عیسائی مذہب کے اصول کا خاتمہ کر دیا میں نے ثابت کر دیا کہ وہ لعنتی موت کہ جو نعوذ باللہ حضرت مسیح کی طرف منسوب کی جاتی ہے جس پر تمام مدار صلیبی نجات کا ہے وہ کسی طرح حضرت عیسیٰؑ کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی اور کسی طرح لعنت کا مفہوم کسی راست باز پر صادق نہیں آسکتا بخاری کی یہ حدیث کہ مسیح آئے گا اور صلیب کو توڑے گا وہ معنی نہیں رکھتی جو ہمارے قابل رحم علما بیان کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی کوتہ اندیشی سے یہ سمجھا ہوا ہے کہ مسیح دنیا میں آ کر ایک بڑے جہاد کا دروازہ کھولے گا اور محمد مہدی خلیفہ سے مل کر دین پھیلانے کے لئے لڑائیاں کرے گا اور تلوار اٹھائے گا اور ایک بڑی خونریزی ہوگی جو دنیا کی ابتدا سے اس وقت تک کبھی نہیں ہوئی ہوگی اور یہاں تک خونریزی کرے گا جو زمین کو خون سے بھر دے گا اور ایسا سخت دل ہوگا کہ جزیہ بھی قبول نہیں کرے گا اس کی تقسیم اوقات یہ ہوگی کہ کچھ حصہ دن کا تو لوگوں کو قتل کرنے میں بسر کرے گا اور کچھ حصہ دن کا جنگلوں میں جا کر سوروں کو مارنے میں گزار دے گا (اسی لئے مرزا صاحب ایسے مسیح و مہدی کو خونریز مسیح اور خونریز مہدی کہتے ہیں) سو یاد رہے کہ یہ عقیدہ سراسر باطل ہے بلکہ کسر صلیب سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح موعود ایسے زمانے میں آئے گا جب کہ ہر طرف سے ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے کہ جن کی پرزور تاثیروں سے صلیبی مذہب عقلمندوں کے دلوں سے گرتا جائے گا وہ حق محض جو اللہ نے ہمیں سمجھایا ہے یہ ہے کہ مسیح جس کا دوسرا نام مہدی ہے دنیا کی بادشاہت سے ہرگز حصہ نہیں پائے گا بلکہ اس کے لئے آسمانی بادشاہت ہوگی اس لئے مجھے جو میں مسیح موعود ہوں زمین کی بادشاہت سے کچھ تعلق نہیں بلکہ ضرور تھا کہ میں غربت اور مسکینی میں آتا اور یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح حکم ہو کر آئے گا اور وہ اسلام کے تمام فرقوں پر حاکم عادل ہوگا سو یہ حکومت اس کی زمین کی نہیں ہوگی بلکہ ضرور ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ بن مریم

Marfat.com

کی طرح غربت اور خاکساری سے آئے گا سو ایسا ہی وہ ظاہر ہوا تا کہ وہ سب باتیں پوری ہوں جو صحیح بخاری میں ہیں کہ یضع الحرب یعنی وہ مذہبی جنگوں کو موقوف کردے گا اور اس کا زمانہ امن اور صلح کاری کا ہوگا۔ لاٹھی اور تلوار سے ہرگز ہرگز دین دلوں میں داخل نہیں ہوسکتا اللہ کے سچے مسیح اور مہدی کے لئے ضروری ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ دین کو پھیلائے تا کہ وہ لوگ شرمندہ ہوں جنہوں نے اللہ کے دین اسلام پر ناحق جھوٹے الزام لگائے سو اس وجہ سے میں نشانیوں کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور ایک بڑا بھاری معجزہ میرا یہ ہے کہ میں نے بدیہی ثبوتوں کے ذریعہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کر دیا ہے اور ان کی جائے وفات اور قبر کا پتہ دے دیا ہے میں اس لئے نہیں آیا کہ آپ لوگوں کو دنیا کے گندے مال میں مبتلا کروں اور آپ پر ہوا وہوس کے پورے دروازے کھول دوں بلکہ میں اس لئے آیا ہوں کہ موجودہ دنیا کے خط سے بھی کچھ کم کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف کھینچوں پس حقیقت میں آپ لوگوں کا میرے آنے سے بہت ہی جرح ہوا یہ بات جلد عقلمند اور منصف مزاج کی سمجھ میں آسکتی ہے کہ ہر ایک مجدد ان مفاسد کے دور کرنے کے لئے مبعوث ہوتا ہے جو سب سے زیادہ خطرناک اور سب سے زیادہ موجب ہلاک اور نیز سب سے زیادہ کثرت میں ہوتے ہیں اور انہیں خدمات کے مناسب حال اس مجدد کا نام آسمان پر ہوتا ہے اور جب کہ یہ بات واقعی اور صحیح ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس پرآشوب زمانے میں جب کہ لوگ چاروں طرف سے عیسائیت کی پرزہر تعلیم سے ہلاک ہوئے جاتے ہیں بڑا کام مجدد کا یہ ہونا چاہئے کہ اہل اسلام کی ذریت کو اس زہر سے بچائے اور صلیبی فتنوں پر اسلام کو فتح بخشے اور جب کہ اس صدی کے مجدد کا یہ کام ہوا تو بلاشبہ آسمان پر اس کا نام سرالصلیب ہوا میں زور سے اور دعوے سے کہتا ہوں کہ جس کسر صلیب کا بخاری میں وعدہ تھا اس کا پورا سامان مجھے عطا کیا گیا ہے اور ہر ایک عقل سلیم گواہی دے گی کہ بجز اس صورت کے اور کوئی موثر اور معقول صورت کسر صلیب کی نہیں۔ مسیح موعود کے اسی امت میں سے آنے پر بہت سی گفتگو کر کے یہ حدیث لکھی ہے لو کان الایمان معلقا بالثر یا لناله رجل من فارس اس کے بعد کہتے ہیں کہ چونکہ اس فارسی شخص کی طرف وہ صفت منسوب کی گئی ہے جو مسیح موعود اور مہدی سے مخصوص ہے یعنی زمین جو ایمان اور توحید سے خالی ہوکر ظلم سے بھر گئی ہے پھر اس کو عدل سے پر کرنا لہٰذا یہی شخص مہدی اور مسیح موعود ہے اور وہ میں ہوں اکثر لوگوں نے قلت تدبر سے ان تین ناموں کی وجہ سے تین علیحدہ علیحدہ

Marfat.com

شخص سمجھ لئے ہیں اور تین قومیں ان کے لئے مقرر کی ہیں ایک فارسیوں کی قوم دوسرے بنی اسرائیل کی قوم تیسرے بنی فاطمہ کی قوم مگر یہ تمام غلطیاں ہیں حقیقت میں یہ تینوں ایک ہی شخص ہے جو تھوڑے تھوڑے تعلق کی وجہ سے کسی قوم کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے مثلاً ایک حدیث سے سمجھا جاتا ہے کہ اہل فارس یعنی بنی فارس بنی اسحاق میں سے ہیں پس اس طرح وہ آنے والا مسیح اسرائیلی ہوا اور بنی فاطمہ کے ساتھ امہاتی تعلق رکھنے کی وجہ سے جیسا کہ مجھے حاصل ہے فاطمی بھی ہوا پس گویا کہ وہ نصف اسرائیلی اور نصف فاطمی ہوا ہاں میرے پاس فارسی ہونے کے لئے بجز الہام الٰہی کے اور کچھ ثبوت نہیں اور وہ یہ ہے خذو التوحید خذو التوحید یا ابناء الفارس یعنی توحید کو پکڑو توحید کو پکڑ داے فارس کے بیٹوں اور بنی فاطمہ ہونے میں یہ الہام ہے الحمدللہ الذی جعل لکم الصھر والنسب اشکر نعمتی رئیت خدیجتی یعنی تمام حمد اور تعریف اس اللہ کے لئے جس نے تمہیں فخر دامادی مساوات اور فخر علونسب جو دونوں مماثل اور مشابہ ہیں عطا فرمایا یعنی تمہیں سادات کا داماد ہونے کی فضیلت عطا کی اور میری نعمت کا شکریہ ادا کر کے تو نے میری خدیجہ کو پالیا۔

مرزا صاحب اپنی کتابوں میں بہت جگہ بیان کر چکے ہیں کہ یہ عاجز جو حضرت عیسیٰ کے رنگ میں بھیجا گیا ہے بہت سے امور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت رکھتا ہے یہاں تک کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں ایک ندرت تھی کہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اس عاجز کی پیدائش میں بھی ایک ندرت ہے اور وہ یہ کہ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ وہ پیغمبر اللہ کو مثیل موسیٰ کہتے ہیں اور اپنی ذات کو مثیل عیسیٰ قرار دیتے ہیں ان کا قول ہے کہ جیسا کہ ایک سلسلہ چودہ سو برس کی مدت تک موسیٰ سے لے کر عیسیٰ بن مریم تک ختم ہوا ایسا ہی دوسرا سلسلہ جو اللہ کے کلام میں اس کے مشابہ کھڑا کیا گیا ہے اسی چودہ سو برس کی مدت تک مثیل موسیٰ یعنی حضرت محمدؐ سے لے کر مثیل عیسیٰ بن مریم یعنی مرزا صاحب تک ختم ہوا۔

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے فضل و عنایت سے امام الزماں میں ہوں اللہ فرماتا ہے۔ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ اُولِی الامر۔ (سورۃ نساء۔ ۴۔ آیت ۵۹) سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزماں ہے اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل

Marfat.com

ہو سکے وہ ہم میں سے ہے خواہ عیسائی ہو یا مسلمان مرزا صاحب اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ کے عظیم الشان نشان مجھ پر بارش کی طرح اتر رہے ہیں اور غیب کی باتیں مجھ پر کھل رہی ہیں ہزار ہا دعائیں اب تک قبول ہو چکی ہیں اور تین ہزار نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور ہر ایک دانشمند سمجھ سکتا ہے کہ میرے الہامات اور پیش گوئیاں انسان کی طاقت سے بالاتر ہیں۔

مرزا صاحب نے ایک رات کشفی حالت میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا ہے مگر خواب میں محسوس ہوا کہ اس کا نام شیر علی ہے اس نے مرزا صاحب کو ایک جگہ لٹا کر ان کی آنکھیں نکالی ہیں اور صاف کی ہیں اور میل و کدورت ان میں سے پھینک دی ہے اور ہر ایک بیماری اور کوتہ بینی کا مادہ نکال دیا ہے اور مصفا نور جو آنکھوں میں سے پہلے سے موجود تھا مگر بعض مواد کے نیچے دبا ہوا تھا اس کو ایک چمکتے ہوئے ستارے کی طرح بنا دیا ہے اور یہ عمل کر کے پھر فرشتہ غائب ہو گیا اور مرزا صاحب اس کشفی حالت سے بیداری کی طرف منتقل ہو گئے اور کہتے ہیں کہ ایک بار مجھ کو کشفی طور پر دکھایا گیا کہ میں نے بہت سے احکام قضا و قدر کے اہل دنیا کی نیکی بدی کے متعلق اور نیز اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے لئے لکھے ہیں اور پھر تمثیل کے طور پر میں نے اللہ کو دیکھا اور وہ کاغذ جناب باری کے آگے رکھ دیا کہ وہ اس پر دستخط کر دے سو اللہ نے سرخی کی سیاہی سے دستخط کر دئے اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تھی اس کو جھاڑ دیا اس کے قطرے میرے کپڑوں پر پڑے جن کو میں نے بچشم خود دیکھا۔

ایک بار عالم کشف میں دیکھا کہ میں نے بشمبر داس کھتری کے نوشتہ قضا و قدر کی نصف قید کو اپنے قلم سے کاٹ دیا مگر بری نہیں کیا ایک بار کشف میں دیکھا کہ وہ اور حضرت عیسیٰ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔

ایک بار حالت کشفی میں اللہ کی روح ان پر غالب ہو گئی اور اس نے اپنے وجود میں مرزا صاحب کو پنہاں کر لیا اور انہوں نے اس حال میں دیکھا کہ وہ نئے نظام اور نئے آسمان اور نئی زمین کے پیدا کرنے پر قادر ہیں پھر انہوں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا الی آخرہ۔ لکھتے ہیں کہ ایک بار مجھے اللہ نے مخاطب کر کے فرمایا بلاش اللہ کا نام ہے یہ ایک نیا الہامی لفظ ہے کہ اب تک میں نے اس کو اس صورت پر قرآن اور حدیث میں نہیں پایا اور نہ کسی لغت کی کتاب میں دیکھا اس کے معنے مجھ پر کھولے گئے کہ یالاشریک۔ الہام میں بار بار میرا نام ابراہیم رکھا گیا ہے جیسا کہ براہین احمدیہ ہی کے صفحہ ۵۶۱ میں الہام ہے

Marfat.com

سلام" عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ صافیناہ الخ. (سورۃ صافات۔۳۷۔آیت۔۱۰۹)

جس طرح اللہ تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائیں تھیں مرزا صاحب کو بھی اللہ نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اللھم صلی علی محمد وال محمد وہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی اجتہادی باتوں کو خطا سے معصوم نہیں سمجھتے اجتہادی غلطی نبیوں اور رسولوں سے بھی ہو جاتی ہے۔

مرزا صاحب پر کئی بار عدالتوں میں مقدمات بھی دائر ہوئے مگر نہایت کشاکش کے بعد وہ ہر ایک مقدمے میں آخر کار بری ہو گئے ان مقدمات کو وہ ابتلا کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں بعض مقدمات ان پر اپنے سخت لہجہ کی وجہ سے اور بعض کسی کی موت یا ذلت کی پیش گوئی کے سبب سے عائد ہوئے۔

ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے اقدام قتل کا مقدمہ ان پر دائر کیا گیا جو ڈپٹی کمشنر ضلع گورداس پور کی عدالت سے ۲۳۔اگست ۱۸۹۷ء کو خارج کیا گیا بری کرنے کے حکم کے آخر میں مرزا صاحب کے حق میں نوٹس بطور تہدید کے لکھا گیا کہ ہم اس موقع پر مرزا غلام احمد کو بذریعہ تحریری نوٹس کے جس کو انہوں نے خود پڑھ لیا اور اس پر دستخط کر دیے ہیں باضابطہ طور سے متنبہ کرتے ہیں کہ ان مطبوعہ دستاویزات سے جو شہادت میں پیش ہوئی ہیں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اشتعال اور غصہ دلانے والی کتابیں شائع کی ہیں جن سے ان لوگوں کی ایذا متصور ہے جن کے مذہبی خیالات ان کے مذہبی خیالات سے مختلف ہیں جو اثر ان کی باتوں سے ان کے بے علم مریدوں پر ہوگا اس کی ذمہ داری انہی پر ہوگی اور ہم انہیں متنبہ کرتے ہیں کہ جب تک وہ زیادہ تر میانہ روی کو اختیار نہ کریں گے وہ قانون کی زد سے بچ نہیں سکتے بلکہ وہ اس کی زد کے اندر آجاتے ہیں۔

مرزا صاحب نے ڈپٹی عبداللہ آتھم کی نسبت یہ پیش گوئی کی کہ وہ روز ختم مباحثہ سے ۱۵ مہینہ تک ہاویہ میں ڈالا جائے گا جب کہ آتھم ۱۵ مہینہ کے اندر فوت نہیں ہوا تو مرزا صاحب نے تاویل کی کہ الہام حق کی طرف رجوع کی شرط سے وابستہ تھا عیسائیوں نے مرزا صاحب کی تکذیب کی اور اس تاویل کو نہ مانا تو انہوں نے چار ہزار روپیہ اس بات کے لئے دینا کیا کہ وہ مجلس میں قسم کھا جائے کہ اس نے دل میں اللہ کی طرف رجوع نہیں کیا مگر آتھم نے قسم کھانے سے صاف انکار کر دیا مرزا صاحب کہتے ہیں کہ الہام میں پیش

Marfat.com

از وقت شائع کیا گیا تھا کہ آتھم رجوع سے فائدہ اٹھائے گا لیکن اگر گواہی کو پوشیدہ کرے گا تو پھر جلد پکڑا جائے گا اور فوت ہو جائے گا اس نے شرط پر عمل کیا تو بہ قدر اس عمل کے تاخیر ہو گئی اور جب گواہی کو چھپایا تو پکڑا گیا اور آخری اشتہار سے چھ ماہ بعد فوت ہو گیا اگر وہ اس غیرت اور خاموشی اور خوف پر قائم رہتا جو اس نے پیش گوئی کی میعاد میں اختیار کی تھی تو اس کو لمبی زندگی دی جاتی اور وہ بیس برس تک اور زندہ رہتا۔

ایک آریہ لیکھ رام کی موت کی نسبت پیش گوئی کی کہ وہ چھ برس کے اندر ہلاک کیا جائے گا۔ وہ ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو ایسے وقت میں مارا گیا کہ مرزا صاحب کی پیش گوئی میں ابھی اڑھائی سال باقی تھے مرزا صاحب کہتے ہیں کہ جس طرح گوسالہ سامری کے کٹنے کے بعد حضرت موسیٰؑ نے بڑی عزت پائی تھی اسی کے مطابق اس بندے کی عزت کو بھی اللہ نے زیادہ کیا اور جس طرح گوسالہ بنانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر طاعون بھیجی تھی اسی طرح لیکھ رام کے مرنے کے بعد بھی اس ملک میں طاعون پھیلی عبداللہ آتھم کی پیش گوئی جمالی تھی اور لیکھ رام کی جلالی۔ یہ پیش گوئی مجھ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مشترک ہے اور لیکھ رام کا حال کسرے یعنی خسرو پرویز سے مشابہ ہے اور جیسا کہ تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ کسریٰ کا مارا جانا ایک بڑا معجزہ تھا ایسا ہی اگر مسلمان چاہیں تو گواہی دے سکتے ہیں کہ لیکھ رام کا مارا جانا بھی ایک بڑا معجزہ تھا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ نے حکومت تک یہ شکایتیں پہنچائیں کہ مرزا صاحب حکومت انگریزی کے بدخواہ ہیں اور بغاوت کے خیالات رکھتے ہیں تو انہوں نے اعلان کیا کہ جس فرقے کا اللہ نے مجھے امام اور پیشوا مقرر کیا ہے ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ یہ کہ اس فرقے میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کا انتظار ہے بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو جائز سمجھتا ہے اور قطعاً اس بات کو حرام جانتا ہے کہ دین کی اشاعت کے لئے لڑائیاں کی جائیں یہ نظم بھی انہوں نے بنائی ہے۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستوں خیال | دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے | دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

انہوں نے ۷ استمبر ۱۸۹۹ء کو ایک درخواست شائع کی جس میں حکومت انگریزی پر ظاہر کیا ہے کہ اس ملک کے مسلمان مجھے اس وجہ سے بھی کافر کہتے ہیں کہ میں نے انگریزی

Marfat.com

سلطنت کو سلطنت روم (ترکی) پر ترجیح دی ہے اور یہ لوگ مجھے اس وجہ سے بھی کافر ٹھہراتے ہیں کہ میں نے اللہ کو سچے الہام سے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اس خونی مہدی کے آنے سے انکار کیا ہے جس کے یہ لوگ منتظر ہیں آخر درخواست میں تحریر کرتے ہیں کہ میں سلطنت انگریزی کے مقابل سلطنت روم (ترکی) بھی نہیں پاتا جو اسلامی سلطنت کہلاتی ہے۔

مرزا صاحب نے اپنے متبعوں کا نام فرقہ احمدیہ اور احمدی مذہب کے مسلمان رکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے ایک محمد دوسرا احمد ان میں سے محمد جلالی نام تھا اور اس میں یہ مخفی پیش گوئی تھی کہ حضرت محمدؐ ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور سینکڑوں مسلمانوں کو قتل کیا لیکن اسم احمد جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ حضرت محمدؐ دنیا میں امن اور صلح پھیلائیں گے اور اللہ نے ان دو ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اول حضرت محمدؐ کی مکے کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر وشکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینے کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا اور مخالفوں کی سرکوبی اللہ کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی لیکن یہ پیش گوئی کی گئی کہ آخری زمانے میں پھر اسم احمد ظہور کرے گا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات ظہور میں آئیں گی اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا حضرت محمد ﷺ کو دو بروزوں کی حاجت پڑی ایک بروز محمدی موسوی دوسرا بروز احمدی عیسوی بروز محمدی موسوی کے لحاظ سے مظہر حقیقت محمدیہ کا نام مہدی رکھا گیا اور اہلاک ملل باطلہ کے لئے بجائے تلوار کے قلم سے کام لیا گیا اور بروز احمدی عیسوی کے لحاظ سے مظہر حقیقت احمدیہ کا نام مسیح اور عیسیٰ رکھا گیا۔

وہ کہتے ہیں کہ ہماری مجلس اللہ نما ہے ان کو اللہ کی طرف سے عربی فارسی اردو انگریزی میں الہام ہوتا ہے کبھی ایک ہی سلسلہ الہام میں ایک وقت میں کئی زبانوں کے الفاظ ہوتے ہیں۔ بطور نمونہ ملاحظہ ہو۔

(۱) لاتخف انک انت الاعلےٰ یعنی کچھ خوف مت کر کہ تو غالب ہے۔

(۲) بکر وثیب'' ۔ مرزا صاحب اس الہام کے یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ اللہ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا جن میں سے ایک بکر ہوگی دوسری بیوہ۔

(۳) ایک زمانے میں مرزا صاحب کا دل بباعث گوشہ گزینی اور ترک دنیا کے اہتمامات تاہل سے سخت کارہ تھا اور عیال داری کے بوجھ سے طبیعت متنفر تھی تو اس حالت

Marfat.com

کے تصور کے وقت یہ الہام ہوا۔ ہر چہ باید نوعروسے راہمہ سامان کنم۔ یعنی اس شادی میں تجھے کچھ فکر نہیں کرنا چاہئے ان تمام ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمے رہے گا۔

(۴) یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ۔

(۵) قادر ہے وہ بار گیر ٹوٹا کام بنادے۔ بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پائے۔

(۶) دس دن کے بعد موج دکھاتا ہوں الا ان نصر اللہ قریب فی شائل مقیاس دین دل یوگوٹو امرتسر یہاں تک الہام کی عبارت ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ دس دن کے بعد روپیہ آئے گا اللہ کی مدد نزدیک ہے اور جیسے جب جننے کے لئے اونٹنی دم اٹھاتی ہے تب اس کا بچہ جننا نزدیک ہوتا ہے ایسا ہی مدد الٰہی بھی قریب ہے دس دن کے بعد جب روپیہ آئے گا تب تم امرتسر بھی جاؤ گے۔

(۷) اپنی چکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن اللہ اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔

(۸) ایک عزت کا خطاب ایک عزت کا خطاب لک خطاب العزۃ ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا۔

(۹) اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

مرزا صاحب اپنی دعا کے ضمن میں اللہ سے خطاب کرتے ہیں تو نے ہی اس چودھویں صدی کے سر پر مجھے مبعوث کیا اور فرمایا کہ اٹھ کہ میں نے تجھے اس زمانے میں اسلام کی حجت پوری کرنے کے لئے اور اسلامی سچائیوں کو دنیا میں پھیلانے اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کے لئے چنا اور تو نے ہی مجھے کہا کہ تو میری نظر میں منظور ہے میں اپنے عرش پر تیری تعریف کرتا ہوں تو نے ہی مجھے فرمایا کہ وہ مسیح موعود ہے جس کے وقت کو ضائع نہیں کیا جائے گا۔ اور تو نے ہی مجھے مخاطب کر کے کہا کہ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید اور تو نے ہی مجھے فرمایا کہ تو میری درگاہ بارگاہ میں وجیہ ہے اور میں نے اپنے لئے تجھے اختیار کیا۔

مرزا صاحب نے البدر مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء میں شائع کرایا تھا کہ میرا کام یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دوں پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں مرزا

Marfat.com

صاحب نے مباہلے کے مقابلے میں جس میں لعنت ہوتی ہے اعجازی مقابلہ ایجاد کیا ہے کہ فصیح و بلیغ عبارت اس حد تک لکھی جائے کہ کوئی مخالف اس کی نظیر بنانے پر قادر نہ ہو مرزا صاحب تحفہ گولڑویہ میں لکھتے ہیں کہ ہنود اپنے گزشتہ اوتاروں کے ناموں پر آئندہ اوتاروں کے انتظار کرتے رہے ہیں اور اب بھی آخری اوتار کو جس کو کلکی اوتار کے نام سے موسوم کرتے ہیں کرشن کا اوتار مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جیسا کہ کرشن کی صفات میں سے رودر گوپال ہے یعنی سوروں کو ہلاک کرنے والا اور گائیوں کو پالنے والا ایسا ہی کلکی اوتار ہوگا یہ ایک کرشن کی صفات کی نسبت استعارہ ہے کہ وہ درندوں کو ہلاک کرتا تھا یعنی سوروں اور بھیڑیوں کو اور گائیوں کو پالتا تھا یعنی نیک آدمیوں کو اور مراد اس سے یہ ہے کہ زمانے کا دور ہی ایسا آجائے گا اور آسمانی ہوا شریروں کو نابود کرتی جائے گی اور نیک بڑھیں گے اور پھولیں گے اور زمین کو پر کریں گے تب اس مسیح پر رودر گوپال کا اسم صادق آئے گا اور میں جو وہی مسیح اور مظہر صفات مذکورہ ہوں اس لئے کشفی طور پر مجھے ایک شخص دکھایا گیا گویا وہ سنسکرت کا ایک عالم آدمی ہے جو کرشن کا نہایت درجہ معتقد ہے وہ میرے سامنے کھڑا ہوا اور مجھے مخاطب کر کے بولا کہ ہے رودر گوپال تیری استت گیتا میں لکھی ہے اس وقت میں سمجھا کہ تمام دنیا ایک رودر گوپال کا انتظار کر رہی ہے اللہ نے کشفی حالت میں بارہا مجھے اس بات پر اطلاع دی ہے کہ آریہ قدیم میں کرشن نام ایک شخص جو گزرا ہے وہ اللہ کے برگزیدوں اور اپنے وقت کے نبیوں میں سے تھا اور میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ میں ہوں کرشن کی دو صفت ہیں ایک رودر یعنی درندوں اور سوروں کا قتل کرنے والا یعنی دلائل اور نشانوں سے دوسرے گوپال یعنی گائیوں کا پالنے والا یعنی اپنے انفاس سے نیکوں کا مددگار اور یہ دونوں صفتیں مسیح موعود کی صفتیں ہیں مرزا صاحب کی اس آخری الہامی جست کی داد دینے کو جی چاہتا ہے اس نئی تثلیث نے مسلم عیسائی اور اہل ہنود سب کو اپنی اپنی جگہ پر اپنے اپنے عقیدے اور رسم و رواج پر قائم رہنے کے باوجود ایک ہی سلسلے میں منسلک کرنے اور سہ رنگی بھیڑوں کا ایک گلہ بنانے اور بالآخر نجات دلانے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اول اول دعویٰ مجددیت کیا پھر ظلی طور پر مسیح موعود ہوئے پھر بروزی مسیح موعود بن گئے جب ترقی ہوئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل ہو گئے اسی اثنا میں مہدی حکم۔ کاسر الصلیب امام الزماں وغیرہ وغیرہ بھی بنتے رہے حتیٰ کہ کرشن ہونے سے بھی نہ چوکے شدہ شدہ ان کی یہاں تک بڑھی کہ اصلی مسیح موعود

Marfat.com

ہو گئے جب یہ دعویٰ بھی فیاضی کے ساتھ ان کی جماعت نے تسلیم کرلیا تو پھر حضرت مسیح سے بھی افضل ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ ان کا شعر ملاحظہ ہو۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو اس سے بہتر غلام احمد ہے

جب خوش اعتقادوں نے اس پر بھی اف نہ کی تو مرزا صاحب تھے آدمی سمجھدار انہوں نے خیال کیا کہ جب مصدقین اس بری طرح اپنی عقلوں کو ہم پر اور ہمارے کلام پر نثار کر رہے ہیں تو اب کور کسر اٹھا رکھنے کی کوئی وجہ نہیں چنانچہ ان کو فوراً الہام ہوا انت منی بمنزلہ اولادی اولاد کے بنے کے بعد اب اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے تکلف دوستی ہوتی ہے چنانچہ اپنی کتاب ضرورۃ الامام صفحہ ۲۴ میں لکھ دیا کہ اللہ تعالیٰ اس عاجز سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے روشن چہرے سے اتار دیتا ہے اور میں اپنے تئیں ایسا پاتا ہوں کہ گویا کوئی مجھ سے مذاق کر رہا ہے۔ لیجئے جب مذاق مستی تک نوبت پہنچ چکی تو اب برابر کی دوستی میں کیا شبہ رہا۔ اس کے بعد مرزا صاحب عین اللہ ہو جاتے ہیں چنانچہ الحکم مورخہ ۲۴۔ فروری ۱۹۰۵ء میں مرزا صاحب کا الہام لکھا ہے انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون مرتبہ کن فیکون حاصل ہونے کے بعد ان میں اور اللہ تعالیٰ میں کیا فرق رہا۔ دیکھئے سلسلہ کہاں سے شروع ہوا اور اس کا خاتمہ کہاں ہوا۔ پھر لطف یہ کہ اس کے بعد بھی مجددیت کے پردے کی آڑ لیتے رہے اور مثیل مسیح موعود اور مثیل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کو لکھتے رہے۔

غرض کہ مرزا صاحب اپنی تحریرات کے بموجب اللہ بھی تھے اللہ کی اولاد بھی تھے اور اللہ کے دوست بھی تھے۔ کرشن بھی تھے۔ مہدی بھی تھے۔ مجدد بھی تھے۔ مسیح بھی تھے۔ ظلی نبی بھی تھے اور نہ معلوم کیا کیا تھے ان پر ایمان فرض بھی تھا کیونکہ نبی تھے اور بالکل فرض نہ تھا کیونکہ صرف مجدد تھے۔ غرض مرزا صاحب سب کچھ تھے اقوال میں تناقض بھی تھا زبانی جمع خرچ کے لحاظ کے پکے دیندار تھے عمل کے لحاظ سے دنیا داروں کی بھی ان کے سامنے ہستی نہ تھی۔ مرزا صاحب کیا تھے سراسر گلدستہ عجائب تھے لیکن جو خوش اعتقادی ان کی نسبت قائم ہو چکی تھی وہ نہ گئی پر نہ گئی بعض باتوں کو بعد میں مرزا صاحب نے خود منسوخ کیا۔

فرماتے ہیں کہ جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا صرف ان معنوں سے کیا کہ میں مستقل طور پر شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ نہ میں بلا واسطہ نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیئے اس کا نام پا کر اس کے واسطے اللہ کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں ان معنوں سے

Marfat.com

رسول اور نبی ہونے سے انکار نہیں کرتا (ایک غلطی کا ازالہ نمبر ۶)۔

ملا عبداللطیف خوست کو امیر حبیب اللہ خان والی کابل نے اسلام سے پھر جانے اور مرزا صاحب قادیانی کو پیغمبر قبول کر لینے اور پیغمبران علیہم السلام کی توہین کرتے اور بالخصوص حضرت عیسیٰؑ کو سخت گندی گالیاں دینے کی پاداش میں باوجود توبہ کی مہلت کے سنگسار کرادیا کیونکہ شریعت اسلام میں تاکیدی حکم ہے کہ ایسے شخص کو سنگسار کیا جائے پس حقیانِ شریعت کے فتوے کے مطابق ایسا کیا گیا۔

مرزا صاحب نے بڑے شدومد سے دعویٰ کیا تھا کہ میرا ایک عورت سے نکاح ہونا ضرور ہے جو آسمان پر ان سے پڑھا جاچکا تھا مگر وہ بی بی باوجود ہزار کوششوں کے ان کے نکاح میں نہ آئی بلکہ اس زمانے سے آج تک ایک دوسرے شریف آدمی کی بی بی ہے۔

مرزا صاحب نے جب دیکھا کہ اب آسمانی منکوحہ کے ملنے کی کوئی امید نہیں تب انہوں نے حقیقۃ الوحی میں لکھ دیا کہ اللہ جس خبر اور وعدے کو چاہے پورا کردے اور جس کو چاہے باطل کردے اور بہت سی پیش گوئیاں ان کی موت سے باطل ثابت ہوگئیں مثلاً۔

(۱) مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں فوت نہ ہوا تو میں دجال اور کذاب۔ (اشتہار مرزا صاحب مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء)

(۲) جوانی کا واپس آنا (بدر مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء)۔

(۳) ڈاکٹر عبدالحکیم میری آنکھوں کے روبرو اصحاب فیل کی طرح نیست و نابود ہوجائے گا (تبصرہ مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۰۷ء)

(۴) مرزا صاحب کی عمر ۹۵ سال کی ہوگی (الحکم ۲۴۔ دسمبر ۱۹۰۳ء)۔

(۵) قیامت خیز زلزلہ آنے کو ہے۔ (مرزا صاحب کا اشتہار مورخہ مارچ ۱۹۰۶ء)

(۶) غلام حلیم اور یحییٰ کی بشارت (تبصرہ)۔

(۷) عالم کباب کی پیدائش جس کے پیدا ہوتے ہی تمام عالم کے لئے تباہ ہوجانا تھا اور پھر مرزائیوں کی فتح اور خوشی ہونی تھی (الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۸ء)۔

(۸) دوبارہ زندگی منسوخ شدہ زندگی (البدر ۲۳۔ اپریل ۱۹۰۸ء)۔

(۹) دو خواتین مبارکہ تیرے نکاح میں آئیں گی جن کو تو نصرت جہاں بیگم کے بعد پائے گا اور ان سے تیری نسل بکثرت ہوگی (مرزا صاحب کا اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۰۶ء)۔

Marfat.com

ان پیش گوئیوں کے وقوع میں آنے سے پیشتر ۔۲۶ مئی ۔۱۹۰۸ء مطابق ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۲۶ ہجری کو دس بج کر دس منٹ پر بوقت صبح لاہور میں عارضہ ہیضہ یا درد گردہ سے انتقال کیا تاہم انہیں اپنے کام میں خاصی کامیابی ہوئی اور لاکھون تک ان کے مریدوں کی تعداد پہنچ گئی جن میں کئی رئیس اور جاگیردار اور اکثر تعلیم یافتہ اور بڑے بڑے تاجر شامل تھے۔

تنبیہ: مرزا صاحب نے علمائے اہل سنت والجماعت کو جن الفاظ سے یاد کیا ہے اس سے زیادہ گندے الفاظ کسی کو میسر نہیں آسکتے ۔ چنانچہ ملاحظہ فرمایئے قصائد احمدیہ وغیرہ۔ خبیث ۔ شیطان۔ مضل ۔ کذاب ۔ ناری۔ غوی ۔ اجہل ۔ احمق ۔ شقی ۔ ذیب ۔ کلب ۔ ملاعین ۔ اشرار طمام ۔ فتان ۔ دجال مفتری اوباش بے ایمان ۔ بے حیا ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ مولوی نذیر حسین دہلوی نے مرزا صاحب کے حق میں تکفیر کا فتویٰ لکھا ہے جس پر بہت سے علما کی تصدیق ہے اس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اہل سنت سے خارج ہیں ان کا عمل اور طریق ملحدین باطنیہ وغیرہ اہل ضال کا طریق ہے ان کے دعوے واشاعت اکاذیب اور اس ملحدانہ طریق سے ان کو تیس دجالوں میں سے جن کی خبر حدیث میں وارد ہے ایک دجال کہہ سکتے ہیں اب مسلمانوں کو چاہئے کہ ان سے احتراز کریں اور ان سے وہ دینی معاملات نہ کریں جو اہل اسلام میں باہم ہونے چاہیں ان کی محبت اختیار کریں اور ان کو ابتدا اسلام کریں اور نہ ان کو دعوت مسنون میں بلائیں نہ ان کی دعوت قبول کریں اور نہ ان کے پیچھے اقتداء کریں اور نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھیں۔

جون ۱۹۰۹ء میں ریاست رام پور میں علمائے اسلام اور جماعت احمدیہ قادیانی میں نہایت عمدہ مناظرہ ہوا۔ اس مناظرے کے دوران میں ایک نیا مسئلہ جماعت احمدیہ قادیانی سے معلوم ہوا کہ سات برس کے بعد ہر انسان کا جسم بدل جاتا ہے۔

مرزا صاحب کی مسند خلافت پر حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح والمہدی کے نام سے ہیں اور بیعت توبہ اور بیعت اطاعت لیتے ہیں۔

Marfat.com

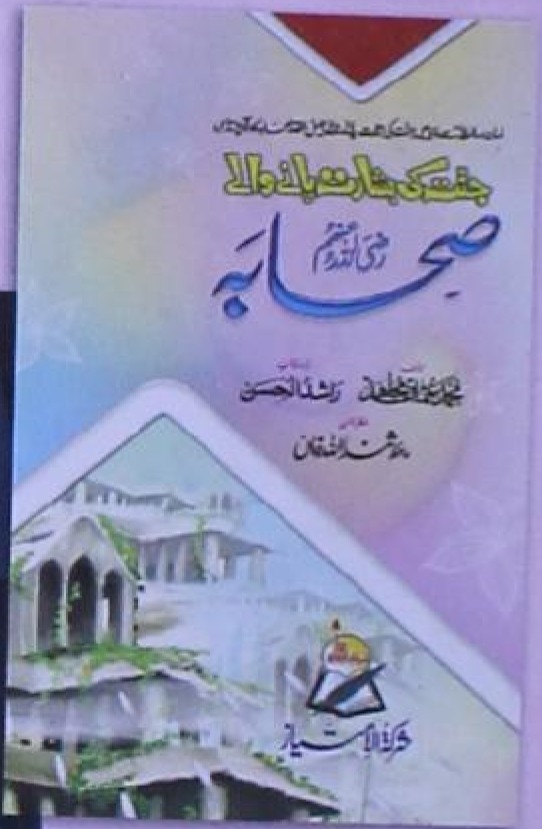

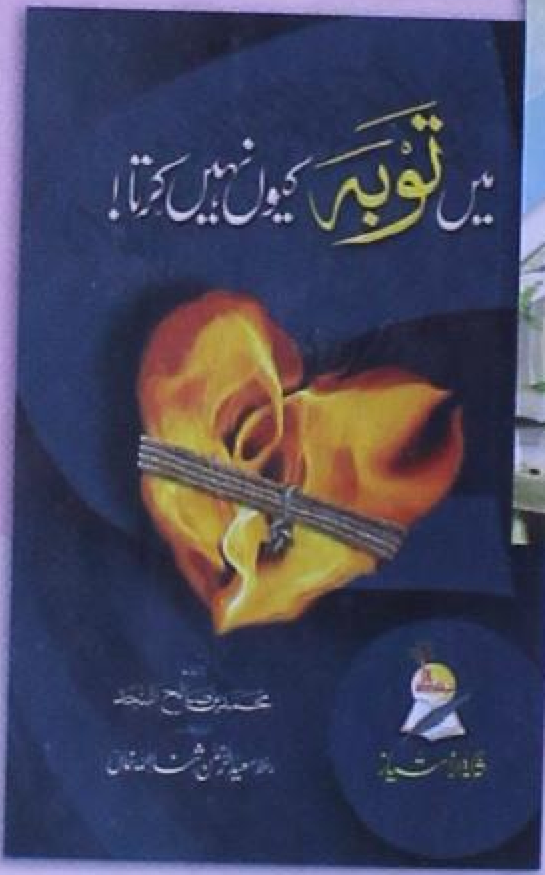

شرکۃ الامتیاز
غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور۔